

کتاب مستطاب
الشفا فی

ترجمہ

فروع کافی

جلد سوئم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (حصہ اول)

انام آباد کراچی

سبیل سکینہ
حصہ اولیٰ ان پرنٹ نمبر ۵۱-۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب مُسْتَطَابٌ
الشَّافِی

احادیث زکوٰۃ خمس و صوم و اعتکاف
ترجمہ

فَرَعِ کَافِی جلد ۳

حضرت ثقہ الاسلام علامہ فقہ مولانا شیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن والجناب ایدیتیم مولانا السید ظفر حسن صاحب قلم رطلہ العالی
مُصَنَّف دَوْصِ کَتَب

ناشر ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (جسٹڈ)
ناظم آباد علی کراچی

مکتبہ علویہ

مرکز تبرکات و تحائف

۱۱-۳۷/۱ امام بارگاہ رضویہ سو سائٹی

۹۵۶۶۶۶۶



مُصَنِّفُ
سَيِّدُ الْمُفَسِّرِينَ
أَدِيبُ أَعْظَمِ الْحَاِجِرِ مَوْلَانَا سَيِّدُ كَيْفَرِ حَسَنِ صَاحِبُ أَمْرٍ وَهُوَ
بَانِي جَامِعَةِ اِمَامِيَّةٍ وَصَدْرُ جَامِعَةِ اِمَامِيَّةِ كَيْبِثِي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب مُسْتَطَاب

الشَّافِي

احادیث زکوٰۃ، خمس و صوم و اعتکاف
ترجمہ

فروع کافی جلد ۳

حضرت ثقہ الاسلام علامہ فرہامہ دلالانا شیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب اذیعظیم مولانا السیّد ظفر حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی
مُصَنَّف دَوْصَد کَتَب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز سٹریٹ (جیٹرڈ)
ناظم آباد: کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر _____ ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بلاک ۵۱ سب بلاک ۷ روٹ

مکان ۱۱/۱ ناظم آباد کراچی

مطبع _____ قریشی آرٹ پریس

ناظم آباد کراچی

کتابت _____ سید محمد رضا زیدی

حصہ _____ ۱۶۰ روپے

سال اشاعت _____ دسمبر ۲۰۰۳ء

تبصرہ

اس

جناب سید کاثر لدیوت مدارقہ المتکلمین، رئیس المدینین و خیر المومنین، علامہ السید انداحسین صاحب قبلہ الکاظمی المشہدی صدر ادارہ معارف اسلام لاہور مولوی فاضل، منشی قاضی شمس الافاضل، ادیب فاضل گیلانی۔ خطاب ابوالفضل ثانی و خلعت فاخرہ یاقتہ از دربار پونچھ کشمیر، دامت برکاتہ ورحمتہ افاضانہ، و طول اللہ حیاتہ

یہ تبصرہ سید کاثر علامہ نے رسالہ معارف اسلام لاہور رسول نمبر ۳۰۹ھ میں جلد اول کے متعلق

تحریر فرمایا ہے۔

ادیب انشیم سید کاثر علامہ سید ظفر حسن صاحب قبلہ نقوی الامر وہوی دنیائے تحریر و تقریر میں تعارف کے محتاج نہیں۔ راقم الحروف کو تب سے غائبانہ تعارف منظر سے حاصل ہے جبکہ آپ کی زیر نگرانی ماہوار مجلہ ہنور مراد آباد (بھارت) سے جناب مولوی سید انور حسن صاحب انور نقوی و کامل و منشی فاضل کی ادارت میں شایع ہوا کرتا تھا اور اس میں مواد جسمانی و روحانی کی لطیف و دلچسپ بحث چل نکلی تھی جو نہایت علمی و پر لطف تھی اکثر اہل علم و فہم نے اس میں حصہ لیا تھا پھر میں نے آپ کو بزنجی نامہ نگار کی صورت میں رسالہ البرہان لدھیانہ میں جلوہ گرہوتے دیکھا جس میں آپ نے نمایاں مقام حاصل کیا اور مخالفین کو نہ صرف دم بخود کیا بلکہ ان کے قلم توڑ کر رکھ دیئے، آپ اس وقت عمر عزیز کی اسی منزل میں تھے کہ چکے ہیں لیکن قلم ہاتھ سے نہیں چھوٹا آپ نے اب تک دو سو کتاب تصنیف فرمائی ہے ان میں جو مذہبی کتابیں ہیں وہ قوم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

ابھی حال ہی میں آپ کی تصنیف لطیف الثانی جلد اول و دوم، ترجمہ اصول کافی جلد اول و دوم منظر عام پر آچکی ہیں جسے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور آپ کو اس اہم خدمت کی بے حد داد دی ہے اب جناب نے باوجود پیری و ضعیفی کافی کی تیسری کتاب فروع کافی جلد اول کے حصہ اول کا یعنی کتاب النظارت سے کتاب السلوٰۃ تک ترجمہ فرمایا ہے جسے الثانی جلد سوم کا نام دیا ہے یہ وہ چیز ہے جس کا قوم بے چینی سے انتظار کر رہی تھی

للہ الحمد برآن چیز کہ خاطر سے خواست
آخر آمد زبیں پر وہ تقدیر پدید
یہ ترجمہ کیا ہے علم و فضل و عوارف و معارف کا ایک گنجینہ ہے اسرار و غوامض فروع دین کا بحر

سیکراں ہے مجھے اپنی کوتاہ علمی کے سبب وہ الفاظ نہیں ملتے جن کے ذریعہ اس کے محاسن کرنے کے لئے اپنا مافی الضمیر ادا کر سکوں لاریب یہ خزینہ تعریف و توصیف سے بالاتر ہے ترجمہ نہایت آسان سادہ عام فہم سلیس اور با محاورہ ہے اور دواں طبقہ جو عربی نہ جاننے کے سبب احکام آئمہ علیہم السلام سمجھنے سے قاصر تھا اب اس مشکل سے نجات پا گیا اور زبان لطافت بیان معصوم علیہم السلام ہی میں ان کے احکام سننے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے قابل ہو گیا۔ الحمد للہ۔

مترجم مدظلہ نے کتاب کے شروع میں چند نہایت مفید اور کارآمد چیزیں لکھی ہیں مثلاً علامہ کلینی علیہ الرحمہ مصنف نے کتاب مستطاب کافی کی چار جلدوں (۱، ۲، ۳، ۴) اصول کافی جلد اول (۲)، اصول کافی جلد دوم (۳) فروع کافی جلد اول (۴)، فروع کافی جلد دوم اور روضہ کافی کی تدوین و تصنیف میں جو طول طویل پایادہ سفر کئے اور مصیبتیں ٹھیلیں اور قریہ قریہ گھر گھر جا کر حدیثیں جمع کیں ان سب کا اجمالاً ذکر فرمایا ہے اس زمانہ کے نامساعد حالات میں جبکہ زمانہ پیر آشوب تھا اور حکومت وقت سخت مخالف تھی سترہ ہزار حدیث کے جمع کرنے کو عظیم الشان جہاد سے تعبیر فرمایا ہے جو بالکل درست ہے نیز یہ قول جو عام طور پر مشہور ہے کہ کافی حضرت امام صاحب العصر والزماں صلوات اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا ہذا کاف لتشیعتنا۔ مترجم مدظلہ نے اس غلط بتایا ہے اور لکھا ہے کہ علماء شیعہ کے نزدیک یہ قول ثابت نہیں (بے شک) پھر اس قول کی بہترین توجیہ فرمائی چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

اگر بالفرض یہ فرمودہ امام ہو بھی تو اس کے یہ معنی کہاں سے لئے جائیں کہ اس کتاب کی ہر حدیث صحیح و مستند ہی ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اس کے اصول و فروعی مسائل کے لحاظ سے یہ مجموعہ احادیث مذہبی ضروریات کے لئے کافی ہے (اثانی جلد سوم صفحہ ۵)

ایک باب میں مترجم نے ہر معصوم علیہ السلام کے دور میں احادیث شیعہ کی تدوین کی جو صورت پیش آئی اس کو بیان فرمایا ہے آپ نے ضرورت تدوین حدیث پر علیحدہ باب میں ایک سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے جو حقائق سے بے خبر نہ اور پورا از معلومات ہے آپ نے بحوالہ کتاب الفرائض صحیح بخاری سے ثابت کیا ہے کہ تدوین احادیث کا پہلا نقش حضرت علی علیہ السلام کا وہ صحیفہ ہے جس کا تذکرہ امام بخاری اپنی صحیح کے کتاب الفرائض کے باب "من تبوا بہت موالیہ" میں کیا ہے (اثانی جلد سوم ص ۱۱) حدیث کی یہ کتاب دوسری صدی تک اہلبیت کے پاس موجود تھی چنانچہ آپ لکھتے ہیں تاریخ کے لحاظ سے یہ پہلی کتاب ہے جس میں ترتیب کے ساتھ احادیث کو جمع کیا گیا ہے (اثانی ص ۱۱) اس کے بعد مترجم علام نے متعدد صحابہ کرام کی بحث فرمائی ہے اہلسنت حضرات کی صحاح ستہ اور دیگر کتب

احادیث میں جو مختلف راویوں سے روایتیں آئی ہیں ان میں ہر راوی کی بیان کردہ روایات کی تعداد اور قدر و قیمت کے بارے میں اجمالاً لکھا ہے۔ جناب ابو ہریرہ سے دوسروں کے مقابلہ میں پانچ ہزار تین سو چوبہتر روایات کا مستدرج ہونا قابل تعجب بتایا ہے کیونکہ جناب ابو ہریرہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور انھیں حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف صرف دو سال ہی ملا اس لئے ان کا اتنی کثیر احادیث کا راوی ہونا غیر معقول ہے جبکہ دیگر صحابہ مثلاً حضرت ابو بکر و حضرت عمر سے ۱۷۲۳۔ اور ۵۳۷۔ احادیث منقول ہیں حد ہو گئی کہ حضرت فاطمہ سے صرف ۱۹۔ احادیث مروی ہیں اور مصنف علام نے پھر تدوین احادیث شیعہ کا تذکرہ فرمایا ہے اور ایک باب میں صحت احادیث جانچنے کا طریقہ لکھا ہے ایک باب میں احادیث کی مختلف قسمیں لکھی ہیں مثلاً صحیح، حسن، متواتر، احاد، ضعیف، موضوع، متصل، مفروق، معلق، مدرج، مشہور، مصحف، مسلسل، معتبر، موقوف، مرسل، منقطع، مفصل، مدس، جمہول پھر ان سب کی تعریف فرمائی ہے کہ علماء نے یہ نام کیوں رکھے ہیں اور ہر نام کا مطلب کیا ہے اور حدیث کی پوزیشن کیا ہے احادیث کا ترجمہ فرماتے وقت جو حدیث آپ کو ایسی نظر آتی ہے جس کا مطلب نہ سمجھنے پر مخالفین اعتراض کرتے ہیں اس کے ذیل میں کہیں کہیں تو مختصر سا جواب بھی لکھ دیا ہے لیکن چونکہ سب کا جواب لکھنے میں طوالت کا خوف تھا اس لئے آپ نے ہر حدیث کے بعد لکھ دیا ہے کہ یہ صحیح ہے یہ موقوف ہے یہ حسن ہے یہ ضعیف یا جمہول ہے وغیرہ وغیرہ اس سے اس ترجمہ میں یہ خصوصیت پیدا ہو گئی ہے جو اہل علم حضرات کے لئے بے حد مفید ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مومن اسے حرز جاں بنائے اور ترجمہ کی روشنی میں اپنا نامہ اعمال درست کرے۔ علماء کرام کے لئے رفیع مشکوک کی ایک بہترین ڈھال ہے یہ کتاب رہتی دنیا تک کام آنے والی چیز ہے۔

ہمارے فرقہ میں علمائے کرام تو بہت ہیں جن میں سے اکثر شیخ پر آکر اپنی زبان طاقت بیان سے اپنے زور علم و فضل کا مظاہرہ فرماتے ہیں اور بیشتر خدا کے تعالیٰ کو پہلے ہو چکے ہیں لیکن یہ کسی کو تو فین نصیب نہ ہوتی کہ ہماری مایہ ناز کتب اربعہ میں سے کسی ایک کا ترجمہ کرتا۔ یہ سعادت مترجم مدظلہ ہی کے نصیب میں لکھی تھی کہ آپ ہی اس کو حاصل فرمایا۔ چنانچہ مددوح پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اصول کافی کے بعد کتاب فرغ کافی کو اردو کا جامہ پہنا کر قوم پر وہ احسان عظیم فرمایا ہے جس کے بوجھ سے افراد قوم جلد برآ نہیں ہو سکتے۔ مترجم مدظلہ نے فرغ کافی سے کتاب السلوۃ تک ترجمہ کرنے کے بعد بقیہ کتاب (یہ کتاب جلد ۲) کے ترجمہ پر توجہ مرکوز فرمائی ہے اور عنقریب اس کی جلد چہارم منظر عام پر آئے گا اللہ آجائے گی میری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مولانا مددوح کو اس قدر زندگی اور توانائی بخشے کہ آپ فرغ کافی کے ترجمہ سے فارغ ہو کر دیگر شیعہ کتب احادیث مثلاً تہذیب الاحکام، سنن لا یحضر الفقیہ۔ اور روضہ کافی کا بھی ترجمہ فرمادیں، علامہ مددوح کا یہ کارنامہ ان کی نجات اخروی کا فاسن اور نوسنتہ آخرت ہو گا آپ کو اس کا سترگ اور امر بزرگ کا صلہ درگاہ رب العزت سے ملے گا جس کی انتہا نہ ہوگی اور جن

معصومین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین اور احکام مقدس کو کتب نے اُردو کا جامہ پہنایا ہے ان سے خوشنودی کا پرورد
نے گا۔

علامہ سید ظفر حسن مدظلہ زندہ باد، پابندہ باد۔ این دعا از من و از جملہ جہاں آمین آباد۔
الہم صل علی محمد و آل محمد، المذنب سید ابراہیم حسین کاشفی المشہدی عفی عنہ

مترجم مدظلہ کی دینی خدمات

از سید شمیم الحسن صاحب نقوی، ایم اے ایل ایل بی، سینئر وائس پریسیڈنٹ یونائیٹڈ بیک، فرزند اکبر ادیب اعظم
تھے اس بات پر فخر ہے کہ میں ایک ایسے نامور شہرہ آفاق اور مذہب حق کے بہترین خدمت گزار کا فرزند ہوں جس نے اپنی
مگر کا بیشتر حصہ مذہبی خدمات میں گزارا ہے ہندوستان میں شاید ہی کوئی اہل تلم مصنف ایسا گزرا ہو جس کی تصنیفات کی
تعداد دو سو تک پہنچ گئی ہو بقول سرکار علامہ حضرت ادیب اعظم مولانا سید محمد صاحب قبیلہ دہلوی مدظلہ دو سو کا لفظ
زبان سے کہہ دینا تو آسان ہے لیکن جس کے تمام نے یہ دو سو متر لیس لے کی ہیں اس کا دل ہی جانتا ہو گا کہ کیسی محنت و جانکاهی
سے یہ تعداد پوری کی ہے۔ ترجمہ کے علاوہ تقریریں بھی اباجان قبیلہ نے ایک مقام حاصل کیا اور جن حضرات کو ان کی مجالر سننے
کا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ ان کا بیان حقائق معارف علیہ کا نہایت مفید اور نوثر مرقع ہوتا ہے وہ ہوا میں گزریں لگانا
باتوں کے طوطا مینا بنانا اور گل و بلبل کا افسانہ سنانا ہمیں جانتے۔ ان کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ سامعین مجلس سے کچھ بیکر
اٹھیں یہ خصوصیت بھی والد علامہ ہی کی ہے کہ انھوں نے پچاس سال ایک ہی منبر پر پڑھا۔ انھوں نے اپنی مجالس خوانی کو نیسلام
پر نہیں چڑھایا جو مجالس انھوں نے پشیمانہ میں خلیفہ خاندان کے عزاجانہ میں ۱۹۲۲ء میں شروع کی تھیں اب ابھی مجالس کو وہ
ہرسال ایسٹ روڈ لاہور کے عزاجانہ گلستان نہرا میں ہرسال پڑھتے ہیں اور جب تک زبان یاراد سے کی پڑھتے ہیں گے ان
مجالس کا مجمع دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ اباجان قبیلہ نے تقریر پر تقریر کو ہمیشہ ترجیح دی وہ فرمایا کرتے ہیں کہ تقریر ہو اکا جھونکا
ہے ادھر آیا ادھر گیا چند روز چر چارہ کہ ختم ہو جاتا ہے مرنے کے بعد ہی سحر جانی کا دم نکل جاتا ہے برضات تحریر کے کہ وہ دانی
کاوشوں اور ذہنی صلاحیتوں کے باقی رکھنے کی ضامن ہوتی ہے اچھا مصنف کبھی نہیں مرتا۔

والد ماجد مدظلہ نے اپنی زندگی کس مصروفیت مشغولیت میں گزاری اور اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کو کتنی قدر کی نگاہ
سے دیکھا اور وقت و عمل کے دامنوں میں کس طرح گره لگائی اس کے جاننے والے صرف وہ لوگ ہیں جو ان کے ساتھ رہے
ہے ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ ان کی راتیں کس طرح کتب بینی میں گزری ہیں اکثر وہیں اس طرح گزری ہیں کہ پل بھر کو بھی پلک نہیں
چھپکی، وہ فرمایا کرتے ہیں کہ شوق کی وارفتگی میں جو کام کیا جاتا ہے اس میں تکان نہیں ہوتی ہم نے دیکھا ہے کہ تمام ضرورتوں

سب سے بڑے نیاز ہیں کہ ان کے دن کس طرح قلم چلائے میں گزرے ہیں انھوں نے تصنیف و تالیف کے شوق میں یرم کے یرم سیاہ کر دیئے کتابوں کے ڈھیر لگا دیئے۔

ابا جان قبلہ نہایت سیدھی سادھی ہر قسم کے تکلف سے خالی زندگی بسر کرنے والے انسان ہیں انھیں نہ پر تکلف کھانے کا شوق نہ پر تکلف لباس کی خواہش، وہ منکبرانہ انداز میں اپنے آپ کو سنایاں کرنے اور جامعہ بشری پر فرشتوں کا روپ دھارنے اور انادولائی غیری کے بلند بانگ دعویٰ کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے وہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے ایک ہی صورت سے ملتے ہیں انھوں نے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا بوجھ کبھی قوم پر نہیں ڈالا بلکہ اپنی قوت بازو سے کما کر اپنی تمام ضروریات کو پورا کیا۔ جامعہ امامیہ درسائے نور کی امداد میں جو رقم قوم سے ان کو حاصل ہوئی انہوں نے اس کو اپنے ادب پر خرچ کرنا حرام سمجھا انھوں نے اپنے قلم کے زور اور دماغی کاوشوں کے بل پر اتنا حاصل کیا کہ ہم سات بھائیوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دلانے کو کافی ایم اسے سے کم نہیں، خدا کا شکر ہے کہ ہم سب بھائی اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں یہ سب ابا جان قبلہ کی نیک نیتی کا ثمرہ اور ان کی پرفیاض دعاؤں کا اثر ہے۔

اصول کافی اور فروع کافی کے ترجمہ میں جیسی سخت محنت انھیں کرنا پڑی ہے اس کو ہم ہی لوگ جانتے ہیں اس سلسلے میں بہت سی کتابیں مسلسل ان کے مطالعہ میں رہیں اور زبردستی خرچ کر کے ان کو طبع کرایا ہے اصول کافی کی دو تین جلدوں کا ترجمہ، اپ بانیج جلدوں پر مشتمل ہے جیسے محنت آزمائشی دور میں انھوں نے فرمایا وہ ان ہی کی ہمت تھی میری والدہ مرحومہ اسی زمانہ میں مرض قلبی میں مبتلا ہوئیں اور یہاں تک ایک ایسا سخت حملہ تھا جس نے ان کے تمام جسم کو بے حس کر دیا تھا۔ بیماری کا یہ سلسلہ مسلسل ساڑھے تین سال رہا اور وہ شدید ہوئے کہ سارا گھر پریشان تھا آخر اسی میں ان کی موت واقع ہوئی۔ ابا جان قبلہ کے لئے اس سے زیادہ پریشان کن وقت کوئی اور نہ تھا ایک ایسے مریض کے پہلو پہ پہلو ترجمہ کی یہ اہم خدمت ہی انجام دی جا رہی تھی رسالہ نور کے لئے حضرات میں بھی لکھے جا رہے تھے اور اس کے ساتھ جامعہ امامیہ کے انتظامی معاملات کی طرف بھی توجہ تھی پھر زندگی دوسری ضرورتیں بھی دامن گیر رہیں ضعف پیری نے اگرچہ تمام جسمانی قوتوں کا دس چوسس لیا ہے مگر دینی خدمت کا دلولہ بدستور اپنے شباب پر ہے ایک کتاب ختم نہیں ہونے پائی کہ دوسری کتاب کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں اس محنت سے نہ وہ گھبراتے ہیں نہ اکتاتے ہیں جو کام کرنے کے اوقات شروع سے چلے آ رہے ہیں ان میں فرق نہیں آتا ان کی تکلیف کا احساس کر کے ہار بار عرض کیا جاتا ہے کہ خدا کے لئے محنت کم کیجئے مگر ہماری یہ درخواست ہمیشہ بے اثر ہو کر رہ جاتی ہے کبھی کبھی مجھے احساس ہوتا ہے کہ ہمارا روکنا ان کے لئے تکلیف وہ ثابت ہوتا ہے ان کا نظریہ یہ ہے کہ زندگی کا بہترین حصہ وہ جو دین الہی کی خدمت میں بسر ہوا اللہ سے دعا ہے کہ ان کا سایہ عاطفت تادیر ہمارے سبوں پر باقی رہے۔ آمین رب العالمین۔

احادیث کے متعلق چند ضروری باتیں

اصول کافی کی دونوں جلدوں کے ترجمہ (اب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے) کے بعد مجھے اپنی پیراڈ سالی پر نظر رکھتے ہوئے یہ امید تھی کہ میں فروع کافی کے ترجمہ کی سعادت حاصل کر سکوں گا اور تو اسے برس کے بڑھے کی دماغی قوتیں منہمک ہو جاتی ہیں اور ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں پھر متواتر ایک ہی قسم کا کام کرتے کرتے اکتاہٹ جاتا ہے مگر اپنے خالق بے نیاز کاس زبان سے شکر یہ ادا کروں کہ فروع کافی جلد اول کے دونوں حصوں کا ترجمہ بھی اس کے فضل و کرم سے ہو گیا۔ پہلا حصہ کتاب الطہارت و کتاب الجنائز اور نماز پر مشتمل ہے جو سال گذشتہ چھپ کر مومنین کی خدمت پہنچ چکا ہے دیکھو اب دو جلدوں پر مشتمل ہے) اب جلد اول کا دوسرا حصہ ہے جس میں زکوٰۃ، حنسن و صوم و اعتکاف و حج و عبادت ہے اس کے ساتھ ہی پہلے حصہ کو ضرور خرید لیا جائے تاکہ احادیث معصومین کے متعلق جو توضیحات اس حصہ میں لکھی ہیں وہ آپ کے پیش نظر رہیں ان سے آگاہی بہت ضروری ہے۔ (فروع کافی اب چار جلدوں پر مشتمل ہے)۔

مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ میں فقہ نہیں ہوں بلکہ مجھے جو تھوڑی بہت مناسبت ہے وہ علم کلام سے ہے اس بنا پر بہت ممکن ہے کہ ان مسائل فقہیہ میں جو ان دونوں جلدوں کے اندر ہیں کچھ سے کچھ غلطیاں ہو گئی ہوں اور بعض مطالب کے سمجھانے میں قاصر رہا ہوں یہ کام تو فقہاء ہی بخوبی انجام دے سکتے ہیں تاہم جس قدر میرے امکان میں تھا ہر حدیث کو کچھ کی کوشش کی ہے اور علامہ مجلس علیہ الرحمہ کی بہترین شرح کافی کو جو مرآة العقول کے نام سے شہرت پذیر ہے پیش نظر رکھا ہے ہر گاہ خدا میں دست بردار ہوں کہ نادانستہ جو غلطیاں مجھ سے ہو گئی ہوں ان کو معاف فرمادے کیونکہ عمداً ایسا نہیں ہوا۔ میرا تم اس سلسلے میں محض اس خیال کے تحت اٹھا ہے کہ جتنا بھی نائدہ لوگوں کو پہنچ جائے وہ نہ جانے سے بہتر ہوگا۔

اس کتاب میں ہر حدیث کے بارے میں جو اس کی نوعیت ہے علامہ مجلس علیہ الرحمہ کی مرآة العقول سے نقل کر دی گئی ہے تاکہ عامل عمل کرتے وقت اس کی نوعیت کا خیال رکھے اور یہ نہ سمجھے کہ کافی میں جو حدیث ہے وہ صحیح ہے کیونکہ اس میں ہر قسم کی حدیثیں ہیں ان میں ضعیف و مجہول بھی ہیں احادیث کی یہ اقسام راویوں کی جنت سے پیدا ہوتی ہیں یا تو اس کے راوی اول سے آخر تک غیر موقوف ہیں یا سلسلہ رواۃ میں بعض معتبر ہیں اور بعض غیر معتبر یا کسی حدیث کے راویوں کا سلسلہ امام بالاتصال نہیں یا ایک یا دو راویوں ہی سے حدیث نقل ہو کر رہ گئی ہے یا کسی حدیث کا معنیوں دوسری حدیثوں کے معارض ہے آئمہ علیہم السلام سے جو احادیث مروی ہیں وہ دو قسم کی ہیں اول حدیث باللفظ یعنی جب کسی امام نے کوئی حدیث بیان کی تو راوی حدیث نے امام کے الفاظ من و عن نقل کئے اور یہی الفاظ دوسرے راویوں سے نقل ہوئے ایسی حدیث کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا اگر راوی ثقہ معتبر ہوں تو یہ حدیث صحیح سمجھی جاتی ہے بشرطیکہ امام کے الفاظ تواتر کے ساتھ نقل ہوئے ہوں ایسی احادیث متواتر بھی کہلاتی ہیں۔

دوسری احادیث بالمعنی کہلاتی ہیں یعنی راوی نے اس مفہوم کو جو امام نے اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہو، اپنے الفاظ میں نقل کیا ہو ایسی حدیث کے الفاظ میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور ایک حدیث دوسری حدیث سے معارض ہو جاتی ہے کیونکہ روایت مضمون حدیث کو اپنے اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہیں ایسی صورت میں سہو و نسیان کا امکان بھی ہوتا ہے اکثر احادیث بالمعنی پائی جاتی ہیں خصوصاً وہ احادیث جن میں راوی نے کہا ہو، میں نے فلاں معصوم سے سنا ہے ایسی احادیث چونکہ مکمل نہیں جاتیں اور ان کا تعلق سماعت سے ہوتا ہے اس لئے امکان ہوتا ہے کہ راوی اول سے یا اس کے بعد نقل کرنے والوں سے کچھ سہو ہو جائے اور الفاظ بدل جانے سے مفہوم بدل جائے

ایسی بھی احادیث ہیں کہ کسی نے امام کو خدا لکھ کر کوئی مسئلہ بیان کیا ہے اور امام نے اپنے قلم سے اس کا جواب تحریر کر کے بھیجا ہے اور ان کے الفاظ میں تغیر کی راہ نہیں پائی۔ ایسی احادیث بھی ہیں جو آئمہ نے سلاطین و خالقین کے متنزہ و شاد کی روک تھام کے لئے تقیہ بیان فرمائی ہیں و درحقیقت شیعوں کے لئے باعث اذیت ہو جاتی، بعد میں خطرہ دور ہونے پر مسئلہ کے صحیح حکم سے آگاہ کر دیا جاتا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ احادیث کا سمجھنا بڑا مشکل ہے ان حضرات نے خود فرمایا ہے کہ ہماری حدیث صمد و مستصحب ہے اس کو یا تو ملک مقرب سمجھ سکتا ہے یا وہ بندہ مومن جس کے قلب کا اللہ نے امتحان لے لیا ہو۔ احادیث آئمہ سے استنباط احکام کرنے والے مجتہدین کرام ہیں جن کی نظر میں یہ کثرت احادیث ہوں ایسی احادیث بھی ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مخالف ہیں۔ جیسے ایک جگہ رسول خدا نے فرمایا ہے *الطغریر یخزی یعنی نفیری میرا مندر ہے دوسری حدیث ہے *الفقو لیسوا لوجہ فی الدارین یعنی نفیری کا دونوں جہان میں منہ کالا، تیسری حدیث ہے *کاد الفقوانہ سیکون کفو یعنی قریب ہے کہ نفیری کفو ہو جائے ایسی احادیث ہیں مجتہد کا کام یہ ہے کہ ان کے متعلق کوئی ایسی تاویل کرے جس سے یہ تینوں حدیثیں صحیح ہو جائیں۔***

مثلاً فقر کے معنی احتیاج کے ہیں اور احتیاج کی تین صورتیں اول بندوں کی احتیاج، اگر صرف خدا کی طرف ہو یعنی بندہ یہی سمجھے کہ مجھے جو کچھ ہے گا وہ خدا ہی سے گا لہذا مجھے جو کچھ مانگنا ہے اسی سے مانگوں، دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بندہ اپنی احتیاج کا تعلق خدا اور بندہ دونوں سے رکھے یعنی دونوں کو اپنا حاجت روا سمجھے اس صورت میں اندیشہ ہے کہ یہ احتیاج کفر کی صورت اختیار نہ کرے اس طرح کہ وہ اپنا قاضی الحاجات صرف بندوں ہی کو سمجھنے لگے اور خدا کو کارساز نہ جانے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ صرف بندوں ہی سے تعلق رکھے یعنی ہر ضرورت کو بندوں ہی سے پورا کرنا چاہے اور خدا سے مانگے ہی نہیں تو ایسے فقر کا دو جہاں میں منہ کالا، مغرور کہ جو شخص فقیر کی تینوں صورتیں نہیں جانتا وہ آخر والی تینوں حدیثوں کو خلاف عقل سمجھ کر کہہ سگاہے کہ یہ قول معصوم نہیں۔

جو احادیث بصورت تقیہ وارد ہوئی ہیں اس کا سمجھنا اس وقت کے حالات پر موقوف تھا جس میں وہ امام نے حقیقت یہ ہے کہ ہمارے آئمہ پر بڑے سخت دقت آنے لگی ہیں ان کی مقدس زندگیوں پر طرف سے خطروں میں گھری ہوئی تھیں اسی

اسی طرح ان کے شیعوں پر حکومت کے جاسوسوں کی کردی نظر تھی بسا اوقات وہ کلمہ کھلا اپنی نماز ادا نہیں کر سکتے تھے اگر ذرا شیعیت کا پتہ چل جاتا تو گردن مار دی جاتی، یہی وہ نسلی ورثہ ہے کہ اب آزادی کے دور میں بھی وہ بہ نسبت مسجدوں کے گھروں میں زیادہ پڑھتے ہیں بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومتیں نہ اپنے عقائد کے خلاف سنا چاہتی تھیں اور نہ اپنے عمل کے خلاف کسی کا عمل دیکھنا کو اور کرتی تھیں ان کے عقیدے اور عمل کے مخالفت کی ایک ہی سزا تھی اور وہ تھی سزائے موت، ایسی صورت میں آئمہ کا فرض تھا کہ وہ شیعوں کو قتل ہونے سے بچائیں۔ علی بن یقین کا واقعہ اس کا گواہ ہے یہ ہارون کے وزیر تھے ایک بار انھوں نے امام کو لکھا کہ تمہو کا صحیح طریقہ کیا ہے آپ نے اہل سنت کا طریقہ وضو لکھ بھیجا اور یہ بھی لکھ دیا کہ اس کے خلاف ہرگز نہ کرنا جب خطہ نل گیا تو آپ نے ان کو صحیح طریقہ لکھ کر بھیج دیا۔

اس کتاب کے حصہ اول میں کتاب البسائز میں غلٹ میت و حنوط اور جراید میں کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام کی کچھ احادیث ایسی ملیں گی جو مسلک اہل سنت کے مطابق ہوں گی جب مومنین نے پوچھا کہ ہمارے یہاں تو ایسا نہیں ہوتا آپ نے فرمایا یہ صحیح ہے لیکن اس وقت وہی کرو جو میں کہتا ہوں۔ جنازہ میں مشرک کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو تمہاری تجبیر و تکلیف کو خور سے دیکھیں گے اور اگر کچھ باتیں اپنے مذہب کے خلاف پائیں گے تو حاکم شہر سے بیان کر کے تمہیں سزا دلوانے کے خواہشمند ہوں گے اور تمہارے ساتھ میرے لئے بھی پریشانی کا باعث ہوگا۔

صرف اتنا ہی نہیں تھا بلکہ ہمارے آئمہ سے حدیث نقل کرنا بھی جرم تھا۔ حکومتیں نہیں چاہتی تھیں کہ اسلامی حکومت کے کسی گوشہ میں مطابقت جعفری نل کیا جائے۔ چنانچہ آپ کو کتب احادیث میں بہت حدیثیں ایسی ملیں گی جو امام کے اصلی نام سے نقل ہوئی ہوں بلکہ ان کی کنیت سے منقول ہیں مثلاً عن ابی جعفر علیہ السلام، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام، عن ابی ابراہیم علیہ السلام بلکہ بعض میں تو عن رجل (ایک مرد ہی سے ملے گا تاکہ مخالفوں کو بہ پتانا چلے کہ یہ حدیث آئمہ اہلبیت سے منقول ہے چونکہ کنیتیں اکثر مشرک ہوتی ہیں اس سے وہ حدیثیں بیان کرنے میں خطرات کم ہو جاتے تھے تاہم جب پتہ چل جاتا تو مخالفت پارٹیل ان کے خلاف محرک آرا ہوتی تھیں۔

ساحب مصائب آئمہ نے لکھا ہے کہ سلاطین بنی امیہ اور بنی عباس نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ رقم خمس شاہی خزانہ میں جمع کی جائے۔ اگر کوئی آئمہ اہلبیت تک پہنچے گا تو اس کو سخت سزا دی جائے گی ان زمانوں میں مومنین کو خمس کی رقم کسی امام تک پہنچانا جان جو کھوں کا کام تھا۔ چنانچہ بڑے پوشیدہ طریقے سے ایسی رقم امام تک پہنچائی جاتی تھیں متوکل عباسی کے زمانہ میں جاسوس ایک شخص کو گرفتار کر کے لائے الزام یہ تھا کہ یہ شخص ویسی حدیث بیان کرتے جن سے خمس حق اولاد رسول ثابت ہوتی ہے متوکل نے بغیر کچھ کہے سے حکم دے دیا کہ اس کی زبان کاٹ دی جائے۔ غور کیجئے ان خطرات آگین اور ستم پروردار میں احادیث آئمہ کا بیان کرنا کیسا دشوار تھا۔

اس زمانہ میں پرسین تو تھا نہیں کہ احادیث چھپوائی جاتی اور اگر ہوتا بھی تو کون شائع کرنے دیتا اس وقت طریقہ

اشاعت احادیث یہ تھا کہ دور دراز سے جو لوگ آئمہ اہلبیت کی زیارت کو آتے تھے وہ مختلف قسم کے مسائل دریافت کرتے تھے اور جو جواب امام سے سنتے تھے اسے یا تو لکھ لیتے تھے یا یاد کر لیتے جب اپنے مقام پر واپس جاتے تو دیگر مومنین سے بیسان کرتے یا آئمہ علیہم السلام کی طرف سے جو محصل زکوٰۃ خمس خفیہ بھیجے جاتے وہ اصول شریعہ کے متعلق لوگوں سے احادیث بیان کرتے اور اس طرح ایک سے دوسرے تک ہمارے آئمہ کی احادیث کی تبلیغ ہوتی۔

حقیقت یہ ہے کہ جس چراغ کو اللہ جلّائے کس کی طاقت ہے کہ اسے بجھادے باوجود ان بے شمار موافق کے اللہ کے فضل و کرم سے پھر بھی آئمہ اہلبیت کی احادیث کا اتنا عظیم اثن ذمیرہ دنیا میں موجود ہے کہ نہ صرف شیعوں کی بلکہ اسلام کے دیگر فرقوں کی کتابیں ان سے چھلک رہی ہیں۔ ذالک فضل اللہ لیوتیبہ منہ یشاء۔

فہرست مضامین

صفحہ اوردترجہ	عربی متن	مضامین	باب نمبر	صفحہ اوردترجہ	عربی متن	مضامین	باب نمبر
		ایک مال کے بدلے دوسرا مال ملے۔	۱۵			کتاب الزکوٰۃ	
۶۱	۶۰	کساد بازاری کی صورت میں حیوانوں پر زکوٰۃ	۱۶	۲۱	۱۶	فرض زکوٰۃ میں اور مال میں واجب حقوق۔	۱
۶۳	۶۱	صدقہ شتر۔	۱۸	۲۹	۲۵	زکوٰۃ دینے والا۔	۲
۶۸	۶۷	گائے کی زکوٰۃ	۱۹			علت فرض زکوٰۃ اور کس پر نہ کم ہے نہ زیادہ۔	۳
۶۹	۶۹	اونٹوں کی عمر کا بیان	۲۰	۳۳	۳۱	کن چیزوں پر زکوٰۃ ہے۔	۴
۷۰	۷۰	بکری کی زکوٰۃ	۲۱	۳۶	۳۴	کن غلوں پر زکوٰۃ ہے۔	۵
۷۲	۷۱	آداب صدقہ	۲۲	۳۷	۳۵	نباتات میں کس پر زکوٰۃ ہے	۶
۷۵	۷۲	زکوٰۃ مال	۲۳	۳۸	۳۷	زراعت میں وجوب زکوٰۃ کے لئے وزن صدقہ ثمرات میں ایک بار ہے۔	۷
۷۹	۷۸	زکوٰۃ مال ملک و مکاتب و مجنوں۔	۲۴	۴۰	۳۹	زکوٰۃ طلا و نقرہ۔	۸
۸۱	۸۰	سسرکاری ٹیکس کے متعلق	۲۵	۴۱	۴۱	زیور اور غیر سونے چاندی پر زکوٰۃ نہیں۔	۹
۸۲	۸۱	اپنے اہل میں مال نفقہ کے چھوٹا دھوکہ میں بجائے محتاج کے	۲۶	۴۲	۴۳	زکوٰۃ مال غائب و فرض و دلچت ادقات زکوٰۃ۔	۱۱
۸۳	۸۳	مالدار کو زکوٰۃ دینا۔	۲۷	۴۷	۴۶	شرط زکوٰۃ و وقت زکوٰۃ	۱۲
۸۴	۸۴	وہ زکوٰۃ جو اہل ولایت کے غیر کو دی جائے۔	۲۸	۵۱	۴۸	وہ مال جس پر صاحب زکوٰۃ کے ہاتھ میں ایک سال نہ گزرے۔	۱۳
۸۶	۸۵	میرت کی طرف سے ادائیگی زکوٰۃ	۲۹	۵۵	۵۳		۱۴
۸۸	۸۷	کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ۔	۳۰	۵۹	۵۷		
۹۰	۸۹						

صفحہ ازدہ ترتیب	عربی اقسام	مضامین	باب نمبر	صفحہ ازدہ ترتیب	عربی اقسام	مضامین	باب نمبر
۱۳۳	۱۳۲	صدقہ سے مال میں زیادتی ہوتی ہے	۵۲	۹۱	۹۰	زکوٰۃ عیال مومن کو دی جائے۔	۳۱
۱۳۴	۱۳۳	قرابتداروں کو صدقہ دینا۔	۵۳	۹۲	۹۱	تفصیل زکوٰۃ	۳۲
۱۳۶	۱۳۴	اپنے اہل و عیال کی پرورش اور ان کی فزولت پوری کرنا	۵۴	۹۵	۹۳	زکوٰۃ میں فضیلت قرابت	۳۳
۱۳۸	۱۳۸	کن لوگوں کا نفقہ لازم ہے۔	۵۵	۹۷	۹۶	نادر متفرقات	۳۴
۱۳۹	۱۳۸	انجان آدمی کو صدقہ دینا	۵۶	۹۹	۹۷	زکوٰۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر کو بھیجنا	۳۵
۱۴۰	۱۳۹	صدقہ اہل بادیہ پر	۵۷	۱۰۱	۱۰۰	تمام زکوٰۃ کیا اپنے لئے لے سکتا ہے۔	۳۶
۱۴۱	۱۴۰	کراہت رد سوال	۵۸			جب کوئی زکوٰۃ لے تو وہ پھر اس کا مال ہے۔	۳۷
۱۴۲	۱۴۱	کس حد تک سائل کو دیا جائے۔	۵۹	۱۰۲	۱۰۱	مال زکوٰۃ سے حج کرنا اور عظام آزاد کرنا۔	۳۸
۱۴۳	۱۴۳	دعائے سائل	۶۰			قرض کی ادائیگی زکوٰۃ سے	۳۹
		صدقہ تقسیم کرنے والا صدقہ دینے والے کے اجر میں شریک ہے۔	۶۱	۱۰۳	۱۰۳	زکوٰۃ عوض قرض	۴۰
۱۴۴	۱۴۴	ایشار	۶۲	۱۰۴	۱۰۴	زکوٰۃ سے بچنے کی تدبیر	۴۱
۱۴۶	۱۴۵	بغیر حاجت سوال کرنا	۶۳	۱۰۶	۱۰۶	جس زکوٰۃ کھل کر دینا۔	۴۲
۱۴۹	۱۴۶	کراہت سوال	۶۴	۱۰۷	۱۰۷	کس کے لئے زکوٰۃ حلال ہے۔	۴۳
۱۵۱	۱۵۱	احسان جتنا	۶۵	۱۱۱	۱۰۸	مستحق زکوٰۃ کا زکوٰۃ لینے سے انکار کرنا	۴۴
۱۵۳	۱۵۱	سوال کے بعد دینا	۶۶	۱۱۵	۱۱۳	کھیتی کاٹنا اور بھیل توڑنا۔	۴۵
۱۵۴	۱۵۵	احسان	۶۷	۱۱۶	۱۱۵	صدقہ اہل جوہہ۔	۴۶
۱۵۸	۱۵۶	فضیلت احسان	۶۸	۱۱۹	۱۱۷	نادر	۴۷
۱۶۰	۱۶۰	تنبہ	۶۹	۱۲۱	۱۲۰	صدقہ	۴۸
۱۶۱	۱۶۰	احسان بری موت سے بچاتا ہے	۷۰	۱۲۳	۱۲۲	صدقہ بلا کو دور کرتا ہے۔	۴۹
		دنیا میں احسان کرنے والے آخرت میں بھی ایسے ہی ہیں۔	۷۱	۱۲۷	۱۲۵	فضیلت پوشیدہ صدقہ کی۔	۵۰
۱۶۲	۱۶۱	مکمل احسان	۷۲	۱۳۰	۱۳۹	رات کا صدقہ	۵۱
۱۶۳	۱۶۲			۱۳۱	۱۳۰		

صفحہ آرہو نمبر	عربی نمبر	مضامین	باب نمبر	صفحہ آرہو نمبر	عربی نمبر	مضامین	باب نمبر
۲۲۳	۲۱۸	استقبال ماہ رمضان	۵	۱۶۵	۱۶۵	احسان کا صحیح مقام پر رکنا	۷۳
۲۲۸	۲۲۶	ہلال ماہ میام کی گواہی	۶	۱۶۶	۱۶۶	آداب احسان	۷۴
۲۲۹	۲۲۹	نادر	۷	۱۶۷	۱۶۷	احسان سے انکار کرنے والا	۷۵
۲۳۱	۲۳۰	مستقرات	۸	۱۶۹	۱۶۸	قرض	۷۶
۲۳۳	۲۳۲	صوم یوم شک	۹	۱۷۰	۱۶۹	تنگ دست کو ہلکت دینا	۷۷
۲۳۶	۲۳۴	وجہ الصوم	۱۰	۱۷۲	۱۷۲	میث کو معاف کرنا	۷۸
۲۴۰	۲۳۸	آداب صایم	۱۱	۱۷۳	۱۷۳	خرچ نعمت	۷۹
۲۴۳	۲۴۲	صوم رسول اللہ	۱۲	۱۷۴	۱۷۴	نعت پر شکر کرنا	۸۰
۲۴۷	۲۴۵	فضیلت صوم شعبان	۱۳	۱۷۸	۱۷۵	معرفة جو دو سخا	۸۱
۲۴۹	۲۴۹	سحری کھانے کا استقبال	۱۴	۱۸۲	۱۸۰	انفاق	۸۲
۲۵۰	۲۵۰	وقت افطار صائم کی	۱۵	۱۸۵	۱۸۳	بخل	۸۳
۲۵۱	۲۵۰	دھال و صوم الدہر	۱۶	۱۸۹	۱۸۵	نوادر	۸۴
۲۵۳	۲۵۲	صبح کے دھوکے میں کھانا پینا	۱۷	۱۹۳	۱۹۱	فضیلت کھانا کھلانے کی	۸۵
۲۵۶	۲۵۴	صبح کی شناخت	۱۸	۱۹۶	۱۹۴	میانہ روی کی فضیلت	۸۶
۲۵۷	۲۵۷	دھوکے میں قبل از وقت افطار کرنا	۱۹	۱۹۹	۱۹۷	کراہت اسراف و بخل	۸۷
۲۵۸	۲۵۸	ماہ رمضان میں بھول کر کھانا پینا	۲۰	۲۰۱	۲۰۰	پانی پلانا	۸۸
۲۵۹	۲۵۸	وقت افطار	۲۱	۲۰۴	۲۰۲	صدقہ نبی اشتم اور ان کے نوال پر اور ان سے صلہ رحمی	۸۹
۲۶۱	۲۶۱	جو عدا بغیر عذر روزہ ترک کرے۔	۲۲	۲۰۶	۲۰۵	نوادر	۹۰
۲۶۳	۲۶۳	بوسہ بازی و مباشرت	۲۳				
		جورات میں جنب ہو اور صبح تک غسل نہ کرے۔	۲۴				
۲۶۵	۲۶۴	روزہ دار کے لئے کراہت غسل ارتحاسی	۲۵	۲۱۴	۲۱۲	کتاب الصوم	
۲۶۶	۲۶۶	کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا	۲۶	۲۱۶	۲۱۶	فضیلت صوم و صایم	۱
۲۶۸	۲۶۸	روزہ میں قے کرنا	۲۷	۲۱۸	۲۱۷	فضیلت ماہ رمضان	۲
						روزہ افطار کرانے کا ثواب	۳
						صرف رمضان نہ کہ ہر شہر رمضان کہو	۴

صفحہ آزود تجزیہ	رقب تین	مضامین	باب نمبر	صفحہ آزود تجزیہ	رقب تین	مضامین	باب نمبر
۲۹۷	۲۹۶	سفر میں کس پر افطار قہر واجب نہیں	۵۰	۲۷۰	۲۶۹	روزہ میں کچھ نگووانا اور حرام کرنا	۲۸
۳۹۹	۲۹۸	سفر میں سنتی روزہ	۵۱	۲۷۱	۲۷۰	بیمات صوم کان میں تیل ڈالنا فقہ کرانا	۲۹
۳۰۱	۳۰۰	رمضان میں وقت روانگی کی روزہ کھولا جائے۔	۵۲	۲۷۲	۲۷۱	سر نہ لگانا	۳۰
		جو کسی شہر میں قیام کے ارادہ سے	۵۳	۲۷۳	۲۷۲	روزہ میں مسواک کرنا	۳۱
۳۰۳	۳۰۲	داخل ہو۔		۲۷۴	۲۷۳	روزہ میں خوشبو کا استعمال	۳۲
۳۰۵	۳۰۳	سفر میں اپنی زوجہ سے جماعت	۵۴	۲۷۵	۲۷۵	روزہ میں گوند چاشنا۔	۳۳
۳۰۸	۳۰۶	صوم حائضہ و مستحاضہ	۵۵	۲۷۶	۲۷۶	روزہ میں بائوٹھی کی نمک چینی	۳۴
		جس پر دو ماہ کے متواتر روزے	۵۶	۲۷۷	۲۷۷	روزہ میں بلغم نکلنا	۳۵
۳۱۱	۳۰۹	ہوں اور کوئی مانع ہو۔		۲۷۸	۲۷۸	روزہ میں انگوٹھی چوسنا	۳۶
۳۱۳	۳۱۳	روزگفارہ قسم۔	۵۷	۲۷۹	۲۷۹	بوڑھے اور بوڑھیوں کا روزہ رکھنا	۳۷
۳۱۵	۳۱۳	صوم معلوم اپنے لئے قرار دینا	۵۸	۲۸۰	۲۸۰	حاملہ اور مریض کا روزہ	۳۸
۳۱۸	۳۱۷	کفارہ صوم	۵۹	۲۸۲	۲۸۰	روزہ نہ رکھنے کے لئے حد مرض	۳۹
۳۲۰	۳۱۹	روزوں میں تاخیر کرنا صوم ہر ایک	۶۰			جس پر دو رمضان بے روزہ رکھے	۴۰
۳۲۲	۳۲۰	صوم عرقہ و عاشورہ	۶۱	۲۸۳	۲۸۳	گزیں۔	
۳۲۳	۳۲۳	روزہ عیدین اور ایام تشریق	۶۲	۲۸۵	۲۸۴	قضاے ماہ رمضان	۴۱
۳۲۵	۳۲۴	صوم الترغیب	۶۳	۲۸۷	۲۸۵	صبح کو ارادہ صوم کر کے افطار کرنا	۴۲
۳۲۷	۳۲۶	روزہ افطار کرانے کی فضیلت	۶۴			جس پر ماہ صیام کا روزہ قضا ہو وہ	۴۳
		کس کو روزہ رکھنا بے اجازت غیر	۶۵	۲۸۸	۲۸۸	سنتی نہ رکھے۔	
۳۲۹	۳۲۸	جائز نہیں۔		۲۸۹	۲۸۸	رنے کے بعد قضا و نفوں کی صورت	۴۴
۳۳۱	۳۳۰	کس چیز سے افطار سبب ہے	۶۶	۲۹۱	۲۹۰	صوم صبیان	۴۵
۳۳۲	۳۳۱	ماہ رمضان میں غسل	۶۷	۲۹۲	۲۹۱	جوابہ رمضان میں مسلمان ہو۔	۴۶
۳۳۴	۳۳۳	ماہ رمضان میں سنتی نمازیں	۶۸	۲۹۳	۲۹۲	ماہ رمضان میں سفر کی کراہت	۴۷
۳۳۸	۳۳۵	شب قدر	۶۹	۲۹۴	۲۹۳	سفر میں روزہ کی کراہت	۴۸
۳۴۰	۳۳۰	عشرہ آخری رمضان میں دعا کرنا	۷۰	۲۹۶	۲۹۵	جو سفر میں ناواقفیت کی بنا پر روزہ رکھے۔	۴۹

صفحہ	صفحہ	مضامین	باب نمبر
۳۵۳	۳۵۳	تکبیر: شب عید اور روز عید	۶۱
۳۵۶	۳۵۵	روز عید	۶۲
		لوگوں پر کیا واجب ہے جب رویت	۶۳
۳۵۷	۳۵۶	عید نظر ثابت ہو۔	
۳۵۸	۳۵۷	نوادر	۶۴
۳۶۳	۳۵۹	قطبہ	۶۵
اعتکاف			
۳۶۶	۳۶۶	اعتکاف کا وقت اور مقام	۱
۳۶۷	۳۶۷	اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں ہوتا۔	۲
۳۶۸	۳۶۷	کن مساجد میں اعتکاف ہو۔	۳
۳۶۹	۳۶۹	اعتکاف کی کم سے کم مدت	۴
		متکلف بغیر ضرورت مسجد سے باہر	۵
۳۷۱	۳۷۰	یہ نکلے۔	
		اگر متکلف مریض ہو جائے یا متکلف	۶
۳۷۱	۳۷۱	حالیض ہو جائے۔	
۳۷۲	۳۷۲	متکلف کا جماعت کرنا	۷
۳۷۳	۳۷۳	نوادر	۸

انتساب

چونکہ میری اس دینی خدمت کا تعلق سرتاسر عبادت و ریاضت سے ہے لہذا
میں اس کو اپنے چوتھے امام سید اساجدین زین العابدین حضرت سیدنا و مولانا علی بن الحسین
صلوٰۃ اللہ و سلمہ علیہ کے اسم مقدس سے تینا ڈبیر کا معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا
ہوں اگر ان کی بارگاہ قدس میں میرا یہ ناپجز ہدیہ قبول ہو جائے تو مجھ غریق بحر معاصی کو
اپنی نجات کی امید ہو جائے، شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

عبد مذنب

سید ظفر حسن امر و ہوی

بسم الله الرحمن الرحيم

(كتاب الزكاة)

﴿باب﴾

﴿فرض الزكاة وما يجب في المال من الحقوق﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، و محمد بن مسلم أنهما قالوا لأبي عبد الله عليه السلام : أرأيت قول الله عز وجل : ﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبِهِمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ ﴾ ، أكل هؤلاء يعطى وإن كان لا يعرف ؟ فقال : إن الإمام يعطي هؤلاء جميعاً لأنهم يقرؤون له بالطاعة ، قال : قلت : فإن كانوا لا يعرفون ؟ فقال : يا زرارة لو كان يعطي من يعرف دون من لا يعرف لم يوجد لها موضع وإنما يعطي من لا يعرف ليرغب في الدين فيثبت عليه فأمّا اليوم فلا تعطها أنت وأصحابك إلا من يعرف من وجدت فمن هؤلاء المسلمين عارفاً فأعطه دون الناس ثم قال : سهم المؤلفة قلوبهم وسهم الرقاب عام والباقي خاص قال : قلت : فإن لم يوجدوا ؟ قال : لا تكون فريضة فرضها الله عز وجل لا يوجد لها أهل . قال : قلت : فإن لم تسهم الصدقات ؟ فقال : إن الله فرض للفقراء في مال الأغنياء ما يسهم ولو علم أن ذلك لا يسهم لزادهم إنهم لم يؤثروا من قبل فريضة الله ولكن أثروا من منع من منعهم حتى لا يثروا فريضة الله لهم ولو أن الناس أدوا حقوقهم لكانوا عاشرين بخير .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ وأحمد بن محمد جميعاً ، عن ابن

حبيب ، عن عبدالله بن سنان قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : لما أنزلت آية الزكاة أخذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزكّيهم بها ، وأنزلت في شهر رمضان فأمر رسول الله صلى الله عليه وآله مناديه فنادى في الناس إن الله فرض عليكم الزكاة كما فرض عليكم الصلاة ففرض الله عز وجل عليهم من الذهب والفضة وفرض الصدقة من الإبل والبقر والغنم ومن الحنطة والشعير والتمر والزبيب ، فنادى فيهم بذلك في شهر رمضان وغفالمهم عماسوى ذلك ، قال : ثم لم يفرض لشيء من أموالهم حتى حال عليهم الحول من قابل فصاموا وأفطروا فأمر مناديه فنادى في المسلمين : أيها المسلمون زكوا أموالكم تقبل صلاتكم قال : ثم وجه عمال الصدقة وعمال الطسوق .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن حماد بن عثمان ، عن رفاعة بن موسى أنه سمع أبا عبدالله عليه السلام يقول : ما فرض الله على هذه الأمة شيئاً أشد عليهم من الزكاة وفيها تهلك عامتهم .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن ابن مسكان وغير واحد عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن الله جل وعز جعل للفقراء في أموال الأغنياء ما يكفيهم ولولا ذلك لزادهم وإنما يؤتون من منع من منعهم .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن محمد بن مسلم ، وأبي بصير وبريد وفضيل ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام قال : فرض الله الزكاة مع الصلاة .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرارة ، عن مبارك المقرقوف قال ، قال أبو الحسن عليه السلام : إن الله عز وجل وضع الزكاة قوتاً للفقراء وتوفيراً لأموالكم .

٧ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر ابن سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن الله عز وجل فرض الزكاة كما فرض الصلاة ولو أن رجلاً حمل الزكاة فأعطها غلابة لم يكن عليه في ذلك عيب وذلك أن الله عز وجل فرض في أموال الأغنياء للفقراء ما يكفون به الفقراء ولو علم أن الذي فرض لهم لا يكفيهم لزادهم وإنما يؤتى الفقراء فيما أتوا من منع منعم حقوقهم لامن الفريضة .

٨ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة بن مهران عن أبي عبدالله عليه السلام قال : « إن الله عز وجل فرض للفقراء في أموال الأغنياء فريضة لا يحدون إلا بأدائها وهي الزكاة بها حقنوا دماءهم وبها سموا مسلمين ولكن الله عز وجل فرض في أموال الأغنياء حقوقاً غير الزكاة فقال عز وجل : « والذين في أموالهم حق معلوم ، فالحق المعلوم من غير الزكاة وهو شيء يفرضه الرجل على نفسه في ماله يجب عليه أن يفرضه على قدر طاقته وسعة ماله فيؤدى الذي فرض على نفسه إن شاء في كل يوم وإن شاء في كل جمعة وإن شاء في كل شهر وقد قال الله عز وجل أيضاً : « أقرضوا الله قرضاً حسناً » وهذا غير الزكاة وقد قال الله عز وجل أيضاً : « ينفقون مما رزقناهم سراً وعلانية » والماعون أيضاً وهو القرض يفرضه والمتاع يبيعه والمعروف يصنعه ومما فرض الله عز وجل أيضاً في المال من غير الزكاة قوله عز وجل : « الذين يصلون ما أمر الله به أن يوصل » ومن أدى ما فرض الله عليه فقد قضى ما عليه وأدى شكر ما أنعم الله عليه في ماله إذا هوجده على ما أنعم الله عليه فيه مما فضله به من السعة على غيره ولما وقفه لأداء ما فرضه الله عز وجل عليه وأعانته عليه .

٩ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن أبي المغرا عن أبي بصير قال : كتبا عند أبي عبدالله عليه السلام ومعتاب عن أصحاب الأموال فذكروا الزكاة فقال أبو عبدالله عليه السلام : « إن الزكاة ليس يحمده بها صاحبها وإنما هو شيء ظاهر إنما حقن بها دمه وسمي بها مسلماً ولو لم يؤدّها لم تقبل له صلاة وإن عليكم في أموالكم غير الزكاة ، فقلت : أصلحك الله وما علينا في أموالنا غير الزكاة ؟ فقال : سبحان الله أما تسمع الله عز وجل يقول في كتابه : « والذين في أموالهم حق معلوم للسائل والمحروم » قال : قلت : ماذا الحق المعلوم الذي علينا؟ قال : هو الشيء يعمله الرجل في ماله يعطيه في اليوم أو في الجمعة أو في الشهر قل أو أكثر غير أنه يدم عليه وقوله عز وجل : « ويسمعون الماعون » قال : هو القرض يفرضه والمعروف يصطنعه ومتاع البيت يبيعه ومنه الزكاة ، فقلت له : إن لنا جيراناً إذا أعرناهم متاعاً كسروه وأفسدوه فقلنا جناح إن نمتهم ؟ قال : لا ليس عليكم جناح إن تمتعهم إذا كانوا كذلك ، قال قلت له : « وبطعمون الطعام على حبه مسكيناً ويتيماً وأسيراً » قال : ليس من الزكاة ، قلت : قوله عز وجل : « الذين ينفقون أموالهم بالليل والنهار

سراً اعلانية ؟ قال : ليس من الزكاة قال : قلت : قوله عز وجل : « إن تبدوا الصدقات فنعما هي وإن تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خير لكم » قال : ليس من الزكاة وصلتك قرابتك ليس من الزكاة .

١٠ - علي بن محمد بن عبدالله ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن عثمان بن عيسى ، عن إسماعيل بن جابر ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عز وجل : « والذين في أموالهم حق معلوم » للسائل والمحروم ، أهو سوى الزكاة ؟ فقال : هو الرجل يؤتيه الله الثروة من المال فيخرج منه الألف والألفين والثلاثة الآلاف والأقل والأكثر فيصل به ربحه ويحمل به الكل عن قومه .

١١ - عنه ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالرحمن بن الحجاج عن القاسم بن عبدالرحمن الأنصاري قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : « إن رجلاً جاء إلى أبي علي بن الحسين عليه السلام فقال له : أخبرني عن قول الله عز وجل : « هو الذين في أموالهم حق معلوم » للسائل والمحروم ، ماهذا الحق المعلوم ؟ فقال له علي بن الحسين عليه السلام : الحق المعلوم الشيء ، يخرج الرجل من ماله ليس من الزكاة ولا من الصدقة المفروضتين ، قال : فإذا لم يكن من الزكاة ولا من الصدقة فما هو ؟ فقال : هو الشيء يخرج الرجل من ماله إن شاء أكثر وإن شاء أقل علي قدما يملك ؛ فقال له الرجل : فما يصنع به ؟ قال : يصل به ربحاً ويقري به ضعيفاً . ويحمل به كالأرئيل به أخاله في الله أولئذ تنوبه ، فقال الرجل : الله يعلم حيث يجعل رسالته .

١٢ - وعنه ، عن ابن فضال ، عن صفوان الجمال ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قوله عز وجل : « للسائل والمحروم » قال : المحروم المبحرف الذي قد حرم كد يده في الشراء والبيع .

وفي رواية أخرى ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام أنهما قالوا : المحروم : الرجل الذي ليس بعقله بأس ولم يبسط له في الرزق وهو محارف .

١٣ - علي بن محمد ، عن ذكره ، عن محمد بن خالد ، عن محمد بن سنان ، عن المفضل قال : كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فسأله رجل في كم تجب الزكاة من المال ؟ فقال له : الزكاة الظاهرة أم الباطنة تريد ؟ فقال : أريدتهما جميعاً ، فقال : أما الظاهرة فني كد ألف خمسة وعشرون وأما الباطنة فلا تستأثر على أخيك بما هو أخرج إليمنك .

١٤ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن الحسن بن محبوب ، عن مالك بن عطية ، عن عامر بن جذاعة قال : جاء رجل إلى أبي عبدالله عليه السلام فقال له : يا أبا عبدالله قرض إلى ميسرة ؛ فقال له أبو عبدالله عليه السلام : إلى غلّة تدرك ، فقال الرجل لا والله ، قال : فإلى تجارة توب ، قال : لا والله ، قال : فإلى عقدة تباع ، فقال : لا والله ، فقال أبو عبدالله عليه السلام : فأنت ممن جعل الله له في أموالنا حقاً ، ثم دعا بكيس فيه دراهم فأدخل يده فيه فناوله منه قبضة ، ثم قال له : اتق الله ولا تسرف ولا تقتر ولكن بين ذلك قواماً إن التبذير من الإسراف قال الله عز وجل : ولا تبذروا ما آتاكم من الله قبل أن يبلغ حدهم ولا تبذروا ما آتاكم من الله قبل أن يبلغ حدهم .

الحسن بن محبوب ، عن سعدان بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام مثل ذلك .
١٥ - أحمد بن محمد بن عبدالله وغيره ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن عبدالله ابن القاسم ، عن رجل من أهل ساباط قال : قال أبو عبدالله عليه السلام لعمار الساباطي : يا عمار أنت رب مال كثير ؛ قال : نعم جعلت فداك ، قال : فتوذي ما افترض الله عليك من الزكاة ؛ فقال : نعم ، قال : فتخرج الحق المعلوم من مالك ؛ قال : نعم ، قال : فنصل قرابتك ؛ قال : نعم ، قال : وتصل إخوانك ؛ قال : نعم ، فقال : يا عمار إن المال يقضى والبدن يبلى والعمل يبقى والدنيا تبيح لا يموت ، يا عمار إنّه ما قدم مت فلن يسبقك وما أخبرت فلن يلحقك .

١٦ - علي بن إبراهيم ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن خالد ، عن عبدالله بن يحيى عن عبدالله بن مسكان ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : قول الله عز وجل : « إنما الصدقات للفقراء والمساكين » قال : الفقير الذي لا يسأل الناس والمساكين أجهد منه والبايس أجهدهم فكل ما فرض الله عز وجل عليك فأعلمه أفضل من إسراؤه وكل ما كان تطوعاً فإسراؤه أفضل من إعلمه ولو أن رجلاً يحمل زكاة ماله على عاتقه فتسبها علانية كان ذلك حسناً جميلاً .

١٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عز وجل : « وإن تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خير لكم » فقال : هي سوى الزكاة إن الزكاة علانية غير سر .

١٨ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسن ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم ، عن أحمد بن محمد عليه السلام أنه سأله عن الفقير والمساكين ، فقال : الفقير

الَّذِي لَا يَسْأَلُ وَالْمَسْكِينُ الَّذِي هُوَ أَجْعَدُ مِنْهُ الَّذِي يَسْأَلُ .

۱۹۔ عددۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر قال : ذكرت للرّضا عليه السلام شيئا فقال : اصبر فإنني أرجو أن يصنع الله لك إن شاء الله ، ثم قال : فوالله ما أخصر الله عن المؤمن من هذه الدنيا خير له مما عجل له فيها ؛ ثم صفر الدنيا وقال : أي شيء هي ، ثم قال : إن صاحب النعمة على خطر إنّه يجب عليه حقوق الله فيها والله إنّه لتكون على النعم من الله عز وجل فما أزال منها على وجل - وحرّك يده - حتى أخرج من الحقوق التي تجب لله عليّ فيها ، فقلت : جعلت فداك أنت في قدرك تخاف هذا ، قال : نعم فأحدبني على ما من به عليّ .

۷۸۶

کتاب الزکوٰۃ

باب

فرض زکوٰۃ اور مال میں واجب حقوق

۱۔ زرارہ اور سلم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ آپ نے سورہ نور کی اس آیت پر غور فرمایا ہے۔ صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں اور کار مندوں کے لئے اور موقوفہ تطویر کے لئے اور عقلمنوں کو آزاد کرنے اور عقروں کو فقیروں کا قرض دینے اور راہ خدا میں جہاد کے لئے اور پر دیسیوں کے لئے اللہ کی طرف سے فریضہ ہے۔ کیا ان سب کو دیا جائے گا چاہے یہ معرفت نہ رکھتے ہوں۔ فرمایا امام ان سب کو دیتا ہے کیونکہ وہ اسکی اطاعت کا اقرار کرتے ہیں۔ میں نے کہا اگر یہ معرفت نہ رکھتے ہوں۔ فرمایا اگر معرفت رکھنے والوں ہی کو دیا جائے تو صدقات کے لئے پھر کوئی لے گا ہی نہیں ، بے معرفت والوں کو تو اس لئے دیا جاتا ہے کہ وہ دین کی طرف رجعت کریں اور اس پر ثابت قدم رہیں لیکن اس زمانہ میں تم اور تمہارے اصحاب اہل معرفت ہی کو دیں۔ جب تم ان مسلمانوں میں

مرد عارف کو یاد نواز لوگوں کو چھوڑ کر انہیں دو، پھر فرمایا ان میں بعض مولفہ آفتاب ہیں اور بعض غلام ہیں یہ تو عوام میں شامل ہیں باقی خاص ہیں۔ میں نے کہا اگر یہ لوگ نہ پائے جائیں۔ فرمایا تو ایسا فریضہ نہ ہو گا جسے اللہ نے قرض کیا ہے اگر اس کے اہل نہیں ملتے۔ میں نے کہا اگر صدقات میں سب کی کنجاوش نہ ہو۔ فرمایا اللہ نے اغنیاء کے مال میں فقرا کا حق رکھا ہے جتنی وسعت ہو اگر معلوم ہو کہ وہ رقم کافی نہ ہوگی تو اس میں کچھ زیادتی کر دیں یہ بلحاظ فریضہ نہ ہوگی بلکہ جس میں ان کا حق نہیں اس میں سے ہوگی اگر لوگ محتاجوں کا حق ادا کرنے رہیں تو وہ آرام سے زندگی بسر کریں۔ (حسن)

۲- عبد اللہ بن سنان سے مروی ہے کہ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب آیہ زکوٰۃ نازل ہو چکی ہے تو صدقہ کے مال لوگوں سے لونا کہ ان کی تسلیہ اور تزکیہ ہو جائے۔ جب یہ آیت ماہ رمضان میں نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا نے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں ندا کر دے کہ اللہ نے تم پر زکوٰۃ کو اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح نماز کو۔ سپس خدا نے زکوٰۃ کو نسر فرض کیا سونے اور چاندی پر اور صدقہ فرض کیا اونٹ، گائے، بکری، گندم، بجر، چھو، ارہ، اور خشک انگور پر، اس کے متعلق ماہ رمضان میں منادی کرادی گئی اور باقی پر معافی، پھر ایک سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ فرض نہ ہوئی۔ جب اگلا سال آیا تو منادی نے ندا دی۔ اے مسلمانو! اپنے مال کی زکوٰۃ دو تاکہ تمہاری نماز قبول ہو اس کے بعد صدقات وصول کرنے والے اور ناپ تول کرنے والے لوگوں کے پاس پہنچے۔ (صحیح)

۳- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ اس امت پر زکوٰۃ سے زیادہ سخت اور کوئی شے فرض نہیں کی گئی عام لوگ اس کے نہ دینے کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئے۔

۴- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے اموال اغنیہ میں اتنا حق رکھا ہے جو ان کے لئے کافی ہو اگر ایسا نہ ہو تو زیادہ کر دیں ان کو دیا جائے اس میں سے جس پر زکوٰۃ نہیں۔ (حسن)

۵- امام محمد باقر اور امام جعفر علیہم السلام نے فرمایا کہ زکوٰۃ نماز کے ساتھ ساتھ ہے (حسن)

۶- نسر مایا امام رضا علیہ السلام نے کہ اللہ نے زکوٰۃ کو نسر کی قوت قرار دیا ہے اور لوگوں کے مال میں زیادتی کا سبب (صحیح)

۷- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اللہ نے زکوٰۃ کو اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح نماز کو۔ اگر کسی پر زکوٰۃ ہو اور وہ اسے اعلانیہ نہ دے تو کوئی عیب نہیں اس لئے کہ اموال اغنیاء میں زکوٰۃ کو فرض کیا ہے تاکہ اس سے فقرا کی مدد ہو سکے اگر معلوم ہو کہ وہ رقم فقرا کے لئے کافی نہ ہوگی تو اور مندوں سے اسے بڑھا دے تاکہ فقرا پر پوری ہو جائے یہ فریضہ میں شمار نہ ہوگی (۴)

۸- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ اللہ نے اموال اغنیاء میں فقرا کے لئے حصہ معین کیا ہے تا وہ تنیکہ سے ادا نہ

کریں قابل مدح نہیں ہو سکتے اور وہ زکوٰۃ ہے جس کی وجہ سے وہ قتل ہونے سے بچ جاتے ہیں اور ان کا نام مسلمان ہوتا ہے لیکن اللہ نے اموال اغنیاء میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق رکھے ہیں فرماتا ہے: "وہ لوگ جن کے اموال میں حق معلوم ہے علاوہ زکوٰۃ کے اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے نفس پر اپنے مال میں سے بقدر اپنی طاقت اور مال کی گنجائش کے کچھ دینا اپنے اور پر فرض کر لے اس کو چاہئے کہ جو اپنے اور پر فرض کیا ہے اسے دے چاہے ہر چند کہ چاہے ہر چہینے اور اللہ نے فرمایا ہے اللہ کو فرض حسد دو اور یہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے وہ اسے راہ خدا میں ظاہر بظاہر اور خفیہ خریج کرتے ہیں اور ماعوں (روزمرہ کی چیزیں بھی) اور یہ لوگوں عاریتاً دینا ان کا فرض ہے اور اپنے عزیزوں اور ہمسایوں پر احسان کرنا اور اللہ نے یہ فرض کیا ہے علاوہ زکوٰۃ کے یہ بھی کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحم کریں جس نے اس فرض کو پورا کیا جو اللہ نے اس پر عاید کیا ہے تو وہ بری الذمہ ہوا اور شکر کیا اس نعمت کا جو اللہ نے اسے مال کی رقم ہے اور شکر یہ ادا کیا جو اللہ نے اسے وسعت رزق دے کر دوسروں پر فیض ملت دی ہے اور اس کا شکر یہ ہے کہ اللہ نے اسے ادا کے فرض کی توفیق دی اور اس امر میں اسے مدد دی۔ (موتقی)

۹- ابو بھیر سے روای ہے کہ ہم حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اور ہمارے ساتھ کچھ مالدار لوگ بھی تھے انہوں نے زکوٰۃ کا ذکر کیا۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا زکوٰۃ ادا کرنے والا مستحق مدح نہیں ہوتا کیونکہ اس کی وجہ سے تو وہ قتل سے بچ جاتا ہے اور مسلمان کہا جاتا ہے اگر ادا نہ کرے گا تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی تمہارے اور پر تمہارے مالوں میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی ہے۔ میں نے کہا اللہ آپ کی حفاظت کرے۔ علاوہ زکوٰۃ کے اور کیا ہے فرمایا سبحان اللہ۔ کیا تم نے یہ اللہ کا قول نہیں سنا۔ ان کے اموال میں حق سائل و محرم ہے۔

میں نے کہا وہ حق معلوم کیا ہے فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ ایسا شخص اپنے مال میں سے ہر روز چھبڑ یا ہر ماہ دیتا ہے کم یا زیادہ، یہ اس کے لئے دروای نہیں ہوتا اور خدا اور ماں ہے کہ ماعوں کو منع کرتے ہیں حالانکہ وہ ان پر مشرف ہے اور احسان کرنا اور گہستی کی چیزیں لوگوں کو مستعار دینا اور ان میں زکوٰۃ بھی ہے۔ میں نے کہا ہمارے کچھ پڑوسی ہیں جب ہم ان کو کوئی چیز عاریتاً دیتے ہیں تو اسے یا تو توڑ بھجور ڈالتے ہیں یا خراب کر دیتے ہیں کیا اس صورت میں منع کرنا گناہ ہے، فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا کیا۔ آیت "وہ خدا کی محبت میں مسکینوں یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں" داخل زکوٰۃ ہے فترمایا نہیں۔ میں نے کہا کیا یہ آیت زکوٰۃ کے متعلق ہے؟ وہ لوگ اپنے مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں دن میں اور رات میں اور پوشیدہ اور علانیہ، فرمایا یہ زکوٰۃ نہیں۔ پھر میں نے اس آیت کے متعلق پوچھا "اگر تم صدقات کو ظاہر کرو تو یہ اچھا ہے اور اگر چھپا کر فقرا کو دے دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے" فرمایا یہ زکوٰۃ نہیں اور جو صلہ رحم اپنے اقرباء کے ساتھ کر دو وہ بھی زکوٰۃ نہیں۔ (حسن)

۱۰- میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ اس آیت سے کیا مراد ہے؟ "وہ لوگ ہیں جن کے اموال میں سائل و

محرّم کا حق ہے کیا زکوٰۃ کے علاوہ ہے یہ، فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جسے اللہ نے بہت سال دیا ہوا اور وہ اس میں سے ایک ہزار یا دو ہزار یا تین ہزار یا کم یا زیادہ نکالے اور اس سے صلہ رحم کرے اور اپنی قوم کا بوجھ اٹھائے (مجمول) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علی بن حسین کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ ”وہ وہ ہیں جن کے اموال میں ایک معلوم حق ہے سائل اور محروم کے لئے“، حق معلوم سے کیا مراد ہے فرمایا حق معلوم وہ شے ہے جسے کوئی اپنے مال سے نکلے جو نہ زکوٰۃ مفروضہ ہے نہ صدقہ مفروضہ، اس نے کہا پھر وہ کیسا ہے۔ فرمایا پھر وہ چیز ہے جسے کوئی اپنے مال سے (راہ خدا میں دینے کے لئے) نکلے چاہے زیادہ ہو یا کم۔ بقدر اپنی حیثیت کے نکالے، اس نے کہا پھر کیا کرے۔ فرمایا صلہ رحم کرے اور کمزوروں کو قوی بنائے اور سب کی مدد کرے اور اپنے بھائی کو راہ خدا میں دے اس کی مصیبت کو دور کرے یہ سن کر اس نے کہا اللہ جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے۔ (مجمول)

۱۲- کسی نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے محروم کے متعلق پوچھا۔ فرمایا وہ وہ ہے جسے نہ کسی شے کے بیچنے پر قدرت ہو اور نہ کسی شے کے خریدنے پر اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ حضرت امام محمد باقر امام جعفر صادق علیہم السلام نے فرمایا ”محروم وہ ہے جس کی عقل میں نقصان ہو اور جس کا رزق تنگ یا وہ محارم ہے (مجمول)

۱۳- مفصل کہتے ہیں ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے پوچھا زکوٰۃ کتنے مال میں واجب ہوتی ہے فرمایا قاہری زکوٰۃ پوچھتے ہو یا باطنی، اس نے کہا دونوں، فرمایا ہزار پر کمپس ظاہری ہے، رہی باطنی تو جب تمہارا کوئی بھائی کسی چیز میں تمہاری طرف متعلق ہو تو اس کی حاجت بر لاؤ۔ (صحیح)

۱۴- حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا مجھے خوشحالی تک قرض دیکئے۔ حضرت نے فرمایا غڈ آنے تک، اس سے کہا نہیں، فرمایا تم تک، اس نے کہا نہیں، فرمایا کچھ بیچئے تک، اس نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا پس معلوم ہوا تم لوگوں میں سے جو حق پرست ہو اور اس کے بعد ایک تخیل منگاکر اس میں ہاتھ ڈالا اور ایک صلہ رحم نکالے اور دوسرے کو کہا۔ اللہ سے ڈرتے ہوئے نہ تو فسول خرچی کرنا اور نہ بھل بلکہ درمیان مالت اختیار کرنا۔ غیر ضروری خرچ کرنا فضول خرچ ہے خدا نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ارسلا)

دوسری روایت میں سعدان سے یہی ہی مضمون ہے۔

۱۵- حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے عمار سہامی سے فرمایا۔ اے عمار تم مالدار آدمی ہو۔ اس نے کہا ہوں، تو فرمایا جو زکوٰۃ اللہ نے تم پر فرض کی ہے اسے ادا کر دے اس نے کہا۔ بہت اچھا۔ فرمایا اے عمار مال فنا ہو جاتا ہے اور بدن گل ستر جانا ہے صرغ عمل باقی رہنے والی چیز ہے اور بدلہ دینے والی لایموت ہے اے عمار جو تم نے آگے بیکھ دیا وہ تمہارے ساتھ رہے گا اور جو تم نے چھوڑ دیا وہ تم سے ملے گا نہیں۔ (حسن)

- ۱۶۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ صدقات فقرا و مساکین کے لئے ہیں اور نیا فقیر وہ ہے جو لوگوں سے سوال نہیں کرتا اور مسکین وہ ہے جو معمول روزی کے لئے سوال کرتا ہے اور اس میں جدوجہد کرتا ہے اور باس وہ ہے جو مانگنے میں زیادہ کوشش کرتا ہے پس اللہ نے جو تم پر فرض کیا ہے تو اس کو باعلان دینا پوشیدہ دینے سے بہتر ہے اور اگر بغرض تمہیں ثواب کچھ ملے تو اس کا چھپانا اعلان سے بہتر ہے اور کس کے پاس مال زکوٰۃ رکھا ہے تو اس کو اعلانیہ تقسیم کرے یہ بہت اچھی صورت ہے۔ (حسن)
- ۱۷۔ آئیہ ان مخفویا کے متعلق حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا یہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے کیونکہ زکوٰۃ اعلانیہ دی جاتی ہے نہ کہ پوشیدہ۔ (صحیح)
- ۱۸۔ امامین میں سے کسی سے پوچھا گیا فقیر کے متعلق اور مسکین کے، فرمایا فقیر وہ ہے جو سوال نہیں کرتا اور مسکین وہ ہے جو سوال کرتا ہے۔ (ص)
- ۱۹۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے ایک بات کہی، فرمایا صبر کر دو مجھے امید ہے کہ اللہ تمہارے لئے بہتر کرنے والا ہے پھر نیا یا اللہ تو اس دنیا میں کسی مومن کی حاجت برآوری میں تاخیر نہیں کرتا۔ مگر جبکہ تاخیر جلدی سے بہتر ہوتی ہے پھر فرمایا یہ دنیا ہے ہی کیا۔ پھر مشرک یا صاحب دولت خطرہ میں رہتا ہے اس لئے کہ اس دولت میں اللہ کے حقوق اس پر واجب ہوتے ہیں قسم خدا کی جس پر اللہ کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں وہ خوف میں رہتا ہے اور حضرت نے اس کو حرکت دیا اور فرمایا یہاں تک کہ میں نکالوں ان حقوق کو جہاں اللہ نے مجھ پر واجب کیا ہے۔ میں نے کہا یاد ہو اس قدر وہ سخت لگا آپ کی ڈرتے ہیں۔ فرمایا ہاں میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ (ص)

﴿باب﴾

﴿منع الزکوٰۃ﴾

۱۔ علی بن ابراہیم، عن آئیہ، عن ابن ابی عمیر، عن محمد بن یونس، عن محمد بن مسلم قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن قول الله عز وجل: «سبطوا قون ما بخلوا به يوم القيمة» فقال: يا عبد مامن أحد يمنع من زكاة ماله شيئاً إلا جعلوا له يوم القيمة ذلك يوم القيامة نعياناً من نار مطوقاً في عنقه بنهش من لحمه حتى يخرج من القبر ناراً ثم قال: هو قول الله عز وجل: «سبطوا قون ما بخلوا به يوم القيمة» يعني ما بخلوا به من الزكاة.

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرار ، عن يونس ، عن ابن مسكان برفعه ، عن رجل ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : بينا رسول الله صلى الله عليه وآله في المسجد إذ قال : قم يا فلان ، قم يا فلان ، قم يا فلان حتى أخرج خمسة نفر فقال : اخرجوا من مسجدنا لاتصلوا فيه وأنتم لاتزكون .

٣ - يونس ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : من منع قيراطاً من الزكاة فليس بمؤمن ولا مسلم وهو قوله عز وجل : **وَرَبِّ ارْجِعُونَهُ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحاً فِيمَا تَرَكْتُ** وفي رواية أخرى ولا تقبل له صلاة .

٤ - يونس ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ما من ذي زكاة مال نخل أو زرع أو كرم يمنع زكاة ماله إلا قلده الله تربة أرضه يطوق بها من سبع أرضين إلى يوم القيامة .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن الحسن بن شمعون ، عن عبد الله بن عبد الرحمن ، عن مالك بن عطية ، عن أبان بن تغلب قال : قال لي أبو عبد الله عليه السلام : دمان في الإسلام حلال من الله لا يقضي فيهما أحد حتى يبعث الله قائماً أهل البيت فإذا بعث الله عز وجل قائماً أهل البيت حكم فيهما بحكم الله لا يريد عليهما بينة : الزاني المحصن برجمه ومانع الزكاة يضرب عنقه .

٦ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن محمد بن علي ، عن موسى ابن سعدان ، عن عبد الله بن القاسم ، عن مالك بن عطية ، عن أبان بن تغلب ، عن أبي عبد الله عليه السلام نحوه .

٧ - محمد بن زياد ، عن الخشاب ، عن ابن يقاح ، عن معاذ بن ثابت ، عن عمرو بن جميع ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ما من رجل أدى الزكاة فنقصت من ماله ولا منها أحد فزادت في ماله .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن عبيد بن زرارة قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : ما من عبد يمنح درهماً في حقّه إلا أنفق اثنين في غير حقّه وما رجل يمنح حقاً من ماله إلا طوّقه الله عز وجل به حية من نار يوم القيامة .

٩ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيوب ، عن أبي بصير

عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ملعون ملعون مال لا يزكي .
 ۱۰ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضال ، عن علي بن عقبة ، عن أبي الحسن عليه السلام - يعني الأول - قال : سمعته يقول : من أخرج زكاة ماله تامّة فوضعها في موضعها لم يسئل من أين اكتسب ماله .

۱۱ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن ابن مهران ، عن ابن مسكان عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن قول الله عز وجل : « سيطو قون ما بخلوا به يوم القيمة » قال : ما من عبد منع من زكاة ماله شيئاً إلا جعل الله له ذلك يوم القيامة تمبناً من نار يطوق في عنقه ، ينش من لحمه حتى يفرغ من الحساب و هو قول الله عز وجل : « سيطو قون ما بخلوا به يوم القيمة » قال : ما بخلوا به من الزكاة .

۱۲ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحسين ، عن وهيب بن حفص ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : من منع الزكاة سأل الرجعة عند الموت وهو قول الله عز وجل : « رب أرجعون » لعلمي أعمل صالحاً فيما تركت .

۱۳ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن حسان ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : صلاة مكتوبة خير من عشرين حجة ، و حجة خير من بيت مملوء ذهباً ينفقه في بر حتى ينفد ، قال : ثم قال : ولا أفلاح من ضيع عشرين ديناراً من ذهب بخمسة وعشرين درهماً فقلت : وما معنى خمسة عشرين درهماً ؟ قال : من منع الزكاة وقفت صلواته حتى يزكي .

۱۴ - أبو علي الأشعري ، عن ذكره ، عن حفص بن عمر ، عن سالم ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من منع قيراطاً من الزكاة فليمت إن شاء يهودياً أو نصرانياً .
 ۱۵ - علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : ملعون ملعون مال لا يزكي .

۱۶ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحسن ، عن علي بن النعمان ، عن إسحاق قال : حدثني من سمع أبا عبدالله عليه السلام يقول : ما ضاع مال في بر ولا بحر إلا بتضييع الزكاة ولا يصاد من الطير إلا ما ضيع نسيجه .

۱۶ - محمد بن یحیی ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن علي بن عقبة ، عن
أیتوب بن راشد قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : مانع الزکاة بطون بجهة قرعاه
وتأکل من دماغه وذلك قوله عز وجل : « سيطو قون ما بخلوا به يوم القيمة » .

۱۸ - محمد بن یحیی ، عن أحمد بن محمد بن عیسی ، عن الحسن بن محبوب ، عن
مالک بن عطیة ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : وجدنا في كتاب علي عليه السلام
قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إذا منعت الزکاة منعت الأرض برکاتها .

۱۹ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمد بن خالد ، عن خلف بن حماد ، عن
حريز قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : ما من ذي مال ذهب أو فضة يمنع زکاة ماله إلا حبسه الله
عز وجل يوم القيامة بقاع قرقر وسلط عليه شجاعاً أقرع يريد به وهو يحد عنه فإذا
رأى أنه لا يخلص له منه أمكنه من يده فقتضها كما يقتض الفجل ثم يصير طوقاً في
عنته وذلك قول الله عز وجل : « سيطو قون ما بخلوا به يوم القيمة » وما من ذي مال أهل
أو غنم أو بقر يمنع زکاة ماله إلا حبسه الله يوم القيامة بقاع قرقر يطأه كل ذات ظلف
بظلفها وينهشه كل ذات ناب بناها وما من ذي مال نخل أو زرع يمنع زکاتها
إلا طوقه الله ربعة أرضه إلى سبع أرضين إلى يوم القيامة .

۳۰ - أبو عبدالله الماصمي ، عن علي بن الحسن الميثمي ، عن علي بن أسباط
عن أبيه أمية بن سالم ، عن سالم مولى أبان قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : ما
من طير يصاد إلا هزله التمسيح وما من مال يصاب إلا بترك الزکاة .

۳۱ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الثقفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبدالله ،
عن أبيه عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ما حبس عبد زکاة فزادت في ماله .

۳۲ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن
أبي عبدالله عليه السلام قال : من منع زکاة الله عز وجل أنفق في باطل مثليه .

۳۳ - حذيفة بن أسباط ، عن أحمد بن محمد ، عن أيوب بن نوح ، عن ابن سنان
عن أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن الله تبارك وتعالى يبعث يوم القيامة
ناساً من قلوبهم مشددة ألبهم إلى أعناقهم لا يستطيعون أن يتناولوا بها قيس أنملة
منهم ما تركوا يحسبهم نبيراً قد بدأ ، يقولون : هؤلاء الذين مننوا خيراً قليلاً من خير
كثير ، هؤلاء الذين أعطاهم الله ففسدوا حتى الله في أموالهم .

۲۴ - علی بن محمد ، عن ابن جہور ، عن أبيه ، عن علي بن حديد ، عن عثمان بن رشيد ، عن معروف بن خربوذ ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن الله عز وجل قرن الزكاة بالصلاة فقال : « أقيموا الصلاة وآتوا الزكاة ، فمن أقام الصلاة ولم يؤت الزكاة لم يقم الصلاة .

باب

زکوٰۃ نہ دینے والا

- ۱- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا۔ طوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ فرمایا کہ محمد جو مال کی زکوٰۃ سے کوئی شے روکے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس مال کو آگ کے ایک آؤر بے کی صورت طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈال دے گا اور وہ حساب سے نارغ ہوتے تک اس کا گوشت تو بچے گا اسی کے متعلق یہ قول باری تعالیٰ سبیطو قون ما بخلوا بہ الیم (حسن)
- ۲- فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب حضرت رسول خدا مسجد میں تھے آپ نے فرمایا اے فلاں اٹھ اے فلاں اٹھ تاہم آپ نے پانچ آدمیوں کو نکالا اور فرمایا مسجد سے نکل جاؤ اس میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ تم زکوٰۃ نہیں دیتے۔ (مجموع)
- ۳- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ جو زکوٰۃ کا ایک قیراط بھی نہ دے گا وہ نہ مومن ہے نہ مسلمان۔ اسی کے متعلق ہے یہ آیت۔ وہ کہے گا اے میرے رب مجھے لوٹا دے تاکہ جو چھوٹ گیا ہے وہ ملن تک میں کروں (رض)
- ۴- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر زکوٰۃ نہ دینے والے کی ملکیت کھجور کے درخت یا انگور کے پیر ہوگی تو اللہ روز قیامت اس کی جٹی سات زمینوں سے لے کر اس کی گردن کا تلاء وہ بنا دے گا۔ (مجموع)
- ۵- ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ نے اسلام میں دو خون حلال کئے ہیں ان کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کہے گا یہاں تک کہ قائم آل محمد کا ظہور ہوگا جب ظہور ہوگا تو آپ حکم خدا بغیر شہادت کے حکم صادر فرمائیں گے۔ زن شوہر دار سے نہ مارنے والے کو ستگساہ کریں گے اور اتنی زکوٰۃ کی گردن ماریں گے۔ (رض)
- ۶- دوسری روایت میں بھی یہی مضمون ہے۔
- ۷- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو کوئی زکوٰۃ ادا کرے اور اس کے مال سے کم ہو جائے تو اس کا مال بڑھ جائے گا اگر کوئی مانع نہیں (حسن)

- ۸- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو شخص بدمذکوٰۃ ایک درہم روکتا ہے اور دوسرے کام میں دو درہم خرچ کرتا ہے اور جو اپنے مال سے حق زکوٰۃ روکتا ہے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت آگ کا ایک سانپ اس کے گلے میں ڈال دے گا۔ (حسن)
- ۹- ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی وہ ملعون ہے ملعون ہے۔ (رض)
- ۱۰- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے مال کی پوری زکوٰۃ دے دے گا اور اسے حق داروں تک پہنچا دے گا تو اس سے یہ سوال نہ کیا جائے گا کہ کہاں سے حاصل کیا تھا۔ (صحیح)
- ۱۱- میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ روز قیامت اس نخل کے باعث جو انھوں نے کیا ان کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا: "فرمایا جو کوئی اپنے مال کی کچھ بھی زکوٰۃ روک لے گا وہ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ ایک آتشیں آڑ بنا کر اس کی گردن کا طوق بنا دے گا۔ وہ حساب سے نادم ہونے تک اس کا گوشت تو پوچ تو پوچ کر کھائے گا۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا۔ نخل سے مراد نخل زکوٰۃ ہے۔ (ضعیف)
- ۱۲- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو زکوٰۃ کو روکے گا وہ موت کے وقت دنیا کی طرف لوٹنے کی خواہش کرے گا اور جیسا کہ اس آیت میں ہے: "لے میرے رب مجھے لوٹا دے تاکہ جو عمل نیک میں نے چھوڑے ہیں وہ بحال آوں۔ (رض)
- ۱۳- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے واجب نماز بہتر ہے بیس رچ سے اور ایک حج بہتر ہے اس سونے کے بھرتے ہوئے گھر سے جو امور نیک میں صرف کیا جائے تا اینکه وہ ختم ہو جائے۔ پھر فرمایا اور نہیں بہتر ہے اس کے لئے جو سونے کے بیس گھڑاں کر دے ۲۵ درہم کے عوض، میں نے کہا اس سے کیا مراد ہے۔ فرمایا جو زکوٰۃ سے منع کرے۔ جب تک زکوٰۃ نہ دی جائے تک زکوٰۃ قبولیت سے رکی رہے گی۔ (ضعیف)
- ۱۴- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو ایک تیسرا مال زکوٰۃ بھی روکے گا وہ اگر اللہ نے چاہا تو یہودی یا نصرانی کی موت مرے گا۔ (مرسل)
- ۱۵- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ ملعون ہے (مرسل)
- ۱۶- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کوئی مال خشک یا تری میں ضائع نہیں ہوا مگر جب کہ اس کی زکوٰۃ نہ دیک جائے۔ (مجمول)
- ۱۷- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے مال زکوٰۃ کے گلے میں ایک نہریلے سانپ کا طوق ہوگا جیسا کہ خدا فرماتا ہے روز قیامت زکوٰۃ میں نخل کرنے والوں کے گلے میں طوق ہونگے۔ (۱۷)
- ۱۸- فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں ہم نے دیکھا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا زکوٰۃ روکی جاتی ہے تو زمین برکتوں کا نازل رک جاتا ہے۔ (مجمول)

۱۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو سونے اور چاندی کا مال دار ہو اور زکوٰۃ نہ دے تو روز قیامت خدا سے ایک چیل میں میدان میں مقید کرے گا اور ایک زہریلے آڑے کو اس پر مسلط کرے گا جس سے وہ ڈر کر بھاگے گا اور جب دیکھے گا کہ پکھنے کی کوئی صورت نہیں تو اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑے گا وہ اسے مولیٰ کی طرح چابے گا اور پھر اس کی گردن میں طوق بن کر رہے گا یہی اس آیت کا مطلب ہے روز قیامت جس مال کے دینے میں نخل کیا ہے قیامت میں وہ گردن کا طوق ہوگا۔ جو مال دار انسانوں، بکریوں اور گائے کی زکوٰۃ نہ دے گا روز قیامت وہ قید ہوگا۔ ایک ویران خطہ زمین میں اور ہر گھروں والا جانور اسے اپنے گھروں سے کچلے گا اور جو کھجور اور انگور کے باغ رکھتا ہو اور کھیت والا ہو اور زکوٰۃ نہ دے تو جتنے رقبہ میں یہ سب کچھ ہے تو روز قیامت زمین کے ساتوں طبقتوں کی اتنی مٹی کا طوق اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔ (حسن)

۲۰۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کوئی طائر شکار نہیں ہوتا مگر ترک تیس کے بعد اور کسی مال پر مصیبت نہیں آتی مگر ترک زکوٰۃ کے بعد

۲۱۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا جس نے زکوٰۃ کو نہ روکا اس کے مال میں زیادتی ہوتی۔ (رض)

۲۲۔ فرمایا حضرت نے جو حق اللہ ادا نہیں کرتا اس کا دکان مال باطل کاموں میں صرفت ہو جاتا ہے۔

۲۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو قبروں سے نکالے گا اس طرح کہ ان کے ہاتھ پس گردن سے بندھے

ہوں گے اور وہ ایک انگلی بھی نہیں بٹھا سکیں گے۔ لہذا ان کے ساتھ ہوں گے اور ان کو شدت کے ساتھ عیب دگا ہے

ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کو دنیا میں انہوں نے اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ سے دیا۔ (رض)

۲۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ کیا ہے فرمایا ہے نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ پس جس نے زکوٰۃ

نہ دی اس نے گویا نماز ہی نہ پڑھی۔

﴿باب﴾

﴿العلة في وضع الزكاة على ما هي ثم تزد ولم تنقص﴾

۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن علی الوشاء، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: قيل لأبي عبد الله عليه السلام: لآي شيء جعل الله الزكاة خمسة وعشرين في كل ألف ولم يجعلها ثلاثين؟ فقال: إن الله عز وجل جعلها خمسة وعشرين أخرج من أموال الأغنياء بقدر ما يكفي به الفقراء ولو أخرج الناس زكاة أموالهم ما احتاج أحد.

٢ - علي بن إبراهيم ، عن سلمة بن الخطاب ، عن الحسن بن راشد ، عن علي بن إسماعيل الميثمي ، عن حبيب الخثعمي قال : كتب أبو جعفر المنصور إلى محمد بن خالد وكان عامله علي المدينة أن يسأل أهل المدينة عن الخمسة في الزكاة من المائتين كيف صارت وزن سبعة ولم يكن هذا على عهد رسول الله ﷺ وأمره أن يسأل فيمن يسأل عبدالله ابن الحسن و جعفر بن محمد عليهما السلام قال : فسأل أهل المدينة فقالوا : أدركنا من كان قبلنا على هذا فبعث إلى عبدالله بن الحسن و جعفر بن محمد عليهما السلام فسأل عبدالله بن الحسن فقال : كما قال المستفتون من أهل المدينة ، قال : فقال : ما تقول يا أبا عبدالله ؟ فقال : إن رسول الله ﷺ جعل في كل أربعين أوقية أو قية فإذا حسبت ذلك كان علي وزن سبعة وقد كانت وزن ستة وكانت الدرهم خمسة ذوانيق قال : حبيب فحسبناه فوجدناه كما قال : فأقبل عليه عبدالله بن الحسن فقال : من أين أخذت هذا ؟ قال : قرأت في كتاب أمك فاطمة ، قال : ثم انصرف فبعث إليه محمد بن خالد ابعت إلي بكتاب فاطمة عليها السلام فأرسل إليه أبو عبدالله عليه السلام إنني أخبرتك أنني قرأته ولم أخبرك أنه عندي قال : حبيب فبجعل محمد بن خالد يقول لي : ما رأيت مثل هذا قط .

٣ - أحمد بن إدريس وغيره ، عن محمد بن أحمد ، عن إبراهيم بن محمد ، عن محمد بن حفص ، عن صباح الحداد ، عن قثم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك أخبرني عن الزكاة كيف صارت من كل ألف خمسة وعشرين لم تكن أقل أو أكثر ما وجهها ؟ فقال : إن الله عز وجل خلق الخلق كلهم فعلم صغيرهم وكبيرهم وغنيهم وفقيرهم فجعل من كل ألف إنسان خمسة وعشرين مسكيناً ولو علم أن ذلك لا يسعهم لرادهم لأنه خالقهم وهو أعلم بهم .

٤ - علي بن إبراهيم [عن أبيه] عن محمد بن عيسى بن عميد ، عن يونس ، عن أبي جعفر الأحول قال : سألتني رجل من الزنادقة فقال : كيف صارت الزكاة من كل ألف خمسة وعشرين درهماً ، فقلت له : إنما ذلك مثل الصلاة ثلاث وثلاثين وأربع ، قال : فقبل مني ، ثم لقيت بعد ذلك أبا عبدالله عليه السلام فسألته عن ذلك فقال : إن الله عز وجل جعل من كل ألف مساكين فوجد ما يكفيهم من كل ألف خمسة وعشرين ولو لم يكنهم لرادهم ، قال : فرجعت إليه فأخبرته فقال : جاءت هذه المسألة علي الإبل من الخجاز ، ثم قال : أوأتي أعطيت أحداً طاعة لأعطيت صاحب هذا الكلام .

باب علت فرض زکوٰۃ اور کس پر نہ کم ہے نہ زیادہ

۱- امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اللہ نے ہر ہزار پر ۲۵ کو کیوں قرار دیا ہے، ۳۰ کیوں نہیں کیا۔ فرمایا اللہ نے زکوٰۃ ۲۵ یوں رکھی ہے کہ یہ تعدد اقرار کے لئے کافی ہے کاش لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتے جس کی کسی ضرورت ہوتی ہے (۴)

۲- ابو جعفر منصور نے حاکم مدینہ محمد بن خالد کو لکھا کہ وہ اہل مدینہ سے پوچھے دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ کے متعلق کہ یہ سات کا وزن کیسے ہوا۔ رسول اللہ کے زمانہ میں تو ایسا نہ تھا اور حکم دیا کہ وہ یہ سوال کرے ایسے شخص سے جو پوچھے عبد اللہ بن حسن اور جعفر محمد سے، پس اس نے اہل مدینہ سے سوال کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اپنیوں سے پہلے اسی پر عمل پایا ہے۔ پھر کئی کو عبد اللہ بن حسن اور جعفر بن محمد کے پاس بھیجا۔ عبد اللہ نے امام جعفر صادق سے وہی پوچھا جو اہل مدینہ نے پوچھا تھا اور کہا اے ابو عبد اللہ آپ اس ہائے میں کیا فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ نے ہسب چالیس پر ایک ایک اوقیہ فرمایا ہے جب تم حساب کر کے تو اس کا وزن سات ہوگا اور کبھی چھ ہوگا اور ایک درہم پانچ دو اینٹ کا ہوتا ہے جسب نے کہا جب ہم نے حساب لگایا تو جیسا فرمایا تھا ویسا ہی پایا۔ پھر عبد اللہ بن حسن حضرت کے پاس آئے اور کہا آپ نے یہ کس سے بیان کیا میں نے تمہاری دادی حضرت فاطمہ کی کتاب میں یہی پڑھا ہے پس کہ عبد اللہ چلے گئے اور محمد بن خالد کو بھیجا کہ کتاب فاطمہ علیہ السلام میرے پاس بھیج دیجئے۔ حضرت نے بعد میں کہلا بھیجا میں نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ میں نے یہ پڑھا ہے یہ تو نہیں تھا کہ وہ میرے پاس ہے۔ یہ کیا بیان ہے کہ محمد بن خالد نے کہا میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ (۴)

۳- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا میں آپ فدا ہوں زکوٰۃ کے متعلق مجھے بتائیے کہ ہر ہزار پر ۲۵ ہی کیوں ہے نہ کم نہ زیادہ اس کی وجہ کیا ہے، فرمایا اللہ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ چھوٹے ہوں یا بڑے غنی ہوں یا فقیر اور ہزار انسانوں میں سے ۵ مسکین کے لئے، اگر جانتا کہ یہ کم ہیں تو اور زیادہ کر دیتا کیونکہ وہ ان کا خالق ہے اور ان کے متعلق سب سے زیادہ جانتے والا ہے۔ (۴)

۴- ابو جعفر احوال نے کہا۔ مجھ سے ایک زندقہ نے کہا۔ ہر ہزار پر ۷۵ درہم زکوٰۃ کیوں ہے میں نے کہا یہ ایسا ہی ہے جسے سات تین دو اور چار رکعت، اس نے مان لیا پھر میں ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ملا اور اس کے متعلق پوچھا فرمایا اللہ نے حساب لگایا اموال و مساکین کا، پس ہر ہزار پر ۲۵ کو ان کے لئے کافی پایا۔ اگر کافی نہ پاتا تو زیادہ کر دیتا

یہ سس کر میں اس زندگی کے پاس آیا اور میں نے یہ جواب اسے سنایا اس نے کہا یہ سسڈاؤٹوں کی پشت پر جواز سے آیا ہے اگر میں کسی کی اطاعت کرنے والا ہوتا تو اس کلام والے کی اطاعت کرتا۔ (۴)

﴿ باب ﴾

﴿ ما وضع رسول الله صلى الله عليه و علي أهل بيته الزكاة عليه ﴾

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و محمد بن مسلم و أبي بصير ؛ و يزيد بن معاوية العجلي ؛ و فضيل بن يسار ، عن أبي جعفر و أبي عبد الله عليهما السلام قالوا : فرض الله الزكاة مع الصلاة في الأموال و سنّها رسول الله صلّى الله عليه و آله في تسعة أشياء - و عفا رسول الله صلّى الله عليه و آله عما سواهن - في الذهب و الفضة و الإبل و البقر و الغنم و الحنطة و الشعير و التمر و الزبيب و عفا عما سوى ذلك .

۲۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن إسماعيل بن مرار ، عن يونس ، عن عبد الله ابن مسكان ، عن أبي بكر الحضرمي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : وضع رسول الله صلّى الله عليه و آله الزكاة على تسعة أشياء : الحنطة و الشعير و التمر و الزبيب و الذهب و الفضة و الإبل و البقر و الغنم . و عفا عما سوى ذلك ، قال يونس : معنى قوله : إن الزكاة في تسعة أشياء و عفا عما سوى ذلك : إنما كان ذلك في أوّل النبوة كما كانت الصلاة ركعتين ثم زاد رسول الله صلّى الله عليه و آله فيها سبع ركعات و كذلك الزكاة و وضعها و سنّها في أوّل نبوته على تسعة أشياء ثم وضعها على جميع الحبوب .

باب

کن چیزوں پر زکوٰۃ ہے

۱۔ ابو سعید اللہ اور ابو جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ اور سنت ستر دیا ہے۔ اس کو رسول اللہ نے ۹ چیزوں میں اور باقی کو معاف کیا ہے۔ سونا، چاندی، اذنٹ، گائے، بکری، گہنوں، جو، چھو ارا، اور منقہ اور باقی پر معاف کرنا ہے۔

۲۔ فرمایا ابو عبید اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فقہر کی زکوٰۃ نو چیزوں میں گندم، جو، چھو، ارا، مینقی، سونا، چاندی، اونٹ، گائے اور بکری، باقی پر معاف کیا۔ یونس نے کہا اس قول کے معنی کہ نواشیہا پر زکوٰۃ سب سے باقی پر معاف کر دی گئی ہے یہ ہیں کہ اول نبوت میں جیسے نماز و رکعت تھی پھر رسول اللہ نے سات رکعت اور زیادہ کیں اسی طرح زکوٰۃ اول نو چیزوں پر تھی پھر تمام غلات پر ہو گئی (۴)

﴿باب﴾

﴿ما یزکی من الحبوب﴾

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيه، عن حماد بن عيسى، عن حريز، عن محمد بن مسلم قال: سأله عليه السلام عن الحبوب ما يزكي منها، قال: البر والشعير والذرة والدخن والأرز والسلت والعدس والسمسم كل هذا يزكي وأشباهه.

۲۔ حريز، عن زرارة، عن أبي عبد الله عليه السلام مثله، وقال: كل ما كيل بالصاع فيلغ الأوساق فعليه الزكاة، وقال: جعل رسول الله ﷺ الصدقة في كل شيء أنتت الأرض إلا ما كان في الخضر والبقول وكل شيء يفسد من بومه.

۳۔ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن العباس بن معروف، عن علي بن مهزيار قال: قرأت في كتاب عبد الله بن محمد بن محمد بن أبي الحسن عليه السلام جملة فداك روي عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال: وضع رسول الله ﷺ الزكاة على تسعة أشياء: الحنطة والشعير والتمر والزبيب والذهب والفضة والغنم والبقر والإبل. وعفا رسول الله ﷺ عما سوى ذلك، فقال له القائل: عندنا شيء كثير يكون أضعاف ذلك، فقال: وما هو؟ فقال له: الأرز فقال أبو عبد الله عليه السلام: أقول لك: إن رسول الله ﷺ وضع الزكاة على تسعة أشياء وعفا عما سوى ذلك ويقول: عندنا أرز وعندنا ذرة وقد كانت الذرة على عهد رسول الله ﷺ فوق عليه السلام كذلك هو الزكاة على كل ما كيل بالصاع. وكتب عبد الله: وروي غير هذا الرجل، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه سأله عن

الحبوب فقال: وما هي؟ فقال: السمسم والأرز والدخن وكل هذا غلّة كالحنطة والشعير فقال أبو عبد الله عليه السلام: في الحبوب كلها زكاة.

- وروى أيضاً عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال: كل ما دخل القفيز فهو يجري

مجرى الحنطة والشعير والتمر والزبيب، قال: فأخبرني جعلت فداك هل على هذا الأرزوما أشبهه من الحبوب المحمص والعدس زكاة؟ فوقع عليه السلام: صدقوا الزكاة في

كل شيء كيل.

لهم عليه السلام وعنه، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن إسماعيل قال: قلت لأبي الحسن عليه السلام:

إن لنا رطبة وأرزاً فما الذي علينا فيها؟ فقال عليه السلام: أما الرطبة فليس عليك فيها شيء. وأما الأرز فمأقت السماء بالعرش وما بقي بالدنو فنصف العشر من كل ما كنت

بالصاع أو قال: وكيل بالكيل.

عن حميد بن زياد، عن أحمد بن سماعة، عن ذكره، عن أبان، عن أبي مریم، عن

أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الحرث ما يزكى منه؟ فقال: البرّ والشعير والذرة

والأرز والسلت والعدس كل هذا مما يزكى وقال: كل ما كيل بالصاع فبلغ الأوساق

فعليه الزكاة.

باب

کن غلوں پر زکوٰۃ ہے

۱- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے غلوں کی زکوٰۃ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا گیہوں، جو، مکئی، باجرہ، چاول، بے چھلکے کا جو، سور، تل یہ اور ان سے مشابہ تمام غلوں پر (حسن)

۲- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو تلے ناپے جاتے ہیں اور ان کا وزن اوساق (ایک دست سائے صاع) تک تک پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور رسول اللہ نے ہر اس چیز پر زکوٰۃ مقرر کی ہے جو زمین سے اُگے سوائے سبزے اور ترکاریوں اور ہر اس شے کے جو دن بھر میں خراب ہو جائے۔ (۴)

- ۳۔ میں نے کتاب عبد اللہ بن محمد میں پڑھا کہ ابو الحسن علیہ السلام کو لکھا میں آپ پر خدا ہوں امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت رسول خدا نے مقرر کیا ہے زکوٰۃ نو چیزوں پر ہے گیہوں، جو، چھو، اور مستقی، سونا، چاندی، بکری، گائے اور اونٹ، ان کے علاوہ چیزوں پر رسول اللہ نے زکوٰۃ نہیں رکھی کہنے والے نے کہا۔ ہمارے پاس ایک شے بہت زیادہ ہے۔ سنہ یا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ چاول۔ حضرت نے فرمایا میں تم کو بتاتا ہوں کہ رسول اللہ نے نو چیزوں پر رکھی ہے باقی کو معاف کیا ہے اور تم کہتے ہو کہ ہمارے پاس چاول ہیں اور چاول عبد رسول میں تھے حضرت نے لکھا وہ بھی زکوٰۃ والوں میں ہے جو غلہ بیانہ سے ناپا جائے اس پر زکوٰۃ ہے اور عبد اللہ نے لکھا اس خط کے ماسوا اور خطوں میں جو بیانوں سے ناپے جاتے ہیں پس وہ قائم مقام ہیں گیہوں، جو، چھو، اور مستقی کے، اس نے کہا میں آپ پر خدا ہوں کیا چاول پر اور جو اس سے مشابہ ہیں جتنا اور مسور، کیا ان پر زکوٰۃ ہے۔ تحریر سنہ یا ہر وہ شے جو بیانہ سے ناپی جاتی ہے اس پر زکوٰۃ ہے (۴)
- ۴۔ میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے کہا میرے پاس خرے اور چاول ہیں ان پر کتنی زکوٰۃ ہے حضرت نے فرمایا حسرہ پر کچھ نہیں۔ چاول اگر بارش کے پانی سے آگاہ ہے تو دسواں حصہ اور اگر آبپاشی ہوئی ہے تو بیسواں حصہ جن چیزوں کو تم بیانوں سے ناپو، ان پر زکوٰۃ ہے۔ (۴)
- ۴۔ میں نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کبھی کی زکوٰۃ کے متعلق، فرمایا گیہوں، جو، مکا، چاول، بے چھلکے لاجو اور مسور پر ہے اور سنہ یا ہر اس غلہ پر ہے جو بیانہ سے ناپا جاتا ہو۔ (مسل)

﴿باب﴾

﴿مَا لَا يَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِمَّا تَنْبِتُ الْأَرْضُ مِنَ الْخَضِرِ وَغَيْرِهَا﴾

- ۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن عثمان بن عیسیٰ، عن سماعة، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ليس على البقول ولا على البطيخ و أشباهه زكاة إلا ما اجتمع عندك من غلته فبقي عند .
- ۲۔ محمد بن یحییٰ، عن محمد بن الحسين، عن صفوان بن یحییٰ، عن الملا بن رزین، عن محمد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام أنه سئل عن الخضر فيها زكاة وإن بيعت بالمال العظيم؛ فقال: لا حتى يحول عليه الحول.

۳ - علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن ابي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي قال : قلت لابي عبدالله عليه السلام : ما في الخضر ؟ قال : وما هي ؟ قلت : القضب والبطنج ومثله من الخضر ، قال : ليس عليه شيء ، إلا أن يباع مثله بمال ويحول عليه الحول ففيه الصدقة وعن الغضات من الفرسك وأشباهه فيه زكاة ؛ قال : لا ، قلت : فثمنه ؛ قال : ما حال عليه الحول من ثمنه فزكاه .

۴ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن مهزيار ، عن عبدالعزيز بن المنهدي قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن القطن والزعفران عليهما زكاة ؛ قال : لا .

۵ - علي بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر و أبي عبدالله عليهما السلام في البستان تكون فيه من الثمار ما لو بيع كان مالا أهل فيه صدقة ؛ قال : لا .

نباتات میں کس پر زکوٰۃ نہیں

- ۱- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ترکاریں اور خرپوزے ماترپوز اور ان جیسے پھلوں پر زکوٰۃ نہیں ۔ ہاں جو انیس سے سال بزرگ تمہارے پاس باقی رہے ۔ (موتقی)
- ۲- امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا سبزیوں کے متعلق جبکہ فروخت کی جائیں مال کثیر میں ، فرمایا ان پر زکوٰۃ نہیں جب تک ایک سال نہ گزر جائے ۔ (۴)
- ۳- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا کہ کیا زکوٰۃ ہے ہری چیزوں میں ، فرمایا وہ کیا ہیں ، میں نے کہا گنا اور خرپوزہ وغیرہ فرمایا ان پر کچھ نہیں جبکہ فروخت کی جائیں ، ان کی مثل کسی ایسے مال سے جس پر ایک سال گزر جائے اس میں صدقہ ہوگا ۔ میں نے کہا ان درختوں پر جو لگائے جائیں زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں ، میں نے کہا ان کی قیمت پر نہ فرمایا ایک سال گزرنے کے بعد ۔ (حسن)
- ۴- میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا روئی اور زعفران پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں ۔ (۴)
- ۵- میں نے امامین علیہما السلام سے پوچھا اس باغ کے متعلق جہاں پلنگے ہوں اور وہ مال کے عوض فروخت ہوں کیا ان پر صدقہ ہے ۔ فرمایا نہیں ۔

﴿نبات﴾

﴿أقل ما يجب فيه الزكاة من الحرث﴾

١ - أبو علي الأشعري ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سأله عن الزكاة في الرزيب والتبصر ، فقال : في كل خمسة أرساق وسق والوسق ستون صاعاً و الزكاة فيهما سواء ، فأما الطعام فالعشر فيما سقت السماء و أما ما سقى بالغرب والدوالي فإنما عليه نصف العشر .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن علي بن أحمد بن أشيم ، عن سفوان بن يحيى ؛ و أحمد بن محمد بن أبي نصر قالوا : ذكر ناله الكوفة وما وضع عليها من الخراج وما سار فيها أهل بيته ، فقال : من أسلم طوعاً تركت أرضه في يده وأخذ منه العشر مما سقت السماء والأنياب و نصف العشر مما كان بالرشا فيما عمده منها وما لم يعمره منها أخذه الإمام قبله ممن يعمره و كان للمسلمين ؛ وعلى المتقبلين في حصصهم العشر ونصف العشر وليس في أقل من خمسة أرساق شيء من الزكاة وما أخذ بالسيف فذلك إلى الإمام يقبله بالذي يرى كما صنع رسول الله ﷺ بخيبر قبل سوادها و يياضها يعني أرضها و نخلها والناس يقولون : لا يصلح قبالة الأرض و النخل وقد قبل رسول الله ﷺ خيبر وعلى المتقبلين سوى قبالة الأرض العشر ونصف العشر في حصصهم و قال : إن أهل الطائف أسلموا و جعلوا عليهم العشر ونصف العشر و إن أهل مكة دخلها رسول الله ﷺ عنوة فكانوا أسراه في يده فأعتقهم و قال : اذهبوا فأنتم الطلقاء .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، و محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي قال : قال أبو عبد الله ﷺ في الصدقة فيما سقت السماء والأنياب إذا كان سبجاً أو كان بعلاً العشر وما سقت السواني والدوالي أو سقى بالغرب نصف العشر .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي بصير ؛ و محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر ﷺ أنه ما قال له : هذه الأرض التي يزارع أهلها هاترى فيها ؛ فقال : كل أرض دفعها إليك السلطان فما حرثته فيها فعليك فيما أخرج الله منها الذي

قاطدک علیہ و لیس علی جمیع ما أخرج الله منها العشر إنما عليك العشر فيما يحصل في يدك بعد مقاسمته لك .

۵ - عدهٗ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن البرقي ، عن سعد بن سعد الأشعري قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن أقل ما يجب فيه الزكاة من البر والشعير والتمر والزبيب ، فقال : خمسة أوساق بوسق النبي صلى الله عليه وآله ، قلت : كم اللوسق ؟ قال : ستون صاعاً ، قلت : فهل على العنب زكاة أو إنما تجب عليه إذا صيره زبيباً ؟ قال : نعم إذا خرصه أخرج زكاته .

۶ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن شريح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : فيما سقت السماء والأهوار أو كان بعلاً العشر وأهلاً ما سقت السواني والدوالي فنصف العشر قلت له : فالأرض تكون عندنا تسمى بالدوالي ثم يزيد الماء فتسمى سباحاً ؟ فقال : وإن ذا ليكون عندكم كذلك ؟ قلت : نعم قال : النصف والنصف نصف العشر ونصف العشر ، قلت : الأرض تسمى بالدوالي ثم يزيد الماء فتسمى السقية والسقيتين سباحاً ؟ قلت : في ثلاثين ليلة أو أربعين ليلة وقد مضت قبل ذلك في الأرض ستة أشهر سبعة أشهر قال : نصف العشر .

۷ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن التمر والزبيب ما أقل ما تجب فيه الزكاة ، فقال : خمسة أوساق وبترك معافاة وأم جمرور لا يزكيان وأن كثيراً وبترك للحارس العذق والمذقان والحلاس يكون في النخل بنظره فترك ذلك لبعاله .

باب

زراعت میں وجوب کواہ کیلئے وزن

۱۔ میں نے حضرت سے پوچھا ، منتقل اور چھو اے میں زکوٰۃ کی کیا صورت ہے فرمایا ہر پانچ دست پر ایک دست اور ایک دست برابر ہے ساتھ ساتھ کے اور ایک صاع برابر ہے دوسیراً اور چار تولہ کے ، لیکن کھانے کے اناج پر اگر بارش سے کھیتی تیار ہوئی ہے تو دسواں حصہ اور اگر ڈول وغیرہ سے سیراب ہوئی ہے تو بیسواں حصہ ۔ (موثق)

۲۔ دونوں راہیوں نے کہا۔ ہم نے امام سے کوڑ کا ذکر کیا اور اس خراج کا جو ان پر عائد کیا گیا ہے اس کا جو جاری کیا تھا ان کے اہلیت نے حضرت نے فرمایا۔ صورت زکوٰۃ یہ ہے کہ جو بخوشی اسلام قبول کرے تو اس کی زمین اسی کے قبضہ میں رکھی جائے گی اور اس سے دسواں حصہ لیا جائے گا اس غلہ کا جو بارش کے پانی سے اگا بڑھا اور بیسواں حصہ اس کھیت سے جس میں آبپاشی کی گئی ہو اور جسے کاشتکار نے آباد کیا ہو اور اگر آباد نہیں کیا اور بخرہ رکھا ہے تو اس پر امام قابض ہوگا اور ذمہ دار بنائے گا اس کو جو اسے آباد بنائے اور مسلمانوں کا اور قبول کرنے والوں کا دسواں اور بیسواں حصہ ہوگا اور پانچ دست سے کم پر زکوٰۃ نہیں اور جو علاقہ بڑو شمشیر لیا جائے وہ امام کی طرف آئے گا اور وہ جسے مناسب سمجھے گا دے گا جیسا کہ رسول اللہ نے خیر میں کیا اس کی زمین اور درخت دونوں لے لے۔ لوگ کہتے ہیں کہ زمین اور درخت دونوں پر قبضہ نہیں ہونا چاہیے۔ حالانکہ خیر میں رسول اللہ نے ایسا نہیں کیا تھا اور قبول کرنے والوں پر قبضہ زمین کے سوا دسواں حصہ اور بیسواں حصہ ان کو دینا تھا۔ جب طائف والے مسلمان ہوئے تو ان پر دسواں اور بیسواں حصہ لازم قرار دیا گیا اور مکہ میں چونکہ رسول اللہ کا ایک داخل ہوئے تھے اور بڑو قبضہ کیا تھا اور وہاں کے لوگ حضرت کے ہاتھ میں قید تھے لہذا حضرت نے ان کو آزاد کر کے کہا۔ جاؤ تم مطلقاً ہو۔ (غلام آزاد کردہ ہومہ ۲)

۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ہمدان کے بارے میں جو کیفیت بارش سے انہوں نے آب جاری سے یا چشمے سے تیار ہو اس کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور جو اونٹوں کے ذریعہ پانی کھینچے یا ڈولوں اور ہٹ سے ہو تو بیسواں حصہ۔

۴۔ در راہیوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ جس زمین میں لوگ زراعت کرتے ہوں اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے فرمایا ہر دو زمین جو بادشاہ نہیں لے اور تم اس میں کھیتی کرو تو جو غلہ اس میں سے اللہ پیدا کرے تو زکوٰۃ اس پر ہے جو تمہارے کھلیان میں آئے نہ ہر اس چیز پر جو زمین سے پھوٹ نکلی ہو دسواں حصہ صرف اس پر ہوگا جو تقسیم کے بعد تمہارے حصہ میں آئے۔ (ص)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ سے کم کتنے وزن پر زکوٰۃ ہے کہ ہوں جو چھوٹا ہے، منقہ کی سہرا یا پانچ دست نبی سے۔ میں نے کہا۔ ایک دست کتنا ہوتا ہے فرمایا ساٹھ صاع (صاع ۲ سیر ۴ چھانک ۴ تولہ) میں نے کہا کیا انکو پر زکوٰۃ ہے یا اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ منقہ ہو جائے۔ سہرا یا ہاں اس کا تخمینہ کرنے کے بعد زکوٰۃ ہوگی۔ (صحیح)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس غلہ میں جو سیراب کیا گیا ہو بارش اور نہروں سے یا آب جاری سے، تو اس میں دسواں حصہ ہے۔ لیکن جو آبپاشی یا ہٹ سے ہو تو بیسواں حصہ ہے۔ میں نے کہا ایک زمین ہمارے پاس ایسی ہوتی ہے کہ جس کو ہٹ سے سیراب کیا جاتا ہے پھر پانی زیادہ برس جاتا ہے تو وہ زمین آب

جاری سے سیراب ہوتی ہے فرمایا تمہارے لئے ایسا بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا ہاں فرمایا غلہ آدھا کرو اور نصف میں سے دسویں حصہ کا نصف کرو۔ میں نے کہا جو زمین رہٹ سے سیراب کی جائے پھر بیانی زیادہ ہو جائے تو آب جاری سے ایک مشک یا دو مشک سے سیراب کیا جائے۔ فرمایا ایسے کتنے دن۔ میں نے کہا جو بیس رات یا چالیس رات، اور اس سے پہلے بھی زمین کو چھ سات ماہ پانی دیا گیا ہو۔ سنر مایا تو بیسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی (مجبوں) میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ چھوہو ایسے اور شقی پر کم سے کم کتنے پر زکوٰۃ ہوگی فرمایا پانچ دسق پر اور چھوڑ دیا جائے گا نارسیدہ اور از کار رفتہ کو چاہے کتنے ہی ہوں چھوڑا جائے گا ننگینی کرنے والے کا حق اور اس کے ہاں بچوں کے لئے۔

باب

(ان الصدقة فی الصمر مرة واحدة)

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيہ، عن حماد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة؛ وعبيد بن زرارة، عن ابن عبد الله رضي الله عنه قال: ائتما رجل كان له حوت أو تمره فصدقها فليس عليه فيه شيء، وإن حال عليه الحول عنده إلا أن يحو له مالا فإن فعل ذلك فحال عليه الحول عنده فعليه أن يزكبه وإلا فلا شيء عليه وإن ثبت ذلك ألف عام إذا كان بعينه فائتما عليه فيه صدقة العشر فإذا أدأها مرة واحدة فلا شيء عليه فيها حتى يحو له مالا و يحول عليه الحول و هو عنده. (۱)

باب

صدقہ ثمرات میں ایک بار ہے

۱۔ سنر مایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جس شخص کی کھیتی ہو یا پھیل ہوں اور صدقہ دے دے تو پھر اس پر کچھ نہیں اور اگر اس کے پاس اس پر ایک سال گزر جائے لیکن اگر مال اس کے پاس ہو اور دس پر ایک سال گزر جائے تو اس پر لازم ہے کہ زکوٰۃ دے، ورنہ اس پر کچھ نہیں۔ اگر پندرہ ہزار برس اس کے پاس بیعتہ رہے کیونکہ اس اس پر دسواں حصہ صدقہ کا ہے پس جب اس نے ایک بار ادا کر دیا تو اب اس پر کچھ نہیں۔ ہاں اگر مال کی صورت میں وہ رقم ایک سال اس کے پاس رہے گی تو زکوٰۃ دینی ہوگی۔ (حسن)

﴿باب﴾

﴿زكاة الذهب والفضة﴾

- ١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال : في كل مائتي درهم خمسة دراهم من الفضة وإن نقص فليس عليك زكاة ومن الذهب من كل عشرين ديناراً نصف دينار و إن نقص فليس عليك شيء .
- ٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة النخاس قال : سألت رجلاً أبا عبد الله عليه السلام فقال : إنني رجل صايغ أعمل بيدي وإنه يجتمع عندي الخمسة والعشرون ففيها زكاة ؟ فقال : إذا اجتمع مائة درهم فحال عليها الحول فإن عليها الزكاة .
- ٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن ابن فضال ، عن علي بن عتبة ؛ وعدة من أصحابنا ، عن أبي جعفر وأبي عبد الله عليهما السلام قالوا : ليس فيما دون العشرين مثقالاً من الذهب شيء فإذا كملت عشرين مثقالاً ففيها نصف مثقال إلى أربعة وعشرين فإذا كملت أربعة وعشرين ففيها ثلاثة أخماس دينار إلى ثمانية وعشرين فعلى هذا الحساب كلما زاد أربعة .
- ٤ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن ابن عيينة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا جازت الزكاة العشرين ديناراً ففي كل أربعة دنانير عشر دينار .
- ٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الذهب كم فيه من الزكاة ؟ فقال : إذا بلغ قيمته مائتي درهم فعليه الزكاة .
- ٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسين بن بشار قال : سألت أبا الحسن عليه السلام في كم وضع رسول الله صلى الله عليه وآله الزكاة فقال : في كل مائتي درهم خمسة دراهم فإن نقصت فلا زكاة فيها ؛ وفي الذهب في كل عشرين ديناراً نصف دينار فإن نقصت فلا زكاة فيها .

۷۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ؛ وعبد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي قال : سئل أبو عبد الله عليه السلام عن الذهب والفضة ما أقل ما يكون فيه الزكاة قال : مائتا درهم و عدلها من الذهب قال : وسألته عن التيف والخمسة والعشرة ، قال : ليس عليه شيء حتى يبلغ أربعين فيعطى من كل أربعين درهماً درهم .

۸۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن إسماعيل بن مرار ، عن يونس ، عن إسحاق بن عمارة ، عن أبي ابراهيم عليه السلام قال : قلت له : تسعون ومائة درهم وتسعة عشر ديناراً أعليها في الزكاة شيء ؟ فقال : إذا اجتمع الذهب والفضة فبلغ ذلك مائتي درهم ففيها الزكاة لأن عين المال الدرهم وكلما خلا الدرهم من ذهب أو متاع فهو عرض مردود [ذلك] إلى الدرهم في الزكاة والديارات .

۹۔ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن عبدالله بن هلال ، عن العلاء ابن رزين ، عن زيد الصايغ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنني كنت في قرية من قرى خراسان يقال لها : بخارا فرأيت فيها دراهم تملئ ثلث فضة و ثلث مس و ثلث رصاص وكانت تجوز عندهم وكانت عملها وأنفقها قال : فقال أبو عبدالله عليه السلام : لا بأس بذلك إذا كانت تجوز عندهم ، قلت : رأيت إن حال عليها الحول وهي عندي وفيها ما يجب علي فيه الزكاة أزيكها ؟ قال : نعم إنما هو مالك ، قلت : فإن أخرجتها إلى بلدة لا يتفق فيها مثلها فبقيت عندي حتى يحول عليها الحول أزيكها ؟ قال : إن كنت تعرف أن فيها من الفضة الخالصة ما يجب عليك فيها الزكاة فركمها كان لك فيها من الفضة الخالصة ودع ما سوى ذلك من الخبيث ، قلت : وإن كنت لا أعلم ما فيها من الفضة الخالصة إلا أنني أعلم أن فيها ما يجب فيه الزكاة قال : فاصبها حتى تغلص الفضة ويحترق الخبيث ثم بركم ما خلص من الفضة لسنة واحدة .

باب زکوٰۃ طلا و نقرہ

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے چاندی پر ہر دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ ہے اس سے کم پر کچھ نہیں

- اور سونے پر بیس دینار پر نصف دینار، اس سے کم پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ (روشن)
- ۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا۔ میں سنا رہا ہوں اپنے ہاتھ سے چیزیں بنانا ہوں میرے پاس جمع ہو جاتے ہیں پانچ اور دس کیا اس میں زکوٰۃ ہے۔ فرمایا جب جمع ہوں دو سو درہم اور ان پر ایک سال گزر جائے تب زکوٰۃ ہوگی۔
- ۳۔ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے فرمایا کہ بیس مثقال سونے سے کم پر زکوٰۃ نہیں جب مثقال پورے ہو جائیں تو ان کی زکوٰۃ نصف مثقال ہوگی جو بیس تک اور جب جو بیس پورے ہو جائیں تو ایک دینار کے پانچ حصوں کے تین اٹھائیس تک، اسی طرح جب چار بڑھتے جائیں (موتی)
- ۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب زکوٰۃ بیس دینار سے تجاوز کر جائے تو ہر چار دینار ایک دینار کا دسواں حصہ ہوگا۔ (رض)
- ۵۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے پوچھا کتنے سونے پر زکوٰۃ ہے۔ فرمایا جب اس کی قیمت دو سو درہم تک پہنچ جائے۔ (حسن)
- ۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ رسول اللہ نے کتنے پر زکوٰۃ مقرر کی ہے فرمایا دو سو درہم پر پانچ درہم اگر اس سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور سونے میں ہر بیس دینار پر نصف دینار اور اگر کم ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ (حسن)
- ۷۔ حضرت عبد اللہ علیہ السلام سے سونے چاندی کے متعلق پوچھا گیا کہ کم سے کم کتنے پر ہے فرمایا دو سو درہم پر اسی قیمت کے برابر سونے پر، میں نے کہا اس کے بعد اگر پندرہ ہوں۔ فرمایا ان پر کچھ نہیں جب چالیس پر پہنچیں تو ہر چالیس درہم پر ایک درہم۔ (رض)
- ۸۔ میں نے امام سے پوچھا اگر ایک سو ستانوے درہم ہوں اور اٹیس دینار تو کیا ان پر زکوٰۃ ہوگی فرمایا جب سونا چاندی جمع ہوں اور دونوں مل کر دو سو درہم تک پہنچ جائیں تو اس پر زکوٰۃ ہوگی کیونکہ عین الماں زکوٰۃ ہے درہم کی اور درہم کے ماسوا جو سونا یا دیگر متاع ہو تو وہ ٹوٹا یا جائے گا درہم کی طرف زکوٰۃ اور ریات میں درہم
- ۹۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا میں خراسان کے بخارا نامی گاؤں میں گیا تھا وہاں میں نے ایسے درہم دیکھے جن میں ایک نلٹ چاندی تھی ایک نلٹ تانبا اور ایک نلٹ رانگ، یہ وہاں کے لوگوں میں چلتا تھا اور میں بھی انھیں سے کہہ کر سب نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر ان میں چلتا ہے میں نے کہا اگر وہ میرے پاس ہوں اور سال گزر جائے تو مجھے کیا زکوٰۃ دینی چاہیے۔ کیا میں زکوٰۃ دوں، فرمایا کیونکہ وہ تمہارا مال ہے۔ میں نے کہا اگر میں انھیں دوسرے شہر میں لے جاؤں جہاں وہ نہیں چلتے اور ان درہموں پر سال گزر جائے تو میں زکوٰۃ دوں

فرمایا اگر تم جانتے ہو کہ اس میں خالص چاندی ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اتنے پر زکوٰۃ دو جتنی اس میں خالص چاندی ہو اور جو کھوٹ ہوا ہے چھوڑ دو۔ میں نے کہا اگر مجھے پتہ نہ چلے کہ خالص چاندی کتنی ہے البتہ یہ معلوم ہو کہ زکوٰۃ کتنے پر واجب ہوتی ہے فرمایا اس کو گلا کر دیکھو تاکہ خالص چاندی سے الگ ہو جائے۔ پس جو خالص ہو اس پر ایک سال کی زکوٰۃ دو۔ (مجمول)

﴿ باب ۱ ﴾

﴿ اِنَّ لِيْ عَلٰى الْحَلِيِّ وَسَبَاكِ الذَّهَبِ وَنَقْرِ الْفِضَّةِ وَالْجَوْهَرِ زَكَاةٌ ﴾

۱۔ عن محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى، عن ابن مسكان، عن محمد الحلبي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الحلبي فيه زكاة؟ قال: لا.

۲۔ عن محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن صفوان بن يحيى، عن ابن مسكان، عن محمد الحلبي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الحلبي فيه زكاة؟ قال: لا.

۳۔ عن محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن صفوان بن يحيى، عن يعقوب بن شبيب قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الحلبي، أيزكى؟ فقال: إذا لا يبقى منه شيء.

۴۔ عن علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن رفاعة قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام وسأله بعضهم عن الحلبي فيه زكاة؟ قال: لا ولو بلغ مائة ألف.

۵۔ عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن الحسن بن علي بن يقطين، عن أخيه الحسين، عن علي بن يقطين قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن المال الذي لا يعمل به ولا يملك قال: يلزمه الزكاة في كل سنة إلا أن يسبك.

۶۔ عن محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن أبي عمير، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: زكاة الحلبي عاربه.

۷۔ عن علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن حماد بن عيسى، عن حريز، عن هارون بن خارجة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قلت له: إن أخي يوسف ولّى لهؤلاء القوم أعمالاً أصاب فيها

أموالاً كثيرة وإنه جعل تلك الأموال حلياً أراد أن يفرّ بها من الزكاة أعلية الزكاة ؛ قال : ليس على الحليّ زكاة وما أدخل على نفسه من النقصان في وضعه ومنعه نفسه فضله أكثر مما يخاف من الزكاة .

۸ - حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن عليّ بن يقطين ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : قلت له : إنّه يجتمع عندني الشيء فيبقى نحواً من ستة أنزكّيه ؟ قال : لا ، كلُّ ما لم يحل عليه عندك العول فليس عليه فيه زكاة وكلُّ ما لم يكن ركازاً فليس عليك فيه شيء ، قال : قلت : وما الركاز ؟ قال : الصناعت المنقوش ثم قال : إذا أردت ذلك فاسبكه فإنه ليس في سبائك الذهب ونقار الفضة شيء من الزكاة .

۹ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عليّ بن حديد ، عن جميل ، عن بعض أصحابنا أنّه قال : ليس في التبر زكاة إنمّا هي على الدنانير والدراهم .

۱۰ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن ابن أذينة ، عن زرارة ؛ وبكبير عن أبي جعفر عليه السلام قال : ليس في الجواهر وأشباهه زكاة وإن كثر .

باب

زیور اور غیر مسکوک سونے اور چاندی پر زکوٰۃ نہیں

- ۱- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ زیور کے متعلق کہ اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ فرمایا نہیں (مجبوراً)
- ۲- ترجمہ اوپر گزرا۔ (۴)
- ۳- میں نے زیور کے متعلق پوچھا کیا اس میں زکوٰۃ ہے فرمایا کوئی شے اس سے باقی نہ رہے (۴)
- ۴- حضرت ابو عبد اللہ سے پوچھا زیور کی زکوٰۃ کے متعلق، فرمایا نہیں اگرچہ ایک لاکھ کو پہنچ جائے۔ (حسن)
- ۵- میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس مال کے متعلق جو صرف میں نہیں آتا اور نہ ادل بدل کیا جاتا ہے فرمایا اس پر ہر سال زکوٰۃ دینی لازم ہوگی۔ مگر جب وہ گلا دیا جائے (۴)
- ۶- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے زیور کی زکوٰۃ عاریتی ہے (۴)

- ۷- میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا میرا بھائی یوسف ایک توکم کا سرپرست ہے اعمال میں اس نے بہت سامان جمع کیا اور اس کا زیور بنو ایلیا تک زکوة سے بچ جائے آیا اس پر زکوة ہے فرمایا زکوة تو نہیں زیور پر لیکن زکوة روک کر جس نقصان سے بچنا چاہے اس سے کہیں زیادہ نقصان ہے اس زکوة کے نہ دینے میں ہے جس سے وہ ڈر رہا ہے دینے کی صورت میں (حسن)
- ۸- میں نے امام علیہ السلام سے کہا: میں نے کچھ مال کو جمع رکھا تقریباً ایک سال، کیا اس پر زکوة ہے فرمایا نہیں جب تک سال پورا نہ ہو جائے اس پر زکوة نہ ہوگی۔ جب تک روزانہ ہو زکوة نہ ہوگی۔ میں نے کہا رکاز کیا ہے فرمایا وہ صامت نقوش ہیں پھر فرمایا اگر تمہارا یہ ارادہ ہو تو اسے گلا ڈال لو کیونکہ جس ہونے اور چاندی کو گلا ڈالا جائے اس پر زکوة نہیں ہے (م)
- ۹- ہماری بعض اصحاب نے کہا کہ حضرت نے فرمایا سونے پر زکوة نہیں دہم اور دینار پر ہے۔ (م)
- ۱۰- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جو ہرات پر زکوة نہیں چاہئے کتنے ہی زیادہ ہوں (حسن)

﴿باب﴾

﴿زکاة المال الغائب والدين والوديعة﴾

۱- محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ؛ عن الحسن بن محبوب، عن العلاء ابن رزین، عن مدبر الصیرفی قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: ما تقول في رجل كان له مالٌ فانطلق به فدفنه في موضع فلمّا حال عليه الحول ذهب ليخرجه من موضعه فاحترف الموضع الذي ظنّ أن المال فيه مدفون فلم يصبه، فنكث بعد ذلك ثلاث سنين ثم إنّه احترف الموضع الذي من جوانبه كلّه فوقع على المال بينه كيف يزكّيه؛ قال: يزكّيه لسنة واحدة لأنّه كان غائباً عنه وإن كان احتبسه.

۲- علی بن ابراہیم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن رفاعة بن موسى قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يشب عنه ماله خمس سنين ثم يأتيه فلا يرد رأس المال كم يزكّيه؛ قال: سنة واحدة.

۳- علی بن ابراہیم، عن أبيه، عن إسماعيل بن مرّاد، عن يونس، عن درست عن عمر بن يزيد، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ليس في الدين زكاة إلا أن يكون صاحب الدين هو الذي يؤخره فإذا كان لا يقدر على أخذه فليس عليه زكاة حتى يقضه.

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد [بن عيسى] ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن الرجل يكون له الدين على الناس يحتبس فيه الزكاة قال : ليس عليه فيه زكاة حتى يقبضه فإذا قبضه فعليه الزكاة وإن هو طال حبسه على الناس حتى يتم لذلك سنون فليس عليه زكاة حتى يخرج فإذا هو خرج زكاه لعامه ذلك وإن هو كان يأخذ منه قليلاً قليلاً فليزك ماخرج منه أولاً فاولاً فإن كان متاعه ودينه وماله في تجارته التي يتقلب فيها يوماً بيوم يأخذ ويعطي ويبيع ويشترى فهو يشبه العين في يده فعليه الزكاة ولا ينبغي له أن يغير ذلك إذا كان حال متاعه وماله على ما وصفت لك فيؤخر الزكاة .

٥ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل استقرض مالا فحال عليه الحول وهو عنده قال : إن كان الذي أقرضه يؤدّي زكاته فلا زكاة عليه وإن كان لا يؤدّي أدّي المستقرض .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل دفع إلى رجل مالا قرضاً على من زكاته على المقرض أو على المقرض ؟ قال : لا بل زكاتها إن كانت موضوعة عنده حولاً على المقرض ، قال : قلت : فليس على المقرض زكاتها ؟ قال : لا يزكّي المال من وجهين في عام واحد وليس على الدافع شيء لأنه ليس في يده شيء إنما المال في يد الآخذ فمن كان المال في يده زكاه ، قال : قلت : أفيزكّي مال غيره من ماله ؟ فقال : إن ماله مادام في يده وليس ذلك المال لأحد غيره ، ثم قال : يا زرارة أرأيت وضیعة ذلك المال وربحه لمن هو وعلى من ؟ قلت : للمقرض ، قال : فله الفضل وعليه نقصان وله أن ينكح ويلبس منه ويأكل منه ولا ينبغي له أن يزكّه ؟ بل يزكّه فإنه عليه .

٧ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرحمن بن أبي عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألت عن رجل عليه دين وفي يده مال لغيره هل عليه زكاة ؟ فقال : إذا كان قرضاً فحال عليه الحول فزكاه .

٨ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبدالجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن

عبدالحيد بن سعد قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل باع بيعة إلى ثلاث سنين من رجل ملي بحتة وماله في ثقة ، يزكي ذلك المال في كل سنة تمر به أو يزكيه إذا أخذه ؟ فقال : لا بل يزكيه إذا أخذه ، قلت له : ليكم يزكيه ؟ قال : قال : ثلاث سنين .

٩ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن أبان بن عثمان ، عمّن أخبره قال : سألت أحدهما عليهما السلام عن رجل عليه دين وفي يده مال وفي بدينه والمال لغيره ، هل عليه زكاة ؟ فقال : إذا استقرض فحال عليه الحول فزكاته عليه إذا كان فيه فضل .

١٠ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن كان عندك ودعة تحرر بها فعليك الزكاة فإن لم تحرر بها فليس عليك شيء .

١١ - غير واحد ، من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن مهزيار قال : كتبت إليه أسأله عن رجل عليه مهر امرأته لا تطلبه منه إما لرفق بزوجها وإما حياء فمكث بذلك على الرجل عمره وعمرها ، يجب عليه زكاة ذلك المهر أم لا ؟ فكتب : لا يجب عليه الزكاة إلا في ماله .

١٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن علي بن النعمان ، عن أبي الصاح الكناني ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرجل ينسى أو يمين فلا يزال ماله ديناً كيف يصنع في زكاته ؟ قال : يزكيه ولا يزكيه ما عليه من الدين إنما الزكاة على صاحب المال .

١٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام ؛ فزريس ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنهما قالا : أيما رجل كان له مال موضوع حتى يحول عليه الحول فإنه يزكيه وإن كان عليه من الدين مثله وأكثر منه فليزك ما في يده .

باب

زکوٰۃ مال غائب و متراض و ودیعت

- ۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس کے پاس کچھ مال ہو اس کو وہ کسی جگہ دفن کر دے جب اس پر ایک سال گزر جائے تو وہ اس جگہ کو کھودے جہاں اسے دفن کرنے کا خیال تھا پس وہاں نہ پائے۔ اس کے بعد تین سال گزر جائیں پھر وہ اس جگہ کے پاس کھودے اور بعینہ کل مال مل جائے تو وہ زکوٰۃ کس طرح دے نہ فرمایا صرف ایک سال کی ہے۔ کیونکہ اور سالوں میں یہ مال اس سے غائب رہا۔ اگرچہ اس نے دبا دیا تھا۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا جس کا مال پانچ سال اس سے غائب رہا۔ پھر اسے ملا گیا تو اسے زکوٰۃ کیونکر دینی چاہیے فرمایا صرف ایک سال۔ (حسن)
- ۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے قرض میں زکوٰۃ نہیں، اگر مقروض قرض چکانے میں دیر کرے اور قرض دینے والا لینے پر تیار نہ ہو تو جب تک مال پر قابض نہ ہو زکوٰۃ نہیں (رض)
- ۴۔ میں نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس کا قرضہ لوگوں پر ہو آیا اس میں زکوٰۃ ہے فرمایا اس پر زکوٰۃ نہیں جب تک مال تمہارے ہاتھ میں نہ آئے جب قابض ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور اگر وہ دوسروں کے ہاتھ میں ساہا سال رہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں جب نکل آئے تو اسی سال کی زکوٰۃ ہے اور اگر تمہارا تھوڑا سا مال تو اسی کے لحاظ سے جو ملتا جائے زکوٰۃ دیتا جائے اگر اس کی پونجی قرضہ اور اس کا مال تجارت میں لگا ہو اور روز بروز اس میں تبدیلی ہوتی رہے کبھی بے لے، کبھی ڈالے، کبھی بیچے کبھی خریدے تو وہ ایسا ہے گویا اس مال اس کے ہاتھ آئے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور اس کے لئے زیبا نہیں کہ جب اس کے مال پر سال گزر جائے تو پھر کوئی تبدیلی کرے اور زکوٰۃ کو تاخیر میں ڈالے۔ (موفق)
- ۵۔ میں نے ابو عبد اللہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو مال کو قرض لے اور اس کو اپنے پاس رکھے ہوئے ایک سال گزر جائے نہ فرمایا اگر قرض دینے والے نے زکوٰۃ دے دی ہے تب تو خیر ورنہ قرض لینے والا بے ذمہ (محمول)
- ۶۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا اس کے بارے میں جو اپنا مال کسی کو قرض لے تو آیا زکوٰۃ قرض لینے والے پر ہوگی یا لینے والے پر فرمایا اس پر زکوٰۃ نہیں بلکہ اس کی زکوٰۃ قرض دینے والے پر اس وقت ہوگی جب سال بھر اس کے پاس رہے۔ میں نے کہا تو قرض دینے والے پر زکوٰۃ ہی نہ ہوگی۔ فرمایا مال پر زکوٰۃ۔

نہیں ہوتی مگر دو وجہ سے ایک سال کے اندر بیسے والے پر، اس لئے کچھ نہیں کہ وہ مال اس کے قبضے میں نہیں ہوتا بلکہ دوسرے کے پاس ہوتا ہے۔ اگر اس کے قبضے میں ہوتا تو وہ دیتا۔ میں نے کہا تو قرض لینے والا مال غیر کی زکوٰۃ لئے گا فرمایا اب تو وہ اس کا ہی مال ہے جب تک اس کے قبضے میں رہے اس کے سوا کسی غیر کا نہیں، پھر فرمایا اسے زرارہ تم نے غور نہیں کیا کہ اس مال کا ضائع ہونا، فائدہ پانا اس کے لئے ہے میں نے کہا قرض لینے والے کے لئے فرمایا پس جب بڑھنا کھٹنا اس کے لئے ہے وہ اس مال سے نکاح کرتا ہے لباس بناتا ہے اور اس سے کھاتا ہے تو زکوٰۃ دینا اس کے لئے سزاوار نہیں ہے۔ (حسن)

۷- ہم نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کے اوپر قرض ہے اور اس کے پاس اس کے علاوہ بھی مال ہے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہے فرمایا جو اس پر قرض ہے اگر اس کو رکھے ہوئے ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ دینی ہوگی۔ (مرسل)

۸- میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے متعلق جو بیچارہ ہے تین سال تک ایسے شخص کے ہاتھ بطور قرض جو مستمند ہو تو کیا وہ ہر سال اس مال کی زکوٰۃ دے گا یا اس وقت جب اس سے ملے۔ فرمایا جب ملے۔ میں نے کہا کتنی بار فرمایا تینوں سال۔ (مجمول)

۹- میں نے دونوں اماموں میں سے کسی ایک سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس پر قرض ہو اور اس کے پاس مال غیر سے اتنا ہو کہ وہ قرض ادا کرنے کے قابل ہو آیا اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا جب قرض ملے اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی جبکہ اس سے نفع حاصل ہو۔ (مرسل)

۱۰- فرمایا حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر تمہارے پاس امانت ہو اور تم اس کو کام میں لا رہے ہو تو تم پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر کام میں نہیں لاتے تو نہیں۔ (رض)

۱۱- میں نے حضرت کو لکھا اس شخص کے بارے میں جس پر اس کی زوجہ کا ہر جو مگر اس سے طلب نہیں کرتی خواہ موافقت شوہر کی وجہ سے خواہ جیسا کی وجہ سے۔ اسی طرح دونوں کی عمر گزرتی چلی جا رہی ہے آیا شوہر پر اس ہر کی زکوٰۃ ہے حضرت نے لکھا اس پر زکوٰۃ نہیں مگر صرف اپنے مال میں۔ (مرسل)

۱۲- پوچھا ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں جو بھول جاتا ہے یا عاریتاً دے دیتا ہے اور اس کا مال برابر قرض میں رہتا ہے تو اپنی زکوٰۃ کیسے لے۔ فرمایا وہ نہ اس کی زکوٰۃ دے گا اور نہ اس کی جو اس پر قرض ہے۔ زکوٰۃ صاحب مال پر ہے۔ (حسن)

۱۳- دو شخصوں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس مال ہے اور اس کو ایک سال پورا ہو گیا تو کیا وہ زکوٰۃ دے درآئیں کہ اتنا ہی یا اس سے زیادہ اس پر قرض ہے فرمایا جو اس کے ہاتھ میں

ہے اس پر زکوة شے - (حسن)

﴿باب ۱﴾

﴿اوقات الزکوة﴾

۱ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار ؛ و محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن محمد بن حكيم ، عن خالد بن الحجاج الكرخي قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الزكاة فقال : انظر شهراً من السنة فانوأن تؤدى زكائك فيه فإذا دخل ذلك الشهر فانظر مانص - يعني ما حصل - في يدك من مالك فزكه فإذا حال الحول من الشهر الذي زكيت فيه فاستقبل بمثل ما صنعت ليس عليك أكثر منه .

۲ - محمد بن يحيى ؛ عن أحمد بن محمد رفعه ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : هل للزكاة وقت معلوم تعطى فيه ؟ فقال : إن ذلك ليختلف في إصابة الرجل المال وأما الفطرة فإنها معلومة .

۳ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن علي ، عن يونس بن يعقوب قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : زكاتي تحل علي في شهر أيسلح لي أن أحبس منها شيئاً مخافة أن يجيئني من يسألني ؟ فقال : إذا حال الحول فأخرجها من مالك لا تخطها بشيء ثم أعطها كيف شئت ، قال : قلت : فإن أنا كتبتها وأقبلتها يستقيم لي ؟ قال : لا يضرك .

۴ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن خالد البرقي ، عن سعد بن سعد الأشعري ، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال : سألت عن الرجل تحل عليه الزكاة في السنة في ثلاث أوقات أبو خرمها حتى يدفعها في وقت واحد فقال : متى حلت أخرجها . وعن الزكاة في الحنطة والشعير والتمر والزبيب متى تجب على صاحبها ؛ قال : إذا [ما] صرم وإذا [ما] خرص

۵ - وعنه ، عن محمد بن حمزة ، عن الإصمغاني قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : يكون

لمي على الرجل مال فأقبضه منه متى أزره ؛ قال : إذا قبضته فزره قلت : فإنني أقبض بعضه في صدر السنة وبعضه بعد ذلك قال : فتبسم ثم قال : ما أحسن ما دخلت فيها ثم قال : ما قبضته منه في السنة الأشهر الأولى فزره لسنته وما قبضته بعد في السنة الأشهر الأخيرة فاستقبل به في السنة المستقبلية وكذلك إذا استفدت مالا منقطعا في السنة كلها فما استفدت منه في أول السنة إلى ستة أشهر فزره في عامك ذلك كله وما استفدت بعد ذلك فاستقبل به السنة المستقبلية .

٦ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن محمد بن يحيى ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن رجل يكون نصف ماله عينا و نصفه ديناً فتحل عليه الزكاة قال : يزكي العين ويدع الدين ، قلت : فإنه اقتضاه بدستة أشهر ؛ قال : يزكيه حين اقتضاه قلت : فإن هو حال عليه الحول وحل الشهر الذي كان يزكي فيه وقد أتى لنصف ماله سنة ونصفه الآخر سنة أشهر ؛ قال : يزكي الذي مررت عليه سنة و يدع الآخر حتى تمر عليه سنته ، قلت : فإن اشتبه أن يزكي ذلك ؛ قال : ما أحسن ذلك .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال في الرجل يخرج زكاته فيقسم بعضها ويبقى بعضها بلمس بها الموضوع فيكون من أوله إلى آخره ثلاثة أشهر ، قال : لا بأس .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن عمر بن يزيد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الرجل يكون عنده مال أزره إذا مضى نصف السنة قال : لا ولكن حتى يحول عليه الحول ويدع عليه ، إنه ليس لأحد أن يصلي صلاة إلا لوقتها وكذلك الزكاة ولا يصوم أحد شهر رمضان إلا في شهره إلا قضاء وكل فريضة إنما تؤدى إذا حلت .

٩ - حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : أزره الرجل ماله إذا مضى تلك السنة ؛ قال : لا ، أبصلي الأولى قبل الزوال .
وقد روى أيضاً أنه يجوز إذا أتاه من يصلح له الزكاة أن يجعل له قبل وقت الزكاة إلا أنه ضمنها إذا جاء وقت الزكاة وقد أيسر المعطى أوارتد أعاد الزكاة .

باب ۲ اوقات زکوٰۃ

- ۱- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا سال کا ایک ہینہ نظر میں لے لو اور نیت کرو کہ اپنی زکوٰۃ اس ہینے میں دیا کر دو گے۔ جب وہ ہینہ آئے تو دیکھو تمہارے مال سے تمہارے ہاتھ میں کیا ہے اسی پر زکوٰۃ دو جب کہ اس ہینے کے بعد جس میں زکوٰۃ دی ہے ایک سال گزر جایا کرے تو زکوٰۃ دیا کر دو اس سے زیادہ وقت میں نہیں۔ (مجمول)
- ۲- میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے کہا کیا زکوٰۃ کے لئے کوئی وقت معلوم ہے جس میں دی جائے۔ فرمایا اس میں تو اختلاف ہوگا بلحاظ کسی شخص کے مال پانے کے لیکن نقطہ کے لئے وقت معلوم ہے (مرفوع)
- ۳- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا۔ زکوٰۃ عاید ہو جاتی ہے ایک ایسے ہینے میں کہ میں اس میں سے کچھ روکنا چاہتا ہوں اس خوف سے کہ میرے پاس سے کوئی مانگنے کو آئے۔ فرمایا جب سال گزر جائے تو اپنے مال سے زکوٰۃ نکالو اور اسے کسی مال میں ملاؤ نہیں، پھر جیسے چاہو اسے دو، راوی نے کہا۔ میں نے اسے لکھ لیا تاکہ میرے پاس یہ حکم محفوظ رہے فرمایا اس میں کوئی نقصان نہیں۔ (رموش)
- ۴- فرمایا راوی نے میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کے اوپر سال کے تین حصوں میں زکوٰۃ ہو تو کیا وہ خیال سے روکے رہے کہ سب زکاتیں ایک ساتھ لے دینا فرمایا جب زکوٰۃ کا وقت آ جائے تو وہ اسے نکال لے، گیہوں، جو، چھو ارا اور منقہ میں وجوب اس وقت ہوگا جب تک جائیں تخمینہ ہو جائے۔ (۶)
- ۵- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص کے پاس مال ہے اس میں سے وہ بعض پر قابض ہو گیا تو کب زکوٰۃ لے۔ فرمایا جب قبضہ ہو جائے تو زکوٰۃ دو۔ میں نے کہا بعض پر قبضہ ہوتا ہے ابتدائی سال میں اور بعض پر اس کے بعد، یہ سن کر حضرت ہنسے فرمایا جس پر تم پہلی ششماہی میں قابض ہو جاؤ تو اس سال کی زکوٰۃ دو اور جس پر آخر کی ششماہی پر قابض ہو اسے اگلے سال کے لئے رکھو، یہی صورت ہوگی جو مال لے سکوڑا سکوڑا ہو کر تمام سال میں، پس جو مال گیا اول ششماہی میں اس کی اس سال کی پوری زکوٰۃ دے دو اور جو بعد میں لے اس کی اگلے سال دینا۔ (مجمول)
- ۶- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس کے مال میں نصف اس کے پاس ہو اور

نصف فرض ہو اور اس پر سال گزر جائے۔ فرمایا میں الماں پر زکوٰۃ لے اور فرض کو چھوڑ دے۔ میں نے کہا اگر وہ فرض کا مال چھ ماہ بعد مل جائے۔ فرمایا تو زکوٰۃ دی جائے۔ جب سے وہ ملا ہے میں نے کہا اگر ایک سال گزر جائے اور وہ سینہ آجائے جس میں زکوٰۃ دی جاتی ہے اور اس میں سے نصف مال ایک سال بعد آئے اور نصف آخر چھ ماہ بعد فرمایا زکوٰۃ دی جائے گی اس کی جس پر ایک سال گزر گیا ہو اور باقی کو سال پورا ہونے تک چھوڑ دیا جائے گا۔ میں نے کہا اگر وہ زکوٰۃ دینا چاہے۔ فرمایا اس سے بہتر اور کیا ہے۔ (مجمول)

۷۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ نکالے، اس میں سے کچھ تقسیم کرے اور کچھ صحیح مستحق کی تلاش میں باقی رہے فرمایا تو تین ماہ تک اس کی تلاش میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۸۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے پوچھا ایک شخص کے پاس مال ہے کیا وہ چھ ماہ بعد زکوٰۃ دے لے۔ فرمایا نہیں بلکہ جب سال گزر جائے اور زکوٰۃ واجب ہو جائے۔ کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ وقت سے پہلے نماز پڑھے اور نہ ماہ رمضان سے پہلے روزہ رکھے۔ ہاں نصاب وقت بجالا سکتا ہے ہر فریضہ اپنے وقت و جوب پر ادا کیا جاتا ہے۔ (رض)

۹۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا اپنے مال کی زکوٰۃ لے وہ شخص جس کے مال پر ایک تہائی سال گزرا ہو، فرمایا نہیں۔ کیا وہ ظہر کی نماز قبل زوال پڑھ لے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جب ایسا مال ہو کہ زکوٰۃ عاید ہوگی تو وقت زکوٰۃ ختم ہونے سے پہلے دیوے طرہ وقت زکوٰۃ تک پہنچنا مثل ہو اور دینے والے کے لئے سہولت ہو۔ (حسن)

باب ۳۱

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ایبہ، عن ابن امی عمیر، عن حماد، عن الحلبي، عن امی عبد اللہ رضی اللہ عنہا قال: باع امی ارضاً من سليمان بن عبد الملك بمال فاشترط في يمينه أن يزكمي هذا المال من عنده لست سنين.

۲۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن عبد اللہ بن سنان قال: سمعت أبا عبد اللہ رضی اللہ عنہ يقول: باع امی من هشام بن عبد الملك ارضاً له بكذا وكذا ألف دينار واشترط عليه زكاة ذلك المال عشر سنين وإنما فعل ذلك لأن هشاماً كان هو الوالي.

باب ۳ شرط زکوٰۃ وقت بیع

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے میرے والد نے ایک زمین بیچی سلیمان بن عبد الملک کے ہاتھ اس شرط کے ساتھ کہ اس زمین کی چھ سال کی زکوٰۃ اپنے پاس سے دے (حسن)
- ۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے میرے والد نے اپنی ایک زمین ہشام بن عبد الملک کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کی کہ اس کی دس سال کی زکوٰۃ سے یہ اس کے کیا کرود بادشاہ وقت تھا۔ (۴۳)

باب ۴

﴿الْمَالُ الَّذِي لَا يَحُولُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ فِي يَدِ صَاحِبِهِ﴾

۱۔ محمد بن اسماعیل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمار قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن الرجل يكون له الولد فيغيب بعض ولده فلا يدري أين هو ومات الرجل فكيف يصنع بميراث الغائب من أبيه قال : بعزل حتى يجيب ، قلت : فعلى ماله زكاة ؟ فقال : لا حتى يجيب ، قلت : فإذا هوجاء أيزكيه ؟ فقال : لا حتى يحول عليه الحول في يده .

۲۔ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن عبد الله بن سنان قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل كان له مال موضوع حتى إذا كان قريباً من رأس الحول أنفق قبل أن يحول عليه أعليه صدقة ؟ قال : لا .

۳۔ عنه ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز بن عبد الله ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : رجل كان عنده مائتا درهم غير درهم أحد عشر شهراً ثم أصاب درهماً بعد ذلك في الشهر الثاني عشر فكملة عنده مائتا درهم أعليه زكاتها قال : لا حتى يحول عليه الحول وهي مائتا درهم فإن كانت مائة وخمسين درهماً فأصاب خمسين

بعد أن يمضي شهر فلا زكاة عليه حتى يحول على المائتين الحول ، قلت : فإن كانت عنده مائتا درهم غير درهم فمضى عليها أيام قبل أن يتقضى الشهر ثم أصاب درهماً فأنتى على الدرهم مع الدرهم حول أعليه زكاة ؛ قال : نعم وإن لم يمض عليها جميعاً الحول فلا شيء عليه فيها .

قال : وقال زرارة ؛ ومحمد بن مسلم قال أبو عبد الله عليه السلام : أيما رجل كان له مال وحال عليه الحول فإنه يزكاه ، قلت له : فإن هو وهبه قبل حله بشهر أو يوم ؛ قال : ليس عليه شيء أبداً .

قال : وقال زرارة عنه عليه السلام إنه قال : إنما هذا بمنزلة رجل أفطر في شهر رمضان يوماً في إقامته ثم خرج في آخر النهار في سفر فأراد بسفوه ذلك إبطال الكفارة التي وجبت عليه وقال : إنه حين رأى الهلال الثاني عشر وجبت عليه الزكاة ولكنه لو كان وهبها قبل ذلك لجاز ولم يكن عليه شيء بمنزلة من خرج ثم أفطر إنما لا يمنع ما حال عليه فأما ما لم يحل له منعه ولا يحل له منع ما غيره فيما قد حل عليه . قال : زرارة وقلت له : رجل كانت له مائتا درهم فوهبها لبعض إخوانه أو ولده أو أهله فرأى بها من الزكاة فعمل ذلك قبل حلها بشهر ؛ فقال : إذا دخل الشهر الثاني عشر فقد حال عليها الحول ووجبت عليه فيها الزكاة . قلت له : فإن أتت فيها قبل الحول ؛ قال : جائز ذلك له ، قلت : إنه فرأى بها من الزكاة ، قال : ما أدخل على نفسه أعظم مما منع من زكاتها فقلت له : إنه يقدر عليها قال : فقال : وما علمه أنه يقدر عليها وقد خرجت من ملكه ؛ قلت : فإنه دفعها إليه على شرط فقال : إنه إذا سماها هبة جازت الهبة وسقط الشرط وضمن الزكاة ؛ قلت له : وكيف يسقط الشرط وتمضي الهبة ويضمن الزكاة ؛ فقال : هذا شرط فاسد والهبة المضمونة ماضية والزكاة له لازمة عقوبة له ، ثم قال : إنما ذلك له إذا اشترى بها داراً أو أرضاً أو متاعاً .

ثم قال زرارة : قلت له : إن أباك قال لي : من فرأى بها من الزكاة فعليه أن يؤدبها ؛ قال : صدق أبي عليه أن يؤدب ما وجب عليه وما لم يجب عليه فلا شيء عليه فيه ، ثم قال : رأيت لو أن رجلاً أتني عليه يوماً ، ثم مات فذهبت صلواته أكان عليه وقدمات أن يؤدبها ؛ قلت : لا إلا أن يكون أفاق من يومه ، ثم قال : لو أن رجلاً مرض في شهر رمضان ثم مات فيه أكان يصام عنه ؛ قلت : لا ، قال : فكذلك الرجل لا يؤدب

عن ما له إلا ما حال عليه الحول .

باب

وہ مال جس پر صاحب مال کے ہاتھ میں ایک سال نہ گزرنے

- ۱- میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو صاحب اولاد ہو اور اس کا ایک بیٹا غائب ہو جائے اور پتہ نہ چلے کہ وہ کہاں ہے اور یہ شخص مر جائے اور اس غائب کے متعلق اس باپ کی میراث کا کیا ہوگا فرمایا اس کے آنے تک رد کا جائے۔ میں نے کہا اگر وہ آجائے تو کیا زکوٰۃ دے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ نے پوچھا کیا اس شخص کے متعلق جس کو مال ملے۔ فرمایا ایک سال گزرنے سے پہلے اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ (مجموعہ)
- ۲- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس کے پاس مال رکھا ہو اور وہ سال ختم ہونے کے قریب اسے خراب کر ڈلے آیا اس پر زکوٰۃ ہوگی فرمایا نہیں۔ (مجموعہ)
- ۳- زرارہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا ایک شخص کے پاس ۹۹ درہم ہیں جن پر گیارہ مہینے گزر گئے ہیں اس کے بعد بارہ مہینے ہینتہ ایک درہم اس کو مل گیا اور دوسو درہم پوسے ہو گئے۔ آیا اس پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں جب تک دوسو پر ایک سال نہ گزر جائے۔ اگر کسی کے پاس ایک سو پچاس درہم ہیں ایک ماہ بعد پچاس اور مل گئے پس زکوٰۃ نہ ہوگی جب تک دوسو پر سال نہ گزرے۔ میں نے کہا اگر اس کے پاس ایک درہم کم دوسو مہوں اور اس پر ایک مہینہ ختم ہونے سے پہلے کچھ دن گزر جائیں پھر ایک درہم اسے مل جائے اور اس درہم کے ساتھ ان درہموں پر سال گزر جائے تو کیا اس شخص پر زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا ہاں اور اگر ان پر پورا سال نہ ہو گا تو زکوٰۃ نہ ہوگی۔ زرارہ اور محمد بن مسلم نے روایت کی ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا جس کے پاس مال ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو وہ زکوٰۃ دے گا میں نے کہا اگر وہ دوجوب زکوٰۃ سے ایک ماہ یا ایک دن پہلے ہیہ کر دے فرمایا اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اسے زرارہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنی قنات کی حالت میں روزہ نہ رکھے اور اس کفارہ سے بچنے کے لئے جو اس پر واجب ہو گیا ہے آخر دن میں سفر کرے۔ پھر فرمایا جب بارہ مہینے چھینے کا چاند دیکھ لے تو زکوٰۃ واجب ہوگی اگر اس سے پہلے ہیہ کیے تو جائز ہے اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی اور وہ اس شخص کی مثل ہیہ کا جو گھر سے نکلنے کے بعد افسار کرے۔ جس پر سال گزر جائے اس کی زکوٰۃ روکی نہ جائے اور جس پر سال نہیں گزرا اس کو دینا نہیں واجب بارہ مہینے چھینے کا چاند نہ دیکھے اور نہ دوسرے کو روکے جبکہ اس پر سال ہو گیا ہو۔

زرارہ نے کہا۔ میں نے حضرت سے کہا۔ ایک شخص کے پاس دو سو درہم ہیں اس نے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ایک ماہ وچوب زکوٰۃ سے پہلے اپنے بھائی، بیٹے یا بی بی کو وہ مال ہبہ کر دیا۔ فرمایا بارہواں ہینہ داخل ہو جاتا تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی۔ میں نے کہا اگر سال گزرنے سے پہلے ایسا کرے فرمایا اس کے لئے جائز ہے

میں نے کہا اس نے زکوٰۃ سے بھاگنے کے لئے ایسا کیا۔ فرمایا جو اس نے اپنے دل میں خیال کیا ہے وہ زکوٰۃ کے ٹکٹے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ میں نے کہا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے۔ فرمایا اس نے کیسے جانا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے حالانکہ ہبہ کے بعد وہ چیز اس کی ملکیت سے خارج ہوگئی۔ میں نے کہا۔ اس نے شرط کے ساتھ ایسا کیا ہے فرمایا جب اس کے تمام ہبہ ہوا تو ہبہ جائز ہوا اور شرط ساقط ہوگئی اور زکوٰۃ کا ضامن ہوا میں نے کہا۔ شرط کیسے ساقط ہوتی اور ہبہ جاری رہا اور زکوٰۃ لازم ہوتی، فرمایا یہ شرط غلط ہے اور ہبہ جو صاحب مال کے لئے موجب زکوٰۃ تھا جاری ہے اور زکوٰۃ اس کے لئے لازم ہے اور نہ دینا باعث عقوبت ہے۔

پھر فرمایا یہی صورت ہوگی اگر وہ گھر، زمین یا کوئی سامان خریدے زرارہ کہتے ہیں میں نے کہا آپ کے والد نے مجھ سے فرمایا تھا جو زکوٰۃ سے بھاگے اس پر واجب ہے کہ زکوٰۃ دے۔ فرمایا میرے والد نے سچ کہا، جس پر واجب ہے وہ دے اور جس پر واجب نہیں اس پر کچھ نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم نے خود نہیں کیا۔ اس بات پر کہ ایک شخص ایک دن بلہ پوش رہے پھر مر جائے اس کی مٹاؤ قضا ہو جائے تو کیا مرنے کے بعد اس کے لئے ادا کرنا ہے میں نے کہا نہیں۔ مگر اس صورت میں کہ غش سے افاقہ ہو جائے۔ پھر اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں بیمار پڑ جائے پھر مر جائے کیا اس پر روزہ کی قضا ہوگی۔ میں نے کہا نہیں، فرمایا پس یہی صورت اس کی ہے جو اپنے مال سے نہیں دیتا مگر اس وقت جبکہ اس پر سال گزر جائے۔ (حسن)

﴿باب ۱۵﴾

﴿ما يستفيد الرجل من المال بعد أن يزكى ما عنده من المال﴾

۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، والحسين بن محمد، عن مملی بن محمد جميعاً، عن الحسن بن علي الوشاء، عن أبان، عن شعيب قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: كل شيء جرت عليك المالكه فزكه وكل شيء ورثته أو وهب لك فاستقبل به.

۲۔ علي بن محمد، عن ابن جهمور، عن أبيه، عن يونس، عن عبد الحميد بن عواض، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: في الرجل يكون عنده المال فيحول عليه الحول ثم يصيب مالا آخر قبل أن يحول على المال الحول، قال: إذا حال على المال الأول الحول زكاهما جميعاً.

باہج

ایک مال کے بعد اگر دوسرا مال ملے

- ۱- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ہر وہ شخص جو مال کو تہیاری طرف لائے اس کی زکوة دو ہر وہ شخص جو دراشت میں ملے اور یہہ کی جائے اسے قبول کر دے۔ (مشوئق)
- ۲- راوی نے پوچھا اس شخص کے متعلق جن کے پاس مال ہو اور اس کا سال پورا ہو جائے اور پھر اور مال مل جائے۔ تب پہلے پر سال پورا ہونے کو کیا ہو۔ فرمایا جب مال اول پر سال پورا ہو جائے تو اس سب کی زکوة دے۔ (۴-۵)

﴿باب ۱۶﴾

﴿الرجل يشتري المتاع فيكسد عليه و المضاربة﴾

- ۱- محمد بن اسماعیل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم ، عن أبي الربيع الشامي ، عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل اشترى متاعاً فكسد عليه متاعه وقد كان زكوى ماله قبل أن يشتري به هل عليه زكاة أوحتى بيعة ؛ فقال : إن كان أمسكه ليلتمس الفضل على رأس المال فعليه الزكاة .
- ۲- علي بن إبراهيم ، عن أبيه عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل اشترى متاعاً وكسد عليه وقد [كان] زكوى ماله قبل أن يشتري المتاع متى يزكيه ؛ فقال : إن كان أمسك متاعه بينغي به رأس ماله فليس عليه زكاة وإن كان حبسه بعد ما يجد رأس ماله فعليه الزكاة بعد ما أمسكه بعد رأس المال ؛ قال : وسألته عن الرجل يوضع عنده الأموال يعمل بها فقال : إذا حال الحول فليزكها .
- ۳- محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته

عن الرجل يكون عنده المتاع موضوعاً فيمكث عنده السنة والستين أو أكثر من ذلك قال : ليس عليه زكاة حتى يبيعه إلا أن يكون أعطى به رأس ماله فيمنعه من ذلك التماس الفضل فإذا هو فعل ذلك وجبت فيه الزكاة وإن لم يكن أعطى به رأس ماله فليس عليه زكاة حتى يبيعه وإن حبسه بما حبسه فإذا هو باعه فأبى عليه زكاة سنة واحدة .

سماعة قال : وسألته عن الرجل يكون معه المال مضاربة هل عليه في ذلك المال زكاة إذا كان يتجر به ؟ فقال : ينبغي له أن يقول لأصحاب المال زكوه فإن قالوا : إننا نتركه ، فليس عليه غير ذلك وإن هم أمروه أن يتركه فليفعل ، قلت : أرايت لو قالوا : إننا نتركه والرجل يعلم أنهم لا يتركونه ؟ فقال : إذا هم أقرؤا بأنهم يتركونه فليس عليه غير ذلك وإن هم قالوا : إننا لا نتركه فلا ينبغي له أن يقبل ذلك المال ولا يعمل به حتى يتركه .

وفي رواية أخرى عنه إلا أن تطيب نفسك أن تتركه من ربحك قال : وسألته عن الرجل يربح في السنة خمسمائة درهم وستمائة و سبعمائة هي نفقته وأصل المال مضاربة ، قال : ليس عليه في الربح زكاة .

٤٣ - علي بن إبراهيم . عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرارة عن يونس ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم أنه قال : كل مال عملت به فمليك فيه الزكاة إذا حال عليه الخول . قال يونس : تفسير ذلك أنه كلما عمل للتجارة من حيوان وغيره فمليه فيه الزكاة .

٤٤ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن حماد بن عيسى ، عن إسحاق بن عمار قال : قلت لأبي إبراهيم عليه السلام : الرجل يشتري الوصفة ^(١) يبتئها عنده لتزيد وهو يريد بيعها ، أعلئ منها زكاة ؟ قال : لا حتى يبيعها ، قلت : فإذا باعها يتركها ؟ قال : لا حتى يحول عليه الخول وهو في يده .

٤٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا تأخذن مالا مضاربة إلا مالا تتركه أو يتركه صاحبه ، وقال : إن كان عندك متاع في البيت موضوع فأعطيت به رأس مالك فرغبت عنه فمليك زكاته .

۷۔ - عنده من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن إسماعيل بن عبد الخالق قال: سأله سعيد الأعرج وأنا أسمع فقال: إنما نكس الزيت والسمن نطلب به التجارة فربما مكث عندنا السنة والستين هل عليه زكاة؟ قال: فقال: إن كنت تبيع فيه شيئاً أو تجد رأس مالك فعلبك زكاته وإن كنت إنما ترئص به لأنك لا تجد إلا وضيفة فليس عليك زكاته حتى يصير ذهباً أو فضة فإذا صار ذهباً أو فضة فزكه للسنة التي اتجرت فيها (۴)

باب

کساد بازاری کی صورت میں

- ۱۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو کوئی چیز خریدے اور خریدنے سے پہلے اپنے مال کی زکوٰۃ دے دی تھی وہ پھر زکوٰۃ دے یا اس چیز کی فروخت پر، فرمایا اگر اس نے اس لئے روکی ہے کہ اس مال میں زیادتی ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ (مجموع)
- ۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو کوئی چیز خریدے اور بازار منہ پڑ جائے اور اس چیز کے خریدنے سے پہلے وہ زکوٰۃ دے چکا ہو تو وہ اس مال کی زکوٰۃ کب دے۔ فرمایا اگر اس نے مال کو اپنے مال کو پورا کرنے کے لئے روک لیا ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور اصلی سہرا یہ حاصل کرنے کے بعد روکا ہے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی اس کے بعد سے جب اس نے اس مال حاصل کر لیا ہو۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو مال سے اپنا کاروبار کرنا ہے فرمایا وہ سال ختم ہونے پر زکوٰۃ دے گا۔ (حسن)
- ۳۔ میں نے حضرت سے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کے پاس تجارتی سامان ہو اور وہ سال دو سال یا اس سے زیادہ مدت رکھا رہے فرمایا اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی مگر جیب اس کو بیچے گا مگر اس صورت میں کہ اس مال اس کو عطا کیا ہو اس صورت میں منع ہو گا اس کے لئے فائدہ حاصل کرنا۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو زکوٰۃ اس پر واجب ہوگی اور اگر عطا نہیں کیا گیا اس مال تو فروخت کے بعد اس پر زکوٰۃ ہوگی اور اس مال کو روکے رہے جتنی مدت بھی روکے گا تو اس پر ایک سال کی زکوٰۃ ہوگی۔
- ۴۔ سماع نے اس شخص کے متعلق سوال کیا جس کے پاس شرکت کا مال تجارت ہو تو اگر اس سے تجارت ہو تو کیا اس میں زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا اس کو چاہیے کہ زکوٰۃ کے لئے اپنے ساتھیوں سے کہے اگر وہ کہیں کہ ہم زکوٰۃ دے چکے تو پھر

اس پر کچھ نہیں اور اگر وہ اس سے کہیں زکوٰۃ دے دے تو وہ ایسا کرے۔ میں نے کہا اگر وہ کہیں کہ ہم نے زکوٰۃ دے دی ہے اور اس شخص کے علم میں ہو کہ نہیں دی، فرمایا جب وہ استیذان کرے کہ زکوٰۃ دی ہے تو اس پر اس کے سوا اور کچھ نہیں اور اگر کہیں کہ ہم نے زکوٰۃ نہیں دی تو اس کے لئے سزاوار نہیں کہ اس مال کو قبول کرے اور اس سے کاروبار نہ کرے جب تک کہ وہ زکوٰۃ نہ دیں۔ (موتقی)

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تم اپنی خوشی سے چاہو تو نفع سے زکوٰۃ دے دو، میں نے کہا کیا حکم ہے اس کے بارے میں جو ایک سال میں پانچ سو، چھ سو یا سات سو درہم منافع حاصل کرتا ہے اور وہ اس کا نفقہ ہوتا ہے اور باہی تجارت کا اصلی سرمایہ الگ رہتا ہے فرمایا منافع میں اس کے لئے زکوٰۃ نہیں۔

۴۔ فرمایا ہر وہ مال جس سے تم تجارت کرو اس میں زکوٰۃ ہے جب سال پورا ہو جائے۔ یونس نے کہا تفسیر اس کی یہ ہے کہ جو تجارتی کاروبار ہے حیوان وغیرہ کا تو اس میں صاحب مال پر زکوٰۃ ہے۔ (مجموع)

۵۔ میں نے امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص ایک خادمہ خریدتا ہے اور زیادہ قیمت پر بیچنے کے ارادہ سے اسے روکے رہتا ہے کیا وہ زکوٰۃ دے، فرمایا جب فروخت کرے اور جو اس کی قیمت ملے اور وہ مال اس کے قبضے میں سال بھر رہے تب زکوٰۃ دے گا۔ (مجموع)

۶۔ میں نے ابو عبد اللہ سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا فرمایا مال مفاربت نہ لیا جائے گا مگر اس صورت میں کہ اس کی زکوٰۃ یا تو تم دیا اس کا مالک دے۔ اور فرمایا اگر کوئی مال تمہارے گھر میں رکھا ہو اور تمہارا اس المال یا اور تم اس سے نفرت کا اظہار کرو تو تم پر زکوٰۃ ہوگی۔ (مجموع)

۷۔ راوی نے کہا میں محفوظ رکھتا ہوں روغن زیتون اور تیل کو بغرض تجارت اور بسا اوقات ایک دو سال نوبت فروخت نہیں آتی تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا اگر تم اس سے اس المال اور منافع چاہتے ہو تو زکوٰۃ ہوگی لیکن اگر مجبوری انتظار فروخت ہے تو زکوٰۃ نہیں، جب تک اس قیمت میں سونا چاندی نہ آئے۔ جب آجائے تو اسی سال کی زکوٰۃ ہوگی جس سال فروخت کیا ہوگا۔ (بخاری)

﴿ باب ۱ ﴾

﴿ ما یجب علیہ الصدقة من الحيوان وما لا یجب ﴾

۱۔ علی بن ابراہیم، عن اُیہ، عن حماد بن عیسیٰ، عن حریر، عن عبد بن مسلم؛

و زراة عنهما جیماً عَلَيْهِمَا قَالَا: وَضَعُ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ عَلَى الْغَيْلِ الْمَتَانِ

الرَّاعِيَةَ فِي كُلِّ فَرَسٍ فِي كُلِّ عَامٍ دِينَارِينَ وَجَمَلَ عَلَى الْبَرَاذِينَ دِينَاراً

٢ - حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن زرارة قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : هل في البغال شيء ؟ فقال : لا ، قلت : فكيف صار على الخيل ولم يصر على البغال ؟ فقال : لأن البغال لا تلحق والخيل الأناث ينتجن وليس على الخيل الذكور شيء ، قال : [قلت] : فما في الحمير ؟ فقال : ليس فيها شيء ، قال : قلت : هل على الفرس أو البعير يكون للرجل يركبها شيء ؟ فقال : لا ليس على ما يعلف شيء إنما الصدقة على السائمة المرسلة في مرجها عامها الذي يقتنبا فيه الرجل فأما ما سوى ذلك فليس فيه شيء .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ليس على الرقيق زكاة إلا رقيق يبتغى به التجارة فإنه من المال الذي يزكى .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن زرارة ، و محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر و أبي عبد الله عليهما السلام أنهما مثلا عمًا في الرقيق فقالا : ليس في الرأس شيء أكثر من صاع من تمر إذا حال عليه الحول وليس في ثمنه شيء حتى يحول عليه الحول .

٥ - حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : رجل لم يرك إبله أو شاته عامين فباعها على من اشتراها أن يركبها لها مضي ؟ قال : نعم تؤخذ منه زكاتها ويتبع بها البايع أو يؤدى زكاتها البايع .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يكون له إبل أو بقر أو غنم أو متاع فيحول عليها الحول فيموت الإبل والبقر والغنم و يحترق المتاع ، قال : ليس عليه شيء .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير قال : كان علي عليه السلام لا يأخذ من صغار الإبل شيئاً حتى يحول عليه الحول ولا يأخذ من جمال العمل صدقة و كأنه لم يجب أن يأخذ من الذكور شيء لأنه ظهر بحمل عليها .

باہج حیوانوں پر زکوٰۃ

- ۱- فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے جو گھوڑاں آزادی سے چراگاہ میں جرتی ہوں ان میں سے ہر گھوڑی پر دو دینار اور جو تھان پر ہوں ہر ایک پر ایک دینار۔ (حسن)
- ۲- میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا پھر پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں، میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہ گھوڑی پر ہے پھر نہیں۔ فرمایا پھر کے پیٹ میں بچہ نہیں ہوتا اور گھوڑی بچہ دیتی ہے تروں پر کوئی شے نہیں، راوی نے کہا اور گدھوں پر کیا ہے فرمایا کچھ نہیں، میں پوچھا ایسے گھوڑے اور اونٹ جو کسی کی سواری میں رہتا ہو۔ فرمایا کچھ نہیں اور نہ ان پر جو گھر پر چارہ کھاتے ہوں صدقہ تو ان پر ہے جو چراگا ہوں میں سال بھر چرتے ہوں اور مالک کو کچھ خرچ نہ کرنا پڑتا ہو ان کے پاس پوچھ کر نہیں۔ (حسن)
- ۳- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے رخصتی پر زکوٰۃ نہیں، لیکن اگر تجارت کی جائے تو وہ اس مال سے ہو گا جس پر زکوٰۃ ہے۔ (مؤثق)
- ۴- فرمایا امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے رخصتی کے متعلق فرمایا اگر چہ ایک صاع تیرے زیادہ ہو اس پر کچھ نہیں اگر چہ سال گزر جائے ہاں اس کی قیمت پر سال گزرنے کے بعد ہو گا۔ (حسن)
- ۵- حضرت سے پوچھا کہ ایک شخص نے دو سال سے اپنے اونٹ اور بکری کی زکوٰۃ نہیں دی پھر اس نے ان کو فروخت کیا تو کیا ان کی زکوٰۃ مشتری پر ہوگی ان کچھلے دو سالوں کی، فرمایا ہاں زکوٰۃ اس سے لی جائے گی بچے والے کو اس کے متعلق طے کرنا ہو گا ورنہ بائع کو دینا ہوگی (حسن)
- ۶- حضرت عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا اس شخص کے ہانے میں جس کے پاس اونٹ گائے بکری اور سامان ہو اور ان پر سال گزر جائے اور اونٹ، گائے، بکری مر جائے اور متاع جل جائے تو زکوٰۃ اسے دینی ہوگی فرمایا نہیں۔ (حسن)
- ۷- حضرت علی علیہ السلام چھوٹے اونٹوں پر کچھ نہیں لیتے تھے جب تک ایک سال ان پر نہ گزرے اور بارہ روز آزادی کے اونٹوں پر کچھ پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کی پیٹھ پر بوجھ لا دیا جاتا ہے۔ (حسن)

﴿باب﴾

﴿صدقة الإبل﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و محمد بن مسلم ؛ وأبي بصير ؛ وبريد العجلي ؛ والفضيل ، عن أبي جعفر وأبي عبد الله صلوات الله عليهما قالا : في صدقة الإبل في كل خمس شاة إلى أن تبلغ خمساً وعشرين فإذا بلغت ذلك ففيها ابنة مخاض ثم ليس فيها شيء ، حتى تبلغ خمساً وثلاثين ، فإذا بلغت خمساً وثلاثين ففيها ابنة لبون ثم ليس فيها شيء ، حتى تبلغ خمساً وأربعين فإذا بلغت خمساً وأربعين ففيها حقة طروقة الفحل ، ثم ليس فيها شيء ، حتى تبلغ ستين فإذا بلغت ستين ففيها جذعة ثم ليس فيها شيء ، حتى تبلغ خمساً وسبعين فإذا بلغت خمساً وسبعين ففيها ابنة لبون ، ثم ليس فيها شيء ، حتى تبلغ تسعين فإذا بلغت تسعين ففيها حقتان طروقتا الفحل ، ثم ليس فيها شيء ، حتى تبلغ عشرين ومائة فإذا بلغت عشرين ومائة ففيها حقتان طروقتا الفحل فإذا زادت واحدة على عشرين ومائة ففي كل خمسين حقة وفي كل أربعين ابنة لبون ، ثم ترجع الإبل على أسنانها وليس على النيف شيء ولا على الكسور شيء وليس على العوامل شيء إنما ذلك على السائمة الراعية ؛ قال : قلت : ما في البخت السائمة شيء ؛ قال : مثل ما في الإبل العربية .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن عبد الرحمن بن الحجاج ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : في خمس قلائص شاة وليس فيما دون الخمس شيء ، وفي عشر شاتان وفي خمس عشرة ثلاث شياه وفي عشرين أربع وفي خمس وعشرين خمس وفي ستة وعشرين بنت مخاض إلى خمس وثلاثين ، وقال عبد الرحمن : هذا فرق بيننا وبين الناس فإذا زادت واحدة ففيها بنت لبون إلى خمس وأربعين فإذا زادت واحدة ففيها حقة إلى ستين فإذا زادت واحدة ففيها جذعة إلى خمس وسبعين فإذا زادت واحدة ففيها بنتا لبون إلى تسعين فإذا كثرت الإبل ففي كل خمسين حقة .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة ، عن زرارة ،

عن أبي جعفر عليه السلام قال: ليس في صغار الإبل شيء حتى يحول عليها الحول من يوم تنتج.

باب صدقة شتر

۱۔ فرمایا امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے اونٹ کے صدقہ میں کہ ہر پانچ پر ایک بکری ہے اور جب تعداد ہو جائے پچیس تو پچیس پر ایک اونٹنی جو دوسرے سال میں ہو دی جائے اس کے بعد اضافہ نہ ہو گا جب تک ۳۵ تک پہنچے جب ۳۶ ہوں تو اس میں ایک اونٹنی جو تیسرے سال میں ہو دی جائے پھر ۵۴ تک ہی زکوٰۃ رہے گی لیکن جب ۵۵ ہو جائیں چوتھے سال میں داخل ہونے والی دی جائے اور جب ساٹھ تک پہنچ جائیں تو آٹھ کے بعد ایک اونٹ پانچ سالہ دیا جائے اور جب ۷۵ سے آگے بڑھیں تو ایسے دو اونٹ دیں جو تیسرے سال میں لگے ہوں۔ جب توڑے سے آگے بڑھیں تو دو اونٹ دیئے جائیں جو چوتھے سال میں لگے ہوں جب ایک سو اکیس سے بڑھیں تو ہر پچاس پر ایک اونٹ چوتھے سال میں لگا ہو یا ہر چالیس پر ایک اونٹ جو تیسرے سال میں لگا ہو، دو نصابوں کے درمیان جو تعداد ہو یا کم ہو اس پر زکوٰۃ نہیں اور نہ بار بار دار اونٹوں پر ہے زکوٰۃ چراگا ہوں میں چرنے والوں پر ہے۔ میں نے کہا چراگا یہ چرنے والے نجی اونٹوں پر، فرمایا عربی اونٹوں کی طرح ان کی بھی زکوٰۃ ہو گی۔

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ ایک بکری، پانچ سے کم پر کچھ نہیں، دس پر دو بکریاں، پندرہ پر تین، بیس پر چار، پچیس پر پانچ، ۲۶ پر ایک اونٹ جو دوسرے سال میں ہو۔ پینتیس تک عبد الرحمن نے کہا یہ ہے فرق ہمارے اور لوگوں کے درمیان، اس کے بعد اگر ایک بھی زیادہ ہو پچھتر تک، ایک اونٹ پانچ سال کا دیا جائے گا اور اگر اس سے زیادہ ہوں گے تو دو، دوسرے سال میں داخل ہونے والے اور اگر کثرت ہو جائے تو ہر پچاس پر ایک چار سال کا (رحمن)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے چھوٹے اونٹوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک پیدائش کے بعد ایک سال پورا نہ ہو جائے۔

(نوٹ:۔ اونٹ کی زکوٰۃ میں اونٹنی دی جائے گی۔)

﴿باب﴾

﴿(صدقة البقر)﴾

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيہ ، عن حماد بن عیسی ، عن حریر ، عن زرارة ؛ و محمد بن مسلم ؛ و ابي بصیر ؛ و برید العجلی ؛ و الفضیل ، عن ابي جعفر و ابي عبد اللہ رضی اللہ عنہما قالوا : فی البقر فی کل ثلاثین بقرة تبیع ^(۱) حولی و لیس فی أقل من ذلك شیء . و فی أربعین بقرة بقرة مسنة و لیس فیما بین الثلاثین إلى الأربعین شیء . حتی تبلغ أربعین فاذا بلغت أربعین ففیها مسنة و لیس فیما بین الأربعین إلى الستین شیء . فاذا بلغت الستین ففیها تیمان إلى سبعین ، فاذا بلغت سبعین ففیها تبیع و مسنة إلى ثمانین ، فاذا بلغت ثمانین ففی کل أربعین مسنة إلى تسعین ، فاذا بلغت تسعین ففیها ثلاث تبایع حولیات فاذا بلغت عشرين و مائة ففی کل أربعین مسنة ، ثم ترجع البقر علی أستانها و لیس علی النیف شیء . و لعلی الکسور شیء . و لعلی العوامل شیء ، إنما الصدقة علی السائمة الراعیة و کل مال یحل علیہ الحول عند ربہ فلا شیء . علیہ حتی یحول علیہ الحول فاذا حال علیہ الحول و جب علیہ .

۲۔ زرارة ، عن ابي جعفر رضی اللہ عنہ قال : قلت له : فی الجوامیس شیء . قال : مثل

باب

مافی البقر .

گلے کی زکوٰۃ

۱۔ فرمایا ابو جعفر و ابو عبد اللہ علیہما السلام نے گائے میں ہر تیس پر ایک گائے دی جائے گی جو ایک سال کی ہو اس میں زکوٰۃ کی قید نہیں ، اور تیس سے کم پر زکوٰۃ نہیں اور ہر چالیس پر ایک گائے جو تیس سے سال میں لگی ہو اور چالیس سے لے کر ساٹھ تک کوئی زکوٰۃ نہیں . جب ساٹھ کو پہنچ جائیں تو ستر تک ایک ایک سال کی دو گائیں دی جائیں اور جب ستر ہو جائیں تو اسی تک ایک ایک سال کی اور ایک تیس سے سال والی دی جائے اور جب اسی ہو جائیں تو نو سے تک ایک گائے تین سال والی اور جب نو سے ہو جائیں تو تین گائیں ایک سال والی اور جب ایک سو میں تو ہر چالیس پر ایک سو سال ، پھر گائے اپنی عمر کے لحاظ سے زکوٰۃ میں آئے گی . دو نصابوں کے اندر جو تعداد ہوگی اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی اور نہ بار برداری کے جانوروں پر زکوٰۃ ان جانوروں پر ہوگی جو چراگا ہوں میں چرے ہوں اور ایک سال سے کم والے جانور پر نہ ہوگی . (حسن)

﴿باب﴾

أسنان الإبل من أول يوم طرحه أمه إلى تمام السنة حوار فإذا دخل في الثانية سمى ابن مخاض لأن أمه قد حملت فإذا دخلت في السنة الثالثة يسمي ابن لبون وذلك أن أمه قد وضعت وصار لها لبن فإذا دخل في السنة الرابعة يسمي الذكر حقاً والأنتى حقة لأنه قد امتحن أن يعمل عليه فإذا دخل في السنة الخامسة يسمي جذعاً فإذا دخل في السادسة يسمي نثياً لأنه قد ألقى نثيته فإذا دخل في السابعة ألقى رباعيته وسمي رباعياً فإذا دخل في الثامنة ألقى السن الذي بعد الرباعية وسمي سدساً فإذا دخل في التاسعة وطرح نابه سمي بازلاً فإذا دخل في العاشرة فهو مخلف وليس له بعد هذا اسم والأسنان التي تؤخذ منها في الصدقة من بنت مخاض إلى الجذع

باب

اونٹوں کی عمر کا بیان

۱۔ اول روز سے جب ماں بچہ کو چھوڑے تو وہ ایک سال تک جو آرہے گا وہ دوسرے سال کا نام مختص ہوگا کیونکہ اس کی ماں حاملہ ہوگئی ہے اور تیسرے سال اس کو ابن لبون کہیں گے کیونکہ اس کی ماں پینے کے بعد دودھ دانی ہوگئی ہے اور جب چوتھے سال میں ہوگا تو نوکر کھن اور مادہ کو حشہ کہتے ہیں کیونکہ وہ بوجھ لادنے کا حق دار ہو جاتا ہے اور جب پانچویں سال میں داخل ہوتا ہے تو جذع کہتے ہیں اور جب چھ سال کا ہوتا ہے تو نثی کہتے ہیں کیونکہ اس کے درواشت نکل آتے ہیں اور سات سال والے کو رباعیہ کہتے ہیں اور جب آٹھویں سال میں داخل ہو تو اس کو سدس کہتے ہیں اور جب نویں سال میں داخل ہو تو اس کو بازلی کہتے ہیں اور دسویں سال والے کو مخلف اس کے بعد کوئی نام نہیں اور جس سین والے پرزکوة ہوتی ہے وہ مختص اور جذع ہیں۔ (اصن)

باب ١١

١١ (صدقة الغنم)

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن زرارة ، و محمد بن مسلم ؛ وأبي بصير ؛ وبريد ؛ والفضيل ، عن أبي جعفر وأبي عبد الله عليهما السلام في الشاة في كل أربعين شاة شاة وليس فيما دون الأربعين شيء ، ثم ليس فيها شيء حتى تبلغ عشرين ومائة فإذا بلغت عشرين ومائة ففيها مثل ذلك شاة واحدة فإذا زادت على مائة وعشرين ففيها شاتان وليس فيها أكثر من شاتين حتى تبلغ مائتين فإذا بلغت المائتين ففيها مثل ذلك فإذا زادت على المائتين شاة واحدة ففيها ثلاث شياه ثم ليس فيها شيء أكثر من ذلك حتى تبلغ ثلاثمائة فإذا بلغت ثلاثمائة ففيها مثل ذلك ثلاث شياه فإذا زادت واحدة ففيها أربع شياه حتى تبلغ أربعمائة فإذا تمت أربعمائة كان على كل مائة شاة . وسقط الأمر الأول وليس على ما دون المائة بعد ذلك شيء . وليس في النيف شيء ؛ وقالوا : كل ما لم يحل عليه الحول عند ربه فلا شيء عليه فإذا حال عليه الحول وجب عليه .

٢ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن عبد الرحمن بن الحجاج ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال : ليس في الأكيلة ولا في الرثبي - والرثبي التي تربي اثنين - ولا شاة لبن ولا فحل الغنم صدقة .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا تؤخذ أكوالة - والأكوالة الكبيرة من الشاة تكون في الغنم - ولا والده ولا الكيش الفحل .

٤ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمار قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : السخل متى تجب فيه الصدقة قال : إذا أجدع .

باب بکری کی زکات

- ۱- حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے بکری کی زکوٰۃ کے متعلق فرمایا: ہر چالیس پر ایک بکری اس سے کم پر کچھ نہیں، ایک سو بیس تک پہنچنے سے پہلے اور کچھ نہیں جب ایک سو بیس کو پہنچ جائیں تو اس پر ایک ہی بکری ہے اور جب اس سے زائد ہوں تو دو بکریاں دو سو تک دو ہی رہیں اگر دو سو سے ایک بکری بھی زیادہ ہوگی تو تین بکریاں ہوں گی پھر آگے کچھ نہ ہوگا جب تین سو تک پہنچیں گی تو تین ہوں گی اگر ایک بکری زیادہ ہو جائے گی تو پندرہ چار بکریاں ہوں گی اور جب چار سو تک پہنچ جائیں گی تو ہر سو پر ایک بکری ہوگی اور پہلا نصاب ختم ہو جائے گا۔ پھر سو سے کم پر کچھ نہ ہوگا اور تیسرے پر بھی کچھ نہیں جس مال پر اس کے مالک نزدیک سالانہ گزے گا تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی اور جب ہو جائے گی تو واجب ہوگی۔ (حسن)
- ۲- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے نہیں ہے صدقہ اس بکری جو بہت کھائے والی ہو اور نہ وہ جو دو روز میں پھر دینے والی ہو اور نہ بکریاں یہ زکوٰۃ میں نہیں لے جائیں گے۔ (حسن)
- ۳- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے زکوٰۃ میں نہیں لے جائے گی زیادہ کھانے والی اور بوڑھی بکری اور نہ بچہ والی اور نہ مینڈھا۔ (موتقی)
- ۴- میں نے حضرت سے پوچھا بکری کے بچہ پر بکری کی زکوٰۃ ہوگی فرمایا جب پھر برس کا ہو جائے۔ (موتقی)

﴿باب﴾

﴿(أدب المصدق)﴾

۱- علی بن ابراہیم، عن ابيہ، عن حماد بن عیسیٰ، عن حریر، عن برید بن معاویة قال: سمعت ابا عبد اللہ رضی اللہ عنہ یقول: بعث امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ مصداقاً من الکوفة الی بادیتها فقال له: یا عبد اللہ انطلق وعلیک بتقوی اللہ وحده لا شریک له ولا تؤنر دینک علی آخرتک وکن حافظاً لما اتمتک علیہ، داعياً لحق اللہ فیہ حتی تأتی نادی بنی فلان فاذا قدمت فانزل بمائتہم من غیر ان تغالط ابیاتہم ثم امض

إليهم بسكينة ووقار حتى تقوم بينهم وتسلم عليهم ثم قل لهم : يا عباد الله أرسلني إليكم
ولي الله لا أخذ منكم حق الله في أموالكم فهل لله في أموالكم من حق فتزودون إلى
وليته فإن قال لك قائل : لا فلا تراجعهم وإن أنعم لك منهم منعم فانطلق معه من
غير أن تخيفه أو تعده إلاخيراً ، فإذا أتيت ماله فلا تدخله إلا بما ذمه فإن أكثره له ، فقل :
يا عبدالله أتأذن لي في دخول مالك ، فإن أذن لك فلا تدخله دخول متسلط عليه فيه و
لاغف به فاصدع المال صدعين ثم خيره أي الصدعين شاه فأبهما اختار فلا تعرض
له ثم اصدع الباقي صدعين ثم خيره فأبهما اختار فلا تعرض له ولا تنزل كذلك حتى
يتقى ما فيه وفاء لحق الله تبارك وتعالى من ماله فإذا بقي ذلك فاقبض حق الله منه و
إن استمالك فأقله ، ثم أخلطها واصنع مثل الذي صنعت أو لا حتى تأخذ حق الله في
ماله فإذا قبضته فلا توكل به إلا ناصحاً شفيقاً أميناً حفيظاً غير معنف لشيء منها
ثم احذر كل ما اجتمع عندك من كل ناد إلينا نصبره حيث أمر الله عز وجل فإذا
انحدر بها رسولك فأوعز إليه أن لا يحول بين ناقة وبين فصيلها ولا يفرق بينهما ولا
يمصرن لبنا فيضرن ذلك بفصيلها ولا يجهد بها ركوباً وليعدل بينهما في ذلك و
ليوردهن كل ما يمر به ولا يعدل بهن عن نبت الأرض إلى جواد الطريق في الساعة
التي فيها تريح وتنبق وليرفق بهن جرده حتى يأتينا بأذن الله سحاحاً ساماناً
غير متعبات ولا مجهدات فيقسمن بأذن الله على كتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم على أوليائه
الله فإن ذلك أعظم لأجره وأقرب لرشده ينظر الله إليها وإليك وإلى جهدك و
نصيحتك لمن بشك وبعث في حاجته فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ما ينظر الله إلى ولي له
يجهد نفسه بالطاعة والنصيحة له ولا إمامه إلا كان معنا في الرفيق الأعلى ؛ قال : ثم
بكى أبو عبدالله عليه السلام ، ثم قال : يا رب لا والله ما بقيت لله حرمة إلا انتهكت ولا عمل
بكتاب الله ولا سنة نبيه في هذا العالم ولا أقيم في هذا الخلق حد منذ قبض الله أمير
المؤمنين صلوات وسلامه عليه ولا عمل بشيء من الحق إلى يوم الناس هذا ، ثم قال :
أما والله لا تذهب الأيام والليالي حتى يحيي الله الموتى و يميت الأحياء ويرد
الله الحق إلى أهله ويقبض دينة الذي ارتضاه لنفسه ونبيه فأبشروا ثم أبشروا ثم أبشروا
فوالله ما الحق إلا في أيديكم .

٢ - حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي عبد الله عليه السلام : أنه سئل أجمع الناس المصدق أم يأتيهم على مناهلهم ؟ قال : لا بل يأتيهم على مناهلهم فيصدقهم .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن يحيى ، عن غياث بن إبراهيم ، عن جعفر ، عن أبيه ، عن علي عليه السلام أنه قال : لا تباع الصدقة حتى تعقل .

٤ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن محمد بن يحيى ، عن غياث بن إبراهيم ، عن جعفر ، عن أبيه عليه السلام قال : كان علي عليه السلام صلوات الله عليه إذا بعث مصدقة قال له : إذا أنيت علي رب المال فقل له : تصدق رحمة الله مما أعطاك الله ، فإن ولي عندك فلا تراجع .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبد الرحمن بن الحجاج ، عن محمد بن خالد أنه سأل أبا عبد الله عليه السلام عن الصدقة فقال : إن ذلك لا يقبل منك فقال : إنني أحمل ذلك في مالي فقال له أبو عبد الله عليه السلام : مر صدقك أن لا يحشر من ماء إلى ماء ولا يجمع بين المتفرق ولا يفرق بين المجمع وإذا دخل المال فليقسم الغنم نصفين ثم يختير صاحبها أي القسمين شاء فإذا اختار فليدفعه إليه فإن تمتعت نفس صاحب الغنم من النصف الآخر منها شاة أو شاتين أو ثلاثاً فليدفعها إليه ثم ليأخذ صدقته فإذا أخرجها فليقسمها فيمن يريد فإذا قامت على نمن فإن أرادها صاحبها فهو أحق بها وإن لم يردّها فليبيعها .

٦ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن علي بن يقطين ، عن أخيه الحسين ، عن علي بن يقطين قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن يلي صدقة العشر على من لا بأس به فقال : أن كان ثقة فمره يضعها في مواضعها وأن لم يكن ثقة فخذها [منه] وضعها في مواضعها .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن محمد بن مقرر ابن عبد الله بن زعبة بن سبيع ، عن أبيه ، عن جده ، عن جد أبيه أن أمير المؤمنين صلوات الله عليه كتب له في كتابه الذي كتب له بخطه حين بعثه على الصدقات : من بلغت عنده من الإبل صدقة الجذعة وليست عنده جذعة و عنده حقة فإنه تقل منه

الحقّة ويجعل معها شاتين أو عشرين درهماً و من بلغت عنده صدقة الحقّة و ليست عنده حقّة و عنده جذعة فأنّه تقبل منه الجذعة و يعطيه المصدّق شاتين أو عشرين درهماً و من بلغت صدقته حقّة و ليست عنده حقّة و عنده ابنة لبون فأنّه يقبل منه ابنة لبون و يعطى معها شاتين أو عشرين درهماً و من بلغت صدقته ابنة لبون و ليست عنده ابنة لبون و عنده حقّة فأنّه تقبل منه الحقّة و يعطيه المصدّق شاتين أو عشرين درهماً و من بلغت صدقته ابنة لبون و ليست عنده ابنة محاض و عنده ابنة محاض فأنّه تقبل منه ابنة محاض و يعطى معها شاتين أو عشرين درهماً و من بلغت صدقته ابنة محاض و ليست عنده ابنة محاض و عنده ابنة لبون فأنّه تقبل منه ابنة لبون و يعطيه المصدّق شاتين أو عشرين درهماً و من لم يكن عنده ابنة محاض على وجهها و عنده ابن لبون ذكر فأنّه تقبل منه ابن لبون و ليس معه شيء و من لم يكن معه شيء إلا أربعة من الإبل و ليس له مال غيرها فليس فيها شيء، إلا أن يشاء ربّها فإذا بلغ ماله خمساً من الإبل ففيها شاة.

۸ - عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن علي بن أسباط، عن أحمد بن معمر قال: أخبرني أبو الحسن العرنيّ قال: حدّثني إسماعيل بن إبراهيم، عن مهاجر، عن رجل من تقيف قال: استعملني علي بن أبي طالب عليه السلام على بانقيا و سواد من سواد الكوفة فقال لي و الناس حضور: انظر خراجك فجد فيه و لا تترك منه درهماً فإذا أردت أن تتوجّه إلى عمك فمرّ به، قال: فأنيته فقال لي: إن الذي سمعت مني خدعة إيتاك أن تضرب مسلماً أو يهودياً أو نصرانياً في درهم خراج أو تبع دابة عمل في درهم فإنما أمرنا أن نأخذ منهم المغنو.

باب

آداب صدقة

۱ - حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا، امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایک شخص صدقات کو کوفہ سے مواضعات کی طرف بھیجا اور فرمایا۔ اے بندہ خدا جا اور تجھ پر اللہ سے ڈرنا لازم ہے وہ وحدہ لا شریک ہے دیکھ دنیا کو آخرت پر

ترجیح نہ دینا اور جس چیز کا میں نے تجھے امین بنایا ہے اس کی حفاظت کرنا اور حق خدا کی طرف دعوت دینا۔ جب وہاں پہنچنا تو کہنا۔ اے اولاد فلاں جب تم اس گاؤں میں پہنچنا تو ان کے چشمہ کے پاس اترا، ان کے گھروں سے الگ اور سکینہ اور دقار کے ساتھ ان کے پاس جانا اور ان کو سلام کر کے کہنا۔ اے اللہ کے بند مجھے وہی خدا نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہارے مالوں میں جو اللہ کا حق ہے وہ تم سے لوں لہذا تم اسے وہی خدا کو دو، اگر ان میں سے کوئی کہے کہ ہم پر نہیں ہے تو اس کی طرف رجوع نہ کرو اور اگر ان میں کوئی دوہمتد ہے تو اس کے ساتھ جاؤ بغیر اس کو ڈرائے دھمکائے۔ جب تم اس کے مال کے پاس پہنچو تو بغیر اس کی اجازت کے داخل نہ ہو اگر وہ زیادہ مال ہو تو اس سے کہو کہ اے بندہ خدا اجازت ہے تمہیں داخل ہوں اور جب وہ اجازت دے تو حکیمانہ انداز کے ساتھ داخل نہ ہو اور نہ ظلم کرو اس مال کے درجے کو اور صاحب مال کو افتخار۔ دو کہ وہ جو حصہ چاہے لے۔ جو حصہ لے اس سے تعرض نہ کرو یہ تقسیم السویہ برابر کرنا ہوگی تاہم اس حد پر آجائے کہ جو حق اللہ کا ہے اس کے مال سے، پس اس کو اپنے قبضے میں کرو اس کے بعد ایسے کی سپردگی میں جو ناصح، شفیق، امانت دار اور حفاظت کرنے والا ہو۔ گنجیز پر ظلم نہ کرے پھر اس کے مال کو جو تمہارے پاس ہے ہمارے پاس بھیجو، اسی طریقہ سے جیسے اللہ نے حکم دیا ہے جب اپنے پیغامبر کے ساتھ مال زکوٰۃ بھیجو تو اسے تاکید کرو کہ اونٹنی سے اس کے بچے کو جدا نہ کرے اور موشیوں کے درمیان تفریق نہ ڈالے اور ان کا دودھ نہ دو کہ اس سے بچے کو نقصان پہنچے گا اور یہ کہ ان پر سوار نہ ہو اور ان کے درمیان عدل قائم رکھے اور بانی کے گھائے پر سب کو لے جائے اور راستہ کے کناروں پر جہاں گھاس ہوان کے آرام کرنے اور کھانے کے وقت ان کو کھانے سے نرو کو اور نرمی اور مہربانی کا برتاؤ ان کے ساتھ کرے تاہم اللہ کے فضل و کرم سے وہ صبح و ساء فرہ اندامی کے ساتھ ہمارے پاس پہنچ جائیں بغیر تعجب و تکان کے اور ہم ان کو مطابق کتاب و سنت کے لوگوں پر تقسیم کر دیں خدا کے دستوں پر یہ تمہارا لئے سب سے بڑا اجر ہو گا اور ہدایت سے زیادہ قریب اللہ تعالیٰ اس مال کی طرف ہیں دیکھتا ہے تمہاری طرف ہیں اور تمہاری کوشش کی طرف ہیں اور اس نصیحت کی طرف جو تمہارے کیجئے دل نے تم کو کی۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو صاحب حکم طاقت الہی اور مال کو نصیحت کے لئے اپنے نفس کو تعجب میں ڈالے گا وہ ہمارا رفیق مراتب اعلیٰ میں ہو گا پھر حضرت ابو عبد اللہ روئے اور نہ پایا۔ اے برید! اس زمانہ میں اللہ کی کوئی رحمت ایسی نہیں رہی جس کی تہک نہ کی گئی ہو اب نہ کتاب خدا پر عمل ہے اور نہ سنت رسول پر اور جب امیر المؤمنین علیہ السلام مرے ہیں اس قوم پر حد جاری نہیں کی گئی اور نہ اس زمانہ کے لوگوں کا کوئی عمل حق ہے پھر نہ ما یا اللہ یہ دن اور راتیں نہ جائیں جب تک وہ وقت نہ آئے کہ اللہ مردوں کو زندہ کرے اور زندوں کو مائے اور حق کو اس کے اہل کی طرف لوٹائے اور اپنے اس دین کو قائم کرے جس کو اس نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور اپنے نبی کے لئے بشارت ہو تم کو، بشارت ہو تم کو، خدا کی قسم حق نہیں ہے مگر تمہارا ہاتھوں میں۔ (حسن)

- ۲- حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا آیا صدقہ وصول کرنے والے کے پاس لوگ خود جمع ہوں یا وہ خود لوگوں کے پاس جلتے فرمایا وہی لوگوں کے پاس جلتے اور ان کے صدقات لے۔ (حسن)
- ۳- صدقہ کو فروخت نہ کیا جائے جب تک وہ قبضہ میں نہ آئے۔ (موتقی)
- ۴- فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام جب محصل صدقات کو بھیجتے تو فرماتے جب تم صاحب مال کے پاس جانا تو اس سے کہنا۔ جو کچھ تمہیں اللہ نے دیا ہے اس کا صدقہ دو۔ اگر وہ تم سے گریز کرے تو اس کا پیچھا نہ کرو (موتقی)
- ۵- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اپنے صدقہ لینے والے سے کہو وہ جا بجا لوگوں کو جمع نہ کرے اور جو لوگ متفرق ہوں انہیں ایک جگہ جمع نہ کرے اور جو جمع ہو گئے ہوں انہیں متفرق نہ کرے اور جب زکوٰۃ لینے والے کے پاس جائے تو خصوصاً میں تیس کرے اس کی بکریوں کو اور مالک اختیار کرے کہ وہ ان دوسوں میں سے جسے چاہے اپنے لئے اختیار کرے جب وہ انتخاب کرے تو اسے دے اور اگر نفع آخر میں سے وہ ایک دو یا تین بکریوں کو بدلنا چاہے تو انہیں دے دے اور صدقہ اس سے لے۔ جب صدقہ نکلے تو اسے پکا کرے اس بات پر کہ وہ کیا چاہتا ہے اگر وہ بیچنا ہو تو مالک اس کی خریداری کا نرا بارہ مستحق ہے اگر وہ کسی بکری کو دینا چاہے تو اس کے ہاتھ فروخت کرے۔ (مجموع)
- ۶- میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو مال صدقات کی طرف سے بے پرواہ ہو فرمایا اگر وہ مرد معتمد ہو تو اس سے کہو کہ وہ اس مال کو اس کی جگہ رکھے ورنہ اس سے لے کر صحیح مقام پر رکھا جائے۔ (۱۶)
- ۷- امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے محصل صدقات کو لکھا۔ جس اونٹوں والے کو صدقہ میں پانچ سال کا اونٹ دینا ہو اور اس کے پاس اس اونٹ کا اونٹ نہ ہو بلکہ چار سال کا ہو تو وہی اس سے لے لیا جائے اور اس کے ساتھ دو بکریاں اور بیس درہم اور اٹنے جائیں اور چھ صدقہ میں چار سال والا دینا ہو اور اس کے پاس پانچ سال کا ہو تو اسے لے لیا جائے اور محصل صدقات اسے دو بکریاں اور بیس درہم دے اور چھ صدقہ میں چار سال والا دینا ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ تین سال کا ہو تو اسے لے لیا جائے اور اس کے ساتھ وہ دو بکریاں اور بیس درہم اور چھ صدقہ میں چار سال والا دینا ہے اور اس کے پاس چار سال کا ہے تو لے لیا جائے اور محصل اسے دو بکریاں اور بیس درہم دے اور چھ صدقہ میں چار سال والا دینا ہے اور اس کے پاس دو سال والا ہے تو اسے لے لیا جائے اور اس سے دو بکریاں اور بیس درہم لے جائیں اور چھ صدقہ میں دو سال والا دینا ہو اور اس کے پاس تین سال کا ہو تو لے لیا جائے اور محصل اسے دو بکریاں اور بیس درہم دے اور چھ صدقہ میں چار سال کا ہو اور اس کے پاس تین سال کا ہو تو اسے لے لیا جائے اور اس کے ساتھ کچھ نہیں اور جس کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہوں اور ان کے علاوہ کوئی جانور نہ ہو تو اس سے کچھ نہ لیا جائے۔ ہاں ان کا مالک دیدے یہ دوسری بات ہے۔ جب اس کے پانچ اونٹ ہو جائیں تو ان میں ایک بکری ہے۔ (مجموع)
- ۸- راوی کہتا ہے جب علی علیہ السلام نے مجھے مضافات کو نہ کا مال صدقات بنایا تو لوگوں کی موجودگی میں فرمایا اپنے خراج پر

نظر رکھتا اور ایک درہم نہ چھوڑتا اور جب جانے کا ارادہ ہو تو میری طرف سے گزرتا۔ جب میں حضرت کے پاس آیا تو فرمایا تو نے جو کچھ مجھ سے سنا تھا وہ اذراہ و ققیہ تھا۔ اپنے کو بچائے رکھنا اس سے کہ کسی مسلمان، یہودی یا نصرانی کو ایک درہم خراج نہ دینے پر مایوس نہیں حکم دیا گیا ہے کہ ان سے عفو چاہیں۔ (رض)

﴿ باب ۶ ﴾

۵ (زکاة مال الیتیم)

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيه؛ وعن بن يحيى، عن أحمد بن محمد جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن حماد بن عثمان، عن الحلبي، عن أبي عبد الله عليه السلام في مال اليتيم عليه زكاة؛ فقال: إذا كان موضوعاً فليس عليه زكاة وإذا عملت به فأنت له ضامن و الريح لليتيم.

۲۔ محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان؛ وأحمد بن إدريس، عن محمد بن عبد الجبار جميعاً، عن صفوان بن يحيى، عن إسحاق بن عمار، عن أبي العطار والخباط قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: مال اليتيم يكون عندي فاتجر به، فقال: إذا حرّكته فمليك زكاته قال: قلت: فاتجر به ثمانية أشهر وأدعه أربعة أشهر قال: عليك زكاته.

۳۔ علي بن ابراہیم، عن ابيه، عن حماد بن عيسى، عن حرير، عن محمد بن مسلم قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: هل على مال اليتيم زكاة قال: لا إلا أن يتجر به أو يعمل به.

۴۔ حماد بن عيسى، عن حرير، عن أبي بصير قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: ليس على مال اليتيم زكاة وإن بلغ اليتيم فليس عليه لما مضى زكاة ولا عليه فيما بقي حتى يدرك فإذا أدرك فأنما عليه زكاة واحدة ثم كان عليه مثل ما على غيره من الناس.

۵۔ حماد بن عيسى، عن حرير، عن زرارة؛ وعن محمد بن مسلم أتتهما قالوا: ليس على مال اليتيم في الدين والمال الصامت شيء فأمّا الثلث فليها الصدقة واجبة.

۶۔ علي بن ابراہیم، عن ابيه، عن إسماعيل بن مرار، عن يونس، عن سعيد السمان قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: ليس في مال اليتيم زكاة إلا أن يتجر به فإن اتجر به فالريح لليتيم فإن وضع فعلى الذي يتجر به.

۷۔ أحمد بن إدريس، عن محمد بن عبد الجبار، عن صفوان بن يحيى، عن يونس ابن يعقوب قال: أرسلت إلى أبي عبد الله عليه السلام أن لي إخوة صغاراً فنتي تجب علي أموالهم الزكاة؛ قال: إذا وجبت عليهم الصلاة وجبت الزكاة قلت: فما لم تجب عليهم الصلاة قال: إذا أتجرب به فزكّه.

۸۔ محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن محمد بن القاسم بن الفضيل قال: كتبت إلى أبي الحسن الرضا عليه السلام أسأله عن الوصي أيزكّي زكاة الفطرة عن اليتامى إذا كان لهم مال؛ قال: فكتب عليه السلام: لا زكاة على يتيم.

باب زکوٰۃ مال یتیم

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ مال یتیم اگر رکھا ہو ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور اگر اس سے تم تجارت کر دو تم اس کے ضامن ہو اور نفع یتیم کو دیا جائے گا۔ (حسن)
- ۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا یتیم کا مال میرے پاس ہے میں اس سے تجارت کرتا ہوں فرمایا تم پر زکوٰۃ ہوگی میں نے اس آٹھ ماہ تو کام میں لاتا ہوں اور چار ماہ چھوڑ دیتا ہوں۔ فرمایا تو سمجھ تم پر زکوٰۃ ہوگی۔ (مجمول)
- ۳۔ میں نے پوچھا مال یتیم پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں لیکن اگر تجارت اس سے کی جائے گی یا کوئی اور کام کیا جائے گا تو زکوٰۃ ہوگی۔ (حسن)
- ۴۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کہ مال یتیم پر زکوٰۃ نہیں اور جب بائع ہو جائے تو کچھلے زمانہ کی زکوٰۃ اس پر نہ ہوگی اور نہ اس پر جو باقی ہے ہاں اگر نفع حاصل کیا ہے تو اس پر ایک زکوٰۃ ہوگی اس کے بعد اسی طرح ہوگی جیسے اوروں پر۔ (حسن)
- ۵۔ فرمایا یتیم پر ذین اور مال صامت پر زکوٰۃ نہیں لیکن غلوں پر زکوٰۃ واجب ہے (حسن)
- ۶۔ فرمایا یتیم کے مال پر زکوٰۃ نہیں۔ مگر جبکہ تجارت کی جائے اور اس سے جو نفع ہو گا وہ یتیم کا ہوگا اگر رکھا ہے تو اسی پر ہوگا جس سے تجارت کی جائے۔ (مجمول)
- ۷۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا میرے چند چھوٹے بھائی ہیں ان کے مال میں زکوٰۃ کب واجب ہوگی فرمایا جب نماز واجب ہوگی میں نے کہا جب تک نماز واجب نہ ہو۔ فرمایا اگر اس مال تجارت ہوگی تو زکوٰۃ ہوگی (موقوف)

۸۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے بذریعہ خط پوچھا وہی کے متعلق کہ آیا اس پر تہیوں کے مال سے زکوة دینا ہے حضرت نے لکھا تم پر زکوة نہیں۔ (۱۴)

باب ۲

﴿زکاة مال المملوك و المكاتب و المجنون﴾

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن ابي عمير ، عن عبد الله بن سنان ، عن ابي عبد الله عليه السلام قال : ليس في مال المملوك شيء ، ولو كان له ألف ألف ولو احتاج لم يعط من الزكاة شيء .

۲۔ محمد بن اسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن ابي عمير ، عن عبد الرحمن بن الحججاج قال : قلت لابي عبد الله عليه السلام : امرأة من أهلنا مختلطة عليها زكاة ، فقال : إن كان عمل به فمیلها زكاة وإن لم يعمل به فلا .

۳۔ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن العباس بن معروف ، عن علي بن مهزيار عن الحسين بن سعيد ، عن محمد بن الفضل ، عن موسى بن بكر قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن امرأة مصابة ولها مال في بدأخيها هل عليه زكاة ؟ قال : إن كان أخوها يتجر به فعليه زكاة .

عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن محمد بن سماعة ، عن موسى بن بكر عن عبد صالح عليه السلام مثله .

۴۔ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن خالد ، عن أبي البخترى ، عن ابي عبد الله عليه السلام قال : ليس في مال المكاتب زكاة .

۵۔ محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن الخشاب ، عن علي بن الحسين ، عن محمد بن أبي حمزة ، عن عبد الله بن سنان قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : مملوك في يده مال أعليه زكاة ؟ قال : لا ، قلت : ولا على سيده ؟ قال : لا إن لم يصل إلى سيده و ليس هو للمملوك .

باب

زکوٰۃ مال مملوک و مکاتب و مجنون

- ۱- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ غلام کے مال میں زکوٰۃ نہیں اگرچہ ہزاروں اس کے پاس ہوں اور اگر وہ محتاج ہو تو اسے زکوٰۃ سے کچھ نہ دیا جائے گا۔ (حسن)
- ۲- میں نے پوچھا ہمارے خاندان میں ایک امی عورت ہے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا اگر اس مال سے کچھ کاروبار ہوتا ہے تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں۔ (مجمول)
- ۳- میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا ایک عورت بیع الدماغ نہیں۔ اس کا مال اس کے بھائی کے پاس ہے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی فرمایا اس کا بھائی اگر اس مال سے تجارت کرے گا تو اس پر زکوٰۃ ہوگی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔
- ۴- فرمایا حضرت نے مال مکاتب میں زکوٰۃ نہیں۔
نوٹ :- مکاتب وہ غلام ہے جس نے اپنے آقا سے کچھ تحریری معاہدہ اپنی آزادی کا کیا ہو)
- ۵- میں نے حضرت سے کہا ایک غلام کے پاس مال ہے آیا اس پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں، میں نے کہا اور اس کے آقا پر فرمایا نہیں۔ کیونکہ وہ مال اس کے قبضہ میں نہیں اور مملوک کا بھی نہیں کیونکہ وہ خود آقا کی ملکیت ہے۔ (مجمول)

﴿باب ۲۵﴾

﴿فیما یاخذ السلطان من الخراج﴾

- ۱- علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن ابي عمير ، عن عبدالرحمن بن الحججاج ، عن سليمان بن خالد قال : سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول : ان اصحاب ابي ائوه فسألوه عما ياخذ السلطان فرق لهم وانه ليعلم ان الزكاة لا تحل الا لأهلها فأمرهم أن يحسبوا به فجال فكري والله لهم ، فقلت له يا ابي ائهم إن سمعوا إذا لم يترك أحد فقال : يا بني حق أحب الله أن يظهره .
- ۲- محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب قال : سألت ابا عبد الله عليه السلام عن العشور التي تؤخذ من الرجل أحتسب بها من زكاته قال : نعم إن شاء .

۳۔ عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زیاد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن رفاعۃ بن موسی ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن الرجل يربث الأرض أو يشتريها فيؤدّي خراجها إلى السلطان هل عليه عشر قال : لا .

۴۔ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبيس ابن القاسم ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الزكاة فقال : ما أخذ منكم بنو أمية فاحسبوا به ولا تعطوهم شيئاً ما استطعتم فإن المال لا يبقى على هذا إن تزكّيه مرتين .

۵۔ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عبد الله بن مالك ، عن أبي قتادة ، عن سهل بن اليسع أنه حيث أنشأ سهل آباد وسأل أبا الحسن موسى عليه السلام عما يخرج منها ما عليه ، فقال : إن كان السلطان يأخذ خراجها فليس عليك شيء ، وإن لم يأخذ السلطان منها شيئاً فعليك إخراج عشر ما يكون فيها .

۶۔ علي بن إبراهيم ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن جعفر ، عن آباءه عليهم السلام قال : ما أخذ منك العاشر فطرحة في كوزة فهو من زكّاتك وما لم يطرح في الكوز فلا تحسبه من زكّاتك .

باہجہ سرکاری ٹیکس کے متعلق

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے میرے والد کے اصحاب ان کے پاس آئے اور سوال کیا جو ٹیکس بادشاہ لیتا ہے تو زکوٰۃ سے چھٹکارا مل جائے گا حالانکہ یہ معلوم ہے کہ زکوٰۃ اس کے اہل کو دی جاتی ہے آپ نے ان کو حکم دیا کہ اس کو حساب زکوٰۃ میں رکھیں ، میں اس حکم سے بڑا فکرمند ہوا۔ میں نے کہا بابا جان اگر لوگ اس حکم کو سنیں گے تو کوئی بھی زکوٰۃ نہ دے گا فرمایا میں حق کا ظاہر کرنا اللہ پسند کرتا ہے (حسن)

نوٹ : علامہ مجلس علیہ الرحمۃ نے مرآة العقول میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ حدیث محمول برقیۃ ہے ظاہر ہے کہ اگر ان لوگوں کو جو مخالف مذہب اہلیت تھے اگر یہ پتہ چل جاتا کہ امام سرکاری خراج کو داحصل زکوٰۃ نہیں جانتے تو فوراً بادشاہ کے عتاب میں آجاتے۔

- ۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ (ظالم بادشاہ) دسواں حصہ جو لیتا ہے اس کو زکوٰۃ میں شمار کیا جائے فرمایا ہاں اگر چاہے (احوط یہ ہے کہ زکوٰۃ دو بارہ دو) (۲)
- ۳۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ ایک شخص زمین کا وارث ہوتا ہے اسے خریدتا ہے اور بادشاہ کو خرچ دیتا ہے کیا اس پر دسواں حصہ زکوٰۃ کا دینا ہوگا۔ فرمایا ہاں۔
- ۴۔ میں نے حضرت زکوٰۃ کے متعلق پوچھا زیبا جو مال تم سے بنی امیہ نے میں سے حساب میں رکھا اور جہاں تک ممکن ہو ان کو نہ دو کیونکہ اگر تم دو بارہ دے دو گے تو مال ہی باقی نہ رہے گا۔ (مجموع)
- ۵۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اس مال کے متعلق جس سے نکالا جائے تو اس پر کیا ہے فرمایا اگر بادشاہ نے اپنا خرچ لے لیا تو تم پر کچھ نہیں اور اگر نہیں لیا تو تم پر دسواں حصہ نکالنا ہے۔ (مجموع)
- ۶۔ فرمایا جب محصل تم سے زکوٰۃ لے کر اپنی جھول میں ڈالے تو وہ تمہاری زکوٰۃ ہو گئی اور اگر نہ ڈالے تو اسے اپنی زکوٰۃ نہ سمجھو۔ (۲)

﴿باب﴾

﴿الرجل یخلف عند أهله من النفقة ما یكون فی مثلها الزکاة﴾

- ۱۔ أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمار ، عن أبي الحسن الماضي عليه السلام قال : قلت له : رجل يخلف عند أهله نفقة ألفين لستين عليها زكاة ؛ قال : إن كان شاهداً فعليه زكاة وإن كان غائباً فليس عليه زكاة .
- ۲۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل وضع لعياله ألف درهم نفقة فحال عليها الحول ؛ قال : إن كان مقيماً زكاة وإن كان غائباً لم يزكّه .
- ۳۔ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مراد ، عن يونس ، عن سماعة عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : الرجل يخلف لأهله ثلاثة آلاف درهم نفقة سنتين عليه زكاة ؛ قال : إن كان شاهداً فعليها زكاة وإن كان غائباً فليس فيها شيء .

باب

اپنے اہل میں مال و نفقہ کیلئے چھوڑنا

- ۱- میں نے امام علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنے اہل و عیال کے دو سال کے نفقہ کے لئے دو ہزار روپیہ چھوڑے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟ فرمایا اگر وہ موجود ہے تو زکوٰۃ ہوگی اور اگر غائب ہے تو نہیں (موثق)
- ۲- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ اپنے اہل کے نفقہ کے لئے ایک ہزار روپیہ رکھے اور اس پر سال گزار جائے تو اگر وہ مقيم ہے تو زکوٰۃ دے گا اور غائب ہے تو نہیں۔ (موثق)
- ۳- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا اگر ایک شخص اپنے اہل کے دو سال کے نفقہ کے لئے تین ہزار روپیہ چھوڑے تو آیا اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا اگر وہ موجود ہے تو ہوگی ورنہ نہیں۔ (مجبول)

﴿ باب ۱ ﴾

﴿ الرجل بمطی من زکاة من یظن أنه معسر ثم یجده موسراً ﴾

- ۱- عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن ابي عمیر ، عن الحسن بن عثمان عن ذکرہ ، عن ابي عبد اللہ علیہ السلام فی رجل بمطی زکاة ماله رجلاً وهو یرى أنه معسر فوجده موسراً ، قال : لا یجزی ، عنہ .
- ۳- محمد بن یحیی ، عن محمد بن الحسن ، عن عثمان بن عیسی ، عن ابي المنرا عن ابي عبد اللہ علیہ السلام قال : إن الله تبارک وتعالی أشرك بین الأغنیاء والفقراء فی الأموال فلیس لهم أن یصرفوا إلی غیر شرکائهم .

باب

دھوکہ سے بچنے محتاج کے مالدار کو زکوٰۃ دے دینا

- ۱- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو ایک شخص کو محتاج سمجھ کر زکوٰۃ دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ مالدار تھا فرمایا یہ زکوٰۃ کا نیا نہ ہوگی۔ (مسئل)
- ۲- فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ نے امواں میں اغنیاء اور فقراء کو شریک کیا ہے پس اغنیاء کو نہ چاہیے کہ وہ فقراء کے غیر کو اس میں شریک کریں۔ (موثق)

﴿ باب ٢ ﴾

﴿ الزكاة [لا] تعطى غير أهل الولاية ﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة ، عن زرارة وبكير ، والفضيل ، وعبد بن مسلم ، وبريد العجلي ، عن أبي جعفر و أبي عبد الله عليهما السلام أنهما قالا : في الرجل يكون في بعض هذه الأهواء العوروية والمرجئة والعمانية والتدريية ثم يتوب و يعرف هذا الأمر ويحسن رأيه أبعيد كل صلاة صلاها أو صوم أو زكاة أو حج أو ليس عليه إعادة شيء من ذلك ؟ قال : ليس عليه إعادة شيء من ذلك غير الزكاة لا بد أن يؤد بها لأنه وضع الزكاة في غير موضعها وإنما موضعها أهل الولاية .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن عبيد بن زرارة قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : ما من رجل يمنح درهماً من حق إلا أنفق اثنين في غير حقه وما من رجل منع حقاً في ماله إلا طوّقه الله به حية من نار يوم القيامة ، قال : قلت له : رجل عارف أدّى زكاته إلى غير أهلها زماناً هل عليه أن يؤدّها ثانية إلى أهلها إذا علمهم ؟ قال : نعم ، قال : قلت : فإن لم يعرف لها أهلاً فلم يؤدّها أولم يعلم أنها عليه فعلم بعد ذلك ؟ قال : يؤدّها إلى أهلها لما مضى ، قال : قلت له : فإنه لم يعلم أهلها فدفعها إلى من ليس هو لها بأهل وقد كان طلب واجتهد ثم علم بعد ذلك سوء ما صنع ؟ قال : ليس عليه أن يؤدّها بها مرة أخرى .

وعن زرارة مثله غير أنه قال : إن اجتهد فقد برىه وإن قصر في الاجتهاد في

الطلب فلا .

٣ - حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، وعبد بن مسلم ، عن أبي عبد الله

عليه السلام قال : إن الصدقة والزكاة لا يحايى بها قريب ولم يمنعها بعيد .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن دراج ، عن الوليد

ابن صبيح قال : قال لي شهاب بن عبد ربّه : اقرأ ، أبا عبد الله عليه السلام عنى السلام وأعلمه أنه يصيبني فزع في منامي ، قال : قلت له : إن شهاباً بقرتك السلام ويقول لك : إنه يصيبني فزع في منامي ، قال : قل له فليزك ماله ، قال : فأبليت شهاباً ذلك فقال لي :

فتبلغه عني؛ فقلت: نعم، فقال: قل له: إن الصبيان فضلاً عن الرجال ليعلمون أني أزرني مالي، قال: فأبلغته، فقال أبو عبد الله عليه السلام: قل له: إنك تخرجها ولا تضعها في مواضعها.

۵ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن ابن أذينة قال: كتب إلي أبو عبد الله عليه السلام: أن كل عمل عمله الناسب في حال ضلاله أو حال نسيه ثم من الله عليه وعرفه هذا الأمر فإنه يؤجر عليه ويكتب له إلا الزكاة فإنه بعيدا ما لأنه وضعها في غير موضعها وإنما موضعها أهل الولاية وأما الصلاة والصوم فليس عليه قضاءهما.

۶ - عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن إسماعيل بن سعد الأشعري، عن الرضا عليه السلام قال: سألته عن الزكاة هل توضع فيمن لا يعرف؟ قال: لا، ولا زكاة الفطرة.

باب

وہ زکوة جو اصل ولایہ کے غیر کو دی جائے

۱ - فرمایا ابو عبد اللہ اور ابو جعفر علیہما السلام نے اس شخص کے بارے میں جو خارجی، مرجیہ، شامیہ یا قدریہ فرقہ میں داخل ہو گیا ہو پھر توبہ کرے اور اپنی صحیح رائے سے امر حق کو پہچان لے تو اس کو نماز روزہ وغیرہ کے اعادہ کی ضرورت نہیں البتہ زکوة جو اس نے اس زمانہ میں ہی ہوگی وہ دوبارہ دینی بہر کی کیونکہ غلط ہاتھوں میں دی گئی اس کا صحیح مقام صرف اہل ولایت یعنی امام کی خدمت میں پہنچانا ہے (حسن)

۲ - فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جو ایک درہم راہ خدا میں توڑے اور دو درہم اور کالموں میں خرچ کرے اور جو کوئی اپنے مال سے زکوة نہ دے تو روز قیامت خدا اس کی گردن میں آگ کا طوق ڈال دے گا۔ میں نے کہا ایک مرد عاقل نے زکوة دی۔ اس کے خیرا ہل کو ایک مدت تک تو کیا وہ دوبارہ زکوة دے اس کے اہل کو، جب ان کا پتہ چل جائے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اگر وہ مستحق کو نہ پہچانے اور نہ دے یا یہی نہ جانتا ہو کہ اس پر زکوة واجب ہے اور بعد کو معلوم ہو کہ فسرہ یا تو گزرے ہوئے زمانہ کی زکوة اس کے مستحق کو دے، میں نے کہا اگر حقدار معلوم نہ ہوں اور وہ غیر مستحق کو دے دے اور مستحق کے بعد پتہ چلے کہ اس نے غلط جگہ سے دی ہے فرمایا تو اس صورت میں دوبارہ نہ دے

- گا اور زرارہ سے مروی ہے کہ فرمایا اگر پوری طرح تلاش کر لی ہے تب تو بڑی ہوگا اور نہ نہیں۔
- ۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ صدقہ اور زکوٰۃ دینے میں قریب و بعید کا لحاظ نہیں۔ (حسن)
- ۴۔ مجھ سے شہاب بن عبد ربیع نے کہا کہ حضرت ابو عبد اللہ کو میرا سلام پہنچا کہ کہو کہ رات کو خواب میں ڈرتا ہوں۔ میں نے حضرت سے جا کر یہی کہا فرمایا اس سے کہو اپنے مال کی زکوٰۃ دے۔ میں شہاب سے جا کر کہہ دیا۔ اس نے کہا میری طرف سے حضرت سے کہو بچے بہتر ہیں مردوں سے وہ جانتے ہیں کہ میں اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں، حضرت نے فرمایا اس سے کہو کہ جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اس کو صحیح طریقہ سے صرف نہیں کرتے۔ (حسن)
- ۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ہر عمل جو ایک ناصبی صلاحت و ناصبیت کی حالت میں بجالائے گا اور پھر خدا اس پر احسان کرے کہ وہ مذہب حقہ کو اختیار کرنے تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ سوائے زکوٰۃ کے کہ وہ اسے دوبارہ دینی ہوگی۔ کیونکہ اس نے غلط باتوں میں اسے دیا وہ دینی چاہیے تھی اہل ولایت کو، سب نماز روزہ تو ان کی قضا اس پر نہیں ہے۔ (حسن)
- ۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا۔ آیا وہ اس کو دی جائے جو معسرقت نہیں رکھتا۔ فرمایا نہیں اور نہ زکوٰۃ قطرہ۔

﴿باب﴾

﴿قضاء الزکوٰۃ عن الميت﴾

- ۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن الحسن بن محبوب، عن عباد ابن صہیب، عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل فرط في إخراج زكاته في حياته فلما حضرته الوفاة حسب جميع ما كان فرط فيه مما لزمه من الزكاة ثم أوصى به أن يخرج ذلك في دفع إلى من يحب له، قال: جائز يخرج ذلك من جميع المال إنما هو بمنزلة دين لو كان عليه ليس للورثة شيء، حتى يؤدوا ما أوصى به من الزكاة.
- ۲۔ علی بن ابراہیم، عن ابيہ، عن حماد بن عیسیٰ، عن حریر، عن زرارة قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: رجل يم يترك ماله فأخرج زكاته عند موته فأدأها كان ذلك يجزى عنه، قال: نعم، قلت: فإن أوصى بوصية من ثلثه ولم يكن زكوى أجزى عنه من زكاته، قال: نعم بحسب له زكاة ولا تكون له نافلة وعليه فريضة.

۳۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ؛ ومحمد بن اسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن ابي عمير ، عن شعيب قال : قلت لابي عبد الله عليه السلام : إن علي أخى زكاة كثيرة فأقضيهما أو أؤدبها عنه ؛ فقال لي : وكيف لك بذلك ؛ قلت : أحتاط ، قال : نعم إذا تفرج عنه .

۴۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن ابي عمير ، عن معاوية بن عمار قال : قلت له : رجل يموت وعليه خمس مائة درهم من الزكاة وعليه حجة الإسلام وترك ثلاثمائة درهم فأردى بحجة الإسلام وأن يقضى عنه دين الزكاة ؛ قال : يحج عنه من أقرب ما يكون ويخرج البقية في الزكاة .

۵۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن ابي عمير ، عن علي بن يقطين قال : قلت لابي الحسن الأول عليه السلام : رجل مات وعليه زكاة وأردى أن تقضى عنه الزكاة وولده عايرج إن دفعوها أضرت ذلك بهم ضرراً شديداً ؛ فقال : يخرجونها فيمودون بها علي أنفسهم ويخرجون منها شيئاً فيدفع إلى غيرهم .

باب

ہیت کی طرف سے ادائیگی زکوٰۃ

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس سے کوئی مال ہو اور زکوٰۃ نکلنے کے ہائے میں جب موت کا وقت آئے اور وہ اس زکوٰۃ کا حساب کرے جس کو اس نے نہیں دیا پھر وصیت کرے کہ اس کے مال سے ادا کیا جائے تو جائز ہے کہ اس کے تمام مال سے وہ زکوٰۃ نکالی جائے کیونکہ وہ مثل قرضہ کے ہے جو اس پر ہے ورنہ کو اس زکوٰۃ کے نکلنے کے بعد ورنہ نکلے گا۔ (حسن)

۲۔ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دی وہ وقت مرگ سے دیتا ہے کیا یہ کافی ہوگی فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اگر وہ وصیت کرے ثلث مال کی اور اس نے زکوٰۃ نہیں دی ہے کیا یہ اس کی زکوٰۃ کے لئے کافی ہوگی۔ فرمایا ہاں زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یہ مال اور جب زکوٰۃ قرضہ ہو تو مسئلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (حسن)

- ۳- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا۔ میرے بھائی پر بہت زکوة ہے میں اپنی طرف سے دوں یا وہ اپنی طرف سے ادا کرے فرمایا تم کیوں دو۔ میں نے کہا ازراہ احتیاط، نہ فرمایا ہاں اگر اس سے اسکی روزی کشادہ ہو جائے (حسن)
- ۴- میں نے کہا ایک شخص مرگیا اور اس پر پانچ سو درہم زکوة ہے اور چ بھی ہے اور اس کا ترکہ تین سو درہم ہے اس نے چ کی وصیت کی اور یہ کہ زکوة کا قرضہ دیا جائے فرمایا۔ پہلے اس سرمایہ چ کیا جائے اور باقی سے زکوة۔ (حسن)
- ۵- ایک شخص مرگیا اور اس پر زکوة ہے اور اس نے زکوة دینے کی وصیت کی ہے اس اور اولاد کا صاحب حاجت ہے اگر زکوة دی جاتی ہے تو ان کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ فرمایا وہ زکوة تو نکالیں لیکن اسے اپنے اور تقسیم کر لیں اور اس میں سے کچھ اوروں کو حصے دیں۔ (حسن)

﴿باب﴾

﴿أقل ما يعطى من الزكاة وأكثر﴾

- ۱- محمد بن یحییٰ ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي ولاد الحنطاط . عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سمعته يقول : لا يعطى أحدٌ من الزكاة أقلَّ من خمسة دراهم وهو أقلُّ ما فرض الله عز وجل من الزكاة في أموال المسلمين فلا يعطوا أحدًا من الزكاة أقلَّ من خمسة دراهم فصاعداً .
- ۲- وعنه ، عن أحمد ، عن عبد الملك بن عتبة ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : قلت له : أعطى الرجل من الزكاة ثمانين درهماً ؛ قال : نعم وزده ، قلت : أعطيه مائة ؛ قال : نعم وأغنه إن قدرت أن تغنيه .
- ۳- أحمد بن إدريس ، عن محمد بن أحمد ، عن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عمار بن موسى ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه سئل كم يعطى الرجل من الزكاة ، قال : قال أبو جعفر عليه السلام : إذا أعطيت فأغنه .
- ۴- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سعيد بن غزوان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : تعطيه من الزكاة حتى تغنيه .

باب

کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ زکوة دینا

- ۱- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ کسی کو زکوة پانچ درہم سے کم نہ دی جائے۔ خدا نے پانچ درہم سے کم زکوة نہیں رکھی پس اس سے کم نہ دو، زیادہ دے سکتے ہو۔ (۴)
- ۲- میں نے پوچھا ایک شخص کو اسی درہم سے دیئے جائیں فرمایا ہاں بلکہ اور زیادہ، میں نے کہا سو، فرمایا ہاں اگر تم کر سکتے ہو تو اسے غنی کر دو۔ (مواثق)
- ۳- حضرت ابو عبد اللہ سے پوچھا ایک شخص کو کتنی زکوة دی جائے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اتنا دے سکتے ہو کہ وہ غنی ہو جائے۔
- ۴- اتنا دے سکتے ہو کہ وہ غنی ہو جائے۔

﴿باب﴾

﴿أَنَّهُ يَعْطَى عِيَالُ الْمُؤْمِنِ مِنَ الزَّكَاةِ إِذَا كَانُوا صَفَارًا وَيَقْضَى عَنْ﴾
 ﴿الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ مِنَ الزَّكَاةِ﴾

- ۱- علی بن ابراہیم، عن ابيہ، عن حماد بن عیسی، عن حریر، عن ابي بصیر قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام الرجل يموت ويترك العيال يعطون من الزكاة؟ قال: نعم: حتى ينشوا ويلبوا ويسألوا من أين كانوا يعيشون إذا قطع ذلك عنهم فقلت: إنهم لا يعرفون؟ قال: يحفظ فيهم ميسمتهم ويحببت إليهم دين أبيهم فلا يلبشوا أن يهتضوا بدين أبيهم فإذا بلغوا وعدلوا إلى غيركم فلا تعطوهم.
- ۲- محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان؛ ومحمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين جميعاً، عن صفوان بن يحيى، عن عبد الرحمن بن الحجّاج قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل عارف فاضل توفى وترك عليه ديناً قد ابتلي به لم يكن يفسد ولا يفسر ولا معروف بالمسألة هل يقضى عنه من الزكاة الألف والألفان؟ قال: نعم.

۳۔ الحسين بن محمد، عن معلى بن محمد، عن الحسن بن عليّ الوشاء، عن أحمد ابن عاصم، عن أبي خديجة، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ذرّية الرجل المسلم إذا مات يمتون من الزكاة والفقرة كما كان يعطى أبوهم حتى يبلغوا فإذا بلغوا وعرفوا ما كان أبوهم يعرف أعطوا وإن نصبوا لم يعطوا.

باب

زکوة عیال مومن کو دی جائے

- ۱۔ میں نے ابو عبد اللہ عليه السلام سے کہا ایک شخص مر جاتا ہے اور اولاد چھوڑ جاتا ہے کیا ان کو زکوة دینا جائے۔ فرمایا ہاں جب ان کی نشوونما ہو اور بالغ ہوں اور ان سے پوچھا جائے کہ جب یہ زکوة ان کو نہ دی جاتی تھی تو وہ کہاں سے کھاتے تھے؟ میں نے کہا وہ معرفت نہیں رکھتے۔ فرمایا ان کے مرنے والوں کی یاد دلائی اور ان کے باپ کے دین کی محبت ان کے دل میں پیدا کی جائے اور یہاں تک کہ وہ اپنے باپ کے دین پر قائم ہوں اگر بالغ ہونے کے بعد وہ کسی دوسرے دین کی طرف چلے جائیں تو پھر زکوة ان کو نہ دی جائے۔ (دس)
- ۲۔ میں نے ابو الحسن عليه السلام سے اس شخص کے پاس میں پوچھا جو مرد عارف فاضل ہو نہ وہ مر جائے اور اس پر قرض ہو جس میں وہ مبتلا تھا اور وہ مفید تھا نہ مسرت اور نہ احمق تو کیا اس کا قرض زکات سے چکا دیا جائے ہزار دو ہزار روپیہ کا نہ مایا ہاں۔ (۱۲)
- ۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ عليه السلام نے کہ مرد مسلمان کی اولاد کو جب ان کا باپ مر جائے زکوة فقہ دیا جائے جیسے ان کے باپ کو دیا جاتا تھا ان کے بالغ ہونے تک جب بالغ ہو جائے اور اپنے باپ کی طرح صاحب معرفت رہیں تو زکوة دی جائے اور اگر ناصبی ہو جائیں تو نہ دی جائے۔ (۱۳)

﴿باب ۳﴾

﴿تفضیل اهل الزکوة بعضهم علی بعض﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا، عن سهل بن زیاد، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر، عن عتیبة بن عبد اللہ بن عجلان السکونی قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: إني ربتما سمعت الشیء بین أصحابی أصلهم به فكيف أعطیهم؟ فقال: أعطیهم علی الهجرة فی الدین و العقل والفقہ.

۲۔ محمد بن اسماعیل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى؛ وابن أبي عمير جميعاً، عن عبدالرحمن بن الحجاج قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن الزكاة أيفضل بعض من يعطى ممن لا يسأل على غيره؟ قال: نعم يفضل الذي لا يسأل على الذي يسأل.

۳۔ علي بن محمد، عن إبراهيم بن إسحاق، عن محمد بن سليمان، عن عبدالله بن سنان قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إن صدقة الخف والظلف تدفع إلى المتجملين من المسلمين فأما صدقة الذهب والفضة وما كيل بالقفيز مما أخرجت الأرض فللقراء المدقمين. قال ابن سنان: قلت: وكيف صار هذا كذا؟ قال: لأن هؤلاء متجملون يستحيون من الناس فيدفع إليهم أهل الأمرين عند الناس وكل صدقة.

۴۔ علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن اسماعيل بن مرار، عن يونس، عن [ابن أبي عمير] عن علي بن أبي حمزة، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال: قلت له: الرجل يعطى ألف درهم من الزكاة فيقسمها فيحدث نفسه أن يعطى الرجل منها ثم يبدوله ويمزله ويعطى غيره؟ قال: لا بأس به.

۵۔ علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن بعض أصحابه، عن عنبسة بن مصعب، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول: أتى النبي صلى الله عليه وآله بشيء فقسمه فلم يسح أهل الصدقة جميعاً فخص به أناساً منهم فخاف رسول الله صلى الله عليه وآله أن يكون قد دخل قلوب الآخرين شيء، فخرج إليهم فقال: معذرة إلى الله عز وجل وإليكم يا أهل الصدقة إننا أوتينا بشيء فأردنا أن نقسمه بينكم فلم يسعكم فخصت به أناساً منكم خشينا جزعهم وهلمهم.

۶۔ علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن الحسين بن عثمان، عن ذكره، عن أبي عبدالله عليه السلام أو عن أبي الحسن عليه السلام في الرجل يأخذ الشيء للرجل ثم يبدوله فيجعله لغيره، قال: لا بأس.

سبيل سكينه

باب

حیدرآباد لطیف آباد، پرنسپل ہیرما

تفصیل زکوٰۃ

۱۔ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا میں بااوقات اپنے اصحاب میں زکوٰۃ تقسیم کرتا ہوں اور ان کو پہنچاتا ہوں

پس میں کس صورت سے تقسیم کروں وغیر مایا ان کو فضیلت دی جائے جو بلحاظ ہجرت فی الدین اور یہی لانا عقل و علم دین بہتر ہوں نہ (۲)

۲- میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا کیا اس کو جو سوال نہیں کرتا، سوال کرنے والے پر فضیلت ہے فرمایا ہاں۔ جو سوال نہیں کرتا اسے سوال کرنے والے پر فضیلت ہے۔ (رجہول)

۳- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ صدقہ اونٹ اور گائے دیا جائے شاندار مسلمانوں کو لیکن سونے اور چاندی یا غلات کا صدقہ ان فقراء کے لئے ہے جن پر بچارے کے چہرے گرد آکر دیوں ابن سنان نے کہا میں نے حضرت سے کہا یہ کیسے فرمایا جو شاندار لوگ ہوتے ہیں وہ لوگوں سے مانگنے میں جیسا کرتے ہیں پس ان کو سب سے اچھی چیز دی جائے اور وہ کل صدقہ ہو۔ (۲)

۴- میں نے کہا ایک شخص ہزار درہم زکوٰۃ دیتا ہے اور اسے تقسیم کرتا ہے پھر اس کے دل میں آتا ہے کہ فلاں شخص کو دے چکا ہے پھر اسے معزول کر کے دوسرے کو دیتا ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے (رجہول)

۵- رسول اللہ کے پاس کچھ مال لایا گیا آپ نے اسے تقسیم کیا وہ جو تکہ تمام اہل صفہ کے لئے کافی نہ تھا اس لئے آپ نے ان میں سے بعض پر تقسیم کیا پھر حضرت کو یہ ٹیٹھ ہوا کہ جہیں نہیں ملا ہے انہیں ملال ہوگا۔ آپ ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ سے اور تم سے معذرت خواہ ہوں لے اہل صفہ ہمارے پاس تھوڑی سی چیز آئی تھی ہم نے چاہا کہ تم سب میں تقسیم کر دیں لیکن وہ سب کے لئے کافی نہ تھی لہذا تم میں سے کچھ لوگوں کو مخصوص کرنا پڑا۔ جن کی سزا اور زاری کا ہم کو خوف تھا۔ (۲)

۶- فرمایا اس شخص کے پاس جو کسی چیز کو ایک شخص کے لئے بھرا ہے دوسرے کو دے کر فرمایا تو کوئی حرج نہیں۔

باب ۱۰

﴿تفضیل الغرابة فی الزکوٰۃ ومن لا یجوز منهم أن یعطوا من الزکوٰۃ﴾

۱- عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن علی بن الحکم، عن عبد الملک بن عتبہ، عن إسحاق بن عمار، عن أبي الحسن موسیٰ ع قال: قلت له: لِمَ قرابة أنفق علی بعضهم وأفضل بعضهم [علی بعض] فیأتیني إبتان الزکوٰۃ أفا عطیهم منها؟ قال: مستحقون لها؛ قلت: نعم؛ قال: هم أفضل من غیرهم أعطهم، قال: قلت: فمن ذا الذی یلزم منی عن ذوی قرابتی حتی لا أحسب الزکوٰۃ علیهم؟ فقال: أبوک وأمک، قلت: أبی وأمی؟ قال: الولدان والولد.

۲ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن منشى ، عن أبي بصير قال : سأله رجل وأنا أسمع قال : أعطي قرابتي زكاة مالي وهم لا يعرفون ؛ قال : فقال : لا تعط الزكاة إلا مسلماً وأعظمهم من غير ذلك ، ثم قال أبو عبد الله عليه السلام : أترون أنما في المال الزكاة وحدها ما فرض الله في المال من غير الزكاة أكثر تعطى منه القرابة والمعترض لك ممن يسألك فتعطيه مالم تعرفه بالنصب فإذا عرفته بالنصب فلا تعطه إلا أن تخاف لسانه فتشتري دينك وعرضك منه .

۳ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن عيسى عن أحمد بن محمد بن أبي نصر قال : سألت الرضا عليه السلام عن الرجل له قرابة وموالي وأتباع يحبون أمير المؤمنين صلوات الله عليه و ليس يعرفون صاحب هذا الأمر أيعطون من الزكاة ؛ قال : لا .

۴ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد عن زرعة بن محمد ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الرجل يكون له الزكاة وله قرابة محتاجون غير عارفين أيعطيهم من الزكاة ؛ فقال : لا ولا كرامة ، لا يجعل الزكاة وقاية لماله يعطيهم من غير الزكاة إن أراد .

۵ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحجاج ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : خمسة لا يعطون من الزكاة شيئاً : الأب والأم والولد والمملوك والمرأة وذلك أنهم عياله لازمون له .

۶ - أحمد بن إدريس وغيره ، عن محمد بن أحمد ، عن محمد بن عبد الحميد ، عن أبي جميلة ، عن زيد النخام ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : في الزكاة يعطى منها الأخ والأخت والعمة والخالة والجد ولا الجدوة .

۷ - محمد بن يحيى ؛ ومحمد بن عبد الله ، عن عبد الله بن جعفر ، عن أحمد بن حمزة قال قلت لأبي الحسن عليه السلام : رجل من مواليك له قرابة كلهم يقول بك وله زكاة أيجوز له أن يعطيهم جميع زكاته ؛ قال : نعم .

۸ - محمد بن أبي عبد الله ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن مزيار ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن الرجل يضع زكاته كلها في أهل بيته وهم يتولونك ؛ فقال : نعم .

۹ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عمران بن إسماعيل بن عمران القمي

قال: كتبت إلى أبي الحسن الثالث عليه السلام: أن لي ولداً رجلاً ونساءً أفيجوز لي أن أعطيهم من الزكاة شيئاً؛ فكتب عليه السلام: إن ذلك جائز لكم .
 ۱۰۔ أحمد بن إدريس؛ وغيره، عن محمد بن أحمد، عن بعض أصحابنا، عن محمد بن جرك قال: سألت الصادق عليه السلام: أدفع عشر مالي إلى ولد ابنتي؟ قال: نعم لا بأس .

باب زکوٰۃ میں فضیلت قرابت

- ۱۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا میرے رشتہ دار ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دے کر میں ان کو نفقہ بہم پہنچاتا ہوں۔ میری زکوٰۃ کا وقت آگیا تو کیا میں ان کو زکوٰۃ دے دوں فرمایا کیا مستحق ہیں میں نے کہا ہاں فرمایا تو وہ غیروں سے افضل ہیں انھیں دے دو میں نے کہا وہ کون رشتہ دار ہیں جن کو میں زکوٰۃ نہ دوں فرمایا وہ تمہارے باپ اور ماں ہیں۔ میں نے کہا صرف میرے ماں باپ۔ فرمایا ماں باپ اور بیٹا۔ (موتقی)
- ۲۔ ایک شخص نے کہا میں اپنے رشتہ داروں کو اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں درآنحالیکہ وہ معرفت نہیں رکھتے۔ فرمایا زکوٰۃ مسلمان کے سوا کسی کو نہ دو اور نصیبی زکوٰۃ کے علاوہ ان کو دے سکتے ہو پھر فرمایا کیا تم کو نہیں معلوم کہ زکوٰۃ فریضہ اور دوسرے صدقات تم قرابت داروں کو دے سکتے ہو اور مانگنے والوں میں سے جو ناموسی ہوں ان کو دو اور جب ان کا ناموسی ہونا معلوم ہو جائے تو مت دو ہاں اگر ان کی زبان درازی کا خوف تو اپنے دین اور آبرو کو ان سے بچاؤ۔ (حسن)
- ۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس کے قرابت دار، دوست اور پیر و امیر المؤمنین کو تو دوست رکھتے ہیں لیکن صاحب الامر کی معرفت نہیں رکھتے کیا ان کو زکوٰۃ دی جائے فرمایا نہیں۔ (رض)
- ۴۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جسے زکوٰۃ دینی ہے اور اس کے کچھ محتاج رشتہ دار بے معرفت ہیں آیا وہ ان کو زکوٰۃ میں سے کچھ لے فرمایا نہیں اور نہ اس کے کرامت و بزرگی ہے اور وہ زکوٰۃ کو اپنے مال کی حفاظت قرار نہ لے علاوہ زکوٰۃ کے انھیں لے سکتا ہے۔ (موتقی)
- ۵۔ فرمایا پانچ کو زکوٰۃ میں سے کچھ نہ دیا جائے گا باپ ماں اولاد غلام اور زوجه کیونکہ یہ اس کے عیال ہیں لازم النفقہ۔ (ص)
- ۶۔ مندرمایا حضرت نے زکوٰۃ دی جائے گی بھائی، بہن، چچا اور چھوٹی، ماموں اور خالہ کو اور نہ دی جائے گی دادا اور دادی کو۔ (ص)

- ۷- میں نے کہا ابو الحسن علیہ السلام سے ایک شخص کے بہت سے قرابت دار ہیں اور اس کے پاس ماں زکوٰۃ ہے آیا جائز ہے کہ وہ ان سب کو ماں زکوٰۃ دے دے۔ فرمایا ہاں۔ (مجمول)
- ۸- میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا اس شخص کے متعلق جو اپنی کئی زکوٰۃ اپنے اہل بیت کو دیتا ہے اور وہ آپ دوستوں میں سے ہے فرمایا ٹھیک ہے۔ (مض)
- ۹- میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ میرے لئے کچھ لڑکے اور لڑکیاں (غیر واجب النفقہ) ہیں کیا ان کو زکوٰۃ میں سے کچھ حضرت نے مجھے لکھا تھا میرے لئے جائز ہے۔ (مجمول)
- ۱۰- میں نے پوچھا میں اپنے مال کا دسواں حصہ اپنے بونے کو دے سکتا ہوں فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ (مض)

بخاری باب فادار

- ۱- عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن أبي محمد الواسطي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سأله بعض أصحابنا عن رجل اشترى أباه من الزكاة - زكاة ماله - قال: اشترى خير رقة لأبأس بذلك.
- ۲- أحمد بن إدريس، عن محمد بن عبد الجبار، عن صفوان بن يحيى، عن إسحاق ابن عمار قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل على أبيه دين ولا يه مؤونة أبيه من أباه من زكاته يقضي دينه، قال: نعم ومن أحق من أبيه.
- ۳- علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن حماد بن عيسى، عن حرير، عن زرارة قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: رجل حلت عليه الزكاة ومات أبوه وعليه دين أبوؤدي زكاته في دين أبيه وللابن مال كثير؛ فقال: إن كان أبوه أودته مالا ثم ظهر عليه دين لم يعلم به يومئذ فيقضيه عنه قضاء من جميع الميراث ولم يقضه من زكاته وإن لم يكن أودته مالا لم يكن أحد أحق بزكاته من دين أبيه فإذا أداها في دين أبيه على هذه الحال أجزأت عنه.

باب ۳ نادر (متفرقات)

- ۱۔ کسی نے حفت سے پوچھا کیا ایک شخص مال زکوٰۃ سے اپنے غلام باپ کو خرید سکتا ہے فرمایا یہ تو آزاد کرانے کی بہترین صورت ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (درسل)
- ۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کے باپ پر فرض ہے اور اس کے لئے خرچ بھی ہے آیا بیٹا زکوٰۃ میں سے کچھ دے کر فرض چکا رہے فرمایا۔ ہاں اور اس کے باپ سے زیادہ مستحق اور کون ہو گا۔ (موتقی)
- ۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس پر مال زکوٰۃ ہو اور اس کا باپ مقروض مرجائے تو کیا وہ اپنی زکوٰۃ سے اس کا قرض ادا کرے در آنجا ایک لڑکے کے پاس مال کثیر ہو، فرمایا اگر اس کا باپ میراث میں مال چھوڑ گیا ہے اور بعد میں اس پر قرض معلوم ہو تو پہلے معلوم نہ تھا تو باپ کے مال سے قرض ادا کیا جائے اور زکوٰۃ سے نہیں اور اگر مال نہیں چھوڑا تو اس کی زکوٰۃ کے لئے باپ کے قرض کو ادا کرنے سے بہتر ادا کیا ہو سکتا ہے اگر وہ ادا کر دے تو یہ کافی ہو گا۔ (موتقی)

باب ۳۵

﴿الزكاة تبعث من بلد الى بلد أو تدفع الي من يقمها فتضيع﴾

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيه، عن حماد بن عيسى، عن حرير [عن زرارة]، عن محمد بن مسلم قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: رجل بعث بركة ماله لتقسم فضاغت هل عليه ضمانها حتى تقسم؟ فقال: إذا وجدتها موضعاً فلم يدفعها فهو لها ضمان حتى يدفعها وإن لم يجدها من يدفعها إليه فبعث بها إلى أهلها فليس عليه ضمان لأنها قد خرجت من يده وكذلك الوصي الذي يوصى إليه يكون ضماناً لما دفع إليه إذا وجد ربه الذي أمر بدفعه إليه فإن لم يجد فليس عليه ضمان.

۲۔ حماد بن عيسى، عن حرير، عن أبي بصير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا أخرج الرجل الزكاة من حاله ثم سألها لقوم فضاغت أو أرسل بها إليهم فضاغت فلا شيء عليه.

۳۔ حرير، عن عبيد بن زرارة، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال: إذا أخرجها من

ماله فذهبت ولم يسمها لأحد فقد برى، منها .

٤ - حرير ، عن زرارة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل بعث إليه نخل

له زكاته ليقسمها فضاقت ، فقال : ليس على الرسول ولا على المؤدّي ضمان ؛ قلت :
فإن لم يجد لها أهلاً ففسدت وتغيرت أعضتها ، قال : لا ولكن إن عرف لها أهلاً فعطيت
أو فسدت فهو لها ضامن حتى يخرجها .

٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن جميل بن صالح
عن بكير بن أعين قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الرجل يبعث بزكاته فتمسرق أو تضيع
قال : ليس عليه شيء .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أنس بن عمار ، عن زرارة ، عن
عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنه قال : في الزكاة يبعث بها الرجل إلى بلد غير
بلده ، قال : لا بأس أن يبعث الثلث أو الربع - شك أبو أحمد .

٧ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وعلي بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ،
عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرجل يعطي الزكاة
يقسمها له أن يخرج الشيء منها من البلدة التي هو فيها إلى غيرها ؛ قال : لا بأس .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة ، عن زرارة ، عن
عبد الكرم بن عتبة الهاشمي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يقسم صدقة
أهل البوادي في أهل البوادي وصدقة أهل الحضرة في أهل الحضرة ولا يقسمها بينهم بالصوية
إنما يقسمها على قدر ما يحضره منهم وما يرى ليس في ذلك شيء موقت .

٩ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن علي ، عن وهيب بن
حفص قال : كنت مع أبي بصير فأتاه عمرو بن إلياس فقال له : يا أبا محمد إن أخي يحلب
بعث إلي بمال من الزكاة أقسمه بالكوفة فقطع عليه الطريق فهل عندك فيه رواية ؛
فقلت نعم . سألت أبا جعفر عليه السلام عن هذه المسألة ولم أظن أن أحداً يسألني عنها أبداً
فقلت لأبي جعفر عليه السلام : جعلت فداك الرجل يبعث بزكاته من أرض إلى أرض فيقطع عليه
الطريق فقال : قد أجزأت عنه ولو كنت أنا لأعدتها .

١٠ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن

عبدالله بن مسکان ، عن الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتحل صدقة المهاجرين للأعراب ولا صدقة الأعراب للمهاجرين .

۱۱ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد عن يحيى بن عمران ، عن ابن مسكان ، عن ضريس قال : سأل المدائني عليه السلام أبا جعفر عليه السلام قال : إن لنا زكاة نخرجها من أموالنا ففيم نضعها ؟ فقال : في أهل ولايتك ، فقال : إنني في بلاد ليس فيها أحد من أوليائك ؟ فقال : ابعث بها إلى بلدهم تدفع إليهم ولا تدفعها إلى قوم إن دعوتهم غداً إلى أمرك لم يعيبوك وكان والله الذبح .

باب ۳۵

زکوٰۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر بھیجنا

- ۱- میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے اپنا مال زکوٰۃ تقسیم کرنے کے لئے کہیں بھیجا ہو اور وہ ضائع ہو جائے تو کیا یہ اس کا ضامن ہوگا جب تک وہ تقیم ہو ، فرمایا اگر اس کے مستحق موجود ہوں اور ان کو نہ دے تو ضامن ہوگا۔ جب تک وہ محتقوں کو نہ پہنچے اور اگر کوئی مستحق نہ ملے اور وہ کسی دوسری جگہ اس کے اہل کو بھیج دے تو پھر وہ ضامن نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ مال اب اس کے ہاتھ میں نہیں رہی صورت دہی کی ہوگی کہ جو چیز اس کے سپرد کی گئی ہے وہ اس کا ضامن ہوگا اور جب صاحب مال اس شخص کو پالے جس کے دینے کا حکم ہے تو اسے دے دے اور اگر نہ ملے تو وہ ضامن نہ ہوگا۔
- ۲- فرمایا حضرت نے جب کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے پھر کچھ لوگوں کے سپرد کرے اور وہ مال ضائع ہو جائے کیا ان کے پاس اس مال کو کسی کے ہاتھ لوگوں کے پاس بھیجے اور وہ ضائع ہو جائے تو اس صاحب مال کی برأت ہوگی۔ (حسن)
- ۳- فرمایا اگر اپنے مال سے زکوٰۃ نکالے اور وہ بغیر کسی کو دینے کے ہاتھ سے چلی جائے تو وہ بری ہوگا۔ (حسن)
- ۴- میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس کا بھائی اس کے پاس اپنی زکوٰۃ تقسیم کرنے کے لئے بھیجے اور وہ ضائع ہو جائے فرمایا اس کی ضمانت نہ دے جائے دے پر ہوگی اور نہ جس کو بھیجی گئی تھی۔ میں نے پوچھا اگر مستحق نہ ملنے سے خراب ہو جائے یا اس میں تغیر آجائے تو کیا وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔ فرمایا نہیں ، لیکن مستحق موجود ہے اور نہ دے اور وہ شے تباہ ہو جائے یا فاسد ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا اور اس کا دادا اگر لازم ہوگا۔ (حسن)
- ۵- میں نے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جو کسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور وہ چوری ہو جائے یا ضائع ہو جائے فرمایا

اس پر کوئی نادان نہیں۔ (حسن)

۶۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو مال زکوٰۃ کسی دوسرے شہر میں بھیجتا ہے فرمایا وہ تہائی یا چوتھائی مال ہے۔

۷۔ پوچھا ایک شخص کو زکوٰۃ تقسیم کے لئے دی جائے اور وہ اسے دوسرے شہر میں لے جائے تو وہ اپنا حق لے لے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (حسن)

۸۔ فرمایا حضرت نے رسول اللہ صدقات اہل بادیہ کو اہل بادیہ تقسیم کرتے تھے اور شہر والوں کے صدقات کو شہر والوں پر اور سب پر برابر تقسیم نہیں کرتے تھے بلکہ بقدر ان کی ضرورتوں کے اور یہ نہیں دیکھتے تھے کہ اس میں کوئی شے موقت ہے۔ (حسن)

۹۔ ہم ابو بصر کے ساتھ تھے کہ ان کے پاس عمرو بن ایاس آیا اور کہنے لگا۔ اے ابو محمد طلب میں میرا بہائی ہے اس نے میرے لئے مال زکوٰۃ بھیجا تاکہ میں کو فہم تقسیم کر دوں راستہ میں ڈاکہ پر لگیا۔ کیا اس کے بارے میں آپ کے پاس کوئی روایت ہے انھوں نے کہا میں نے امام محمد باقر سے یہ سوال کیا تھا اور مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اس کو پوچھے گا۔ میں نے امام باقر علیہ السلام سے کہا میں آپ پر ذرا ہوں ایک شخص مال زکوٰۃ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجتا ہے راستہ میں ڈاکہ پڑ جاتا ہے فرمایا اس کے لئے کافی ہے لیکن اگر میں ہوتا تو زکوٰۃ دوبارہ دیتا۔ (مشفق)

۱۰۔ فرمایا نہیں حلال ہے مہاجرین کا عقدہ بدو عربوں کے لئے اور نہ بدو عربوں کا ہاجروں کے لئے۔ (۴)

۱۱۔ مدائنی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جو زکوٰۃ ہم اپنے اموال سے نکالتے ہیں تو وہ کسے دیں فرمایا اپنے اہل وطن کو اس نے کہا ہم ایسے شہر میں ہیں جہاں آپ کے دوستوں میں کوئی نہیں۔ فرمایا اسے کسی اور شہر میں بھیجو جہاں ایسے لوگ موجود ہوں ایسے لوگوں کو نہ دوں بھئیں اور حق کے لئے بلاؤ تو وہ قبول نہ کریں۔ ایسے لوگوں کو دینا تقویٰ کے حقوق ذی کرتا ہے۔ (۴)

باب ۴

﴿الرجل يدفع الیہ النسیء بفرقہ وهو محتاج الیہ یاخذ لنفسه﴾

۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن علی بن الحکم، عن أبان بن عثمان، عن سعید بن یسار قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: الرجل يعطي الزكاة بقسمها في أصحابه يأخذ منها شيئاً؟ قال: نعم.

۲۔ علی بن ابراہیم، عن ائیم، عن ابن ابي عمیر، عن الحسين بن عثمان، عن ابي ابي ابراہیم عليه السلام في رجل اعطى مالا بفرقہ فمن يعطه له، أله أن يأخذ منه شيئاً لنفسه وإن لم يسم له؟ قال: يأخذ منه لنفسه مثل ما يعطى غيره.

۳۔ علی بن ابراہیم ، عن محمد بن عیسی ، عن یونس ، عن عبدالرحمن بن الحججاج قال : سألت أبا الحسن علیہ السلام عن الرجل يعطي الرجل الدراهم يقسمها و يضعها في مواضعها وهو ممن يحل له الصدقة ، قال : لا بأس أن يأخذ لنفسه كما يعطي غيره ، قال : ولا يجوز له أن يأخذ إذا أمره أن يضعها في مواضع مسمّاة إلا بأذنه .

باب

قاسم زکوٰۃ کیا اپنے لئے بھی لے سکتا ہے

- ۱۔ میں نے پوچھا ایک شخص کو اس کے اصحاب میں تقسیم کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جاتی ہے آیا وہ خود اس میں سے کچھ لے سکتا ہے۔ فرمایا ہاں (مشق)
- ۲۔ پوچھا کیا اس شخص کے ہارے میں بے مال تقسیم کرنے کے لئے دیا گیا ہو تو کیا وہ اس میں سے اپنے لئے کچھ لے لے بغیر نامزد کئے ہوئے۔ فرمایا وہ اپنے لئے اتنا ہی لے جتنا غیر کو دے۔ (حسن)
- ۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جے درہم تقسیم کرنے اور صحیح مقام تک پہنچانے کے لئے دیئے گئے ہوں اور مستحق زکوٰۃ ہو۔ فرمایا کوئی صریح نہیں اگر وہ اپنے لئے اتنا لے جتنا حق اس کے غیر کا ہے ہاں ایسی صورت میں جائز نہ ہوگا جبکہ صاحب زکوٰۃ نے کچھ لوگوں کو نامزد کر دیا ہو ہاں اس کے اذن سے لے سکتا ہے۔ (مشق)

﴿باب﴾

﴿الرجل اذا وصلت اليه الزكاة فهي كسبيل ماله يفعل بها ما يشاء﴾

- ۱۔ محمد بن یحیی ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عیسی ، عن سماعة ، عن أبي عبد الله علیہ السلام قال : إذا أخذ الرجل الزكاة فهي كماله يصنع بها ما يشاء ، قال : وقال : إن الله عز وجل فرغ للفقراء في أحوال الأغنياء فريضة لا يحدون إلا بأذانها وهي الزكاة فإذا هي وصلت إلى الفقير فهي بمنزلة ماله يصنع بها ما يشاء ، قلت : يتزوج بها ويحج منها ، قال : نعم هي ماله ، قلت : فهل يوزر الفقير إذا حج من الزكاة كما يوزر الغني صاحب المال ، قال : نعم .

۲۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن مويذ ، عن عاصم بن حمید ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إن شبخاً من أصحابنا يقال له : عمر سأل عيسى بن أعين وهو محتاج فقال له عيسى بن أعين : أما إن عندي من الزكاة ولكن لا أعطيك منها ، فقال له : ولم ؟ فقال : لأنني رأيتك اشتريت لحماً و تمرأ فقال : إنما ربحت درهماً فاشتريت بدانقين لحماً و بدانقين تمرأ ثم رجعت بدانقين لحاجة ، قال : فوضع أبو عبد الله عليه السلام يده على جيبته ساعة ثم رفع رأسه ثم قال : إن الله تبارك و تعالی نظر في أموال الأغنياء ثم نظر في الفقراء فجعل في أموال الأغنياء ما يكتفون به ولولم يكفهم لزادهم بل يعطيه ما يأكل ويشرب ويكتسي ويتزوج و يتصدق و يرحم .

۳۔ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت رجلاً أبا عبد الله عليه السلام وأنا جالس فقال : إنني أعطيت من الزكاة فأجمعه حتى أحج به ، قال : نعم بأجر الله من يعطيك .

پای

جب کوئی زکوٰۃ لے لے تو پھر وہ اس کا مال ہے

- ۱۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا جب کوئی شخص زکوٰۃ لے تو وہ اس کے مال کی طرح ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تم نے اموال اغنیاء سے فقرا کا حق رکھا ہے زکوٰۃ ادا کر کے اغنیاء صاحب مدح نہیں ہو جاتے جب زکوٰۃ فقیر لے لے تو وہ پھر اس کے مال کے ہو جاتی ہے جیسے چاہے تخریح کرے۔ میں نے کہا چاہے شادی کرے یا حج کرے شرمایا ہاں۔ میں نے کہا کیا زکوٰۃ سے حج کرنے والے کو دہری ثواب ملے گا جو صاحب مال کو ملتا ہے فرمایا ہاں۔ (مشفق)
- ۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا ہماری اصحاب میں سے ایک شیخ نے جس کا نام عمر تھا۔ عیسیٰ بن اعین سے سوال کیا در آنحالیکہ وہ محتاج تھا عیسیٰ نے کہا میرے پاس مال زکوٰۃ ہے تو مگر میں دوں گا نہیں ، اس نے کہا یہ کیوں ۔ انہوں نے کہا اس لئے کہ میں نے تجھے گوشت اور تر خریدے دیکھا ہے اس نے کہا مجھے منافع ایک درہم ملا تھا میں نے اس

میں سے دو دانگ کا گوشت خریدنا اور دو دانگ کے تیرے اور دو دانگ اپنی ضرورت کے لئے بچائے۔ اس نے کہا حضرت نے اپنا ہاتھ پیشانی پر رکھ لیا پھر سہ انہا کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے نظری مال انہا کی طرف پھیر دیکھا فقرا کی طرف پس مال انہا میں اس چیز کو قرار دیا جس سے فقرا کا حشر چ پورا ہو سکے اور در صورت کافی نہ ہونے کے اور زیادہ کریں بلکہ اتنا دیں کہ ذہ کھائیں پہنیں ، لباس بنائیں ، شادی بیہ کریں صدقہ دیں اور حج کریں۔ (۴)

ایک شخص نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا مجھے جو زکوٰۃ دی جاتی ہے میں اسے جمع کرتا ہوں تاکہ حج کر دوں۔ فرمایا ٹھیک ہے اللہ اجر دے دیتے دائروں کو (حسن)

﴿باب﴾

﴿الرجل یحج من الزکاة أو یعق﴾

۱ - عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن ابی عمیر ، عن جلیل بن دراج عن إسماعیل الشعمری ، عن الحکم بن عتیبة قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : رجل يعطى الرجل من زکاة ماله یحج بها ، قال : مال الزکاة یحج به ، فقلت له : إنه رجل مسلم أعطى رجلاً مسلماً ، فقال : إن كان محتاجاً فلیعطه لحاجته وفقره ولا یقول له : حج بها یصنع بها بعد ما یشاء

۲ - أحمد بن محمد ، عن علی بن الحکم ، عن عمرو ، عن ابی بصیر ، عن ابی عبد الله عليه السلام قال : سألت عن الرجل یجتمع عنده من الزکاة الخمسمائة والستمائة یشتري بها نسمة وبعثها فقال : إذا یظلم قوماً آخرین حقوقهم ، ثم مکث ملباً ثم قال : إلا أن یكون عبداً مسلماً فی ضرورة فیشتريه وبعثه .

۳ - علی بن إبراهیم ، عن أبیه ، عن ابن فضال ، عن مروان بن مسلم ، عن ابن بکیر ، عن عبید بن زرارة قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل أخرج زکاة ماله ألف درهم فلم یجد موضعاً یدفع ذلك إلیه فنظر إلی مملوک یباع فیمن یریده فاشراه بتلك الألف الدرهم التي أخرجها من زکاته فأعتقه هل یجوز له ذلك ؟ قال : نعم لا بأس بذلك ، قلت : فإنه لما إن أعتق وصاحراً أو تاجر و احترف و أساب مالاً ثم مات و لیس له وارث فمن یرثه إذا لم یکن له وارث ؟ قال : یرثه الفقراء المؤمنون الذین يستحقون الزکاة لأنه إنما اشتري بهم .

باب

مال زکوٰۃ سے حج کرنا اور غلام آزاد کرنا

- ۱- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا کہ ایک آدمی ایک شخص کو زکوٰۃ دیتا ہے کیا وہ اس سے حج کر سکتا ہے۔ فرمایا مال زکوٰۃ سے حج ہو سکتا ہے میں نے کہا ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو زکوٰۃ دی مگر وہ اگر وہ محتاج ہے تو دینے والا اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے دے یہ نہ کہے کہ اس سے حج کرنا بلکہ اس کی مرضی پر چھوڑ دے کہ جو چاہے کرے۔ (۴)
- ۲- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کے پاس زکوٰۃ خمس کے سوا اور چھ سو روپیہ جمع ہوا اور وہ اس سے کینز خرید کر کے آزاد کرے۔ فرمایا جب کسی قوم کے حقوق پر ظلم کیا جائے اور اس کی مدت طویل ہو جائے پھر فرمایا اگر غلام مسلمان ہو اور ضرورت مند ہو تو اسے خرید کر آزاد کرے۔ (۴)
- ۳- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے ایک ہزار درہم زکوٰۃ نکالی ہو اور اس کے دینے کے لئے مستحق نہ نہ ملے اور وہ ایک غلام کو بکتا ہو اور کیجے جس کو خریدنا چاہتا ہو، پس اس رقم سے اسے خرید لے۔ آیا یہ اس کے لئے جائز ہے۔ فرمایا ہاں کوئی مضائقہ نہیں، میں نے کہا اگر یہ غلام آزادی کے بعد تجارت کرے یا کوئی پیشہ کرے مال حاصل کرے اور پھر مر جائے اور کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال کہاں جائے گا۔ فرمایا اس کے وارث فقرا و یتیموں کے جن کے مال سے وہ خرید گیا تھا۔ (حسن)

باب

﴿القرض الہی الزکوٰۃ﴾

۱ - عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ؛ و الحدیث ، عن ثعلبۃ ابن میمون ، عن ابراهیم بن السندي ، عن یونس بن عمار قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : قرض المؤمن غنیمة وتعمیل أجر إن أسر قضاك وإن مات قبل ذلك احتسبت به من الزكاة .

۲ - أحمد بن محمد ، عن محمد بن علي ، عن محمد بن فضیل ، عن موسى بن بكر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : كان علي صلوات الله عليه يقول : قرض المال حی الزكاة .

۳۔ أحمد بن محمد، عن أبيه، عن أحمد بن النضر، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام قال: من أقرض رجلاً قرصاً إلى ميسرة كان ماله في زكاة وكان هو في الصلاة مع الملائكة حتى يقضيه.

باب

قرض کی ادائیگی زکوٰۃ سے

- ۱۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے مومن کا قرض شنیت ہے اور اس کی ادائیگی میں تعجل، تمہارے ادا کرنے کے لئے آسان ہے اگر وہ قس اس کے مرہائے تو یہ اس کی زکوٰۃ میں محسوب ہوگا۔
- ۲۔ فرمایا ابو الحسن علیہ السلام نے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ زکوٰۃ سے قرض چکایا جاسکتا ہے (۲۴)۔
- ۳۔ فرمایا جو کسی کو اس کی بھالی تک کے لئے قرض ہے وہ اس کی ادائیگی تک ملائکہ کے ساتھ ہوگا۔ (۲۴)۔

﴿ باب ﴾

﴿ قصاص الزکاة بالدين ﴾

- ۱۔ محمد بن یحییٰ، عن محمد بن الحسین؛ و محمد بن إسماعیل، عن الفضل بن شاذان جیماً، عن صفوان بن یحییٰ، عن عبدالرحمن بن الحجاج قال: سألت أبا الحسن الأول عليه السلام عن دين لمي على قوم قذطال حبسه عندهم لا يقدرون على قضائه وهم مستوجبون للزكاة هل لي أن أدعه واحتسب به عليهم من الزكاة؛ قال: نعم.
- ۲۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد عليه السلام بن الحسين بن سعيد، عن أبيه عليه السلام، عن الحسن بن علي بن فضال، عن زرعة بن محمد، عن سماعة، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يكون له الدين على رجل فقير يريد أن يعطيه من الزكاة، فقال: إن كان الفقير عنده وفاء بما كان عليه من دين من عرض من دار أمتاع من متاع البيت أو يعالج مئلاً يعقب فيها بوجهه فهو يرجو أن يأخذ منه ماله عنده من دينه فلا بأس أن يقاصه بما أراد أن يعطيه من الزكاة أو يحتسب بها فإن لم يكن عند الفقير وفاء، ولا يرجو أن يأخذ منه شيئاً فليعطه من زكاته ولا يقاصه بشيء من الزكاة.

باب زکوٰۃ عوض قرض

- ۱۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا میرا قرضہ کچھ لوگوں پر ہے اور عرصہ ہو گیا وہ ادا کرنے پر تیار نہیں اور مستحق زکوٰۃ بھی ہیں کیا حد زکوٰۃ میں یہ روپیہ ان کے لئے چھوڑ دوں، فرمایا ہاں (۴)۔
- ۲۔ میں نے پوچھا ایک شخص کا قرضہ ایک فقیر پر ہے وہ اسے زکوٰۃ دینی چاہتا ہے تاکہ قرضہ چک جائے فرمایا اگر اس کے پاس جو چیز ایسی ہے جس سے قرضہ چک جائے، گھو یا گھر کا کوئی اور سامان یا کوئی اور صورت ایسی ہو جس سے قرضہ ادا ہو جائے تو اس کے اس مال سے قرضہ لے لیا جائے۔ اگر اسے زکوٰۃ دینے کا ارادہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر یہ رقم قرضہ میں کاٹ دی جائے۔ اگر فقیر کے پاس ادائیگی کے لئے کچھ نہ ہو اور اس سے قرضہ ملنے کی امید بھی نہ ہو تو اسے زکات دی جائے اور کوئی رقم قرضہ میں مہمان کی جائے۔ (موتقی)

باب

(من فر بماله من الزکوٰۃ)

۱۔ علی بن ابراہیم، عن اسیہ، عن حماد، عن حریر، عن عمر بن یزید قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: رجلٌ فرَّ بماله من الزکوٰۃ فاشتري به أرضاً أوداراً أعلیه فیہ شہم، فقال: لا ولو جعله حلیاً أذقراً فلا شیء، علیہ فیہ وما منع نفسه من فضله أكثر مما منع من حق الله بأن یکون فیہ.

باب

زکوٰۃ سے بچنے کے لئے تدبیر کرنا

- ۱۔ میں نے حضرت سے اس کے بارے میں پوچھا جو زکوٰۃ سے بچنے کے لئے زمین یا مکان خریدے فرمایا اس پر زکوٰۃ نہیں، ایسے ہی اگر وہ زیور بنوائے یا چاندی کرے تو اس پر کچھ نہیں اور جس نے حق اللہ کا روکا تو اس سے زیادہ نفس کو فضیلت سے روکنے والی دوسری چیز نہیں۔ (حسن)

باب ۴۲

﴿الرجل يعطى عن زكاته العوض﴾

- ۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن خالد البرقي قال: كتب إلى أبي جعفر الثاني عليه السلام: هل يجوز أن يخرج مما يجب في الحرث من الحنطة والشعير وما يجب على الذهب دراهم بقيمة ما يسوي أم لا يجوز إلا أن يخرج من كل شيء ما فيه فأجاب عليه السلام: أيما تيسر يخرج.
- ۲۔ محمد بن یحییٰ، عن العرکي بن علي، عن علي بن جعفر قال: سألت أبا الحسن موسى عليه السلام عن الرجل يعطي عن زكاته من الدراهم دنائير وعن الدنانير دراهم بالقيمة أيجل ذلك؟ قال: لا بأس به.
- ۳۔ محمد بن أبي عبدالله، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر، عن سعيد ابن عمرو، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: يشتري الرجل من الزكاة الثياب والسويق والدقيق والبطيخ والتمب فيقسمه؟ قال: لا يعطيهم إلا الدراهم كما أمر الله تبارك وتعالى.

باب ۴۳

جنس زکوٰۃ کو بدل کر دینا

- ۱۔ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا آیا جائز ہے کہ جو زکوٰۃ گیہوں یا جو اور سونے کی نکالی جائے تو اس کے بدلے درہم یا چھ چیز قیمت میں برابر ہو دے دی جائے یا وہی جنس دی جائے جس سے زکوٰۃ نکالی ہے فرمایا جس میں آسانی ہو وہ نکالے۔ (ص)
- ۲۔ میں نے ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو درہم کی زکوٰۃ دیناروں میں دیناروں کی درہم میں مساوی صورت میں دیتا ہے فرمایا اس میں کیا مفصلہ ہے (ص)
- ۳۔ میں نے کہا ایک اپنے مال کی زکوٰۃ سے کپڑے، دستے، خرپوڑے اور انگور خرید کر تا ہے اور پھر وہ محتاجوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ فرمایا حکم خدا کے مطابق درہم دینے چاہیں۔ (ص)

﴿باب﴾

﴿من يحل له أن يأخذ الزكاة ومن لا يحل له ومن له المال القليل﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : يأخذ الزكاة صاحب السبعمئة إذا لم يجد غيره ، قلت : فإن صاحب السبعمئة تجب عليه الزكاة ؟ قال : زكاته صدقة على عياله ولا يأخذها إلا أن يكون إذا اعتمد على السبعمئة أفندها في أقل من سنة فهذا يأخذها ولا تحل الزكاة لمن كان محترفاً وعنده ما يجب فيه الزكاة .

٢ - حماد بن عيسى ، عن حريز بن عبد الله ، عن زرارة بن أعين ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سمعته يقول : إن الصدقة لا تحل لمحترف ولا لذي مرة سوي قوي فتزرها عنها .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بكر بن صالح ، عن الحسن بن علي ، عن إسماعيل بن عبد العزيز ، عن أبيه ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل من أصحابنا له ثمانمئة درهم وهو رجل خفاف وله عيال كثيرة ألّه أن يأخذ من الزكاة ؟ فقال : يا أيما عبد أبربح في دراهمه ما بقوت به عياله وفضل ؟ قال : قلت : نعم ، قال : كم بفضل ؟ قلت : لا أدري ، قال : إن كان بفضل عن القوت مقدار نصف القوت فلا يأخذ الزكاة وإن كان أقل من نصف القوت أخذ الزكاة ، قلت : فعليه في ماله زكاة تلزمه ؟ قال : بلى ، قلت : كيف يصنع ؟ قال : يوسع بها على عياله في طعامهم [وشرابهم] وكسوتهم وإن بقي منها شيء يناوله غيرهم وما أخذ من الزكاة فضّسه على عياله حتى يلحقهم بالناس .

٤ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن عن زرعة بن محمد ، عن سماعة قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الزكاة هل تصلح لصاحب الدار والخادم ؟ فقال : نعم إلا أن تكون داره دار غلة فيخرج له من غلتها دراهم ما يكفيه لنفسه و عياله فإن لم تكن الغلة تكفيه لنفسه و عياله في طعامهم وكسوتهم و حاجتهم من غير إسراف فقد حلت له الزكاة فإن كانت غلتها تكفيهم فلا .

٥ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحجاج ، عن أبي الحسن الأول عليه السلام قال : سألت عن الرجل يكون أبوه أو عمه أو أخوه يكفيه مؤنته يأخذ من الزكاة فيتوسع به إن كانوا لا يوسعون عليه في كل

ما يحتاج إليه؟ فقال: لا بأس.

٦- صفوان بن يحيى، عن معاوية بن وهب قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يكون له ثلاثمائة درهم أو أربعمائة درهم وله عيال وهو يحترف فلا يصيب نفقته فيها أبكب فياكلها ولا يأخذ الزكاة أو يأخذ الزكاة؟ قال: لا، بل ينظر إلى فضلها فيقوت بها نفسه ومن وسعه ذلك من عياله ويأخذ البقية من الزكاة ويتصرف بهذه لا يتنقها.

٧- علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن أذينة، عن غير واحد، عن أبي جعفر وأبي عبد الله عليهما السلام أنهما سئلا عن الرجل له دار وخادم أو عبد أو قبل الزكاة؟ قال: نعم إن الدار والخادم ليستا بمال.

٨- أحمد بن إدريس، عن محمد بن عبد الجبار، عن صفوان بن يحيى، عن إسحاق بن عمار قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: رجل له ثمانمائة درهم ولابن له مائتا درهم وله عشر من العيال وهو يقوتهم فيها قوتاً شديداً وليس له حرفة بيده وإنما يستبضعها فتغيب عنه الأشهر، ثم يأكل من فضلها أترى له إذا حضرت الزكاة أن يخرجها من ماله فيعود بها على عياله يسبغ عليهم بها النفقة؟ قال: نعم ولكن يخرج منها الشيء الدرهم.

٩- عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن أخيه الحسن، عن زرعة، عن سماعة، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قد تحل الزكاة لصاحب السبعمائة وتخرم على صاحب الخمسين درهماً، فقلت له: وكيف يكون هذا؟ فقال: إذا كان صاحب السبعمائة له عيال كثير فلو قسمها بينهم لم تكفه فليعف عنها نفسه وليأخذها لعياله وأما صاحب الخمسين فإنه يحرم عليه إذا كان وحده وهو محترف بعمل بها وهو يصيب منها ما يكفيه إن شاء الله.

١٠- علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن إسماعيل بن عبد العزيز، عن أبيه قال: دخلت أنا وأبو بصير علي أبي عبد الله عليه السلام فقال له أبو بصير: إن لنا صدقاً وهو رجل صدوق يدين الله بماندين به فقال: من هذا يا أبا محمد الذي تزكّيه؟ فقال: العباس بن الوليد بن صبيح. فقال: رحم الله الوليد بن صبيح ماله يا أبا محمد؟ قال: جعلت فداك له دار تسوي أربعة آلاف درهم وله جاربية وله غلام يستقي على الجمل كل يوم مائين الدرهمين إلى الأربعة سوى علف الجمل وله عيال أله أن يأخذ من الزكاة؟ قال: نعم،

قال : وله هذه العروض ؛ فقال : يا أبا محمد فتأمرني أن آمره أن يبيع داره وهي عزة ومسطط رأسه أو يبيع جاريتيه التي تقبله الحر والبرد وتصون وجهه ووجه عياله أو أمره أن يبيع غلامه وجملة وهو معيشته وقوته بل يأخذ الزكاة وهي له حلال ولا يبيع داره ولا غلامه ولا جملة .

١١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن الرجل يكون له الدراهم يعمل بها وقد وجب عليه فيها الزكاة ويكون فضله الذي يكسب بماله كفاف عياله لطعامهم وكسوتهم لا يسهه لأدهم وإنما هو ما يقوتهم في الطعام والكسوة ، قال : فلينظر إلى زكاة ماله ذلك فليخرج منها شيئاً قل أو أكثر فيعطيه بعض من تحل له الزكاة وليعد بما بقي من الزكاة على عياله وليشتر بذلك آدامهم وما يصلحهم من طعامهم من غير إسراف ولا يأكل هو منه فإنه رب فقير أسرف من غني ، قلت : كيف يكون الفقير أسرف من الغني؟ فقال : إن الغني ينفق بما أوتي والفقير ينفق من غير ما أوتي .

١٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن معاوية بن وهب قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام يروون عن النبي صلى الله عليه وآله أن الصدقة لا تحل لغني وللذي مره سوى فقال : أبو عبد الله عليه السلام لا تصلح لغني .

١٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد بن عثمان ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : ما يعطي المصدق؟ قال : ما يرى الإمام ولا يقدر له شيء .

١٤ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحججاج قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام رجل مسلم مملوك ومولاه رجل مسلم وله مال يركبه وللمملوك ولد صغير حر أبجزى مولاه أن يعطي ابن عبده من الزكاة؟ فقال : لا بأس به .

١٥ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن داود الصرمي قال : سألته عن شارب الخمر يعطي من الزكاة شيئاً ، قال : لا .

سجل مكتبة

حدرآما ولطف آبان برکت برکت

باب

کس کے لئے زکوٰۃ حلال ہے

۱- جن ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کہ اگر کسی کے پاس سات سو درہم ہوں تو اسے زکوٰۃ دیا جاسکتی ہے جبکہ اس کے سوا کچھ اور نہ ملے۔ میرا نے کہا اس پر تو خود زکوٰۃ واجب ہوگی۔ فرمایا اس کی زکوٰۃ صدقہ ہوگی اپنے عیال کا، وہ ایسی صورت میں مستحق ہوگا جب کل کائنات اس کی سات سو ہوں اور جب وہ ان کو خرچ کرے تو ایک سال کا خرچ پورا نہ ہو ایسا شخص زکوٰۃ لے گا اور وہ شخص مستحق نہیں جو صاحب حرفہ ہو اور اس کے پاس اتنا ہو کہ اگر وہ زکوٰۃ لے تو زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے۔ (صحیح)

۲- فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے کہ صدقہ نہیں حلال ہے پیشہ ور کو اور نہ اس قوی کو جو صحیح الاعضا ہو اور ان سے اپنی روزی حاصل کر سکتا ہو۔ (صحیح)

۳- میں نے سوال کیا کہ ہمارے اصحاب میں ایک شخص ایسا ہے جس کے پاس آٹھ سو درہم ہیں اور کم حیثیت آدمی ہے کثیر العیال ہے۔ کیا وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے فرمایا کیا وہ اپنے ان درہموں سے اتنا نفع حاصل کر لیتا ہے کہ اس کے قوت کے لئے کافی ہو اور بچ رہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا بھلا کتنا بچ جاتا ہے میں نے کہا یہ تو معلوم نہیں۔ فرمایا اگر قوت کی مقدار کا نصف بچ جاتا ہے تو وہ زکوٰۃ نہیں لے گا۔ اور اگر نصف قوت سے کم بچے تو زکوٰۃ لے لے۔ میں نے کہا تو کیا اس کو اپنے مال سے زکوٰۃ دینی لازم ہوگی۔ فرمایا ہاں، میں نے کہا اس کی کیا صورت ہوگی فقہ فرمایا وہ اپنے عیال کے کھانے پینے اور لباس میں تو بیس کرے اور جو بچے اسے غریبوں کو دے اور جو زکوٰۃ لے اسے اپنے عیال پر تقسیم کرے تاکہ وہ دوسروں کے برابر ہو جائیں (موتقی)

۴- میں نے پوچھا زکوٰۃ کے متعلق اس شخص کے جو اہل و عیال اور خادم رکھتا ہو۔ فرمایا ہاں مگر اس صورت میں کہ اس کے گھر میں غلہ ہو تو وہ نکالے اپنے غلہ سے اتنے درہم جو کافی ہوں اس کے اور اس کی عیال کے خرچ کے لئے۔ اگر غلہ اتنا نہ ہو کہ کافی ہو اس کے اور اس کی عیال کے لئے کھلے پینے اور غیر اسدات دوسری ضرورتوں میں خرچ کے لئے تو اس کے لئے زکوٰۃ حلال ہے اور اگر غلہ کافی ہو تو نہیں۔ (موتقی)

۵- میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس پر باپ، چچا اور بھائی کے خرچ کی ذمہ داری ہو کیا وہ زکوٰۃ لے کر اپنی ضرورتوں کو اپنی طرح پورا کرے جبکہ وہ لوگ اپنی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکتے ہوں فرمایا کوئی خرچ نہیں۔ (م)

۶- میں نے پوچھا۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں جس کے پاس تین سو یا چار سو درہم ہوں اور اس

کے اہل و عیال ہوں اور وہ پیشہ در بھی ہوں لیکن نفقہ پورا نہیں ہوتا تو آیا وہ اسی میں سے کھائے جائے اور زکوٰۃ نہ لے یا زکوٰۃ لے لے، فرمایا نہ لے اور انتظار کر کے کشادگی رزق کا، پس خرچ کرے اپنے پر اور اپنے عیال پر بقدر گنجائش اور تقیہ سے کچھ کام کرے اسے حصر خرچ نہ کرے (ص)

۶- حضرت امام محمد باقر اور حضرت صادق علیہما السلام سے پوچھا گیا اس شخص کے متعلق جو گھر رکھتا ہو تو کیا غلام رکھتا ہو کیا وہ زکوٰۃ لے لے فرمایا انہوں نے فرمایا انہوں نے زکوٰۃ لے لے کر اور گھر مال نہیں کہ ان کو مرنے کیا جائے۔ (مرسل)

۸- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس کے پاس ایک سو درہم ہوں اور اس کے بیٹے کے پاس دو سو ہوں اور اس آدمی گھر میں کھانے والے ہوں اور اس کو انہیں پورا پورا کھانا دینا پڑتا ہو اور اس کے ہاتھ میں کوئی پیشہ بھی نہ ہو وہ پریشان ہو کر گئی ماہ کے لئے غائب ہو جاتا ہے اور اپنی کمائی سے کھانا پیتا ہے جب اسے زکوٰۃ نکالنے کا وقت آتا ہے تو وہ اپنے گھر لے آتا ہے تاکہ وہ اپنے عیال کے نفقہ میں خرچ کرے کیا یہ درست ہے۔ فرمایا ہاں۔ لیکن کچھ درہم ان میں سے نکالے ہی۔ (موسیقی)

۹- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے سات سو درہم رکھنے والے پر زکوٰۃ حلال ہے اور پچاس رکھنے والے پر حرام ما میں نے کہا یہ کیسے فرمایا اس صورت میں کہ سات سو لے کا کتبہ زیادہ ہے اگر وہ ان کو تقسیم کرے تو ان کے لئے کافی نہ ہو گی۔ پس اسے چاہیے کہ اپنے نفس کو بچائے اور اپنے عیال کے لئے زکوٰۃ لے لے لیکن پچاس والے پر یوں حرام ہو گی جب وہ اکیسلا ہو، صاحب حرف ہو کام میں لگا ہو اور اپنی ضرورت بھر کما لیتا ہو۔ (رجحوں)

۱۰- میں ابو بصیر کے ساتھ ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور حضرت سے ابو بصیر نے کہا۔ میرا ایک دوست ہے جو میری ہی طرح دین خدا پر ثابت قدم ہے، حضرت نے پوچھا وہ کون ہے انہوں نے کہا۔ عباس بن ولید بن صبیح فرمایا اللہ ولید بن صبیح پر رحم کرے۔ لے ابو محمد اس کے متعلق کیا کہنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں اس کے پاس چار ہزار درہم کی قیمت کا مکان ہے ایک لونڈی ہے ایک غلام ہے جو اونٹ پر پانی لاتا ہے جو دو درہم ہے چار درہم تک کا ہوتا ہے علاوہ اونٹ کی گھاس کے، اور وہ صاحب عیال ہیں ہے کیا زکوٰۃ لے سکتا ہے فرمایا ہاں انہوں نے کہا باوجود ان اسباب کے فرمایا لے ابو محمد کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اسے حکم دوں گھر بیچے گا۔ حالانکہ وہ باعث عورت ہے اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے یا یہ کہ میں اسے لونڈی بیچنے کا حکم دوں جو اسے سردی گری سے پھاتی ہے اور اس کی اور اس کے عیال کی روزی کا سامان کرتی ہے یا یہ حکم دوں کہ وہ اپنے غلام کو فروخت کر دے یا اپنے اونٹ کو بیچ ڈالے جس پر اس کی معاش کا انحصار ہے۔ وہ زکوٰۃ لے کہ وہ اس کے لئے حلال ہے وہ نہ گھر بیچے نہ غلام اور نہ اونٹ۔ (موسیقی)

۱۱- میں نے حضرت سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کے پاس کچھ درہم ہوں اور ان سے کاروبار کرتا ہوں اور

زکوٰۃ اس مال میں اس پر واجب ہو اور منافع اتنا ہو کہ اس کے خیال کے لئے صرف کھانے اور پڑنے کو کافی ہوا تھی گنجائش نہ ہو کہ سامن بھی ہو سکے صرف روٹی اور کپڑے ہی کے لئے کافی ہو فرمایا اپنے مال کی زکوٰۃ پر نظر کرے اور اس میں سے کچھ زکوٰۃ نکالے۔ کم ہو یا زیادہ اور اسے ایسے شخص کو دے جس کے لئے زکوٰۃ حلال ہو اور مابقی زکوٰۃ اپنے عیال کے لئے رکھے اور ان سے ان کے لئے سامن خریدے اور کھانے کی دیگر ضروریات لیکن اسراف نہ ہو اور خود اس سے نہ کھائے۔ کیونکہ اکثر فقیر مالدار سے زیادہ مسرف ہوتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیسے فرمایا، مالدار حیرت پر کرتا ہے وہ مال جو اسے دیا گیا ہے اور فقیر فرح کرتا ہے جو اسے نہیں دیا گیا۔ (۴)

۱۲- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا کہ لوگ رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ صدقہ مالدار کے لئے حلال نہیں اور نہ قوی الاعضاء کے لئے۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ نے مالدار پر حلال نہیں۔ (حسن)

۱۳- میں نے امام علیہ السلام سے کہا کہ صدقہ رسول کے لئے والے کو کیا دیا جائے فرمایا جو امام تجویز کرے کوئی شے معین نہیں۔ (بخاری)

۱۴- میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے کہا ایک غلام مسلمان ہے اور اس کا آقا بن مسلمان ہے اور اس کے پاس مال زکوٰۃ ہے اور غلام کا ایک کم عمر لڑکا آزاد ہے تو کیا آقا اس غلام کے لڑکے کو زکوٰۃ دے سکتا ہے نہ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ (بخاری)

۱۵- میں نے پوچھا شرابی کو زکوٰۃ کا کوئی حصہ دیا جائے۔ فرمایا نہیں۔

﴿باب﴾

﴿من نحل له الزكاة فيمتنع من أخذها﴾

۱- محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن الہیثم بن ابی مسروق، عن الحسن بن علی، عن مروان بن مسلم، عن عبد اللہ بن ہلال بن خاقان قال: سمعت أبا عبد اللہ ع يقول: تارك الزكاة وقد وجبت له مثل ما نعتها وقد وجبت عليه.

۲- عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن ابی عبد اللہ، عن عبد العظیم بن عبد اللہ العلوی، عن الحسين بن علی، عن بعض أصحابنا، عن ابی عبد اللہ ع قال: تارك الزكاة وقد وجبت له كما نعتها وقد وجبت عليه.

۳- عدۃ من أصحابنا، عن سهل بن زیاد، عن أحمد بن محمد بن ابی نصر، عن

عاصم بن حمید ، عن ابی بصیر قال : قلت لأبی جعفر علیه السلام : الرجل من أصحابنا یتسحبی أن یأخذ من الزکاة فأعطیه من الزکاة ولا أسمى له أنها من الزکاة ؟ فقال : أعطه ولا تسم له ولا تذلل المؤمن .

۴- علی بن ابراہیم ، عن ائیم ، عن حماد ، عن حریر ، عن محمد بن مسلم قال : قلت لأبی جعفر علیه السلام : الرجل یتسحبی فیمت إلیه بالصدقة فلا یقبلها علی وجه الصدقة یأخذہ من ذلك ذمام واستحیاء وانقباض أفیعطیها إتیاء علی غیر ذلك الوجه وهي متنا صدقة ؟ فقال : لا إذا كانت زکاة فله أن یقبلها فإن لم یقبلها علی وجه الزکاة فلا تعطها إتیاء ، وما ینبغی له أن یتسحبی مما فرض الله عز وجل إنما هی فریضة الله له فلا یتسحبی منها .

باب

مستحق زکوٰۃ کا زکوٰۃ لینے سے انکار کرنا

- ۱- مجھ سے مشرا یا عبد اللہ علیہ السلام نے تارک زکوٰۃ یعنی مستحق زکوٰۃ ہو کر زکوٰۃ نہ لینے والا ایسا ہے جیسے زکوٰۃ واجب کو روکنے والا۔ (مبہل)
- ۲- ترجمہ اوپر گزرا۔
- ۳- میں نے کہا ہمارے بعض اصحاب زکوٰۃ لینے سے شرماتے ہیں پس اس کو زکوٰۃ دی جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ یہ زکوٰۃ فرمایا نام لے کر مومن کو ذلیل نہ کیا جائے۔ (حسن)
- ۴- میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا ایک شخص محتاج ہے اس کے پاس صدقہ بھی گیا لیکن وہ صدقہ کے نام سے نہیں لیتا بلکہ اسے جیسا آتی ہے اور دل گرفتگی ہوتی ہے تو کیا اسے اور نام سے دے دیا جائے ورنہ کھائے اور وہ ہمارا صدقہ ہو تو کیا اگر وہ زکوٰۃ ہے تو نہیں۔ اسے قبول کرنا چاہیے اگر زکوٰۃ کے نام سے قبول نہ کرے تو اسے نہ دو جو اللہ نے مشرکین سے منع فرمایا ہے اس میں شرم کیسی۔ (حسن)

﴿باب﴾

﴿الحصاد والجداد﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن شريح قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : في الزرع حقان : حق تؤخذ به وحق تعطيه ، قلت : وما الذي أخذ به وما الذي أعطيه ؟ قال : أما الذي تؤخذ به فالعشر ونصف العشر وأما الذي تعطيه فقول الله عز وجل : « وآتوا حقه يوم حصاده » ، يعني من حصدك الشيء بعد الشيء - ولا أعلمه إلا قال : - الضفت ثم أضيفت حتى يفرغ .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و محمد بن مسلم ؛ وأبي بصير ؛ عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله عز وجل : « وآتوا حقه يوم حصاده » فقالوا جميعاً : قال أبو جعفر عليه السلام : هذا من الصدقة يعطى المسكين القبضة بعد القبضة ومن الجداد الحفنة بعد الحفنة حتى يفرغ ويعطى الحارس أجراً معلوماً ويترك من الشغل معاقرة وأم جمرود ويترك للحارس يكون في الحائط العنق والعنقان والثلاثة لحفظه إيناه .

٣ - عدته من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن علي الوشاء ، عن عبد الله بن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا تصرم بالليل ولا تصمد بالليل ولا تضح بالليل ولا تبذر بالليل فإني إن فعلت لم يأتك القانع والمعتر ، قلت : ما القانع والمعتر ؟ قال : القانع الذي يقنع بما أعطيته والمعتر الذي يمر بك فيسألك وإن حصدت بالليل لم يأتك السؤال وهو قول الله تعالى : « وآتوا حقه يوم حصاده » عند الحصاد يعني القبضة بعد القبضة إذا حصدته وإذا خرج فالحفنة بعد الحفنة وكذلك عند الصرام وكذلك عند البذر ولا تبذر بالليل لأنك تعطي من البذر كما تعطي من الحصاد .

٤ - الحسين بن محمد ، عن مفضل بن محمد ، عن الحسن بن علي ، عن أبان ، عن أبي سريم ، عن أبي عبد الله عليه السلام في قول الله عز وجل : « وآتوا حقه يوم حصاده » قال : يعطى المسكين يوم حصادك الضفت ثم إذا وقع في اليد ثم إذا وقع في الصاع العشر ونصف العشر .

۵۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن علي بن حديد، عن مرزم، عن مصادف قال: كنت مع أبي عبد الله عليه السلام في أرض له وهم بصرمون فجاء سائل يسأل، فقلت: الله يرزقك، فقال عليه السلام: مه ليس ذلك لكم حتى تعطوا ثلاثة فإذا أعطيتم ثلاثة، فإن أعطيتم فلکم وإن أمسکتکم فلکم.

۶۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن ابن أبي نصر، عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألت عن قول الله عز وجل: "وآتوا حقه يوم حصاده ولا تسرفوا"، قال: كان أبي عليه السلام يقول: من الإسراف في الحصاد والتجداد أن يصدق الرجل بكفیه جميعاً وكان أبي إذا حضر شيئاً من هذا فرأى أحداً من غلمانہ يتصدق بكفیه صاح به أعط بيد واحدة القبضة بعد القبضة والضعف بعد الضعف من السنبل.

پانچواں باب

کھیتی کاٹنا اور پھل توڑنا

۱۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کھیتی میں دو حق ہیں ایک جو اس سے لیا جاتا ہے وہ ۱۰٪ ہے اور جو عطا کیا جاتا ہے وہ اس قول خدا کے موافق ہے "و اس کا حق کاٹنے کے دن ایک شے کے بعد دوسری شے اور میں اس کو نہیں جانتا اس کے سوا کہ حضرت نے فرمایا بوجھ بھر بوجھ کاٹنے سے فارغ ہونے تک یعنی کاٹنے وقت فحار و مساکین کو کچھ کھٹے پودوں کے دیئے جائیں۔ (مجمول)

۲۔ آیہ و انواحقسا لیوم حصاد کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ صدقہ ہے جو سکین کو دیا جاتا ہے مٹھی بھر بھر کے اور پھلوں میں لب بھر بھر کر دینا فراغت تک اور نگہبان کو اس کی طے شدہ مزدوری دی جائے اور اس کے لئے درختوں میں چٹکے چٹکے پھل چھوڑ دیئے جائیں اور انگوروں کے ایک دو تین گچھے اس کی حفاظت کے صلہ میں سن، فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے پھل توڑ کر نہ جمع کر رہیں اور رات میں کھیتی بھی نہ کاٹو اور نہ دانہ نکالو۔

۳۔ اگر تم نے ایسا کیا تو قانع اور معترف تم تک نہ پہنچیں گے میں نے پوچھا یہ قانع اور معترف کون ہیں فرمایا قانع وہ ہے کہ جو تم اسے دے دو وہ اس پر بھر کرے اور معترف وہ ہے جو تمہارے پاس انگر سوان کرے، اگر تم نے رات میں کھیتی کافی تو سوان کرنے والے تمہارے پاس نہ آئیں گے اور اس آیت کی تمہیں نہ ہوگی۔ کھیتی کاٹنے کے دن ان کا حق دو اور جب دو تو لب بھر کر دو اور ایسے ہی پھلوں کو چھیننے وقت۔ اسی طرح کھلیان میں دانہ نکالتے وقت، تم کو جس طرح کھیتی کاٹنے وقت دینا ہے اسی طرح دانہ نکالتے وقت دینا ہے۔ (۲)

- ۴۔ آبیہ و التوحقی لیسرم حصاصہ کے متعلق فرمایا مسکینوں کو دو کعبیتی کانتے وقت سٹی پھر پھر جب فذہ کھلیاں میں آئے تب پھر جب ناپنے لگو تو وہ اپنے حد محتاجوں کو دور (من)
- ۵۔ میں حضرت ابو عبد اللہ کے ساتھ ان کی زمین پر گیا تھا اور لوگ پہل چن رہے تھے ایک ساکن سوال کر رہا تھا میں نے کہا اللہ نے مجھے رزق دیا ہے حضرت نے فرمایا پھر وہ یہ تمہارا اس وقت ہوگا جب اس میں سے تیسرا حصہ دے دو، اگر تم نے دیا تو باقی تمہارا ہے اور اگر روکا تو بھی تمہارا ہی ہے۔ (من)
- ۶۔ آبیہ و التوحقی النج کے متعلق امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد نے فرمایا اسرات فی الحصاص اور جہذا کے متعلق کہ ایک شخص تصدق کرے اپنے دونوں ہاتھوں سے اور میرے والد جب ایسا موقع آتا تو ایک غلام سے فرماتے اپنے دونوں ہاتھوں سے تصدق کر اور ایک ہاتھ سے ایک سٹی کے بعد دوسری اور خوشہ دار غلام کے پودوں میں ایک کھجکے کے بعد دوسرا (۲)

﴿ باب ﴾

﴿ صدقة أهل الجزية ﴾

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيہ ، عن حماد بن عیسی ، عن حریر ، عن زرارة قال : قلت لابی عبد اللہ عليه السلام : ما حد الجزية علی أهل الكتاب وهل عليهم في ذلك شيء ، موظف لا ينبغي أن يجوزوا إلى غيره ؟ فقال : ذلك إلى الإمام أن يأخذ من كل إنسان منهم ماشاء علی قدر ماله بما يطيق إنما هم قوم فداؤا أنفسهم من أن يستعبدوا أو يقتلوا فالجزية تؤخذ منهم علی قدر ما يطيقون له أن يأخذهم به حتى يسلّموا فإن الله تبارك وتعالى قال : « حتى يعطوا الجزية عن يدهم صاغرون » وكيف يكون صاغراً وهو لا يكثر لما يؤخذ منه حتى يجد ذلاً لما أخذ منه فيألم لذلك فيسلم ؛ قال : وقال ابن مسلم : قلت لابی عبد اللہ عليه السلام : أرأيت ما يأخذ هؤلاء من هذا الخمس من أرض الجزية ويأخذ من الدّاقين جزية رؤوسهم أما عليهم في ذلك شيء ، موظف ؟ فقال : كان عليهم ما أجازوا علی أنفسهم وليس للإمام أكثر من الجزية إن شاء الإمام وضع ذلك علی رؤوسهم وليس علی أموالهم شيء ، وإن شاء فعلى أموالهم وليس علی رؤوسهم شيء ، قلت : فهذا الخمس ؛ فقال : إنما هذا شيء كان صالحهم عليه رسول الله صلى الله عليه وآله

٢ - حريز ، عن محمد بن مسلم قال : سألته عن أهل الذمة ماذا عليهم مما يحتقنون به دمايتهم وأموالهم ؟ قال : الخراج فإن أخذ من رؤوسهم الجزية فلا سبيل على أرضهم وإن أخذ من أرضهم فلا سبيل على رؤوسهم .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن يحيى جميعاً ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن طلحة بن زيد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : جرت السنة أن لا تؤخذ الجزية من المعتوه ولا من المغلوب على عقله .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن أبي يحيى الواسطي ، عن بعض أصحابنا قال : سأل أبو عبد الله عليه السلام عن المجوس أكان لهم نبي ؟ فقال : نعم أما بلغك كتاب رسول الله صلى الله عليه وآله إلى أهل مكة أن أسلموا وإلا نابذتكم به حرب فكتبوا إلى رسول الله صلى الله عليه وآله أن خذ منا الجزية ودعنا على عبادة الأوثان ، فكتب إليهم النبي صلى الله عليه وآله : أنتي لست آخذ الجزية إلا من أهل الكتاب فكتبوا إليه - يريدون بذلك تكذيبه - زعمت أنك لا تأخذ الجزية إلا من أهل الكتاب ثم أخذت الجزية من مجوس هجر ، فكتب إليهم النبي صلى الله عليه وآله : أن المجوس كل لهم نبي فقتلوه وكتاب أحرقوه ، أتاهم نبيهم بكتابهم في إثني عشر ألف جلد نور .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن صدقات أهل الجزية وما يؤخذ منهم من ثمن خمورهم ولحم خنازيرهم وميتهم ، قال : عليهم الجزية في أموالهم يؤخذ منهم من ثمن لحم الخنزير أو خمر وكل ما أخذوا منهم من ذلك فوزر ذلك عليهم ونمته للمسلمين حلال يأخذونه في جزيتهم .

٦ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن أرض الجزية لا ترفع عنها الجزية وإنما الجزية عطاء للمهاجرين والصدقة لأهلها الذين سمى الله في كتابه وليس لهم من الجزية شيء ثم قال : ما أوسع [الله] العدل ، ثم قال : إن الناس يستغنون إذا عدل بينهم وتنزل السماء رزقها وتخرج الأرض بركتها بإذن الله تعالى .

۷۔ عجلہ بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن أبي أيوب،
عن عجلہ بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام في أهل الجزية يؤخذ من أموالهم ومواشيهم
شيء، سوى الجزية، قال: لا.

باب

صدقہ اہل جزیرہ

۱۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا کہ اہل کتاب پر جزیرہ کی حد کیا ہے ان پر کوئی ایسی درانی چیز ہے جو ان کے
غیر کے لئے نہیں شرایا یہ امام کی رائے پر ہے کہ وہ ان میں سے ہر شخص سے بقدر اس کے مال کے لئے۔ جتنی طاقت ہو
وہ ایسی قوم ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کا فدیہ دینا قبول کیا اس لئے کہ ان کو غلام نہ بنایا جائے اور قتل نہ کیا جائے
پس ان سے جزیرہ لیا جائے گا بقدر ان کی استطاعت کے اور ان سے لیا جاتا ہے گا جب تک وہ اسلام لائیں اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ جزیرہ ہاتھ سے دیں درآنحالیکہ وہ ذلیل ہوں اور کیونکر وہ ذلیل ہوں گے ان سے
اتنی کم مقدار لی جائے کہ وہ اس کی پروا نہ ہی نہ کریں ذلیل جب ہی ہوں گے جب ان سے اتنی مقدار لی جائے
کہ اس کے ادا کرنے میں تکلیف محسوس کریں اور اس بنا پر وہ اسلام لے آئیں۔ ابن مسلم نے کہا کیا آپ نے اسے
غویا کیا کہ وہ لوگ (غیر مشیم) ارض جزیرہ سے خمس لیتے ہیں اور کسانوں سے ان کی جان کی حفاظت کا جزیرہ، کیسا
ان کے لئے کوئی مقدمہ صورت نہیں، حضرت نے فرمایا ان پر وہی ہے جس کی انہوں نے اپنے لئے منظور دی ہے امام
جزیرہ کے علاوہ کوئی شے نہ لے گا اگر امام چاہے تو ان پر کچھ اور بھی عاید کر سکتا ہے میں نے کہا یعنی خمس، فرمایا جزیرہ وہ ہے
جس پر رسول اللہ نے ان سے صلح کی ہے۔ (حسن)

۲۔ محمد بن مسلم نے پوچھا کہ ذی کفار پر ان کی جان و مال کی حفاظت کے بدلے میں کیا ہے فرمایا خراج، اگر ان سے

لیا جائے تو پھر زمینوں پر کوئی ٹیکس نہ ہو گا اور اگر زمینوں کو وصول لیا جائے گا تو پھر جزیرہ نہ ہو گا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ یہ سنت جاری ہے کہ جزیرہ نہ لیا جائے گا مسلموں کو اس اور ناقص النفس سے۔

۴۔ حضرت نے مجھ سے متعلق پوچھا کیا کہ کیا ان کا کوئی نبی تھا۔ فرمایا کیا حضرت کے اس خط کی تمہیں خبر نہیں جو آپ نے

اہل مکہ کو لکھا تھا کہ تم اسلام قبول کرو ورنہ میں تم سے جنگ کروں گا۔ انہوں نے حضرت رسول خدا کو لکھا کہ آپ ہم
سے جزیرہ لے لیں اور ہم کو بتوں کی عبادت کے لئے چھوڑ دیں۔ حضرت نے لکھا میں جزیرہ صرف اہل کتاب سے لیتا ہوں۔

- انہوں نے حضرت کو جھٹلانے کے لیے لکھا، آپ لکھتے ہیں کہ آپ صرف اہل کتاب سے جزیہ لیتے حالانکہ آپ نے پورے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے حضرت نے لکھا کہ مجوسیوں کا نبی تھا جسے انہوں نے قتل کر دیا اور اس کی کتاب کو جلا دیا ان کے نبی نے ان کو جو کتاب دی تھی وہ بارہ ہزار اور ان پر میں کی جلد پر لکھی ہوئی تھی۔ (دعوتوں)
- ۵۔ میں نے حضرت سے اہل جزیہ کے صدقات کے متعلق پوچھا کہ کیا ایسا جلے ان سے شراب و سوسرے گوشت اور مرداروں کی قیمتوں، ستر یا ان پر جزیہ ہے ان کے اموال کی قیمتوں میں از قسم لحم خنزیر و شراب وغیرہ ان کی فروخت کا گناہ ان کے سسر ہو گا ان کی قیمت جو جزیہ میں لی جائے گی وہ مسلمانوں پر حلال ہے۔ (رحم)
- ۶۔ فشرایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے زمین کا محصول ان سے جزیہ کو نہیں ہٹانے کا۔ جزیہ ہاجرین کے لئے عطا ہے اور صدقہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں کر دیا ہے ان کو جزیہ میں سے کچھ نہ لے گا پھر فرمایا، کیسا وسیع ہے عدل۔ اگر لوگوں کے درمیان عدل سے کام لیا جائے تو وہ غنی ہو جائیں اور آسمان سے ان کے لئے رزق بر سے اور باذن خدا زمین سے برکت ظاہر ہو۔ (رحم)
- ۷۔ میں نے پوچھا کیا اہل جزیہ کے اموال و نویشیوں سے جزیہ کے علاوہ کچھ اور بھی لیا جائے۔ فرمایا نہیں۔ (رحم)

باب فی فساد ریح

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيہ، عن إسماعیل بن مرزبان، عن یونس، عن عبد اللہ ابن منان، عن أبي عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال : لا بأس بالرجل یمش علی الثمرة و یأکل منها ولا یفسد، قد نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن یتنن الحیطان بالمدينة لئلا یفسد، قال : و كان إذا بلغ نخلة أمر بالحیطان فخرقت لئلا یفسد

۲۔ محمد بن یحیی، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن خالد بن جریر عن أبي الربیع الشامي، عن أبي عبد اللہ رضی اللہ عنہ نحو ذلك قال : ولا یفسد ولا یجمل.

۳۔ أحمد بن إدريس، وغیره، عن محمد بن أحمد، عن علي بن الريان، عن أبيه، عن یونس أو غيره عن محمد بن زکریا، عن أبي عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال : قلت له : جعلت فداك بلغني أنك كنت تفعل في غلة عين زباد شيئا وأنا أحب أن أسمعه منك قال : فقال لي : نعم كنت أمر إذا أدركت الثمرة أن يتلم في حيطانها التلم ليدخل الناس وبأكلوا و كنت أمر في كل يوم أن يوضع عشر بنيات يقعد علي كل بنية عشرة كلما أكل عشرة جاء، عشرة أخرى يلتقي لكل نفس منهم مد من رطب و كنت أمر اجيران الضيعة كلهم الشيوخ والعجوز والصبي والمریض والمرأة و من لا يقدر أن یجی، فیاكل منها لكل

انسان منهم مدًّا فاذا كان الجذاذ أوفيت القوام والوكيز، والرجال أجرتهم وأحل الباقی
إلى المدينة ففرقت في أهل البيوت والمستحقين الراحمين والشارقة والأقل والأكثر على
قدر استحقاقهم وحصل لي بعد ذلك أربع مائة روكنة مائة آلاف دينار .
۳ - علی بن محمد بن عبدالله ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن علي بن محمد القاسمي ،
عمن حدّثه ، عن عبدالله بن القاسم الجعفري ، عن أبيه قال : كان النبي ﷺ إذا بلغت
الشمس أمر بالحيطان فتلّت .

باب نادر

- ۱- حضرت بابا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کوئی حصر نہیں اگر کوئی راستہ سے گزرے اور وہاں درخت ہو اس سے
پھل کھائے لیکن نقصان نہ پہنچائے اور رسول اللہ نے منع فرمایا شہر میں ایسی جگہ دیوار بنانے سے جو گزرگاہ ہو
اور خاکستان میں جلتے تو دیوار بنانے کا حکم دیتے لیکن گزرگاہ سے دیوار ہٹا دی جاتی۔ (مجمول)
- ۲- اور دوسری روایت میں حضرت نے ایسا ہی منبر پایا ہے آٹھ اضافہ اور ہے کہ حشر اب نہ کرے اور لے
نہ جائے۔ (مجمول)
- ۳- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے عین زیادہ کے غلامین کچھ کر کے بتایا تھا میں اس کو سننا
چاہتا ہوں منبر پایا ہاں۔ میں نے حکم دیا تھا کہ جب باغ کی دیوار شق ہو جائے اور لوگ اس میں داخل ہوں تو وہ گرسے پرٹے
پھل کھائیں ، میں نے یہ بھی کہا تھا کہ دس نشست گاہیں ہوں ہر ایک پر دس آدمی بیٹھیں جب ایک ٹکری کھا چکے تو دوسری
کھائے ہر ایک ایک ٹکری سے دسے جا بیٹیں اور میں نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو لوگ بوڑھے ، بوڑھیاں ، بچے ، بیمار اور
عورتیں جو باغ تک آکر نہ کھا سکتے ہوں ان میں سے ہر کو ایک ایک ٹکری دیا جائے اور جب پھل توڑے جائیں تو باغ کا خرچ ،
دکھا اور لوگوں کی بہت کے بعد جو بچے وہ شہر میں سے آئیں اور اس پاس کے گروہوں کو دو تین چھانے کم یا زیادہ
ان کے استحقاق کے مطابق دیں اس کے بعد جو ہمارے پاس پھلوں کی قیمت آئی وہ چار سو دینار تھی اور غلہ کی چار
ہزار دینار (مسل)
- ۴- حضرت رسول خدا جب پھل پک جاتے تو باغ کی دیوار توڑا دیتے۔ (مجمول)

﴿ باب ﴾

﴿ فضل الصدقة ﴾

١ - علي بن إبراهيم بن هاشم ، عن أبيه ، عن الحسين بن يزيد النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الصدقة تدفع مئة سوء .

٢ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وأحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن غالب ، عن حدثه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : البرُّ والصدقة ينفيان الفقر ويزيدان في العمر و يدفعان تسعين مئة سوء ؛ و في خبر آخر و يدفعان عن شعبي مئة سوء .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن أبي عبد الله ، عن أبيه ، عن خلف بن حماد عن إسماعيل الجوهري ، عن أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لأن أحج حجة أحب إلي من أن أعتق رقبة ورقبة حتى انتهى إلى عشرة ومثلها ومثلها حتى انتهى إلى سبعين ولأن أهل بيت من المسلمين أشبع جوعهم و أكسعو عورتهم وأكف وجوههم عن الناس أحب إلي من أن أحج حجة وحجة وحجة حتى انتهى إلى عشر وعشر وعشر ومثلها [ومثلها] حتى انتهى إلى سبعين .

٤ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من صدق بالخلف جاد بالعطية .

٥ - علي بن محمد ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن خالد ، عن عبد الله بن القاسم ، عن عبد الله بن سنان قال : قال أبو عبد الله عليه السلام داودا مرضاكم بالصدقة و ادفعوا البلاء بالدعاء ، واستزولوا الرزق بالصدقة فإتباتك من بين لحي سبع مائة شيطان وليس شيء أنقل على الشيطان من الصدقة على المؤمن وهي تقع في يد الرب تبارك وتعالى قبل أن تقع في يد العبد .

٦ - أحمد بن عبد الله ، عن جده ، عن محمد بن علي ، عن محمد بن الفضيل ، عن عبد الرحمن بن زيد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أرض القيامة نار ما خلا ظل المؤمن فإن صدقته تظله .

۷ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبد الله بن سنان قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : الصدقة باليد تقي مئة السوء و تدفع سبعين نوعاً من أنواع البلاء و تفك عن لحي سبعين شيطاناً كلهم يأمره أن لا يفعل .

۸ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن علي بن النعمان ، عن معاوية ابن عمارة قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : كان في وصية النبي صلى الله عليه وآله لأبي المومنين صلوات الله و سلامه عليه : و أما الصدقة فجهديك جهديك حتى يقال : قد أسرفت ولم تسرف .

۹ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سمعته يقول : يستحب للمريض أن يعطي السائل يده ويأمر السائل أن يدعو له .

۱۰ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن محمد بن علي ، عن محمد بن عمر بن يزيد قال : أخبرنا أبو الحسن الرضا عليه السلام أنني أصبت بابنين و بقي لي بني صغير فقال : تصدق عنه ، ثم قال حين حضر قبامي : مر الصبي فليصدق يده بالكسرة و القبضة و الشبه و إن قل فإن كل شيء يراد به الله و إن قل بعد أن تصدق النية فيه عظيم إن الله عز وجل يقول : « فمن يعمل مثقال ذرة خيراً يره » و من يعمل مثقال ذرة شراً يره . و قال : « فلا اقتحم العقبة » و ما أدريك ما العقبة « فك رقة » أو إطعام في يوم ذي مسغبة « يتيماً ذا مقربة » أو مسكيناً ذا مقربة . علم الله عز وجل أن كل أحد لا يقدر على فك رقة فجعل إطعام اليتيم و المسكين مثل ذلك تصدق عنه .

۱۱ - غير واحد من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن غير واحد ، عن أبي جميلة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : تصدقوا ولو بصاع من تمر ولو ببعض صاع ولو بقبضة ولو ببعض قبضة ولو بتمره ولو بشق تمره فمن لم يجد بكلمة ليته ، فإن أحدكم لاق الله فقاتل له : ألم أفعل بك ، ألم أجعلك سمياً بصيراً ، ألم أجعل لك مالاً و ولداً ، فيقول : بلى ، فيقول الله تبارك و تعالی : فانظر ما قدمت لنفسك ، قال : فينظر قد أمه و خلفه و عن يمينه و عن شماله فلا يجد شيئاً بقي به وجهه من النار .

باب صدقہ

- ۱- رسول اللہ نے فرمایا صدقہ بری موت سے بچا لیتا ہے۔ (بخاری)
- ۲- شہر مایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کراخان اور مدقہ دور کرتے ہیں فقر کو اور زیادہ کرتے ہیں عمر کو اور بچاتے ہیں ستر بری موتوں سے (رسول)
- ۳- فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے اگر میں ایک حج کروں تو وہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے ایک غلام آزاد کرنے سے اور ایک غلام آزاد کرنا ہی نہیں، یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے ستر تک پہنچے اور اگر میں بخر گیزی کروں کسی مسلمان خاندان کی ہجھو کوں کو سیر کروں اور برہمنوں کو لباس پہنناؤں اور ان کی ضروریات کو پورا کروں تو میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے ایک حج سے اور دوسرے حج سے یہاں تک کہ فرمایا ستر حج سے (مجموع)
- ۴- حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام شہر مایا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے پچھلا صدقہ دیا اس نے گویا نیا عطیہ دیا۔ (بخاری)
- ۵- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اپنے مریدوں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلاؤں کو صدقہ سے دفع کرو اور رتق کا نزول چاہو صدقہ سے کہ وہ سات سو شیطانوں کی گرفت سے بچاتا ہے اور مومن کو صدقہ دینے سے زیادہ گراں شیطان کے لئے اور کوئی چیز نہیں۔ وہ بندہ مومن کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ (بخاری)
- ۶- حضرت نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا قیامت کی زمین آگ ہی آگ ہوگی سورے مومن کے سایہ کے کہ اس کا صدقہ اس پر سایہ نکلن ہوگا۔ (حسن)
- ۷- حضرت نے فرمایا ہاتھ سے صدقہ دینا محفوظ رکھنا ہے بری موت سے اور دور کرنا ہے ستر قسم کی بلاؤں کو اور آزاد کرنا ہے ستر شیطانوں کے جبروں سے جن میں سے ہر ایک حکم دیتا ہے کہ صدقہ نہ دے۔ (حسن)
- ۸- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کہ رسول اللہ کی وصیت تھی امیر المؤمنین کو کہ صدقہ اس حد تک دو کہ کہا جائے کہ تم نے اسراف کیا حالانکہ وہ اسراف نہ ہوگا۔ (حسن)
- ۹- ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ مریدوں کو اپنے ہاتھ سے دے اور اس سے دعا کرنے کے لئے کہے۔ (حسن)
- ۱۰- میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا میرے دو لڑکے مرچکے اور ایک لڑکا باقی ہے جو کم سن ہے فرمایا اس کی طرف سے

مصدقہ دور پھر میرے قیام کے دوران فرمایا اس لڑکے سے کہو کہ تمہوڑا سا صدقہ اپنے ہاتھ سے لے کر وہ شے جو قربت الی اللہ دی جائے اگرچہ کم ہو۔ اس میں نیت کا بڑا دخل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ نیکی دیکھے گا اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا بدی دیکھے گا اور فرمایا ہے پھر وہ گھائی پر سے کیوں نہ گرا اور تم کیا جانو کہ وہ گھائی کیسا ہے غلام کو آزاد کرنا یا بھوک کے دن کئی پیسہ رشتہ دار یا خاکسار مسکین کو کھانا دینا اور اللہ جانتا تھا کہ ہر ایک غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا لہذا اس نے پیسہ و مسکین و غیرہ کو صدقہ دینا اس جگہ مقرر کیا۔

حضرت ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ صدقہ دو اگرچہ چھو ہمارے کا ایک صاع ہی ہو یا ایک صاع سے کم ہو یا ایک مٹھی یا ایک مٹھی سے بھی کم ہو یا ایک چھو ہارا ہی ہو۔ اگرچہ چھو ہارے کا ایک ریشہ ہی ہو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر ایک نرم بات ہی کہو، جب تم میں سے کوئی خدا سے ملاقات کرے گا خدا اس سے کہے گا میں نے تجھے سمیع و مبصر نہیں بنایا تھا کیا میں نے تجھ کو صاحب مال و اولاد نہیں بنایا تھا وہ کہے گا ہاں۔ خدا کہے گا اپنے آگے واسطے بائیں دیکھ پس وہ کوئی چیز ایسی نہ پائے گا جس سے اپنے چہرہ کو آگ سے بچا سکے۔ (مخ)

باب ۱۱

﴿ان الصدقة تدفع البلاء﴾

۱۔ عدهٗ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي ولاد قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : بكرروا بالصدقة و ارجبوا فيها فما من مؤمن يتصدق بصدقة يريد بها ما عند الله ليدفع الله بها عنه شرٌّ ما ينزل من السماء إلى الأرض في ذلك اليوم إلا وقاه الله شرٌّ ما ينزل من السماء إلى الأرض في ذلك اليوم .

۲۔ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن جعفر ، عن آيانه عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إن الله لا إله إلا هو ليدفع بالصدقة الداء و الدبيلة ^(۱) و الحرق و الفرق و الهدم و الجنون و وعد صلى الله عليه وآله سبعين باباً من السوء .

۳۔ علي بن محمد ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن علي ، عن عبد الرحمن بن محمد الأسدي ، عن سالم بن معمر ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : مرَّ يهوديٌّ بالنبي صلى الله عليه وآله فقال : السام عليك ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : عليك ، فقال أصحابه : إنما سلم عليك بالموت قال : الموت عليك ، قال النبي صلى الله عليه وآله : وكذلك رددت ، ثم قال النبي صلى الله عليه وآله : إن هذا اليهوديُّ بعضه أسود في فقاء فيقتله قال : فذهب اليهوديُّ فاحتطب خطباً كثيراً

فاحتلمه ثم لم يلبث أن انصرف فقال له رسول الله ﷺ: ضعه فوضع الحطب فإذا أسود في جوف الحطب عاض على عود فقال: يا يهودي ما علمت اليوم؟ قال: ما علمت عملاً إلا حطبي هذا احتلمته فجئت به وكان معي ككفتان فأكلت واحدة وتصدقت بواحدة على مسكين، فقال رسول الله ﷺ: بها دفع الله عنه. وقال: إن الصدقة تدفع ميتة السوء عن الإنسان.

٤ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن النوفلي، عن السكوني، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال علي بن أبي طالب عليه السلام: كانوا يرون أن الصدقة تدفع به عن الرجل الظلوم.

٥ - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن سليمان بن عمرو السخمي قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: قال رسول الله ﷺ: بكروا بالصدقة فإن البلاء لا يتخطاها.

٦ - عدة من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبد الله، عن عبد الرحمن بن حماد، عن حنان بن سدير، عن أبيه، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إن الصدقة لتدفع سبعين بليّة من بلايا الدنيا مع ميتة السوء، إن صاحبها لا يموت ميتة السوء أبداً مع ما يدخر لصاحبها في الآخرة.

٧ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن بشر بن سلمة، عن مسمع ابن عبد الملك، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من تصدّق بصدقة حين يصبح أذهب الله عنه نحس ذلك اليوم.

٨ - علي بن محمد بن عبد الله، عن أحمد بن محمد، عن غير واحد، عن علي بن أسباط، عن الحسن بن الجهم قال: قال أبو الحسن عليه السلام لإسماعيل بن محمد وذكر له أن ابنه صدق عنه، قال: إنه رجل قال: فمره أن يتصدّق ولو بالكسرة من الخبز ثم قال: قال أبو جعفر عليه السلام: إن رجلاً من بني إسرائيل كان له ابن وكان له محبباً فأتى في منامه فقيل له: إن أبنك ليلة يدخل بأهله يموت، قال: فلمّا كان تلك الليلة وبني عليه أبوه توقع أبوه ذلك فأصبح ابنه سليماً فاتاه أبوه فقال له: يا بني هل عملت البارحة شيئاً من الخير؟ قال: لا إلا أن سألت أتي الباب وقد كانوا ادّخروا لي طعاماً فأعطيته السائل، فقال: بهذا دفع الله عنك.

۹۔ وبهذا الإسناد، عن علي بن أسباط، عمن رواه، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان بيني وبين رجل قسمة أرض وكان الرجل صاحب نجوم وكان يتوخى ساعة السعود فيخرج فيها وأخرج أنا في ساعة الذحوس فاقسمنا فخرج لي خير القسمين فضرب الرجل يده اليمنى على اليسرى ثم قال: ما رأيت كالיום قط قلت: وبلى الآخر وماذاك؟ قال: إني صاحب نجوم أخرجتك في ساعة الذحوس وخرجت أنا في ساعة السعود ثم قسمنا فخرج لك خير القسمين، قلت: ألا أحدئك بحديث حدثني به أبي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من سره أن يدفع الله عنه نحس يومه فليفتح يومه بصدقة يذهب الله بها عنه نحس يومه ومن أحب أن يذهب الله عنه نحس ليلته فليفتح ليلته بصدقة يدفع الله عنه نحس ليلته، قلت: وإني افتتحت خروجي بصدقة فهذا خير لك من علم النجوم.

۱۰۔ العسرين بن محمد، عن عثمي بن محمد، عن الحسن بن علي الوشاء، عن أبي الحسن عليه السلام قال: سمعته يقول: كان رجل من بني إسرائيل ولم يكن له ولد فولد له غلام وقيل له: إنه يموت ليلة عرسه فمكك الغلام فلما كان ليلة عرسه نظر إلى شيخ كبير ضعيف فرحمه الغلام فدعاه فأطعمه فقال له السائل: أحييتني أحياك الله قال: فأتاه آت في النوم فقال له: سل ابنك ماضع، فسأله فخبّره بصنيعه، قال: فأتاه آت في النوم فقال له: إن الله أحيالك ابنك بماضع بالشيخ.

۱۱۔ علي بن محمد بن عبد الله، عن أحمد بن محمد بن خالد، عن أبيه، عن فضالة بن أيوب، عمن ذكره، عن محمد بن مسلم قال: كنت مع أبي جعفر عليه السلام في مسجد الرسول صلى الله عليه وآله فسقط شرفة من شرف المسجد ف وقعت على رجل فلم تضربه وأصاب رجله، فقال أبو جعفر عليه السلام: سلوه أي شيء عمل اليوم، فسألوه فقال: خرجت وفي كمي تمر فمررت بسائل فتصدقت عليه بتمر، فقال أبو جعفر عليه السلام: بها دفع الله عنك.

باب

صدقة بلا کو دور کرتا ہے

۱۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ صدقہ دور اور اس کی طرف رغبت رکھو، جو بندہ مومن صدقہ

- دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ اللہ اس سے شر کو دور رکھے تو اللہ اس روزان تمام بلاؤں سے دور رکھتا ہے جو آسمان سے زمین پر نازل ہوتی ہیں۔ (فزا)
- ۲۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ دفع کرتا ہے صدقہ سے سخت سے سخت بیمار لوگوں کو اور بچاتا ہے جلنے، اڈ بنے، ماسکان کرنے اور جنوں سے اور حضرت نے شمار کئے ستر دروازے برائی کے، (فزا)
- ۳۔ ایک یہودی حضرت رسول خدا کی طرف گزرا اور اس نے کہا تمہارے لئے موت جو حضرت نے فرمایا تیرے لئے ہو حضرت کے اصحاب نے کہا کیا اس نے سلام کیا تھی موت کے ذکر سے، آپ نے فرمایا تیرے لئے موت ہو، حضرت نے جواب دیا جو اس نے کہا تھا اسی کو لوٹا دیا۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ اس یہودی کی گدی میں ساپ کاٹے گا اور یہ مر جائے گا۔ فرمایا اما نے وہ یہودی چلا گیا اور بہت سی ایندھن کی لکڑیاں اس نے جمع کیں اور ان کا گٹھا باندھ کر اٹھایا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لوٹا، حضرت رسول خدا نے فرمایا اس بوجھ کو زمین پر رکھ، ناگاہ ایک کالا ساپ ان لکڑیوں کے پیچ میں تھا جو ایک ٹھوڑی پروانٹ مار رہا تھا، حضرت نے فرمایا اے یہودی، آج تو نے کیا عمل کیا، اس نے کہا میں نے ان لکڑیوں کو اٹھائے اور لانے کے سوا اور کچھ نہیں کیا درویشیاں میرے پاس تھیں ایک میں نے خرید کھائی دوسری ایک مسکین کو کو صدقہ دی۔ فرمایا اسی لئے اللہ نے تیری بلا کو دفع کیا، بے شک صدقہ انسان کو بڑی موت سے دور رکھتا ہے (فزا)
- ۴۔ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ صدقہ رجل مظلوم سے مصیبت کو دور کرتا ہے۔ (فزا)
- ۵۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا صبح کو صدقہ دو کہ بلا اس کے قریب نہیں آتی (فزا)
- ۶۔ فرمایا حضرت نے صدقہ دنیا کی بلاؤں میں سے ستر بلاؤں سے بچاتا ہے اور بری موت سے صدقہ دینے والے کو نجات دیتا ہے صدقہ دینے والا بری موت کبھی نہیں مرتا۔ (فزا)
- ۷۔ فرمایا صبح کو صدقہ دینے والے سے اس دن کی نحوست دور ہو جاتی ہے۔ (فزا)
- ۸۔ امام رضا علیہ السلام سے اسمعیل بن محمد نے ذکر کیا کہ اس کے بیٹے نے صدقہ دیا۔ فرمایا وہ جو آخر ہے اس سے بچو کہ وہ صدقہ دیا کرے، اگرچہ روٹی کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ پھر فرمایا کہ امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی کا ایک بیٹا تھا جسے وہ دوست رکھتا تھا اس نے رات کو خواب میں کسی کو کہتے سنا کہ تیرا بیٹا اگلی رات تو اپنے اہل میں مر اہوا آئے گا جب وہ رات آئی تو باپ کو اس امر کے واقع ہونے کا خوف ہوا صبح کو اس کا بیٹا صحیح و سالم رہا۔ باپ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا بیٹے تو نے کل رات کو کون عمل خیر کیا ہے اس نے کہا اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ ایک سالن دروازہ پر آیا۔ میں نے جو کچھ کھانا گھر میں تھا سالن کو دے دیا، اس نے کہا بس یہی وجہ تھی کہ تیرے سر سے مصیبت ٹل گئی۔ (مجموع)
- ۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ میرے اور ایک شخص کے درمیان زمین تقسیم ہوتی تھی (اور وہ شخص بڑی تھی اور چاہتا تھا کہ وہ ایک نیک ساعت میں گھر سے نکلے اور میں منحوس ساعت میں نکلوں پس جب تقسیم ہوتی تو اچھا

حسد میری طرف آیا اس نے اپنا دامن ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کہا۔ میں نے آج جیسا منحوس دن بھی نہیں دیکھا میں نے کہا میں تمہیں بتاؤں گا اس نے کہا میں بخوبی ہوں میں نے تمہیں منحوس گھڑی میں نکالا اور خود نیک ساعت میں نکلا، لیکن تقسیم میں بہترین حصہ آپ کو ملا۔ میں نے کہا میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے والد نے مجھ سے بیان کی ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو چاہتا ہے کہ اللہ اس سے اس دن کی نحوست دور کرے تو اس دن کا آغاز صدقہ سے کرے۔ اللہ اس دن کی نحوست اس سے دور رکھے گا اور جو چاہتا ہے کہ رات کی نحوست کو دور رکھے تو اسے چاہیے کہ رات کے آغاز میں صدقہ سے خدا اس رات کی نحوست کو اس سے دور رکھے گا میں نے کہا میں نے اپنے نکلنے کا آغاز صدقہ سے کیا تھا اور طریقہ علم نجوم سے بہتر ہے تیرے لئے۔ (حسن)

۱- فرمایا ابو الحسن علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا یعنی اس میں ایک شخص تھا جس کے کوئی اولاد نہ تھی پھر بیٹا پیدا ہوا اس سے کہا گیا کہ شادی کی رات مرجلے گا وہ بڑا کاٹھنڈا رہا۔ جب عروسی کی رات آئی تو اس ایک بوڑھے ضعیف کو دیکھا۔ لڑکے کو اس پر رحم آیا اس نے اسے بلایا اور کھانا فرمایا۔ سائل پوچھا تو نے مجھے زندہ کیا اللہ تجھے زندہ رکھے۔ ایک آنے والے نے لڑکے کے باپ سے کہا۔ اپنے بیٹے سے پوچھ کر اس نے کیا کیا۔ باپ نے پوچھا تو اس نے بتایا۔ آنے والا دوبارہ آیا خواب میں اور اس نے کہا۔ اللہ نے تیرے بیٹے کو تیرے لئے زندہ رکھا اس صدقہ کی وجہ سے جو اس نے بڑھے کو دیا تھا۔ (مرسل)

۱۱- میں ابو جعفر علیہ السلام کے ساتھ مسجد رسول میں تھا ناگاہ ایک کنگرہ ایک شخص پر گرا مگر اس کے چوٹ نہ آئی اور اس کا پاؤں صبح سالم رہا۔ امام علیہ السلام نے لوگوں سے کہا اس سے پوچھو آج تو نے کیا عمل خیر کیا ہے پوچھا تو اس نے بتایا کہ جب میں گھر سے نکلا تھا تو میری آستین میں ایک چھو ہارا تھا۔ ایک سائل نے سوال کیا میں نے وہ اسے دے دیا امام نے فرمایا۔ اسی وجہ سے اللہ نے تیری بلا دور کی۔ (مرسل)

﴿ بانے ﴾

﴿ فضل صدقة السر ﴾

۱ - عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زیاد ، عن جعفر بن محمد الأشعري ، عن ابن القداح ، عن أبي عبد الله ، عن أبيه عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : صدقة السر تطفى غضب الرب .

۲ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن علي بن مرداس ، عن صفوان بن يحيى ؛
والحسن بن محبوب ، عن هشام بن سالم ، عن عماد الساباطي قال : قال لي أبو عبد الله
ﷺ : يا عماد الصدقة والله في السر أفضل من الصدقة في العلانية وكذلك والله العبادة
في السر أفضل منها في العلانية .

بانہ

فضیلت پوشیدہ صدقہ کی

- ۱- حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ چھپا کر صدقہ دینا خدا کے غضب سے نجات دیتا ہے۔ (۴۶)
- ۲- حضرت نے فرمایا اسے غمناک پوشیدہ صدقہ دینا غلامیہ سے بہتر ہے اور پوشیدہ عبادت ظاہر عبادت سے (۴۷)

﴿باب ۵﴾

﴿صدقة الليل﴾

- ۱ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم قال : كان
أبو عبد الله ﷺ إذا أتمم وذهب من الليل شطره أخذ جراباً فيه خبز ولحم والدرهم
فحمله على عنقه ثم ذهب به إلى أهل الحاجة من أهل المدينة قسمه فيهم ولا يعرفونه
فلما مضى أبو عبد الله ﷺ قد دوا إذا فملوا أنه كان أبا عبد الله ﷺ .
- ۲ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله ،
عن آباءه ﷺ قال : قال رسول الله ﷺ : إذا طرقكم نائل ذكر بليل فلا تردوه .
- ۳ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن خالد ، عن سعدان بن مسلم ،
عن معلى بن خنيس قال : خرج أبو عبد الله ﷺ في ليلة قدر شت وهو يريد ظلة بني
ساعة فأتبعته فإذا هو قد سقط منه شيء فقال : بسم الله اللهم رد علينا ، قال : فأتيته
فسلمت عليه ، قال : فقال : معلى ؛ قلت : نعم جعلت فداك فقال لي : التمس يدك فما وجدت
من شيء فادفعه إلي فإذا أنا بخبز منتشر كثير فجعلت أدفع إليه ما وجدت فإذا أنا بجراب

أعجز عن حمله من خبز فقلت : جعلت فداك أحمله على رأسي فقال : لا أنا أولى به منك ولكن امض معي قال : فأتينا ظلة بني ساعدة فاذا نحن بقرم نيام فجعنا بدس الرغيف والرغيفين حتى أتى على آخرهم ثم انصرفنا ، فقلت : جعلت فداك يعرف هؤلاء الحق فقال : لو عرفوه لواسيناهم بالدقة - والدقة هي الملح - إن الله تبارك وتعالى لم يخلق شيئاً إلا وله خازن يخزنه إلا الصدقة فإن الرب يلبها بنفسه وكان أبي إذا تصدق بشيء وضعه في يد السائل ثم ارتدّه منه قبله وشبهه ثم ردّه في يد السائل ، إن صدقة الليل تطفي غضب الرب وتمحو الذنوب العظيم وتبهون الحساب وصدقة النهار تثمر المال وتزيد في العمر ، إن عيسى ابن مريم عليه السلام لما أن مرّ على شاطيء البحر رمى بقرص من قوته في الماء فقال له بعض الحواريين : يا روح الله وكلمته ، لم فعلت هذا و إنما هو من قوتك ؟ قال : فقال : فعلت هذا لدابة تأكله من دواب الماء وتوابه عند الله عظيم .

باب

رات کا صدقہ

- ۱۔ ہشام بن سالم نے بیان کیا کہ حضرت ابو عبد اللہ جب نماز عشاء پڑھتے اور رات کا کچھ حصہ گزر جاتا تو ایک تھیلے میں روٹی ، گوشت اور درہم بھرتے اور اس کو اپنی گردن پر رکھتے اور دینار کے اہل حاجت کے پاس جاتے اور ان میں تقسیم کرتے درآ کا ایک وہ لوگ حضرت کو نہیں پہچانتے تھے بعد میں انہیں پتہ چلتا کہ وہ عبد اللہ علیہ السلام تھے (۴)
- ۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ ان کے آباؤ اجداد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسأل رات کو آئے اور سوال کرے تو اسے رو نہ کر وہ (رض)
- ۳۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام ایک رات گھر سے نکلے بارش ہو رہی تھی آپ نبی ساعدہ کے سامنان کی طرف جاتے تھے میں پیچھے تھا کوئی شے آپ کی گر گئی فرمایا بسم اللہ یا اللہ ہم پر اسے لوٹانے میں حضرت کے پاس آیا اور کلام کیا - فرمایا اے علی بن نے کہا جہاں میں آپ پر خدا ہوں فرمایا اپنے ہاتھ سے ڈھونڈو جو چیز ملے مجھے دور تلاش کے بعد مجھے بہت سے روٹی کے ٹکڑے ملے وہ میں نے حضرت کے دیئے میں نے دیکھا کہ روٹیوں کا ایک ڈرنی تھیلہ ہے جس کے اٹھانے سے میں عاجز تھا میں نے کہا میں آپ پر خدا ہوں اس کو میں سر پر رکھ کر چلتا ہوں فرمایا ہمیں میں اس کو ملنے کا زیادہ حقدار ہوں لیکن تم میرے ساتھ چلو ہاں ہم نبی ساعدہ کے سامنان کے پاس آئے وہاں کچھ لوگ سو رہے تھے حضرت نے ایک

ایک دو دو روٹی ان پر تقسیم کی یہاں تک کہ آپ ان کے آڑ تک پہنچے۔ پھر ہم لوٹ آئے۔ میں نے کہا کیا یہ لوگ حق کی معرفت رکھتے ہیں فرمایا اگر صاحبان معرفت ہوتے تو ہم ان سے اظہار ہمدردی کرتے ذمہ سے اور ذمہ نہ لگے۔
 دراصل ان، اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا ایک خازن مقرر کیا ہے سوائے صدقہ کے کہ اللہ اس سے بذاتہ تعلق رکھتا ہے اور میرے پدر بزرگوار جب کوئی شے صدقہ دیتے تو اسے ساکن کے ہاتھ میں دیتے پھر اس سے لے کر پورے دیتے اور سو لگتے پھر ساکن کو دیتے رات کا غضب رب سے پناہ دیتا ہے اور اس سے گناہ عظیم محو کرتا ہے اور دنیا کا صدقہ مال میں نقص دیتا ہے اور عمر زیادہ کرتا ہے حضرت عیسیٰ کا گزر دریا کے کنارے سے ہوا تو آپ نے اپنے کھانے کی روٹی دریا میں ڈال دی حواریوں نے کہا۔ لے روح اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا یہ تو آپ کی روزی تھی فرمایا اس پانی میں چوپایہ بچے وہ اسے کھائے گا۔ صدقہ کا عند اللہ ثواب عظیم ہے۔ (رحمہ)

باب ۵۱

﴿فی ان الصدقة تزيد فی المال﴾

۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن یحییٰ، عن غیاث بن ابراہیم، عن ابي عبد الله عليه السلام قال: إن الصدقة تقضي الدين وتغلب بالبركة.

۲۔ اعدة من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبد الله قال: حدثني الجهم بن الحكم المدائني ^(۱)، عن السكوني، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تصدقوا فإن الصدقة تزيد في المال كثيرة وتصدقوا رحمكم الله.

۳۔ أحمد بن محمد، عن أبيه، عن علي بن وهبان، عن عمه هارون بن عيسى قال: قال أبو عبد الله عليه السلام لمحمد ابنه: يا بني كم فضل معك من تلك الصدقة؟ قال: أربعون ديناراً، قال: أخرج فتصدق بها، قال: إنه لم يبق معي غيرها، قال: تصدق بها فإن الله عز وجل يخلصها، أما علمت أن لكل شيء مفتاحاً ومفتاح الرزق الصدقة فتصدق بها، ففعل فما لبث أبو عبد الله عليه السلام عشرة أيام حتى جاءه من موضع أربعة آلاف دينار فقال: يا بني أعطينا لله أربعين ديناراً فأعطانا الله أربعة آلاف دينار.

قال: وحدثني علي بن حسان، عن موسى بن بكر، عن أبي الحسن عليه السلام قال: استنزلوا الرزق بالصدقة.

۳ - علی بن ابراہیم ، عن ابيہ ، عن النوفلي ، عن السنكوني ، عن ابي عبد الله عليه السلام قال : ما أحسن عبد الصدقة في الدنيا إلا أحسن الله الخلافة علي ولده من بعده وقال : حسن الصدقة يقضي الدين و يخلف على البركة .

باب ۳

صدقہ سے مال میں زیادتی ہوتی ہے

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے صدقہ قرضہ کو ادا کرتا ہے اور آئیے بھرتا ہے۔ (مشق)
 ۲۔ رسول اللہ نے فرمایا صدقہ دو کیونکہ صدقہ مال کو بڑھاتا ہے صدقہ دو اللہ تم پر رحم کرے۔ (ع)
 ۳۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد سے فرمایا۔ تمہیں خرچ کے بعد کیا پچا۔ کہا چالیس دینار فرمایا انہیں نکالو اور صدقہ دو میں نے کہا میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں فرمایا صدقہ دے دو اللہ تمہیں اس میں زیادتی کرے گا کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر شے کی ایک کچی ہوتی ہے اور رزق کی کچی صدقہ ہے پس امام زادہ نے تصدیق کر دیا حضرت کو دس دن نہ گزرے کہ آپ کے ایک موضع سے ہزار دینار آگئے حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند ہم نے اللہ کو چالیس دینار دیئے اور اللہ نے ہم کو ہ ہزار دیئے اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ رزق کو صدقہ سے
 ۴۔ لکھایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جس نے دنیا میں اچھا صدقہ دیا تو اللہ اس کے بعد اس کی اولاد میں خیر و برکت دیتا ہے اور فرمایا اچھا صدقہ دینا قرض کو ادا کرتا ہے اور برکت میں زیادتی کرتا ہے (ع)

باب ۴

﴿الصدقة على القرابة﴾

۱۔ محمد بن یحییٰ ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابي جميلة ، عن جابر ، عن ابي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من فصل قريبا بحجة أو عمرة كتب الله له حجتين وعمرتين وكذلك من حمل عن حميم يضاعف الله له الأجر ضعفين .

۲۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيہ ، عن النوفلي ، عن السنكوني ، عن ابي عبد الله عليه السلام قال : سئل رسول الله صلى الله عليه وآله أي الصدقة أفضل ؛ قال : على ذي الرحم الكاشح

۳۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن ابي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الصدقة بعشرة والقرض بشمانية عشر . وصلة الإخوان بعشرين وصلة الرحم بأربعة وعشرين .

باب

قربتاروں کو صدقہ دینا

- ۱۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے جو حج و عمرہ کے دوران صلہ رحم کرنا ہے تو اللہ اس کو درج اور ذمہ کا ثواب دیتا ہے اسی طرح جو اپنے دوست کا کترہ دار کرنا ہے تو اللہ اس کے اجر کو دو ٹا کر دیتا ہے۔ (م)
- ۲۔ رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا جو اس رشتہ دار کو دیا جائے جو عداوت کو دل میں چھپائے ہو۔ (م)
- ۳۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ دس صدقہ میں دینا اور اٹھارہ قرض میں دینا ایک ان دونوں میں برابر ہے پس صلہ رحم کے بھائیوں سے اور ہم ۴ صلہ رحم کے عزیزوں سے۔ (م)

باب

(کفایۃ العیال والتوسع علیہم)

- ۱۔ عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زیاد ، و أحمد بن محمد جمیعاً ، عن الحسن بن محبوب ، عن مالک بن عطیة ، عن ابي حمزة الشمالي ، عن علي بن الحسين عليه السلام قال : أرضاكم عند الله أسبغكم على عياله .
- ۲۔ و عنهما ، عن الحسن بن محبوب ، عن العلاء بن رزین ، عن محمد بن مسلم قال : قال رجل لأبي جعفر عليه السلام : إن لي صبيعة بالجبل أستغلمها في كل سنة ثلاث آلاف درهم فأنتق على عيالي منها ألفي درهم وأتصدق منها بألف درهم في كل سنة فقال أبو جعفر عليه السلام : إن كانت الألفان تكفيهم في جميع ما يحتاجون إليه لستهم فقد نظرت لنفسك ووقفت لرشدك وأجريت نفسك في حياتك بمنزلة ما يوصي به العمى عند موته .
- ۳۔ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن معمر بن خلاد ، عن ابي الحسن

عنه قال : ينبغي للرجل أن يوسع على عياله كيلا يتمنوا موته و تلاهذه الآية و يطعمون الطعام على حبه مسكياً ويتيمماً وأسيراً ، قال : الأسير عيال الرجل ينبغي للرجل إذا زيد في النعمة أن يزيد أسراه في السعة عليهم ، ثم قال : إن فلاناً أنعم الله عليه بنعمة فمنعها أسراه وجعلها عند فلان فذهب الله بها ، قال معمر : وكان فلان حاضراً .
٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد بن عثمان ، عن الربيع ابن يزيد قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : اليد العليا خير من اليد السفلى و ابده بمن تعول

٥ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نصر ، عن الرضا عليه السلام قال : قال : صاحب النعمة يجب عليه التوسعة عن عياله .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عن آباءه عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : المؤمن يأكل بشهوة أهله و المنافق يأكل أهله بشهوته .

٧ - سهل بن زياد ، عن علي بن أسباط ، عن أبيه أن أبا عبد الله عليه السلام سئل أكان رسول الله ﷺ يقوت عياله قوتاً معروفاً ، قال : نعم إن النفس إذا عرفت قوتها قنعت به و نبت عليه اللحم .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كفى بالمرء إنماً أن يضيّع من يعوله .

٩ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن أبي الخزرج الأنصاري ، عن علي بن غراب ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : ملعون ملعون من ألقى كفه على الناس ، ملعون ملعون من ضيّع من يعول

١٠ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي حمزة قال : قال علي بن الحسين عليه السلام : لأن أدخل السوق ومعني دراهم أتباع به لعيالي لهما وقد قرموا أحب إلي من أن أعتق نسمة .

١١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبد الله بن سنان ، عن

أبي عبد الله عليه السلام قال: كان علي بن الحسين عليهما السلام إذا أصبح خرج غادياً في طلب الرزق فقيل له: يا ابن رسول الله أين تذهب؟ فقال: أتصدق ليعالي، قيل له: أتصدق؟ قال: من طلب الحلال فهو من الله عز وجل صدقة عليه. ۱۱ -

۱۲ - علي بن محمد بن بندار، عن أحمد بن أبي عبد الله، عن محمد بن عيسى، عن أبي محمد الأنصاري، عن عمر بن يزيد، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إن المؤمن يأخذ بأدب الله عز وجل إذا وسع عليه اتسع وإذا أضمتك عليه أضمتك.

۱۳ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن مرزم، عن معاذ بن كثير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من سعادة الرجل أن يكون القيم على عياله.

۱۴ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن باسرا الخادم قال: سمعت الرضا عليه السلام يقول: ينفي للمؤمن أن ينقص من قوت عياله في الشتاء ويزيد في وقودهم.

باب

اپنے اہل و عیال کی پرورش اور انکی ضرورت پورا کرنا

- ۱- فرمایا حضرت علی بن الحسین نے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ (۲)
- ۲- امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص نے کہا کہ پہاڑی علاقہ میں میسر ہی کچھ زمین ہے جس سے ہر سال مجھے سو ہزار درہم غلہ ملتا ہے اس میں سے میں اپنے خیال پر دو ہزار درہم خرچ کرتا ہوں اور ہزار درہم ہر سال صدقہ دیتا ہوں، حضرت نے فرمایا اگر دو ہزار ان کو تمام سال کی ضرورتوں میں کافی ہیں تو تم نے اپنے نفس پر نظر کی اور اپنی حیرتزدگی کو پورا کیا اور تم نے اپنی زندگی میں وہی کیا جو ایک شخص اپنی موت کے وقت کسی زندہ کو وصیت کرتا ہے۔ (۳)
- ۳- فرمایا امام رضا علیہ السلام نے آدمی کو جاسے کہ وہ اپنے عیال کی ضروریات کو پورا کرے تاکہ وہ مرنے کی قسمت نہ کریں اور پھر آیت تلاوت فرمائی: "وہ لوگ محبت خدا میں مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں" اور فرمایا اسیر سے مراد کسی آدمی کی عیال ہے ان کو لازم ہے کہ نعمت میں زیادتی ہو تو اپنے عیال کے نفع میں بھی زیادتی کرے پھر فرمایا: فلاں شخص کو اللہ نے بھر پور نعمت دی تو اس نے اپنے عیال سے روک کر دوسرے کو بے دی اللہ نے اس سے

- نعت کو روک لیا۔ راوی کہتا ہے وہ نفلان شخص وہاں موجود تھا۔ (۴)
- ۴- میں ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا کہ دینے والا ہاتھ روکنے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور نجات والا وہ ہے جو اپنے عیال کی خبر لیتا رہے۔ (مجمول)
- ۵- فرمایا امام رضا علیہ السلام نے مالدار پر واجب ہے اپنے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کرنا۔
- ۶- ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد پرین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مومن کھاتا ہے اپنے اہل کی خواہش کے ساتھ اور شائق کھلاتا ہے اپنے اہل کو اپنی خواہش کے مطابق۔ (۵)
- ۷- کس نے امام سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ نے عیال کو قوت معروفت دیتے تھے سزا یا جان جب کوئی نفس اپنے قوت کو پہچان لیتا ہے تو اس پر فحاشت کر لے اور اسی سے اس کا گوشت پوست اگتا ہے (حسن)
- ۸- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ مرد کے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ نظر انداز کرے اپنے عیال کو (حسن)
- ۹- سزا یا حضرت رسول خدا نے ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنا اور اپنے اہل و عیال کا بار دوسروں پر ڈالے اور ملعون ملعون ہے جو اپنے عیال کو نظر انداز کرے۔ (مجمول)
- ۱۰- فرمایا علی بن الحسین نے کہ اگر میں بازا بجاؤں اور میرے درہم ہوں عیال کے لئے گوشت خریدنے کو اور ان کی خواہش بھی ہو تو میرے لئے زیادہ محبوب ہے ایک کینز آزاد کرنے سے۔ (حسن)
- ۱۱- حضرت علی بن الحسین علیہ السلام صبح کو طلب رزق میں نکلتے تھے کسی نے پوچھا آپ کہاں جاتے ہیں فرمایا اپنے عیال کے صدقہ کے لئے اس نے کہا کیا آپ صدقہ دیتے ہیں فرمایا جو حلال روزی طلب کرتا ہے وہ خدا کی طرف سے اس پر صدقہ ہوتا ہے۔ (حسن)
- ۱۲- فرمایا حضرت نے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ مومن ادب خدا حاصل کرتا ہے جبکہ تو سیخ رزق کرے عیال پر وسعت رزق کی صورت میں اور کمی کرے کی صورت میں۔ (حسن)
- ۱۳- فرمایا حضرت نے کہ آدمی کی سعادت اس میں ہے کہ وہ اپنے عیال کی رزق کی رسائی کا پوری طرح ذمہ دار ہو۔ (حسن)
- ۱۴- میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ مومن کو چاہئے کہ اپنے عیال کے قوت سے جاڑوں میں کم کرے اور گرمی میں بڑھا لے۔ (مجمول)

باب ۴۴

﴿من یلزم نفقته﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ائیسہ ، عن عبداللہ بن المغیرہ ، عن حریر ، عن ائیسہ عبداللہ رضی اللہ عنہ قال : قلت له : من الذی اُحتن علیہ وتلزم منی نفقته ؟ قال : الوالدان والولد والزوجة .
- ۲۔ محمد بن یحیی ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن یحیی ، عن غیاث بن ابراہیم ، عن ائیسہ عبداللہ رضی اللہ عنہ قال : ائیسہ امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ یتیم ، فقال : خذوا بنفقته أقرب الناس منه من العشیرة كما یأکل میراثہ .
- ۳۔ سهل بن زیاد ، عن علی بن الحکم ، عن العلاء بن رزین ، عن محمد بن مسلم عن ائیسہ عبداللہ رضی اللہ عنہ قال : قلت له : من یلزم الرجل من قرابته ممن ینفق علیہ ؟ قال : الوالدان والولد والزوجة .

باب ۴۵

کس لوگوں کا نفقہ لازم ہے

- ۱۔ میں نے حضرت سے پوچھا کہ میری شفقت کا اہل کون ہے جس کا نفقہ لازم ہے فرمایا اولاد اور زوجہ (حسن)
- ۲۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ امیر المؤمنین کے پاس ایک یتیم آیا آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اس کے پاس جو قبیلہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوتا کہ وہ اس کے نفقہ کا اسی طرح ذمہ دار ہو جیسا کہ اس کی میراث لینے میں ہوگا۔ (مؤثق)
- ۳۔ میں نے پوچھا قرابت داروں میں وہ کون ہیں جن کا نفقہ واجب ہو فرمایا ماں باپ لڑکا اور زوجہ (رض)

باب ۴۶

﴿الصدقة علی من لا تعرفہ﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ائیسہ ، عن حماد بن عیسی ، عن حریر ، عن سعید

الصیرفی قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : أطمع سائلاً لا أعرفه مسلماً ؛ فقال : نعم أعط من لا تعرفه بولاية ولا عداوة للحق إن الله عز وجل يقول : «وقولوا للناس حسناً ، ولا تطعم من نصب لشيء من الحق أدعاً إلى شيء من الباطل .

۲ - عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن أبيه ، عن عبد الله بن الفضل النوفلي عن أبيه ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه سئل عن السائل يسأل ولا يدري ما هو ، قال : أعط من وقعت له الرأفة في قلبك وقال : أعط دون الدرهم ، قلت : أكثر ما يعطى ؛ قال : أربعة درانق .

باب

انجان آدمی کو صدقہ دینا

- ۱۔ میں نے حضرت سے کہا کیا میں ایسے سائل کو کھانا دوں جس کو مسلمان نہیں جانتا۔ فرمایا ہاں مگر دو اس شخص کو جس کے متعلق تم نہیں جانتے کہ وہ حق سے محبت رکھتا ہے یا دشمنی ، خدا فرماتا ہے اس سے نرمی سے بات کرو ، ہاں نا صبی کو نہ دو اور نہ اس کو جو دعوت باطل ہے ۔ (حسن)
- ۲۔ حضرت سے سوال کیا گیا اس سائل کے متعلق جسے نہیں جانتا وہ کون ہے فرمایا جس پر تمہیں رحم آئے اسے دو اور یہ بھی فرمایا پورا درہم نہ دو ، میں نے کہا زیادہ سے زیادہ کتنا فرمایا چار دانگ ۔ (مجمول)

باب

﴿الصدقة على أهل البوادي وأهل السواد﴾

۱ - عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع أو غيره عن محمد بن عذافر ، عن عمر بن يزيد قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الصدقة على أهل البوادي والسواد فقال : تصدق على الصبيان والنساء والرثماء والضعفاء والشيوخ وكان ينهى عن أولئك الجثمانين . يعني أصحاب الشهور .

- ۲۔ أحمد بن محمد ، عن علي بن الصلت ، عن زرعة ، عن منهل القصاب قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : اعط الكبير والكبير والصغير والصغيرة ومن وقعت له في قلبك رخصة وإيّاك وكل وقال : بيده وهزّها .
- ۳۔ أحمد بن محمد ، عن محمد بن علي ، عن الحكم بن مسكين ، عن عمرو بن أبي نصر قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إن أهل السواد يقتحمون علينا وفيهم اليهود والنصارى والمجوس فنتصدق عليهم فقال : نعم .

پاٹھ

صدقہ اہل باریہ پر

- ۱۔ میں نے پوچھا صدقہ دینے کے متعلق دیہاتیوں اور شہریوں کو، فرمایا صدقہ دو پتھوں، عورتوں، اچھول کمروروں اور بوڑھوں کو اور منع فرمایا ان دیوانوں کو یعنی اصحاب مشغور کو دینے جو صاحب عقل ہو کر کچھ نہیں کرتے۔ (درمسل)
- ۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے بوڑھے، بوڑھی، لڑکے، لڑکی اور اس کو دوس کے اوپر تمہیں رحم آئے اور ہرگز نہ دوہرا پنے مخالف کو اور جس کے ہاتھ میں اس کو ہر باد کرنا ہو۔ (مجمول)
- ۳۔ میں نے حضرت سے کہا اہل شہر میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ہمارے لئے باعث ایذا ہیں ان میں یہودی بھی ہیں نصاریٰ بھی اور مجوسی بھی، کیا انھیں صدقہ دیں فرمایا ہاں۔ (ضم)

باب ۵۸

﴿کراہیۃ رد السائل﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم ، عن أبيه ، عن الحسين بن يزيد النوفلي ، عن إسماعيل بن أبي زياد السكوني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لا تقطعوا على السائل مسألته فلولا أن المساكين يكذبون ما أفلح من ردّهم .
- ۲۔ محمد بن يعقوب ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن محمد بن مسلم قال : قال أبو جعفر عليه السلام : اعط السائل ولو كان على ظهر فرس .

۳۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن محمد بن سنان ، عن إسحاق بن عمار ، عن الوصافي ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان فيما ناجى الله عز وجل به موسى عليه السلام قال : يا موسى أكرم السائل ببذل يسير أورد جميل لأنه يأتيك من ليس بانس ولا جان ملائكة من ملائكة الرحمن يبلونك فيما خولتكم ويسألونك عما نزلتكم فانظر كيف أنت صانع يا ابن عمران .

۴۔ عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالله ابن غالب الأسدي ، عن أبيه ، عن سعيد بن المسيب قال : حضرت علي بن الحسين عليه السلام يوم أحن صلى الذوات ذاسائل بالباب فقال علي بن الحسين عليه السلام : اعطوا السائل ولا تردوا سائلاً .

۵۔ علی بن محمد بن عبدالله ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مهزيان ، عن أيمن بن محرز ، عن أبي أسامة زيد الشحام ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : [قال] ما منع رسول الله صلى الله عليه وآله سائلاً قط إن كان عنده أعطى وإلا قال : يأتي الله به .

۶۔ أحمد بن محمد ، عن أبيه ، عن هارون بن الجهم ، عن حفص بن عمر ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لا تردوا السائل ولو بظلف محترق .

باب

کرامت زور سوال

- ۱۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے سائل کے سوال کے متعلق، زیادہ پرچھ گچھ نہ کر دیا اس بات سے کہ کوئی مسکین چھوٹا بولے اس کا رد کر دینا بہتر ہے۔ (۱۴۱)
- ۲۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے سائل کو دو اگرچہ وہ پشت فرس پر پورا ہے
- ۳۔ موسیٰ علیہ السلام سے وقت مشاجات اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ سائل کا اکرام کر، کچھ تھوڑا سادے کریا بطریق حسن اس کا سوال رو کر کیونکہ جو تمہارے پاس آیا ہے وہ نہ ان سے نہ جن بلکہ ملائکہ ہیں خدا رحمن کے ملائکہ ہیں سے جو تم سے سوال کرتے ہیں اس چیز کا جو میں نے تم کو عطا کی ہے اور سوال کرتے ہیں اس چیز کا

- جو میں نے تم کو بخشا ہے پس لے ابن عمران غور کرو تمہیں کیا کرنا چاہیے؟ (رض)
- ۴- میں ایک علی بن الحسین کی خدمت میں تھا آپ نے صبح کی نماز پڑھی، ناگاہ ایک سائل دروازہ پر آیا آپ نے فرمایا اسے دو اور کسی سائل کو رو نہ کرو۔ (رض)
- ۵- فرمایا رسول اللہ نے کبھی کسی سائل کو منع نہیں کیا اگر ہوا تو دے دیا ورنہ فرمایا اللہ اس کو دینے والے ہے (مجمول)
- ۶- فرمایا ابو جعفر اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا سائل کو رو نہ کرو اگرچہ ایک جلاہو اگر ہی اسے رو (در۔ (مجمول)

﴿باب ۵﴾

﴿قدر ما يعطى السائل﴾

- ۱- محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن الحسن بن محبوب، عن عبد الله بن سنان، عن الولید بن صبیح قال: كنت عند أبي عبد الله عليه السلام فجاءه سائل فأعطاه ثم جاءه آخر فأعطاه ثم جاءه آخر فأعطاه ثم جاءه آخر فقال: يسع الله عليك ثم قال: إن رجلاً لو كان له مال يبلغ ثلاثين أدرعین ألف درهم ثم شاء أن لا يبقى منها إلا وضعها في حق لفعل فبقي لامال له فيكون من الثلاثة الذين يرد دعاؤهم قلت: من هم؟ قال: أحدهم رجل كان له مال فأنفقه في غير وجهه ثم قال: يارب أرضقني فقال له: ألم أجعل لك سبيلاً إلى طلب الرزق
- ۲- وعنه: عن أحمد بن محمد، عن عثمان بن عیسیٰ، عن علي بن أبي حمزة قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول في السؤال أطمعوا ثلاثة إن شئتم أن تزادوا فازدادوا ولا فقد أدبتم حق بومكم.

باب

کس حد تک سائل کو دیا جائے

- ۱- میں حضرت ابو جعفر اللہ علیہ السلام کے پاس تھا کہ ایک سائل آیا آپ نے اسے دیا پھر دوبار آیا آپ نے اسے بھی دیا پھر تیسرا آیا آپ نے فرمایا اللہ تیرے رزق میں توسیع کرے گا۔ پھر فرمایا ایک شخص کے پاس تین چار

ہزار درہم ہوں اور وہ چاہے اس میں سے کچھ باقی نہ رہے مگر جو اس نے حق میں رکھا ہو اور وہ ایسا کرے اور اس کے پاس مال باقی نہ رہے تو وہ ان تین میں سے (یک ہو گا میں نے کہا وہ کون ہیں فرمایا ان میں ایک وہ شخص ہے جو غلط طریقہ سے مال خرچ کرے اور پھر کہے یا اللہ مجھے رزق دے اس سے کہا جائے کیا میں طلب رزق کا راستہ تجھے نہیں بتایا تھا۔ (۲)

۲۔ فرمایا حضرت نے تین سالوں کو کھانا دو اگر زیادہ چاہتے ہو تو زیادہ کرو ورنہ تم نے اپنے ایک دن کا حق تو ادا کر دیا۔ (۳)

﴿باب﴾

﴿دعاء السائل﴾

- ۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدٍ؛ وَغَيْرِهِ، عَنْ زِيَادِ الْقَنْدِيِّ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ قَالَ: إِذَا أُعْطِيَ مَوْهُمٌ فَلْتَسْأَلْهُمْ الدُّعَاءَ فَإِنَّهُ يَسْتَجَابُ الدُّعَاءَ لَهُمْ فِيكُمْ وَلَا يَسْتَجَابُ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ.
- ۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ بَحِيصٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَا تَحْقِرُوا دَعْوَةَ أَحَدٍ فَإِنَّهُ يَسْتَجَابُ لِلْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ فِيكُمْ وَلَا يَسْتَجَابُ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ.

باب

دعائے سائل

- ۱۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے، کسی کی دعا کو حقیر نہ جانو تمہارے حق میں یہودی و نصرانی کی دعا قبول ہو جاتی ہے ان کے لئے ان کی قبول نہیں ہوتی۔ (۱)
- ۲۔ فرمایا جب ان کو دو اپنے لئے دعا کرنے کو کہو ان کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگی ان کے لئے نہیں (رسول)

﴿باب ۶﴾

﴿ان الذي يقسم الصدقة شريك صاحبها في الاجر﴾

۱ - عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زیاد ، عن الحسن بن محبوب ، عن صالح بن رزین قال : دفع إلي شهاب بن عبد ربہ دراهم من الزکاة أقسّمها فأتیته يوماً فسألني هل قسّمتها ؟ قلت : لا فأسمعتني كلاماً فيه بعض الغلظة فطرحت ما كان بقي معي من الدّراهم و قمت مغضباً فقال : لي ارجع حتى أحدثك بشي ، سمعته من جعفر بن محمد عليه السلام فرجعت فقال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إنني إذا وجدت زکاتي أخرجتها فأدفع منها إلى من أتق به يقسمها ؟ قال : نعم لا بأس بذلك أما إنّه أحد المعطين ، قال صالح : فأخذت الدّراهم حيث سمعت الحديث فقسّمتها .

۲ - عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن أبيه ، عن أبي نھشل ، عن ذكره عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لو جرى المعروف علی ثمانين كفتاً لأجر واكلمهم فيه من غير أن ينقص صاحبه من أجره شيئاً .

۳ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبد الله عليه السلام في المرّجل يعطي الدّراهم يقسمها قال : يجري له ما يجري للمعطي ولا ينقص المعطي من أجره شيئاً .

باب ۷

صدقہ تقسیم کرنے والا صدقہ دینے والے کے اجر میں شریک ہے

۱ - مجھے شہاب بن عبد ربہ نے زکوة کے کچھ درہم تقسیم کرنے کے لیے دیئے جب میں ایک روز اس کے پاس آیا تو اس نے کہا وہ درہم تقسیم کر دیئے میں نے کہا نہیں اس پر اس نے سخت کلامی کی . میں نے بقیہ درہم اس کے آگے ڈال دیا اور میں غصہ میں اٹھ کھڑا ہوا . اس نے مجھ سے کہا پلٹ آؤ . میں تم سے وہ بات بیان کر دوں جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کی ہے میں لوٹ آیا اس نے کہا میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر میں اپنے مال سے زکوة نکالوں اور اپنے کسی مومند کو تقسیم کرنے کے لئے دوں تو کوئی حرج تو نہیں آپ نے نہرایا

نہیں، عطا کرنے والوں میں سے ایک وہ بھی ہوگا۔ صلح کہتا ہے میں نے یہ سن کر وہ درہم اٹھائے اور ان کو تقسیم کر دیا۔ (مذ)

۲۔ فرمایا حضرت نے صدقہ اگر اسی ہاتھوں سے تقسیم ہو تو اس کا اجر سب کو ملے گا بغیر اس کے کہ صدقہ کے اجر میں کوئی کمی ہو۔ (مذ)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو کسی کو زبردقہ تقسیم کرنے کے لئے دے۔ فرمایا اس کو وہی اجر ملے گا جو دینے والے کو ملے گا اور دینے والے کے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا۔ (بجول)

﴿بَابُ الْإِيثَارِ﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد بن خالد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل ليس عنده إلا قوت يومه يعطف من عنده قوت يومه على من ليس عنده شيء، ويعطف من عنده قوت شهر على من دونه والسنة على نحو ذلك أم ذلك كله الكفاف الذي لا يلام عليه؟ فقال: هو أمران أفضلكم فيه أحرصكم على الرغبة والأثرة على نفسه فإن الله عز وجل يقول: «ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة» والأمر الآخر لا يلام على الكفاف واليد العليا خير من اليد السفلى وأبدأ بمن تعول

۲۔ قال: وحدثنا بكر بن صالح، عن بندار بن محمد الطبري، عن علي بن سويد السامي، عن أبي الحسن عليه السلام قال: قلت له: أوصني فقال: أمرك بتقوى الله ثم سكت فشكوت إليه قلة ذات يدي وقلت: والله لقد عربت حتى بلغ من عريتي إن أبا فلان نزع ثوبين كانا عليه وكسانيهما، فقال: صم وصدق، قلت: أتصدق مما وصلني به إخواني وإن كان قليلاً؟ قال: تصدق بما ورثك الله ولو آثرت على نفسك.

۳۔ عدۃ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر، عن محمد بن سماعة، عن أبي بصير، عن أحدهما عليهما السلام قال: قلت له: أي الصدقة أفضل؟ قال: جهد المقل أما سمعت قول الله عز وجل: «ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة» ترى ههنا فضيلاً.

باب

ایشار

- ۱- میں نے پوچھا ایک شخص نے پاس صرف ایک دن کا کھانا ہے کیا اس کو دے دے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور جس کے پاس ایک ماہ کا کھانا ہو وہ اسے دیدے جس کے پاس سے کم ہو اسی طرح ایک سال کا یا وہ سب اپنے ہی کفالت کے لئے رکھے جس پر ملامت نہ ہو۔ فرمایا یہ دو امر ہیں تم میں، صاحب فضیلت وہ ہے جو اپنی رغبت اور ایشار نفس کی بنا پر دے۔ خدا فرماتا ہے وہ اپنے نفس پر ایشار کرتے ہیں اگرچہ ان پر تنگی ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ اپنے کفالت کے لئے رکھے تو ملامت نہیں۔ مگر اگر پرکھا ہوا پیسے کے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ (مخ)
- ۲- میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے کہا مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا میں تم کو اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتا ہوں اس کے بعد خائوش ہو گئے۔ میں نے حضرت سے تنگدستی کی شکایت کی اور کہا واللہ میں برہنہ تھا اور جب میری اس حالت کی خبر فلاں شخص کے باپ کو ہوئی تو اس نے اپنے دونوں کپڑے جو پہنے تھا اپنے بدن سے اتار کر مجھے پہنائے حضرت نے کہا روزہ رکھو اور صدقہ دو، میں نے کہا جا ہے میرے پاس کتنا ہی کم ہو۔ فرمایا اللہ نے جو رزق تم کو دیا ہے اس میں سے صدقہ دو اور اپنے نفس پر ایشار کرو۔ (۴)
- ۳- میں نے پوچھا کون صدقہ کو فرمایا تنگدست کے صدقہ کو کیا تم نے یہ آیت سنی کہ ”وہ اپنے نفسوں پر ایشار کرتے ہیں اگرچہ تنگی ہو۔“ فضیلت اسی میں ہے۔ (مخ)

باب

(من سأل من غیر حاجة)

- ۱- عده من أصحابنا، عن سهل بن زیاد، عن الحسن بن محبوب، عن مالك بن عطية، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال علي بن الحسين عليهما السلام: صدقنا على ربنا أنه لا يسأل أحد من غير حاجة إلا اضطرت له المسألة يوماً إلى أن يسأل من حاجة.
- ۲- محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن القاسم بن يحيى، عن جدّه الحسن بن راشد، عن محمد بن مسلم، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال أمير المؤمنين صلوات

اللہ علیہ : اتبعوا قول رسول اللہ ﷺ فإنه قال : من فتح على نفسه باب مسألة فتح الله عليه باب فقر .

۳۔ علی بن محمد بن عبد اللہ ، عن أحمد بن أبي عبد اللہ ، عن يعقوب بن يزيد ، عن محمد ابن سنان ، عن مالك بن حصين السكوني قال : قال أبو عبد اللہ ﷺ : ما هن عبد يسأل من غير حاجة فيموت حتى يوجه الله إليها ويثبت الله له بها النار .

باب

بغير حاجت سوال کرنا

- ۱۔ فرمایا علی بن الحسین علیہ السلام نے کہ بے ضرورت کسی کو سوال نہیں کرنا چاہیے مگر جب سوال کرنے پر مجبور ہی ہو جائے تو سوال کرے۔ (رض)
- ۲۔ فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے قول رسول کی پیروی کر۔ حضرت نے فرمایا جو اپنے ادب پر سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ اس پر فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (رض)
- ۳۔ فرمایا جو بندہ بے ضرورت سوال کرتا ہے اور مرتا ہے تو خدا اس کی طرف محتاج بنا دیتا ہے اور دوزخ میں اس کی جگہ قرار دیتا ہے۔

﴿باب﴾

﴿كراهية المسألة﴾

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن حماد ، عن سمع أبا عبد اللہ ﷺ يقول : إياكم وسؤال الناس فإنه ذل في الدنيا وقر تعجلونه وحساب طويل يوم القيامة .

۲۔ علی بن ابراہیم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن محمد بن مسلم قال : قال أبو جعفر ﷺ : يا محمد لو يعلم السائل ما في المسألة ما سأل أحد أحدًا ولو يعلم المعطي ما في العطيّة ما ردّ أحد أحدًا .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن أبيه ، عن أحمد بن النضر رفعه قال : قال رسول الله ﷺ : الأيدي ثلاث : يدا الله العليا ويد المعطي التي تليها ويد المعطي أسفل الأيدي ، فاستغفوا عن السؤال ما استطعتم إن الأرزاق دونها حجب فمن شاء قنى حياته وأخذ رزقه و من شاء هتك الحجاب وأخذ رزقه والذي نفسي بيده إن يأخذ أحدكم جبلاً ثم يدخل عرض هذا الوادي فيخطب حتى لا يلتقي طرفاه ثم يدخل به السوق فيبيعه بمد من تمر و يأخذ ثلثه و يتصدق بثلثه خير له من أن يسأل الناس أعطوه أو حرموه .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن علي بن الحكم ، عن داود بن النعمان ، عن إبراهيم بن عثمان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله ﷺ : إن الله تبارك و تعالی أحب شيئاً لنفسه و أبغضه لخلقه أبغض لخلقه المسألة و أحب لنفسه أن يسأل و ليس شيء أحب إلى الله عز و جل من أن يسأل فلا يستحي أحدكم أن يسأل الله من فضله ولو [و] أشع نعل .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : جاءت فخذ من الأنصار إلى رسول الله ﷺ فسلموا عليه فرد عليهم السلام فقالوا : يا رسول الله : لنا إليك حاجة ، فقال : هاتوا حاجتكم قالوا : إننا بحاجة عظيمة ، فقال : هاتوها ماهي ؟ قالوا : تضمن لنا على ربك الجنة ، قال : فنكس رسول الله ﷺ رأسه ثم نكت في الأرض ثم رفع رأسه فقال : أفعل ذلك بكم علي أن لا تسألوا أحداً شيئاً ، قال : فكان الرجل منهم يكون في السفر فيسقط سوطه فيكره أن يقول إنسان : ناولنيه فراراً من المسألة فينزل فيأخذه ويكون على المائدة فيكون بعض الجلوس أقرب إلى الماء منه فلا يقول : ناولني حتى يقوم فيشرب .

٦ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن أبيه ، عن ذكره ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : رحم الله عبداً عف و تعفف و كف عن المسألة فإنه يتعجل الدنية في الدنيا ولا يفني الناس عنه شيئاً ، قال : ثم تمثل أبو عبد الله عليه السلام بيت حاتم :

إذا ما عرفت اليأس ألقينه الغنى * إذا عرفته النفس والطمع الفقر
 ۷۔ علی بن محمد؛ و أحمد بن محمد، عن علی بن الحسن، عن العباس بن عامر،
 عن محمد بن إبراهيم الصيرفي، عن هفضل بن قيس بن رمانة قال: دخلت على أبي عبد الله
 فذكرت له بعض حالي، فقال: يا جارية هات ذلك الكيس، هذه أربعمائة دينار
 وصلني بها أبو جعفر فخذها و تفرّج بها قال: قلت: لا والله جعلت فداك ما هذا
 دهري ولكن أحببت أن تدعوا لله عزّ وجلّ لي، قال: فقال: إنني سأفعل ولكن
 إتيك أن تخبر الناس بكلّ حالك فتهمون عليهم.

۸۔ و روي عن لقمان أنّه قال لابنه: يا بني ذقت الصبر وأكلت لحاء الشجر
 فلم أجد شيئاً هو أمرٌ من الفقر فإن بليت به يوماً ولا تظهر الناس عليه فيستيتونك ولا
 ينفونك بشيء، ارجع إلى الذي ابتلاك به فهو أقدر على فرجك وسله من ذا الذي سأله
 فلم يمهله أو وثق به فلم يمهله.

باب

کراہت سوال

- ۱۔ راوی نے سنا ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اپنے کو بچاؤ لوگوں سے سوال کرنے سے یہ دنیا میں ذلت ہے اور فقیر
 کو جلد بلانے والی چیز ہے اور روز قیامت اس کا حساب ہولانی ہے (رسول)
- ۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ اگر سوال کرنے والا یہ جان لیتا کہ سوال کرنا کیسی بڑی چیز ہے تو کبھی کوئی کسی سے
 سوال نہ کرتا اور اگر دینے والا یہ جان لیتا کہ دینے میں کتنا ثواب ہے تو کسی کے سوال کو رد کرتا ہی نہیں۔ (حسن)
- ۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا تمہیں ہیں اللہ کا ہاتھ سب سے اجر ہے اور دینے والے کا ہاتھ

اس سے ملا ہو اسے اور جس کو دیا جاتا ہے اس کا ہاتھ نیچا ہوتا ہے۔ پس حق الامکان سوال سے بچو۔ اور اتنی کے قریب
 کچھ مجاب ہیں پس جو چاہے جیسے ساتھ رزق لے لے اور جو چاہے تنگ مجاب کر کے اپنا رزق حاصل کرے۔ قسم خدا کی اگر
 تم میں سے کوئی ایک رسی لے کر جنگل میں جاؤ اور اس میں سو کئی لکڑیاں باندھ کر کسی بازار میں جا کر فروخت بعض ایک لکڑیوں

کے اور ان میں سے ایک تہائی اپنے لئے رکھے اور دو تہائی راہِ خدا میں دے دے تو وہ اس سے بہتر ہو گا کہ لوگوں سے سوال کرے اور وہ اس کو دیں یا محروم کریں۔ (خ)

۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک چیز کو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور اپنی مخلوق کے لئے پسند نہیں کرتا، مخلوق کے لئے سوال کرنا پسند کرتا ہے اور یہ پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے پس تم میں سے کوئی خدا سے سوال کرنے میں حیاء نہ کرے اگرچہ وہ ایک ٹوٹی جوتی کیوں نہ ہو۔ (حسن)

۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے انصار کے کچھ لوگ رسول خدا کے پاس آئے اور سلام کر کے کہنے لگے یا رسول اللہ ہماری آپ سے ایک درخواست ہے فرمایا بیان کرو انہوں نے کہا وہ بہت بڑی درخواست ہے فرمایا بیان تو کرو وہ کیا ہے انہوں نے کہا آپ خدا سے ہمارے لئے جنت کی ضمانت لے لیں، یہ سن کر حضرت نے صر جھکا کیا۔ پھر زمین پر جھکے پھر نہ پایا۔ میں تمہارے لئے ایسا کر دوں گا اور وہ صورت یہ ہے کہ تم کسی چیز کا کسی سے سوال نہ کرو۔ اگر تم میں سے کوئی سفر میں ہو اور کوڑا اگر جائے تو مکروہ ہے کہ وہ کسی سے کچھ کہے اسے اٹھا دو۔ سوال سے بچنے کے لئے اسے چاہیے کہ سواری پر سے اترے اور اسے اٹھائے، اگر دسترخوان پر بیٹھا ہو اور کوئی شخص بہ نسبت اس کے پانی سے زیادہ قریب ہو تو وہ اس سے یہ نہ کہے کہ پیٹھ آگے اٹھائے بلکہ خود اٹھے اور پیچھے۔ (حسن)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اللہ اس بندے پر رحم کرے جو گناہ سے بچے اور سوال کرنے سے رکے سوال کرنا دنیا میں دولت کو جلد لاتا ہے مگر جبکہ بے پرواہ ہو جائیں لوگ اس سے کسی شے کے سوال سے اور حضرت نے حاتم کے اس شعر کو پڑھا۔

انسان کا اپنے نفس کو پیچھا کرنا اور طمع دنیا سے الگ ہو جانا عقیقہ ہے اور طمع کرنا فقیری ہے۔ (رسول)

۷۔ میں حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے کچھ حالات بیان کیے حضرت نے کبیر سے کہا فلاں تمہیں لاؤ فرمایا یوہ چار سو دینار ہیں جو مجھے ابو جعفر سے ملے ہیں انھیں لے لو اور کام میں لاؤ۔ میں نے کہا میں آپ تک نفاذ نہیں۔ میں نے کہا میرا کہنے کا یہ مقصد نہیں تھا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لئے خدا سے دعا کریں۔ فرمایا میں یہ بھی کروں گا لیکن اپنے کو اس سے بچاؤ کہ اپنی پریشاں حالی کا کل قصہ لوگوں کو سناؤ ورنہ تم ان کی نظر میں ذلیل ہو جاؤ گے۔ (مجمول)

۸۔ مردی ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹا! ایلو اچکھ لے اور درختوں کی چھال کھالے۔ میں نے فقر سے زیادہ کس شے کو کڑوا نہیں پایا۔ اگر کسی دن بتلائے۔ مہیبت ہو جاؤ تو لوگوں پر اسے ظاہر نہ کرو ورنہ ان کی نظریں ذلیل ہو جاؤ گے۔ اور وہ کوئی فائدہ تمہیں نہیں پہنچائیں گے اس ذات کی طرف رجوع کرو جس نے تمہیں مبتلا کیا ہے وہ اس سے نجات دینے پر سب سے زیادہ قادر ہے اگر اس سے سوال کرو گے جو خود خدا سے سوال کرتا ہے کچھ نہ دے گا اور اس پر بھروسہ

کوکے تو نجات نہ دلائے گا (رسول)

باب المن

- ۱ - محمد بن یحییٰ ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ ، عن الحسن بن موسیٰ ، عن غیاث ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله عليه السلام : إن الله تبارك و تعالیٰ کره لی ست خصال و کرهتها للأوصیاء من ولدی و أتباعهم من بعدی منها المن بعد الصدقة .
- ۲ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله رفعه ، قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : المن يهدم الصنعة .

باب

احسان جنانا

- ۱ - رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکروہ و مترار دیا ہے میرے لئے سچھ خصلتوں کو اور میں نے ان کو بڑا قرار دیا ہے اپنے اوصیاء کے لئے جو میری اولاد ہیں اور ان کے تابعین کے لئے جو میرے بعد ہوں ان میں سے ایک یہ ہے صدقہ سے کرا احسان جنانا . (حسن)
- ۲ - احسان نیکی کو برباد کر دیتا ہے . (مرفوع)

باب

(من أعطی بعد المسألة)

- ۱ - علی بن ابراہیم ، عن ہارون بن مسلم ، عن مسعد بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام أن أمير المؤمنين صلوات الله عليه بعث إلى رجل بخمسة أوساق من تمر البغيفة و كان الرجل ممن ير جونا فله و يؤمل نائله و رفته و كان لا يسأل علياً عليه السلام ولا غيره

شيئاً ، فقال رجل لأبي عبد الله عليه السلام : والله ما سألك فلانٌ ولقد كان يجزئهم من الخمسة
 أو ساق وسق واحد ، فقال له أمير المؤمنين عليه السلام : لاكثر الله في المؤمنين ضربك أعطى
 إذا تبخل أنت ، لله أنت إذا أنالتم أعط الذي يرجوني إلا من بعد المسألة ثم أعطيه
 بعد المسألة فلم أعطه ممن ما أخذت منه وذلك لأنني عرضته أن يبذل لي وجهه الذي
 يعفره في التراب لرئيسي وربته عند تمبده له وطلب حوائجه إليه فمن فعل هذا بأخيه
 المسلم وقد عرف أنه موضع لصته ومعروفه فلم يصدق الله عز وجل في دعائه له حيث
 يتمنى له الجنة بلسانه و يبخل عليه بالحطام من ماله وذلك أن العبد قد يقول في
 دعائه : اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات . فإذا دعاهم بالمعفرة فقد طلب لهم الجنة فما
 أنصف من فعل هذا بالقول ولم يحققه بالفعل .

٢ - أحمد بن إدريس ، وغيره ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن نوح بن عبد الله ،
 عن الذّاهلي رفعه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : المعروف ابتداء وأما من أعطيته بعد
 المسألة فإنما كافيته بما بذل لك من وجهه بيت ليلته أرقاً متمللاً يمثل بين الرّجاء
 واليأس لا يندري أين يتوجه لحاجته ، ثم يعزم بالتقصّد لها فيأتيك وقلبه يرجف
 وفراسه ترعد قد تری دمه في وجهه لا يندري أيرجع بكأبة أم يفرح .

٣ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن سندل ، عن ياسر ، عن اليسع بن حمزة قال : كنت
 في مجلس أبي الحسن الرضا عليه السلام أحدثه وقد اجتمع إليه خلق كثير يسألونه عن
 الحلال والحرام إذ دخل عليه رجل طول آدم فقال : السلام عليك يا ابن رسول الله
 رجل من محبيك ومحبي آباءك وأجدادك عليه السلام مصدري من الحج وقد افتقدت نفقتي
 وما معي ما أبلغ مرحلة فإن رأيت أن تنهضني إلى بلدي والله عليّ نعمة فإذا بلغت
 بلدي تصدقت بالذي توليتني عنك فليست موضع صدقة فقال له : اجلس رحمك الله وأقبل
 على الناس يحدّتهم حتى تفرقوا و بقي هو و سليمان الجعفري وخيشمة وأنا فقال :
 أتأذنون لي في الدخول ؟ فقال له سليمان : قدّم الله أمرك ، فقام فدخّل الحجره و بقي
 ساعة ثم خرج وردّ الباب و أخرج يده من أعلى الباب وقال : أين الخراساني ؟ فقال :
 ها أناذا ، فقال : خذ هذه المائتي دينار واستعن بها في مؤنتك و نفقتك و تبرّك بها ولا تصدق

بہا عسی واخرج فلا اراك ولا تراني ، ثم اخرج ، فقال له سليمان : جعلت فداك لقد اجزلت ورحمت فلما ذاسترت وجهك عنه ؛ فقال : مخافة أن أرى ذل السؤال في وجهه لقضائي حاجته أما سمعت حديث رسول الله ﷺ : المستتر بالحسنة يعدل سبعين حجة والمذيع بالسيسة مخذول والمستتر بها مغفور له ، أما سمعت قول الأول

متى آتته يوماً لأطلب حاجة * رجعت إلى أهلي ووجهي بمائه

۴ - علي بن إبراهيم بإسناد ذكره عن الحارث الهمداني قال : سأمت أمير المؤمنين صلوات الله عليه فقلت : يا أمير المؤمنين عرضت لي حاجة ، قال : فرأيتني لها أهلاً ؟ قلت : نعم يا أمير المؤمنين ، قال : جزاك الله عسى خيراً ، ثم قام إلى السراج فأغشاها وجلس ثم قال : إنما أغشيت السراج لئلا أرى ذل حاجتك في وجهك فتكلم فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول : «العواصم أمانة من الله في صدور العباد فمن كتبها كتبت له عبادة ومن أفشاها كان حقاً على من سمعها أن يعينه

۵ - عده من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن أبي الأصبح ، عن بندار بن عاصم رفعه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال : ما توسل إلي أحد بوسيلة ولا تذرع بذريعة أقرب له إلي ما يريد مني من رجل سلف إليه مني بدأتمعتها أختها وأحسن ربها فإني رأيت منع الأخر يقطع لسان شكر الأوائل ولا سخطت نفسي برد بكر الحوائج وقد قال الشاعر :

وإذا بليت ببذل وجهك سائلاً * فابذله للمتكرم المنفضال
إن الجواد إذا جباك بموعد * أعطاكه سلساً بغير مطال
وإذا السؤال مع النوال قرنته * رجح السؤال وخف كل نوال

باب

سوال کے بعد دینا

۱۔ فرمایا ابو جعفر اللہ علیہ السلام نے کہ امیر المؤمنین نے ایک شخص کو غرموں کے پانچ لدے ہوئے اونٹ بھیجے اور یہ

شخص نواقیل بجالانے والا مرد سنی تھا نہ علی علیہ السلام سے سوال کرتا تھا نہ کسی اور سے، ایک شخص نے امیر المؤمنین سے کہا، فلاں شخص نے آپ سے مانگا تو تھا نہیں اور اس کے لئے تو صرف ایک ہی ادب کا لوجہ کافی تھا۔ حضرت نے فرمایا خدا تجھ جیسے آدمی کی کمزرت مومنین میں نہ کرے۔ میں دیتا ہوں اور بخل تو کرتا ہے اگر میں اسے بعد سوال دیتا تو میں اسے قیمت نہ دیتا اس چیز کی جو میں اس سے لیتا کیونکہ میں اسے مجبور کرتا کہ وہ اپنے اس چہرہ کو میرے سامنے لائے جسے وہ خاک آلود کرتا ہے میرے اور اپنے رب کے سامنے وقت عبادت اور خدا سے طلب حاجت کے وقت جو اپنے بھائی کے ساتھ ایسا کرے اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ موقع صلہ رحم اور احسان کا تو اس نے اپنی دعا میں جو اس کے لئے کرتا ہے تصدیق نہیں کی اس طرح کہ وہ اس کے لئے زبان سے توجرت کی تمنا کرتا ہے اور مال دینے میں بخل کرتا ہے کیونکہ بندہ اپنی دعا میں کہتا ہے یا اللہ مومن اور مومنات کو بخش دے اور جب مغفرت کی ان کے لئے دعا کی تو جنت کو ان کے لئے طلب کیا۔ پس کیسے انصاف کیا اس نے اپنے قول میں جبکہ اسے ثابت نہیں تھا اپنے فعل سے۔ (رض)

۲۔ فرمایا ابو سعید اللہ علیہ السلام نے نیکی و احسان وہی ہے جو ابتدا کر لیا جائے۔ اگر تم نے سوال کے بعد دیا تو تم نے بدلہ دیا اس بات کا کہ اس نے تمہارے سامنے آکر سوال کیا، وہ راتوں کو جاگتا ہے نہ پتا ہے امید و یاس میں بسر کرتا ہے، نہیں جانتا اپنی ضرورت کو کس کے سامنے لے جائے اور پھر ارادہ کرتا ہے اور تمہارے پاس آتا ہے دل اس کا کانتا ہے کندھے تھر تھرتے ہیں اور اس کا چہرہ مشرم سے مشرم ہو جاتا ہے نہیں جانتا کہ آیا غمگین لڑے گا یا خوش خوش، (در نور)

۳۔ میں امام رضا علیہ السلام کی مجلس میں حضرت سے باتیں کر رہا تھا بہت سے لوگ موجود تھے حلال و حرام کے متعلق پوچھ رہے تھے ناگاہ ایک مرد طویل القامت داخل ہوا اور اس نے کہا السلام باہن رسول اللہ میں آپ کے اور آپ کے آباء و اجداد کے دوستوں میں سے ہوں حج کے لئے نکلا ہوں زادراہ ختم ہو گیا اگر مناسب سمجھیں تو مجھے میرے وطن تک پہنچا دیں اللہ نے مجھے دولت دی ہے جب میں اپنے شہر پہنچوں گا تو جو آپ مجھے دیں گے آپ کی طرف سے تصدق کر دوں گا۔ میں مقام صدقہ میں نہیں ہوں، حضرت نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے بیٹھے جاؤ اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کرنے لگے جب لوگ چلے گئے اور وہ اور سلیمان اور خضر اور میں باقی رہ گئے تو فرمایا اجاٹ ہے میں اندر جاؤں سلیمان نے کہا اللہ آپ کے امر کو مقدم رکھے پس حضرت حجرہ میں گئے اور کچھ دیر رہے پھر دروازہ بند کیا اور اوپر کے حصے سے ہاتھ نکال کر فرمایا کہاں مرد خراسانی۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں، فرمایا یہ دو سو دینار لو اور اپنا خرچہ اور زادراہ پورا کرو اور برکت حاصل کرو میری طرف سے انھیں صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں، پس اب چلے جاؤ تاکہ نہ تم مجھ دیکھو نہ میں تم کو یا یہ سن کر وہ چلا گیا۔ تب حضرت باہر آئے سلیمان نے کہا میں آپ لدا ہوں آپ نے بخشش کی رقم کیا لیکن آپ نے اپنا چہرہ اس سے

۴۔ کیوں چھپایا۔ فرمایا اس لئے کہ میں سوال کی ذلت کو اس کے چہرے پر قہقہے حاجت کے وقت نہ دیکھوں۔ (مجمول)

میں نے ایک رات امیر المؤمنین سے گفتگو کی اور اپنی حاجت بیان کی حضرت نے فرمایا کیا تم نے مجھے اس کا اہل سمجھا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو جو ائے تیرے پھر حضرت نے اسے کچراغ کو پس پردہ کر دیا اور فرمایا میں نے ایسا اس لئے کیا کہ میں تمہارے چہرے پر ذلت کا نشان نہ دیکھوں جو طلب حاجت کے وقت ہوتا ہے پھر فرمایا میں نے سلبے رسول اللہ سے کہ حاجتیں خدا کی امانتیں ہیں بندوں کے سینوں میں جس نے ان کو چھپایا اس کے لئے عبادت لکھی جائے گی اور جس نے ان کو ظاہر کر دیا تو اس کے سننے والے کو یہ حق ہے کہ اسے تکلیف پہنچائے۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کسی نے میری طرف وسیلہ نہیں بنایا اور ذریعہ اختیار نہیں کیا اس سے زیادہ اچھا کہ ایک بار مجھ سے کچھ لینے کے بعد اس نے دوبارہ سوال کیا ہوا اور میں نے اسے اچھا سمجھا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعد کے سوالات کا رد کرنا پیمانہ عطیات کے لئے زبان شکر کو قطع کر دیتا ہے میرے نفس پر گراں گزرتا ہے پہلے سوال کا رد کرنا شکر کتنا ہے۔ اگر مجھے سوال کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اسے کسی مرد کریم کے سامنے پیش کر، گی آدمی تجھ سے جو دینے کا وعدہ کرے گا وہ اسے ضرور دے گا بقیہ مسائل منوں کے، جب سوال کے ساتھ اپنی بخشش کو ملا دو تو سوال کر بڑا سمجھو اور بخشش کو اس کے مقابل ہلکا۔ (رض)

۶۶ باب المعروف

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ائیہ ، عن حماد بن عیسی ، عن حربز ، عن اسماعیل بن عبد الخالق الجعفی قال : قال ابو عبد اللہ علیہ السلام : ان من بقاء المسلمین و بقاء الإسلام أن تصیر الاموال عند من يعرف فیها الحق ویضنع [فیها] المعروف فان من فناء الإسلام و فناء المسلمین أن تصیر الاموال فی ایدی من لا يعرف فیها الحق ولا یضنع فیها المعروف .

۲۔ محمد بن یحیی ، عن احمد بن محمد بن عیسی ، عن الحسن بن محبوب ، عن داود الرقی ، عن ابي حمزة السالمی قال : قال ابو جعفر علیہ السلام : ان الله عز وجل جعل للمعروف أهلاً من خلقه ، حبیب الیہم فعاله ووجه لطلاب المعروف الطلب الیہم و یسر لهم قضاءه كما یسر الغيث للأرض المجدبة لیحییها و یحیی بها أهلها و ان الله جعل للمعروف أعداء من خلقه یفرض الیہم المعروف و یفرض الیہم فعاله و یحظر علی طلاب المعروف الطلب الیہم و یحظر علیہم قضاءه كما یحرم الغيث علی الأرض المجدبة لیهلكها و یهلك أهلها و ما یغفو الله أكثر .

۳۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن الحسن بن علي بن يقطين ، عن محمد بن سنان ، عن داود الرقي ، عن أبي حمزة الثمالي قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : إن من أحب عبادة الله إلى الله لمن حبس إليه المعروف وحبس إليه فعاله .
محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن محمد بن سنان ، عن داود الرقي عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام مثله .

باب ۶

احسان

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے بقاؤ اسلام اور مسلمان اسی میں ہے کہ اموال کو حقدار تک پہنچا دیا جائے اور لوگوں پر احسان کیا جائے اور فتنے اسلام و مسلمان اس پر بھی ہے کہ اموال کو ایسے ہاتھوں میں دیا جائے جو فیسّر مستحق ہیں اور جن کے ساتھ احسان نہ کیا جائے نہ احسان
- ۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ نے اپنی مخلوق میں سے کچھ لوگ احسان کرنے کے اہل قرار دیئے ہیں اور احسان طلب کرنے والوں کی بات کو جو کرنے کے فعل کو محبوب قرار دیا ہے اور وہ احسان کر کے اتنا ہی خوش ہوتے ہیں جتنا بارش سے خشک زمین ، جس سے مردہ زمین اور اس کے باشندے زندہ ہوتے ہیں اور کچھ لوگ احسان کے دشمن بھی ہیں جو عقہ کرتے ہیں احسان کرنے والوں اور احسان چاہنے والوں پر اور رکاوٹ بن جاتے ہیں طالبان احسان کے لئے اور احسان کرنے والوں کے لئے جیسے بادل بارش روک کر زمین اور اہل زمین کے لئے ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے اور اللہ ان میں سے اکثر کو معاف نہیں کرتا۔ (مختلف فیہ)
- ۳۔ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے وہ ہیں جو احسان کرنے اور اس پر عمل کرنے کو دوست رکھتے ہیں (مجمول)
- ۴۔ دوسری روایت ابو حمزہ سے بھی ایسی ہی ہے۔

باب ۶۸

(فضل المعروف)

۱۔ أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد

الأعلى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : كلُّ معروف صدقة وأفضل الصدقة صدقة عن ظهر غنى وابنه بمن تعول ، والبذ العليا خير من البذ السفلى ولا يلوأ الله على الكفاف .

٢ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن وهب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : كلُّ معروف صدقة .

٣ - عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، وأحمد بن أبي عبدالله جميعاً ، عن محمد بن خالد ، عن سعدان بن مسلم ، عن أبي يقظان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : رأيت المعروف كاسمه وليس شيء أفضل من المعروف إلا ثوابه وذلك يراد منه وليس كلُّ من يحبُّ أن يضع المعروف إلى الناس يصنعه وليس كلُّ من يرغب فيه يتدبر عليه ولا كلُّ من يتدبر عليه يؤذنه فيه فإذا اجتمعت الرغبة والقدر والإذن فهناك تمت السعادة للمطالب والمطلوب إليه .

ورواه أحمد بن أبي عبدالله ، عن ابن فضال ، عن أبي جميلة ، عن محمد بن مروان عن أبي عبدالله عليه السلام مثله .

٤ - عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمد الأشعري ، عن ابن القداح ، عن أبي عبدالله عليه السلام عن آبائه عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : كلُّ معروف صدقة والدال على الخير كفاعله والله عز وجل يحبُّ إغاثة اللهيان .

٥ - عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، وأحمد بن محمد جميعاً ، عن الحسن بن محبوب ، عن عمر بن يزيد قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : المعروف شيء سوى الزكاة فتقرَّبوا إلى الله عز وجل بالبرِّ وصلة الرَّحم .

٦ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درَّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اصنع المعروف إلى من هو أهله وإلى من ليس من أهله فإن لم يكن هو من أهله فكن أنت من أهله .

٧ - عليُّ بن محمد بن بندار ، وغيره ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن عبدالله ابن القاسم ، عن رجل من أهل ساباط قال : قال أبو عبدالله عليه السلام لعمَّار : يا عمَّار أنت ربُّ مال كثير ؟ قال : نعم جعلت فداك ، قال : فتودِّي ما افترض الله عليك من الزكاة ؟

قال : نعم ، قال : فتخرج المعلوم من مالك ؛ قال : نعم ، قال : فتصل قرابتك ؛ قال : نعم ، قال : فتصل إخوانك ؛ قال : نعم ، فقال : يا عمار إن المال يفنى والبدن يبلى والعمل يبقى والدیان حمی لا يموت ، يا عمار إنه ماقدمت فلن يسبقك وما أخرت فلن يلحقك .

۸۔ محمد بن یحییٰ ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ ، عن الحسن بن محبوب ، عن جمیل ابن درّاج ، عن حدید بن حکیم أومرزم قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : أیتما مؤمن أوصل إلى أخیه المؤمن معروفاً فقد أوصل ذلك إلى رسول الله صلى الله عليه وآله .

۹۔ علی بن ابراهیم ، عن آیه ، عن الحسن بن محبوب ، عن هشام بن سالم ، عن أبي بصیر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن أعرابياً من بني تمیم أتى النبي صلى الله عليه وآله فقال : أوصني ، فكان فيما أوصاه به أن قال : يا فلان لا ترهدين في المعروف عند أهله .

۱۰۔ علی بن ابراهیم ، عن آیه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : اصنعوا المعروف إلى كل أحد فإن كان أهله وإلا فأنتم أهله .

۱۱۔ أبو علی الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الله بن الوليد ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أول من يدخل الجنة المعروف وأهله وأول من يرد علي الحوض .

۱۲۔ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن إسماعيل بن مهران ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : اجيزوا لأهل المعروف عشراتهم وانغروها لهم فإن كف الله تعالى عليهم هكذا - وأوما بيده كأنه يظل بها شيئاً .

باب

فصیلت احسان

۱۔ فرمایا ابو عبد الله عليه السلام نے کہ ہر احسان صدقہ ہے اور افضل صدقہ وہ ہے جو لینے والے کو غنی کر دے اور

کر دینے کی اس سے جس پر تم کو اعتماد احتیاج ہو اور اوپر والا ہاتھ (دینے والا) بہتر ہوتا ہے نیچے والے (لینے والا) ہاتھ سے اور بقدر کفایت پر اللہ سلامت نہیں کرتا۔ (مجمول)

۲- فرمایا رسول اللہ نے ہر احسان صدقہ ہے (حسن)

۳- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے میں نے دیکھا احسان اپنے نام کی طرح ہے اور کوئی شے احسان سے افضل نہیں مگر اس کا ثواب اور اس کا اراد کیا جاتا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ جو کوئی لوگوں سے احسان کا ارادہ کرنا ہو وہ اسے کر لیں ڈالے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ جو اس کی طرف راغب ہو وہ اس پر قادر ہو اسے اجازت بھی مل جائے اور جب رغبت قدرت دونوں جمع ہو جائیں تو سعادت طالب و مطلوب کے لئے پوری ہو گئی (مجمول)

ایسی ہی دوسری روایت ہے۔

۴- رسول اللہ نے فرمایا احسان صدقہ ہے اور نیکی کی طرف بہنائی کرنے والا مشن نیکی کرنے والے کے ہے اور اللہ پریشان حالوں کی اعانت کو دوست رکھتا ہے۔ (حسن)

۵- فرمایا حضرت نے احسان کرنا زکوٰۃ سے علاوہ ہے نیکی اور صلہ رحم کر کے اللہ سے تقرب حاصل کرو۔ (حسن)

۶- فرمایا حضرت نے نیکی کر داس کے ساتھ جو اہل ہے اور اس کے ساتھ بھی جو نا اہل ہے اور اگر وہ نا اہل ہے تو جو تم کو نیکی کرنے کے اہل ہو۔ (حسن)

۷- عمار رضی اللہ عنہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہا سے پاس مان کثیر ہے عرض کی ہاں فرمایا جو زکوٰۃ اللہ نے تم پر فرض کی ہے وہ تم نے ادا کی۔ کہا ہاں فرمایا حق معلوم دیا کہا ہاں، فرمایا اپنے قرابتداروں سے صلہ رحم کیا فرمایا ہاں فرمایا اپنے بھائیوں سے صلہ رحم کیا۔ فرمایا ہاں۔ فرمایا اے عمار مان قننا ہو جانا ہے بدن کہنہ ہو جانا اپنے عمل باقی رہتا ہے اور بدلہ دینے والا زندہ ہے مرنے والا نہیں، جو تم پہلے بیچ چکے ہو وہ دیکھو نہ رہے گا اور جو بعد میں رہ گیا وہ تم سے ملے گا نہیں۔ (حسن)

۸- فرمایا جو بندہ مومن اپنے مومن بھائی سے صلہ کرتا ہے تو یہ صلہ رحم ہوتا ہے گویا رسول اللہ سے (حسن)

۹- فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہ کے پاس ایک عرب بنی تمیم سے آیا اور کہنے لگا مجھے نصیحت کیجئے حضرت نے کچھ فرمایا ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ اہل سے احسان کرنے میں گریز نہ کرنا۔ (حسن)

۱۰- فرمایا احسان کرو ہر ایک سے اگر وہ اس کا اہل ہے تو خیر ورنہ تم تو احسان کرنے کے اہل ہو۔ (حسن)

۱۱- فرمایا حضرت رسول خدا نے سب سے پہلے جو جنت میں داخل ہو گا اور حوض کوثر پر سب سے پہلے وارد ہو نہی والا احسان ہو گا اور احسان کرنے والا۔ (مجمول)

۱۲- فرمایا احسان کرنے والوں کی خطاؤں سے درگزر کرو اور ان کو معاف کر دو اللہ کی رحمت کا ان پر سایہ ہو گا۔ (حسن)

﴿باب منہ﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا، عن سهل بن زیاد، عن عبد اللہ بن الدہقان، عن درست بن اُمی منصور، عن عمر بن اذینہ، عن زرارة، عن اُمی عبد اللہ رضی اللہ عنہا قال: کان امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ یقول: من صنع بمنزل ما صنع إلیہ فإِنما کافاه ومن أضعفه کان شکوراً ومن شکر کان کریماً ومن علم أن ما صنع إینما صنع إلی نفسه لم یستبط الناس فی شکرهم ولم یستزدهم فی مودتہم، فلا تلتس من غیرک شکر ما أنیت إلی نفسك ووقیت به عرضک، واعلم أن الطالب إلیک الحاجۃ لم ینکرک وجہہ عن وجہک فأکرک وجہک عن ردہ.

باب

تتم

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے اثنایا احسان کیا جتنا دوسرے نے اس کے ساتھ کیا ہو تو اس نے بدلہ دیا اور جس نے زیادہ کیا وہ شکر گزار ہوا اور جو شکر گزار ہو وہ کریم ہے اور جو یہ جانے کہ جو یہ سمجھے کہ جو احسان اس نے کیا ہے اپنے نفس کے لئے کیا ہے تو ایسے لوگوں کے شکر گزار ہونے میں لوگ تامل نہ کریں گے اور وہ لوگوں سے محبت کن زیادتی نہ چاہیں گے پس تم کچھ دے کر لوگوں سے شکر کے طالب نہ ہو اگر اہم کرو اور جان لو کہ تم سے سوال کرنے والا تمہارے سامنے اپنے کو ذلیل بناتا ہے پس اسے رد کر کے اپنے کو ذلیل نہ کرو۔

﴿باب﴾

﴿أن صنائع المعروف تدفع مصارع السوء﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا، عن سهل بن زیاد، عن جعفر بن محمد الأشعري، عن عبد اللہ بن میمون القداح، عن اُمی عبد اللہ، عن آبائه رضی اللہ عنہم قال: صنائع المعروف تقی مصارع السوء.

۲۔ علی بن ابراہیم، عن ایہ، عن السوفلی، عن السکونی، عن اُمی عبد اللہ

ﷺ قال : قال رسول الله ﷺ : إن البركة أسرع إلى البيت الذي يمتار منه المعروف من الشفرة في سنام البعير أومن السيل إلى منتهاه .
 ۳ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي المغراء ، عن عبد الله بن سليمان قال : سمعت أبا جعفر ﷺ يقول : إن صنائع المعروف تدفع مصارع السوء .

باب

احسان بری موت سے بچاتا ہے

- ۱- فرمایا حضرت نے کہ احسان کرنا بری موت سے بچاتا ہے۔ (بخاری)
- ۲- حضرت رسول خدا نے فرمایا برکت چھٹی ہے اس گھر کی طرف جس میں احسان کیا جاتا ہے اگرچہ وہ اونٹ کے گویاں کا ایک بال ہی ہو یا سیلاب کا ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری)
- ۳- ترقیہ ادب سے۔ (مجموع)

﴿باب﴾

﴿ان أهل المعروف في الدنيا هم أهل المعروف في الآخرة﴾

۱- عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن زكريا المؤمن ، عن داود ابن فرقد أوقية الأعشى ، عن أبي عبد الله ﷺ قال : قال أصحاب رسول الله ﷺ : يا رسول الله فذاك آباؤنا وأمهاتنا إن أصحاب المعروف في الدنيا عرفوا بمعروفهم فيم يعرفون في الآخرة ؛ فقال : إن الله تبارك وتعالى إذا أدخل أهل الجنة الجنة أمر رباً عبقة طيبة (۱) فلزقت بأهل المعروف فلا يمر أحد منهم بملأ من أهل الجنة إلا وجدوا ريحهم فقالوا : هذا من أهل المعروف .

۲- محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن أبي عبد الله البرقي ، عن بعض أصحابنا رفته ، عن أبي عبد الله ﷺ قال : أهل المعروف في الدنيا هم أهل المعروف في الآخرة يقال لهم : إن ذنوبكم قد غفرت لكم فهبوا حسنتكم لمن شئتم .

- ۳۔ أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الله بن الوليد الوصافي ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أهل المعروف في الدنيا هم أهل المعروف في الآخرة .
- ۴۔ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن منصور بن يونس ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن للجنة باباً يقال له : المعروف لا يدخله إلا أهل المعروف وأهل المعروف في الدنيا هم أهل المعروف في الآخرة .

باب

دنیا میں احسان کرنے والے آخرت میں بھی ایسے ہی ہیں

۱۔ ایک صحابہ رسول نے حضرت سے کہا ہمارے ماں باپ آپ پر خدا ہوں احسان کرنے والے دنیا میں اپنے احسان سے پہچانے جاتے ہیں کیا وہ آخرت میں بھی پہچانے جائیں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں داخل کرے گا تو ایک پاک و صاف خوشبودار ہوا کو حکم دے گا کہ وہ احسان کرنے والوں سے ملے۔ پس اہل جنت میں سے جو کوئی گزرے وہ اس خوشبو کو محسوس کرے گا اور وہ کہیں کر یہ احسان کرنے والے لوگ ہیں (مخ)

۲۔ فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام معروف ہے اس میں صرف احسان کرنے والے داخل ہوں گے جو دنیا میں معروف تھے وہ آخرت میں بھی اہل معروف ہوں گے۔

۳۔ فرمایا احسان کرنے والے جس طرح دنیا میں نیک نام ہیں آخرت میں بھی ہوں گے ان سے کہا جائے گا تمہارے گناہ بخش دیئے گئے پس تم اپنے احسانات جیسے چاہو بخش دو۔ (مرفوعہ)

۴۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے جو دنیا میں نیک بننے والے ہیں وہ آخرت میں بھی نیک نام ہیں بدی کرنے والے جیسے دنیا میں بدنام ویسے آخرت میں۔ (مقبول)

۵۔ فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام معروف ہے اس میں صرف اہل معروف ہی داخل ہوں گے جیسے دنیا میں معروف تھے اسی طرح آخرت میں اہل معروف رہیں گے (مرفوعہ)

﴿باب﴾

﴿تمام المعروف﴾

۱۔ محمد بن یحیی ، عن أحمد بن محمد بن عیسی ، عن محمد بن خالد ، عن سعدان ، عن

حاتم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : رأيت المعروف لا يصلح إلا بثلاث خصال : تصغيره و تستيره و تعجيله فانك إذا صغرتَه عظمتَه عند من تصنمه إليه ، و إذا سترته تمسته و إذا عجلته هتأته و إن كان فيه ذلك سخفته و تكذبه .

۲ - أحمد بن شبل ، عن محمد بن خالد ، عن خلف بن حماد ، عن موسى بن بكر ، عن زرارة ، عن حمران ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سمعته يقول : لكل شيء نمرة و نمرة المعروف تعجيل السراح .

باب

تكميل احسان

- ۱ - فرمایا حضرت نے احسان کی تکمیل تین چیزوں سے ہوتی ہے اول اس کو کم سمجھنا دوسرے چھپا کر دینا تیسرے دینے جلدی کرنا ، جب اپنے عطیہ کو حقیر سمجھو گے تو لینے والے کے دل میں عنایت ہوگی اور جب چھپا کر دو گے تو تم نے اس کا حق پورا کیا اور جب جلدی دو گے تو لینے والے کے لئے گوارا ہوگا اور اس کے سوا اور کا تو تم نے اسے حقیر کیا اور تباہ کیا۔ (مجمول)
- ۲ - فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے ہر شے کا ایک پہل ہوتا ہے احسان کا پہل ہے جلدی کرنا دینے میں۔ (ضم)

﴿باب ۳﴾

﴿وضع المعروف موضعه﴾

۱ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سيف بن عميرة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام لفضل بن عمر : يا مفضل إذا أردت أن تعلم أشتي الرجل أم سعيداً فانظر سيده و معروفه إلي من يصنعه فان كان يصنعه إلي من هو أهله فاعلم أنه إلي خير وإن كان يصنعه إلي غير أهله فاعلم أنه ليس له عند الله خير

۲ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن محمد بن سنان ، عن مفضل بن عمر قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : يا مفضل إذا أردت أن تعلم إلي خير بصير الرجل أم إلي شرّ انظر أين يضع معروفه فان كان يضع معروفه عند أهله فاعلم أنه

بصير إلى خبر وإن كان يضع معرفه عند غير أهله فاعلم أنه ليس له في الآخرة من خلاق .
 ٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن محمد بن علي ، عن أحمد بن عمرو بن سليمان البجلي ، عن إسماعيل بن الحسن بن إسماعيل بن شعيب بن ميثم التمار ، عن إبراهيم بن إسحاق المدائني ، عن رجل ، عن أبي مخنف الأزدي قال :
 أتى أمير المؤمنين صلوات الله عليه رهطاً من الشيعة فقالوا : يا أمير المؤمنين لو أخرجت هذه الأموال ففرتها في هؤلاء الرؤساء والأشراف وفضلتهم علينا حتى إذا استوسقت الأمور عدت إلى أفضل ما عودك الله من القسم بالسوية والعدل في الرعية ؛ فقال أمير المؤمنين عليه السلام : أتأمروني وبحكم أن أطلب النصر بالظلم والجور فيمن ولّبت عليه من أهل الإسلام لا والله لا يكون ذلك ما سر السمير وما رأيت في السماء نجماً والله لو كانت أموالهم مالي لساويت بينهم فكيف وإتماهي أموالهم ، قال : ثم أزم ساكتاً طويلاً ثم رفع رأسه فقال : من كان فيكم له مال فإياه والفساد فإن إعطاه في غير حقه تبذير وإسراف وهو يرفع ذكر صاحبه في الناس ويضعه عند الله ولم يضع امرء ماله في غير حقه وعند غير أهله إلا حرمه الله شكرهم و كان لغيره دمه فإن بقي معه منهم بقية ممن يظهر الشكر له ويريه النصح فأنما ذلك ملق منه وكذب فإن زلت بماحبهم النعل ثم احتاج إلى معونتهم ومكافاتهم فالألم خليل وشراً خدين ولم يضع امرء ماله في غير حقه وعند غير أهله إلا لم يكن له من الحظ فيما أتى إلا محدة اللثام وبناء الأشرار مادام عليه منعماً مفضلاً ومقالة الجاهل ما أجوده و هو عند الله بتبيل فأى حظ أبور وأخسر من هذا الحظ وأي فائدة معروف أقل من هذا المعروف ، فمن كان منكم له مال فليصل به القرابة وليحسن منه الضيافة وليفك به العاني والأسير وابن السبيل فإن الفوز بهذه الخصال مكارم الدنيا وشرف الآخرة .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن محمد بن سنان ، عن إسماعيل ابن جابر قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : لو أن الناس أخذوا ما أمرهم الله عز وجل به فأنفقوه فيما نهاهم الله عنه ما قبله منهم ولو أخذوا ما نهاهم الله عنه فأنفقوه فيما أمرهم الله به ما قبله منهم حتى يأخذوه من حق وينفقوه في حق .

۵ - علی بن شیخ ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن موسى بن القاسم ، عن أبي جميلة عن ضريس قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إنما أعطاكم الله هذه الفضول من الأموال لتوجهوها حيث وجهها الله ولم يعطكموها لتكنزوها .

باب

احسان کا صحیح مقام پر رکھنا

- ۱- مفضل بن عمر سے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم یہ جاننا چاہو کہ شوق کون ہے اور سچے کون تو اس کی بخشش اور احسان پر نظر کرو اگر وہ اہل کو دیتا ہے تو آخری ہے اور اگر غیر اہل کو دیتا ہے تو سچے کو کہ اللہ کے نزدیک یہ نیکی نہیں۔ (حسن)
- ۲- فرمایا حضرت نے اسے مفضل اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ ایک شخص امر خیر کر رہا ہے یا امر شر تو اس کے احسان کی طرف دیکھو اگر اہل کو ساتھ کرنا ہے تو نیکی ہے اور اگر نااہل کے ساتھ کرنا ہے تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ (حسن)
- ۳- راوی کہتا ہے امیر المؤمنین کے پاس ایک گروہ ان کے شیعوں کا آیا اور کہنے لگا۔ اے امیر المؤمنین اگر آپ ان اموال کو روکنا اور اشرفان میں تقسیم کر دیتے اور ہم ان کو ترجیح دیتے تو امور سلطنت میں کشادگی ہو جاتی اور بالخصوص تقسیم و عدالت کے ساتھ رہنا یا کو دینے سے زیادہ فائدہ آپ کو پہنچ جاتا۔ حضرت نے فرمایا اے تم تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں ظلم و جور سے ان لوگوں سے طالب نثرت ہوں جن پر اللہ نے مجھے ولی بنا یا ہے خدا کی قسم ایسا نہ ہو گا جب تک رات کو بات کرنے والا بات کرے اور جب تک میں آسمان میں ستارہ دیکھوں واللہ اگر ان کے اموال میرے سوال ہوتے تو میں ان کے درمیان مساوی تقسیم کر دیتا اور جب اموال ان کے ہیں تو کیسے کہوں پھر کچھ دیر ساکت رہ کر برا اٹھایا اور فرمایا تم میں سے جس کے پاس مال ہے وہ اپنے گنہگار سے بچائے وہ غیر مستحق کو دینا فضول خرچی ہے۔ ایسا احسان لوگوں میں تو اس کے نزدیک بلند کرے گا لیکن عند اللہ اس کا مرتبہ پست ہو گا جو کوئی اپنا مال غیر مستحق کو دیتا ہے تو اللہ اس کو ان کے شکر سے محروم کر دیتا ہے اور اس کی محبت اس کے بغیر سے ہوتی ہے اور ان میں سے کچھ اظہار شکر کرتے بھی ہیں تو اذراہ چاہا جیسا جوڑنا اگر وہ کسی وقت ایک جوتے کا عزاز ہوتا ہے۔ اور ان سے مدد طلب کرنا ہے تو اس کی ناکامی سے سخت رنج اٹھاتا ہے غیر مستحقوں کو اپنا مال دینے والا کوئی حفظ حاصل نہیں کرتا سولہ کینوں کی تعریف کے اور اشرفان کی حد کے، وہ بھی اس وقت تک ان کو دیتا رہے جاہلوں کی بات کیا اچھی ہے جبکہ عند اللہ وہ نہیں ہے پس اس خط سے بترا درتخ ترا اور کوف خطا ہو گا اور کسی احسان کا اس سے کم بدلہ اور کیا ہو گا پس تم سے جس کے پاس مال ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے قرا بداروں سے صلہ رحم کرے

اور ان کی فیسافت کرے اور پریشان حالوں اور قیدیوں کو تکلیف سے نجات دے، مسافروں کی مدد کرے اس عادتوں میں کامیابی دنیا کی بزرگیوں اور آخرت کا شرف ہے۔ (۱۶)

۴- فرمایا حضرت نے کاش لوگ اس حکم پر عمل کرتے جو اللہ نے ان کو دیا ہے۔ وہ حق چیر کو لیتے اور حق میں اس کو خرچ کرتے (۱۷)

۵- فرمایا حضرت نے اللہ نے یہ زیادہ مال تم کو اس لئے دیا ہے کہ تم اس کی طرف ویسی ہی توجہ کرو جیسی اللہ نے توجہ دلائی ہے اور اللہ نے یہ مال اس لئے نہیں دیا کہ تم اس کو ذخیرہ کرو (۱۸)

﴿بَاب﴾

﴿فی آداب المعروف﴾

۱- محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن محمد بن سنان، عن حذیفہ بن منصور، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا تدخل لأخيك في أمر مضرتك عليك أعظم من منفته له، قال ابن سنان: يكون على الرجل دين كثير ولك مال فتؤذي عنه فيذهب مالك ولا تكون قضيت عنه.

۲- عدة من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبد الله، عن أبيه، عن إبراهيم بن محمد الأشعري، عن سمع أبا الحسن موسى عليه السلام يقول: لا تبدل لإخوانك من نفسك ما ضره عليك أكثر من منفته لهم.

۳- عدة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن علي بن أسباط، عن الحسن بن علي الجرجاني، عن محمد بن عمار، عن أحمد بن محمد بن عيسى، قال: لا توجب على نفسك الحقوق واصبر على النوائب ولا تدخل في شيء مضرتك عليك أعظم من منفته لأخيك.

بَاب

آداب احسان

۱- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے نہ مداخلت کر اپنے بھائی سے اس امر میں جو اس نے اپنی منفعت کے بڑے حصہ سے تم کو دیا ہے ابن سنان نے کہا کہ ایک شخص پر فرض ہے اور تمہارے پاس مال ہے اگر تم اس سے ادا کر دو مال چلا جائے

- گا اور اس کا قرضہ بھی ادا نہ ہوگا۔ (م)
- ۲۔ فرمایا اپنے بھائیوں پر ایسی بخش نہ کرو کہ ان کے نفع سے زیادہ تمہیں نقصان پہنچ جائے (رسول)
- ۳۔ اپنے نفس پر حقوق واجب ہزار ہا درصائب پر مہر کرو اور کوئی ایسا کام نہ کرو کہ اس میں اپنے دوست کے فائدے سے زیادہ نقصان پہنچ جائے۔ (م)

﴿باب﴾

﴿من كفر المعروف﴾

- ۱۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن أبي جعفر البغدادي ، عن عثمان رواه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال : لعن الله قاطعي سبل المعروف ، قيل : وما قاطعوا سبل المعروف ؛ قال : الرجل يصنع إليه المعروف فيكفره فيمتنع صاحبه من أن يصنع ذلك إلى غيره .
- ۲۔ - عن علي بن محمد ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن الحسن بن محبوب ، عن سيف بن عميرة قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : ما أقل من شكر المعروف .
- ۳۔ - عن علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من أتى إليه معروف فليكاف به فإن عجز فليثن عليه فإن لم يفعل فقد كفر النعمة .

باب

احسان سے انکار کرنے والا

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اللہ لعنت کرے احسان کے راستوں کو قطع کرنے والوں پر، کسی نے پوچھا اس سے کیا مراد ہے فرمایا وہ شخص ہے جس کے ساتھ احسان کیا جائے اور وہ ناشکر بن کر احسان کرنے والے کسی کے ساتھ احسان کرنے سے روک دے۔ (رسول)
- ۲۔ احسان کا جتنا شکر کیا جاتا ہے کہ ہے۔ (مقبول)
- ۳۔ رسول اللہ نے فرمایا جس کے ساتھ نیکی کی جائے اسے چاہئے کہ بدلہ دے اگر اس پر قدرت ہو تو احسان کرنے والے کی تعریف کرے ورنہ کفران نعمت ہوگا۔ (م)

باب القرض

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن منصور بن يونس ، عن إسحاق ابن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : مكتوب على باب الجنة الصدقة بعشرة والقرض بشمانية عشر وفي رواية أخرى بخمسة عشر .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن رمي بن عبد الله ، عن فضيل بن يسار قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : ما من مؤمن أقرض مؤمناً يلتمس به وجه الله إلا حسب الله له أجره بحساب الصدقة حتى يرجع إليه ماله .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن إبراهيم بن عبد الحميد ، عن أبي عبد الله عليه السلام في قوله تعالى : «لا خير في كثير من نجويتهم إلا من أمر بصدقة أو معروف قال : يعني بالمعروف القرض .

٤ - عده من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن الحسن بن علي ، عن أبيه ، عن عقبة بن خالد قال : دخلت أنا والمعلمي وعثمان بن عمران علي أبي عبد الله عليه السلام فلما رأنا قال : مرحباً مرحباً بكم وجوه نحبنا ونحبها جعلكم الله معاني الدنيا والآخرة فقال له عثمان : جعلت فداك فقال له أبو عبد الله عليه السلام : نعم مه قال : إنني رجل موسر ، فقال له : بارك الله لك في يسارك ، قال : ويجيء الرجل فيسألني الشيء ، وليس هو إبان زكاتي فقال له أبو عبد الله عليه السلام : القرض عندنا بشمانية عشر والصدقة بعشرة وماذا عليك إذا كنت كما تقول موسراً أعطيتك فإذا كان إبان زكاتك احتسبت بها من الزكاة يا عثمان لا تردّه فإن ردّه عند الله عظيم ، يا عثمان إنك لو علمت ما منزلة المؤمن من ربه ما توائمت في حاجته ومن أدخل على مؤمن سروراً فقد أدخل على رسول الله صلى الله عليه وآله وقضاء حاجة المؤمن يدفع الجنون والجذام والبرص .

٥ - سهل بن زياد ، عن محمد بن عبد الحميد ، عن إبراهيم بن السندي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قرض المؤمن غنيمة وتعجيل خير ، إن أيسر أداه وإن مات احتسب من الزكاة .

باب قرض

- ۱- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ باب جنت پر لکھا ہوا ہے صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ گنا اور ایک روایت میں پندرہ گنا۔ (حسن)
- ۲- فرمایا حضرت نے جو مومن کسی مومن کو قرضہ الی اللہ قرضہ دے گا تو اللہ تعالیٰ قرضہ کی واپسی تک اس کا اجر جیسا صدقہ دے گا (حسن)
- ۳- فرمایا اس آیت میں معدود سے مراد صدقہ ہے۔ (حسن)
- ۴- میں معنی اور عثمان بن بہرام حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ہم کو دیکھتے ہی فرمایا خوش آمدید، خوش آمدید، تم ہمیں دوست رکھتے ہو تمہیں، اللہ نے تمہارا پھارا اساتقہ کیا ہے دنیا و آخرت میں، عثمان نے کہا میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، فرمایا کھڑو، اتنے میں ایک مالدار آدمی آیا۔ حضرت نے فرمایا اللہ تمہاری دولت میں ہیں برکت دے، اس نے کہا ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور سوال کرتا ہے لیکن میرے پاس زکوٰۃ کا کچھ نہیں ہوتا حضرت نے فرمایا قرض کی جزا ہمارے نزدیک اٹھارہ گنا زیادہ ہے اور صدقہ کی دس گنا۔ تم پر مالدار ہونے کی حیثیت سے کیا بار تھا اگر قرض دے دیتے جب زکوٰۃ کا وقت آتا بھرا کرتے۔ لے عثمان سوال کو رو نہ کر و اس کا رد کرنا خدا کے نزدیک بہت برا ہوتا ہے اگر تم جانتے کہ پیش خدا مومن کی کیا منزلت ہے تو مسائل کی حاجت براری میں تاخیر نہ کرتے، جس نے قلب مومن کو خوش کیا اس نے قلب رسول کو خوش کیا، مومن کی حاجت بر لانا دفع کرتا ہے جنون و پیرس کو۔ (حسن)
- ۵- فرمایا حضرت نے مومن کو قرض دینا غنیمت ہے نیکی میں جلدی کرے اگر مالدار ہو تو ادا کرے اگر مر جائے گا تو حق زکوٰۃ میں شمار ہوگا۔ (حسن)

﴿باب ۱۶﴾

﴿النظار المعسر﴾

- ۱- محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن الحسن بن محبوب، عن معاویة بن عمار، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من أراد أن يظله الله يوم لا ظل إلا ظله - قالها ثلاثاً - فها به الناس أن يسألوه، فقال: فليظر معسراً أو ليدع له من حقه

۲۔ محمد بن یحییٰ، عن عبد اللہ بن محمد، عن علی بن الحکم، عن أبان بن عثمان، عن عبدالرحمن بن أبي عبد اللہ، عن أبي عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: إن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: في يوم حارٍ - وحنا كفه - من أحب أن يستظلَّ من فور جهنم ۱ - قالها ثلاث مرَّات - فقال الناس في كلِّ مرَّةٍ: نحن يا رسول الله، فقال: من أنظر غريباً أو ترك المعسر، ثمَّ قال لي أبو عبد اللہ رضی اللہ عنہ: قال لي عبد اللہ بن كعب بن مالك: إنَّ أبي أخبرني أنه لزم غريباً له في المسجد فأقبل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فدخل بيته و نحن جالسان ثمَّ خرج في الهاجرة فكشف رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ستره وقال: يا كعب ما زلتما جالسين؛ قال: نعم بأبي وأمي قال: فأشار رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بكفه خذال نصف، قال: فقلت: بأبي وأمي، ثمَّ قال: اتبعه بيقية حتك، قال: فأخذت النصف ووضعت له النصف.

۳۔ عدۃ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن علي بن أسباط، عن يعقوب بن سالم، عن أبي عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: دخلوا سبيل المعسر كما خلاه الله عزَّ وجلَّ.

۴۔ عدۃ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن محبوب، عن يعقوب بن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن، عن أبي عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: صعد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم المنبر ذات يوم فحمد الله وأثنى عليه و صلى على أنبيائه صلى الله عليهم ثمَّ قال: أيها الناس ليبلغ الشاهد منكم الغائب، ألا ومن أنظر معسراً كان له على الله عزَّ وجلَّ في كلِّ يوم صدقة بمثل ما له حتى يستوفيه، ثمَّ قال أبو عبد اللہ رضی اللہ عنہ: «وإن كان ذو عسرة فنظرة إلى ميسرة وإن تصدقوا خير لكم، إن كنتم تعلمون أنه معسر فتصدقوا عليه بما لكم [عليه] فهو خير لكم».

باب

تنگ دست کو نہلت دینا

۱۔ جو چاہتا ہے کہ اس دن اس کے سر پر سایہ ہو جس دن خدا کی رحمت کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا تو چاہیے

اسے کہ غریب مقروض کو مہلت یا اپنا حق اس کے لئے چھوڑے۔ (۴)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے ایک گرم دن میں فرمایا در آنحالیہ کہ آپ کی پھیلی پر ہندی لگی تھی تم میں سے جو کوئی دوست رکھتا ہے اس بات کو کہ جہنم کے شعلوں سے بچکر سایہ میں رہے یہ تین بار فرمایا لوگوں نے ہر بار کہا یا رسول اللہ ہم چاہتے ہیں فرمایا تو اپنے قرضدار کو مہلت دو یا غریب کے لئے چھوڑ دو، پھر حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ عبد اللہ بن کعب بن مالک نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہ اس نے بیکر لیا ایک قرضدار کو مسجد میں، رسول اللہ تشریف لے گئے اور اپنے گھر میں داخل ہوئے اور ہم دونوں بیٹھے تھے حضرت اس گرم وقت میں پھر باہر نکلے اپنے کپڑے اتارے اور سنا یا لے کعب تم لوگ ابھی بیٹھے ہو، میں نے کہا جی ہاں میرے ماں باپ فدا ہوں حضرت نے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا آدھا قرضہ اس سے لے لو اتنی کے طلبہ گاہرو۔ میں نے نصف لے لیا اور باقی نصف اس پر چھوڑا۔ (مہربوں)

۳۔ فرمایا غریب قرضدار کو سہولت دو جس طرح اللہ نے اسے سہولت دی ہے۔ (مہربوں)

۴۔ فرمایا حضرت رسول خدا منبر پر تشریف لے گئے اور محمد و ثناء الہی کے بعد انبیاء پر درود بھیجا پھر فرمایا لوگو جو تم میں موجود ہیں وہ غائبین تک یہ پہنچا دیں کہ جو غریب قرضدار کو مہلت دے گا تو اللہ ہر روز اس کے ماں کے برابر صدقہ کا ثواب لکھے گا قرضہ کے ادا ہونے تک، پھر ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ تنگ دست ہو تو مالدار ہونے تک مہلت دو اور اگر صدقہ میں اسے دے دو تو تمہارے لئے یہ بہتر ہو گا۔ (ض)

﴿بَاب﴾

﴿تحلیل المیت﴾

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيہ؛ و محمد بن اسماعیل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن ابي عمير، عن ابراهيم بن عبد الحميد، عن الحسن بن خنيس قال: قلت لابي عبد الله عليه السلام: ان لعبد الرحمن بن سبابه ديناً على رجل قدمنا وقد كلمناه ان يحلله فابي فقال: ويحه اما يعلم ان له بكل درهم عشرة اذا حلله فاذا لم يحلله فانتسا له درهم بدل درهم.

۲۔ علی بن محمد بن عبد اللہ، عن أحمد بن محمد بن خالد، عن عم بن ذكروه، عن الوليد بن أبي العلاء، عن معتب قال: دخل محمد بن بشر الوشاء على أبي عبد الله عليه السلام يسأله: أن

یکم شہاباً أن يخفف عنه حتى ينقضي الموسم و كان له عليه ألف دينار فأرسل إليه فأنه فقال له : قد عرفت حال جد وانقطاعه إلينا وقد ذكر أن لك عليه ألف دينار لم تذهب في بطن ولا فرج وإنما ذهبت ديناراً على الرجال و ضايح وضعها وأنا أحب أن تجعله في حل فقال : لعلك ممن يزعم أنه يقبض من حسناته فتمطأها ، فقال : كذلك في أيدينا فقال أبو عبد الله عليه السلام : الله أكرم وأعدل من أن يتقرب إليه عبده فيقوم في الليلة القرة أو يصوم في اليوم الحار أو يطوف بهذا البيت ثم يسلبه ذلك فيعطاه ولكن لله فضل كثير يكافي المؤمن ، فقال : فهو في حل .

باب

میت کو معاف کرنا

- ۱۔ میں نے حضرت سے کہا کہ عید الرحمن بن سہاب کے کچھ درہم ایک شخص پر قرض تھے جو مر گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اسے معاف کر دے اس نے انکار کر دیا۔ حضرت نے فرمایا و لئے ہو اس پر وہ نہیں جانتا کہ اس کو ہر دینار کے بدلے دس دینار کا اجر ملتا اور اب اسے ایک دینار کے بدلے ایک ہی دینار ملے گا۔ (حسن)
- ۲۔ محمد بن بشیر حضرت ابو عبد اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ حضرت شہاب سے فرمائیں کہ وہ موسم حج گزارتے تک ہدیت سے اس پر شہاب کے ایک ہزار دینار قرض تھے۔ حضرت نے اسے بلا کر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ محمد کی مالی حالت کمزور ہے وہ ہمارے پاس آیا اور یہ بتایا کہ تمہارے ایک ہزار دینار اس پر قرض ہیں اس نے نہ کھانے پینے میں خرچ کئے ہیں نہ جو س رانی میں ، بلکہ وہ اس نے لوگوں کے قرض میں بیٹھے ہیں اور صحیح جگہ ان کو خرچ کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اسے بخش دو ، کیا تمہارا مکان یہ ہے کہ اس کے حسنت کو کم کر دیا جائے گا۔ اس نے کہا یہ تو ہمارے ہاتھ میں ہے کم کریں یا زیادہ ، فرمایا اللہ عادل و کریم ہے جو بندہ ٹھنڈی راتوں میں گھڑا رہے اور گرمیوں میں روزہ رکھے یا خانہ کعبہ کا طواف قربتہ الی اللہ کرے تو عدل اپنی کے خلاف ہے کہ یہ سب نیکیاں اس سے سب کر کے اسے کچھ سے بلکہ اللہ تو بڑا افضل کرنے والا ہے وہ مومن کی نیکی کا بدلہ دیتا ہے یہ سن کر اس نے کہا کہ میں نے اپنا قرضہ بخشا یا نہیں

باب ۹

باب مؤونة النعم (۱)

۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن علی بن الحکم، عن سلیمان القرآء مولیٰ طربال، عن حدید بن حکیم، عن ابي عبد الله عليه السلام قال: من عظمت نعمة الله عليه اشتدت مؤونة الناس عليه فاستديموا النعمة باحتمال المؤونة ولا تعر ضوها للزوال فقل من زالت عنه النعمة فكادت أن تعود إليه.

۲۔ علی بن ابراهیم، عن علی بن محمد القاسانی، عن ابي أيوب المدني مولیٰ بني هاشم، عن داود بن عبد الله بن محمد الجعفري، عن ابراهیم بن محمد قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: ما من عبد تظاهرت عليه من الله نعمة إلا اشتدت مؤونة الناس عليه فمن لم يتم للناس بحوائجهم فقد عر من النعمة للزوال، قال: فقلت: جعلت فداك ومن يقدر أن يقوم لهذا الخلق بحوائجهم، فقال: إنما الناس في هذا الموضع والله المؤمنون.

۳۔ علی بن محمد بن عبد الله، عن أحمد بن أبي عبد الله، عن أبيه، عن سعدان بن مسلم، عن أبان بن تغلب قال: قال أبو عبد الله عليه السلام لحسين الصحاف: يا حسين ما ظاهر الله على عبد النعم حتى ظاهر عليه مؤونة الناس، فمن صبر لهم وقام بشأنهم زاده الله في نعمه عليه عندهم و من لم يصبر لهم ولم يتم بشأنهم أزال الله عز وجل عنه تلك النعمة.

۴۔ علی بن ابراهیم، عن هارون بن مسلم، عن مسعدة بن صدقة، عن ابي عبد الله عليه السلام قال: من عظمت عليه النعمة اشتدت مؤونة الناس عليه فإن هو قام بمؤوتتهم اجتلب زيادة النعمة عليه من الله وإن لم يفعل فقد عر من النعمة لزوالها.

باب

خریج نعمت

۱۔ فرمایا ابو عبد الله عليه السلام نے جس کے پاس مال زیادہ ہو تب سے تو لوگوں کے خریج کی ذمہ داری بھی اس پر زیادہ ہو

جاتی ہے لوگوں پر خرچ کر کے دولت کو لازوال بناؤ اور مال کو زوال کے لئے نہ رکھو، ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ مال جانے کے بعد واپس آئے۔ (۴)

۲۔ فرمایا حضرت نے جس بندہ پر خدا کی نعمت کا ظہور ہوتا ہے اس پر اتنا ہی لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا بار زیادہ ہوتا ہے جو لوگوں کی حاجتیں پوری نہیں کرتا وہ اپنی دولت کو زوال کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ میں نے کہا اودھ جو حاجتوں کو پورا کرتے ہیں فرمایا ایسا کرنے والے واللہ مومن ہیں۔ (۵)

۳۔ وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔ (مجموع)

۴۔ وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

﴿بَابُ﴾

﴿حسن جوار النعم﴾

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن محمد بن عیسیٰ بن عبید ، عن محمد بن عرفہ قال : قال أبو الحسن الرضا علیہ السلام : یا ابن عرفہ ان النعم کالابل المعقلة فی عطنها علی القوم ما أحسنوا جوارها فاذا أساؤا معاملتها وإنالها نفرت عنهم .

۲۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن عثمان بن عیسی ، عن محمد ابن عجلان قال : سمعت أبا عبد الله علیہ السلام یقول : أحسنوا جوار النعم ، قلت : وما حسن جوار النعم قال : الشکر لمن أنعم بہا و أداء حقوقها .

۳۔ محمد بن یحیی ، عن أحمد بن محمد بن عیسی ، عن الحسن بن محبوب ، عن زید الشحام قال : سمعت أبا عبد الله علیہ السلام یقول : أحسنوا جوار نعم الله واحذروا أن تنقل عنکم إلی غیرکم أما إنہا لم تنقل عن أحد قط فکادت أن ترجع إلیہ ، قال : وکان علی علیہ السلام یقول : قل ما أدبر شیء فأقبل .

باب

نعمت پر شکر کرنا

۱۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے اسے ابن عرفہ نعمتیں اس اونٹ کی طرح ہیں جو اپنے تھکان پر بندھا ہو، قوم پر

- لازم ہے کہ اس سے اچھا سلوک کرے اگر برابرتاؤ ہوگا تو وہ ان سے نفرت کرنے لگے گا۔ (بجہول)
- ۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے أحسنوا جوار النعم ، میں نے کہا اس سے کیا مراد ہے ، فرمایا نعمت لینے والے کا شکر ادا کرنا اور اس کے حقوق کی رعایت کرنا۔ (بجہول)
- ۳۔ فرمایا حضرت نے نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرو اور اس سے بچو کہ وہ تمہارے غیر کی طرف چلی جائے ایسا نہیں ہوتا کہ جو شے کسی سے چلی جائے وہ لوٹ ہی آئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا ہوتا ہے کہ جا کر چیز واپس آئے (۱۰)

﴿باب ۸﴾

﴿معرفة الجود والسخاء﴾

۱۔ عِدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن أبيه ، عن أبي الجهم ، عن موسى بن بكر ، عن أحمد بن سليمان قال : سأل رجلُ أبا الحسن الأول عليه السلام وهو في الطواف فقال له : أخبرني عن الجواد ، فقال : إن لكلامك وجيب فإن كنت تسأل عن المخلوق فإن الجواد الذي يؤذي ما افترض الله عليه وإن كنت تسأل عن المخلوق فهو الجواد إن أعطى وهو الجواد إن منع ، لأنه إن أعطاك أعطاك ما ليس لك وإن منعك منعك ما ليس لك .

۲۔ عِدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : ما حدُّ السخاء ؟ فقال : تخرج من مالك الحق الذي أوجب الله عليك فتضعه في موضعه .

۳۔ علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن جعفر ، عن آباءه عليهم السلام أن رسول الله صلى الله عليه وآله قال : السخيُّ محببٌ في السموات ، محببٌ في الأرض ، خلق من طينة عذبة وخلق من ماء عينية من ماء الكونز والبخيل مبغض في السموات ، مبغض في الأرض ، خلق من طينة سبخة وخلق من ماء عينية من ماء العوسج .

۴۔ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضال ، عن علي بن عتبة ، عن محمد بن يحيى ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : السخيُّ الحسن الخلق في كلف الله لا يستخلى الله منه حتى يدخله الجنة ، وما بعث الله عز وجل نبيّاً ولا وصياً إلا سخياً وما كان أحد من الصالحين إلا سخياً وما زال أبي يوصيني بالسخاء حتى مضى وقال : من أخرج من ماله

الزكاة تامة فوضعها في موضعها لم يسأل من أين اكتسبت مالك .
 ٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن أبي سعيد المكلاري ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أتى رسول الله صلى الله عليه وآله وقد من اليمن وفيهم رجل كان أعظمهم كلاماً وأشدهم استقصاء في حجة النبي صلى الله عليه وآله فغضب النبي صلى الله عليه وآله حتى التوى عرق الغضب بين عينيه وتربّد وجهه وأطرق إلى الأرض فأتاه جبرئيل عليه السلام فقال : ربك يقرئك السلام و يقول لك : هذا رجلٌ سخّي يطعم الطعام فسكن عن النبي صلى الله عليه وآله الغضب ورفع رأسه وقال له : لولا أن جبرئيل أخبرني عن الله عز وجل أنك سخّي تطعم الطعام لشردت بك وجعلتك حديثاً لمن خلفك فقال له الرجل : وإن ربك ليحب السخاء ، فقال : نعم فقال : إنني أشهد أن لا إله إلا الله وأنت رسول الله والذي بعثك بالحق لا رددت من مالي أحداً .

٦ - علي بن محمد بن عبدالله ، عن أحمد بن محمد ، عن بعض أصحابنا ، عن أبان ، عن معاوية بن عمار ، عن زيد الشحام ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن إبراهيم عليه السلام كان أبا أضياف فكان إذا لم يكونوا عنده خرج يطلبهم وأغلق بابه وأخذ المفاتيح يطلب الأضياف وإنه جمع إلى داره فإذا هو برجل أو شبه رجل في الدار فقال : يا عبدالله يا ذن من دخلت هذه الدار ، قال : دخلتها يا ذن ربها - يردد ذلك ثلاث مرّات - فرى إبراهيم عليه السلام أنه جبرئيل ، فحمد الله ، ثم قال : أرسلني ربك إلى عبد من عبيده يتخذة خليلاً قال إبراهيم عليه السلام : فأعلمني من هو أخدمه حتى أموت ؛ قال : فانت هو قال : ومم ذلك ؛ قال : لأنك لم تسأل أحداً شيئاً قط ولم تسأل شيئاً قط قلت : لا .

٧ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن سنان ، عن أبي عبد الرحمن ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أتى رجل النبي صلى الله عليه وآله فقال : يا رسول الله أي الناس أفضلهم إيماناً قال : أيسطهم كفاً .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى بن عبيد ، عن أبي الحسن علي بن يحيى عن أيوب بن أعين ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : يؤتى يوم القيامة برجل فيقال : احتج فيقول : يا رب خلقتني وهديتني فأوسعت علي قلم أزل وأوسع علي خلقتك وأيسر عليهم لكي تنشر علي هذا اليوم رحمتك وتيسره ، فيقول الرب جل

تناؤه و: ألى ذكره : صدق عبدي أدخلوه الجنة .

٩ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الحسن بن علي الوشاء ، قال : سمعت أبا الحسن عليه السلام يقول : السخي قريب من الله قريب من الجنة ، قريب من الناس ، و سمعته يقول : السخاء شجرة في الجنة من تعلق بفصل من أغصانها دخل الجنة .

١٠ - علي بن إبراهيم ، عن ياسر الخادم ، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال : السخي يأكل طعام الناس ليأكلوا من طعامه والبخيل لا يأكل من طعام الناس لئلا يأكلوا من طعامه .

١١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله رفعه قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام لأبنة الحسن عليه السلام : يا بني ما السخاحة ؟ قال : البذل في اليسر والعسر .

١٢ - علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام لبعض جلسائه : ألا أخبرك بشيء يقرب من الله ويقرب من الجنة ويباعد من النار ؟ فقال : بلى ، فقال : عليك بالسخاء فإن الله خلق خلقاً برحمته لرحمته فجعلهم للمعروف أهلاً وللخير موضعاً وللناس وجهاً ، يسمى إليهم لكي يحيوهم كما يحيى المطر الأرض المجذبة أولئك هم المؤمنون الآمنون يوم القيامة .

١٣ - علي بن إبراهيم رفعه قال : أوحى الله عز وجل إلى موسى عليه السلام أن لا تقتل السامري فإنه سخي .

١٤ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عمرو بن عثمان ، عن محمد بن شعيب ، عن أبي جعفر المدائني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : شاب سخي مرهق في الذنوب أحب إلى الله من شيخ عابد بخيل .

١٥ - سهل بن زياد ، عن حدثه ، عن جميل بن دراج قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : خياركم سمحواؤكم وشراركم بغلاؤكم ، ومن خالص الإيمان البر بالإخوان والسعي في حوائجهم وإن البائس بالإخوان ليحبسه الرحمن وفي ذلك مرغمة للشيطان وتزخزح عن النيران ودخول الجنان ، يا جميل أخبر بهذا غرر أصحابك قلت : جعلت فداك من غرر أصحابي ، قال : هم البارون بالإخوان في العسر واليسر ثم قال : يا جميل أما إن صاحب الكثير يهون عليه ذلك وقد مدح الله عز وجل في

ذلك صاحب القليل فقال : في كتابه : « يؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فأثره كهم المفلحون »

باب

معرفت ہو دو سنا

- ۱- ایک شخص نے بحالت طوالت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جو ادا کئے گئے ہیں فرمایا اس کی دو صورتیں ہیں اگر یہ سوال مخلوق سے متعلق ہے تو جو ادا وہ ہے جو اپنے ان فرانس کو ادا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی پرمانہ کئے ہیں اور اگر خالق کے متعلق یہ سوال ہے تو وہ جو اپنے ہر صورت میں تم کو دے یا نہ دے کیونکہ جو تم کو دے گا تمہارا اس میں کوئی حق نہیں اور اگر نہ دے تو تمہیں اس کے لینے کا حق نہیں۔ (م)
- ۲- میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ سخاوت کیا ہے فرمایا جو حق اللہ نے تم پر دیا جب کیا ہے اسے دوا اور جو صحیح مقام اس کا ہے وہاں پہنچاؤ۔ (م)
- ۳- فرمایا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ مرد سخی آسمانوں میں بھی محبوب ہے اور اہل نہیں میں بھی اور اس کی زمین شور ہے اور اس کی آنکھوں کا پانی تھوہر درخت کے پانی سے ہے۔ (اس حقیقت کو اللہ رسول ہی جانتے ہیں۔ (م))
- ۴- فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کہ مرد سخی صاحب زحمت خلق ہوتا ہے اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے رحمت خدا اس سے متصل رہتی ہے جب تک وہ داخل جنت ہو، اللہ نے کسی نبی و وصی کو نہیں بھیجا مگر سخی بنا کر، خدا کے سب تک بندے سخی ہوتے ہیں۔ میرے والد نے مرتے دم تک مجھے سخاوت کی وصیت کی اور فرمایا جو اپنے مال سے زکوٰۃ نکالے اس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو نے یہ مال کہاں سے حاصل کیا۔ (مجمول)
- ۵- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ میں کا ایک وفد رسول اللہ کے پاس آیا ان میں ایک شخص بڑا پر زور کلام کرنے والا تھا اس نے رسول اللہ سے جھگڑا کرنا شروع کر دیا، حضرت کو غصہ آیا جس سے پسینہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان آگیا اور چہرہ غصت سے سرخ ہو گیا اور آپ نے زمین کی طرت اپنا چہرہ جھکایا۔ پس جب ریل آئے اور خدا کا سلام پہنچا کہ کہا یہ شخص سخی ہے لوگوں کو کھانا دیتا ہے یہ سن کر حضرت کا غصہ فرو ہوا اور سرد اٹھا کر فرمایا اگر جبریل نے یہ نہ بتایا ہوتا کہ تو سخی ہے اور لوگوں کو کھانا دیتا ہے تو میں تجھے نکال دیتا اور تیرے بعد آنے والوں کے لئے عبرت کی داستان بنا دیتا۔ اس نے کہا اگر آپ کا رب سخاوت کو دوست رکھتا ہے تو میں کو ابھی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے رسول ہیں قسم اس کی جس نے آپ کو حق پر بھیجا۔ اب میں کسی سائل

کو زندہ کروں گا۔ (ص)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ ابراہیم علیہ السلام بڑے جہاں نواز تھے اگر آپ کے جہاں کسی روز جہاں نہ آتے تو ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ایک روز دراز بندہ کے گنجانے ہوئے جہانوں کی تلاش میں گھر سے نکلے جب واپس ہوئے تو گھر میں ایک مرد یا مرد جیسا کوئی نظر آیا۔ آپ نے فرمایا اے بندہ خدا تو کس کی اذن سے گھر میں داخل ہوا اس نے کہا اس گھر کے مالک کے اذن سے داخل ہوا اس نے کہا اس گھر کے مالک کے اذن سے تین بار یہ کلمہ کہا، اب ابراہیم سمجھے کہ یہ جبرئیل ہیں جبرئیل نے حمد و ثنائے الہی کے بعد کہا تمھارے رب نے مجھے اپنے ایک ایسے بندہ کی طرف بھیجا ہے جسے اس نے اپنا خلیل بنایا ہے ابراہیم نے کہا مجھے بتا کہ وہ کون ہے تاکہ میرا عمر بھر اس کی خدمت کروں جبرئیل نے کہا وہ آپ ہی ہیں فرمایا اس لئے کہ تم نے کسی سے سوال کیا اور نہ کسی سے کا سوال کیا۔ میں نے کہا نہیں۔ (مرسل)

۷۔ فرمایا ابو سعید اللہ علیہ السلام نے ایک شخص نے حضرت رسول خدا سے پوچھا۔ از روئے ایمان کون افضل ہے فرمایا دینے کے لئے سب سے زیادہ کھلا ہوا ہے۔ (م)

۸۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا روز قیامت ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا۔ حجت بیان کر، وہ کچھ گا۔ لے میرے رب تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھے ہدایت کی اور وسعت رزق دی، میں نے تیری مخلوق کو دیا اور ان کی معاش میں آسانی پیدا کی تاکہ تو آج کے دن میرے اوپر اپنی رحمت نازل کرے اور سمجھی کہ آسان کرنے اللہ تمہارے گامیرے بندے نے سچ کہا اسے جنت میں داخل کرو۔ (مجموع)

۹۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے سخی قریب ہے اللہ سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے لوگوں سے اور یہ بھی فرمایا کہ سخاوت جنت کا ایک درخت ہے جو اس کی کسی شاخ سے متعلق ہو وہ جنت میں داخل ہوا۔ (م)

۱۰۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے سخی کھاتا ہے لوگوں کا کھانا تاکہ لوگ اس کا کھانا کھائیں اور بخیں اس لئے لوگوں کا کھانا نہیں کھاتا تاکہ لوگ اس کا کھانا نہ کھائیں۔ (م)

۱۱۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے پوچھا جو امر دی کیا ہے انہوں نے کہا راہ خدا میں تہرج کرنا، مالدار سی و سنگہ سستی دو نون حالتوں میں۔ (موتقی)

۱۲۔ حضرت ابو سعید اللہ علیہ السلام نے اپنے ایک ہمنشین سے کہا۔ میں تمہیں بتاؤں کہ کیا چیز اللہ سے اور جنت سے قریب کرتی ہے اور دوزخ سے دور رکھتی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا تم سخاوت کہ وہ اللہ نے اپنی رحمت سے ایک مخلوق رحم کرنے ذالی پیدا کی ہے ان کو احسان کرنے کا اہل قرار دیا ہے اور سبکی کا مقام بنایا ہے اور لوگوں کے لئے جائے توجہ، وہ ان کی طرف دوڑتا ہے تاکہ ان کو اسی طرح زندہ کرنے جیسے بارش زمین کو زندہ کرتی ہے یہ وہ موسم

ہیں جو روز قیامت امن میں ہوں گے۔ (مرفوع)

۱۳۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کمرامی کو قتل مت کر وہ سخی ہے۔

۱۴۔ فرمایا حضرت نے سخی جو ان گنہگار خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے بوڑھے عابد نیل سے۔

۱۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے تمہارے نیک لوگ اسیما ہیں اور تمہارے بدترین لوگ نخیل ہیں اور خالص ایمان

ہے نیکی کرنا اپنے بھائیوں سے اور سخی کرنا ان کے حجاج میں، جو اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے وہ خدا کا

دوست ہے اور اس نیکی کرنے سے شیطان ذلیل ہوتا ہے اور نیکی کرنے والا آتش جہنم سے دور رہتا ہے اور جنت

میں داخل ہوتا ہے۔ لے جمیل اس کی خبر دو اپنے روشن پیشانی اصحاب کو، میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں فرمایا فرانی

اور تنگی میں اپنے بھائیوں سے نیکی کرنے والے، پھر فرمایا جمیل کثیر دولت والے پر یہ گران گزرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

قلیل المعاش لوگوں کی تعریف کرتا ہے وہ اپنے نفسوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں چاہے ان پر سختی ہو جو اپنے کو

بخل سے بچاتے ہیں وحی فلاح پانے والے ہیں۔ (مرفوع)

﴿ باب الانفاق ﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ ؛ و أحمد بن محمد بن خالد
جمیلاً ، عن الحسن بن محبوب ، عن إبراهیم بن مہزم ، عن رجل ، عن جابر ، عن أبي
جعفر عليه السلام قال : إن الشمس لتطلع و معها أربعة أملاك : ملك ينادي يا صاحب الخير
أتم وأبشر ؛ و ملك ينادي يا صاحب الشرِّ أترع وأقصر ؛ و ملك ينادي أعط متفقاً خلفاً
وأت ممسكاً تلفاً ؛ و ملك ينضحها بالماء ولو لا ذلك اشتعلت الأرض

۲۔ أحمد بن أبي عبدالله ، عن عثمان بن عیسیٰ ، عن محمد بن عیسیٰ ، عن أبي عبد الله عليه السلام
في قول الله عز وجل : « كذلك يريهم الله أعمالهم حسرات عليهم » قال : هو الرجل
يدع ماله لا ينفقه في طاعة الله بخلاً ، ثم يموت فيدعه لمن يعمل فيه بطاعة الله أو في
معصية الله فإن عمل به في طاعة الله رآه في ميزان غيره فرآه حسرة وقد كان المال له
وإن كان عمل به في معصية الله قواه بذلك المال حتى عمل به في معصية الله عز وجل .

۳۔ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ ، عن علي بن الحكم ، عن موسى
ابن راشد ، عن سماعة ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من أبقن

بالخلف سحخت نفسه بالنفقة .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن بعض من حدثه عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه في كلام له : ومن يبسط يده بالمعروف إذا وجده يخلف الله له ما أنفق في دنياه وبضاعف له في آخرته .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ؛ ومحمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى جميعاً ، عن ابن أبي نصر قال : قرأت في كتاب أبي الحسن الرضا إلى أبي جعفر عليه السلام : يا أبا جعفر بلغني أن الموالي إذا ركبت أخرجوك من الباب الصغير فإني ما ذلك من بغل منهم لثلاثين مال منك أحداً خيراً وأسألك بحقني عليك لا يكون مدخلك و مخرجك إلا من الباب الكبير ، فإذا ركبت فليكن معك ذهب وفضة ثم لا يسألك أحداً شيئاً إلا أعطيته ؛ ومن سألك من عمومك أن تبره فلا تعطه أقل من خمسين ديناراً والكثير إليك ومن سألك من عماتك فلا تعطها أقل من خمسة وعشرين ديناراً والكثير إليك ، إنني إنما أريد بذلك أن يرفعك الله ، فأنتق ولا تخش من ذي العرش اقتاراً .

٦ - أحمد بن محمد بن خالد ، عن جهنم بن الحكم المدائني ، عن إسماعيل بن أبي زياد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الأيدي ثلاثة سائلة وعنفقة و مسكة وخير الأيدي المنفقة .

٧ - أحمد بن محمد ، عن أبيه ، عن سعدان ، عن الحسين بن أبيمن ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال : يا حسين أنفق وأيقن بالخلف من الله فإنه لم يبخل عبد ولا أمة بنفقة فيما برضى الله عز وجل إلا أنفق أضعافها فيما بسخط الله عز وجل .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن مهران أذينة رفته إلى أبي عبدالله عليه السلام أو أبي جعفر عليه السلام قال : ينزل الله المعونة من السماء إلى العبد بقدر المؤونة فمن أيقن بالخلف سحخت نفسه بالنفقة .

٩ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : دخل عليه مولى له فقال له : هل أنفقت اليوم شيئاً ؛ قال : لا والله فقال أبو الحسن عليه السلام : فمن أين يخلف الله علينا ، أنفق ولو درهماً واحداً .

۱۰۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن سنان، عن معاوية بن وهب، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من بضمن أربعة بأربعة آيات في الجنة؛ أنفق ولا تخف فقراً وأنصف الناس من نفسك وأفش السلام في العالم وأترك المرء وإن كنت محقاً.

باب انفاق

۱۔ فرمایا حضرت نے جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ چار فرشتے ہوتے ہیں ایک ندا کرتا ہے لے نیکی والے نیکی تمام کرا اور خوشخبری حاصل کرا، دوسرا ندا کرتا ہے لے صاحبِ بشر بڑی ختم کرا اور تیسرا کہتا ہے لوگوں کو دوسے اور چھٹے کا مال تلف ہوگا اور چوتھا بانی چھرتا رہتا ہے در زمین شیعے نکالنے کے۔ (رسول)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام اس آیت کے متعلق "اسی طرح اللہ ان کے اعمال ان کو دکھائے گا اور ان پر حسرت چھائی ہوگی، فرمایا یہ وہ شخص ہوگا جو اپنا مال چھوڑ جائے گا بغیر اطاعتِ خدا میں خرچ کے اذرا ذرا نکل، پھر وہ مہر جلسے گا اور اپنا یہ مال اس شخص کے لئے چھوڑ جائے گا جو اسے یا تو اطاعتِ خدا میں خرچ کرے گا یا معصیت میں، اگر اطاعتِ خدا میں خرچ کرے گا تو وہ روز قیامت اسے میزانِ غیر میں دیکھے گا تو وہ بہ نگاہِ حسرت دیکھے گا حالانکہ وہ مال اس کا تھا اور اگر وہ مال معصیتِ خدا میں خرچ کرے گا تو اس کے مال نے اس کو گناہ کرنے کی قوت دی۔ (متر)

۳۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا حاجتِ نیچے چھوڑنے کا قصد کیا اس کا نفس راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لئے سخت ہو جاتا ہے۔ (مجمول)

۴۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جس کا ہاتھ لوگوں پر احسان کرنے کے لئے کھلا ہوتا ہے تو اللہ تم اس دنیا میں اس کے لئے آثارِ خیر چھوڑتا ہے اور آخرت میں اس کے حسنت میں زیادتی کرتا ہے۔ (رسول)

۵۔ میں نے پڑھا اس شخص میں جو لکھا تھا ابوالحسن نے امام محمد باقر علیہ السلام کو "لے ابو جعفر مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کے غلام جب آپ سوار ہوتے ہیں تو آپ کو چھوٹے دروازے سے نکالتے ہیں اور یہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان میں بغل ہے چاہتے ہیں کہ آپ سے کسی کو کچھ نہ لے اور میں آپ سے اپنا حق نہ مانگ سکوں۔ آپ کا آنا جانا بڑے دروازہ سے ہونا چاہیے اور جب آپ سوار ہوں تو آپ کے پاس سونا اور چاندی ہونا چاہیے تاکہ جو سوال کرے اسے آپ دیں آپ کے چھاؤں میں سے جو سوال کرے تو آپ اسے کم سے کم پچاس دینار دیں زیادہ جتنا آپ چاہیں اور اگر

- پھلو پھیاں مانگیں تو انھیں کم سے پچیس دینا ردی زیادہ جو آپ چاہیں یہ میں نے اس لئے کہا ہے تاکہ آپ کے درجہ بلند ہوں پس راہ خدا میں خرچ کیجئے اور کئی کا اللہ کی طرف سے خوف نہ کیجئے (۴)
- ۶۔ فرمایا ابو عبید اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ ہاتھ تین قسم کے ہیں سوال کرنے والا، دوسرے کو دینے والا اور بخل سے کام لینے والا اور بہترین ہاتھ خرچ کرنے والا ہے (رض)
- ۷۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے اے حسین خرچ کرو راہ خدا میں اور یقین کرو اللہ کی طرف بعد میں ملنے والے اجر کا، کوئی غلام یا کنیز بخل سے کام نہیں لیتی اس معاملہ میں جو اللہ کو راضی کرے وہ معصیتِ خدا میں اس سے زیادہ خرچ کر دیتے ہیں۔ (مجمول)
- ۸۔ فرمایا حضرت نے اللہ ہر ایک کا رزق بقدر اس کے خرچ کے آسمان سے نازل کرتا ہے جو یقین رکھتا ہے اس کا نفس نفقہ میں سخت ہو جاتا ہے (مرفوع)
- ۹۔ فرمایا حضرت نے آپ کا ایک غلام آیا آپ نے پوچھا آج تو نے کچھ خیرات کی، اس نے کہا نہیں، حضرت نے فرمایا پھر اللہ ہمیں اس کا بدلہ کیا دے گا۔ راہِ خدا میں دو اگرچہ ایک ہی درہم ہو (۴)
- ۱۰۔ فرمایا جو چاہتا ہے جنت میں بہت سے گھر اس کو ملیں تو راہِ خدا میں خرچ کرے اور خوف نہ کرے اور انصاف کرے لوگوں کے درمیان اور سلامتی کو دنیا میں پھیلاؤ اور جھگڑا ترک کرو اگرچہ تم حق پر ہو (رض)

﴿باب ۸۳﴾

﴿البخل والشفح﴾

- ۱۔ علمي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن جعفر عن آباءہ رضی اللہ عنہم أن أمير المؤمنين صلوات الله عليه سمع رجلاً يقول : إن الشحيح أغد من الظالم فقال له : كذبت إن الظالم قد يتوب ويستغفر ويرد الظلامة على أهلها و الشحيح إذا شح منع الزكاة والصدقة وصلة الرحم وقوي الضيف والشفقة في سبيل الله وأبواب البر ؛ وحرام على الجنة أن يدخلها شحيح .
- ۲۔ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه عن أبي عبد الله رضی اللہ عنہ قال : قال أمير المؤمنين رضی اللہ عنہ : إذا لم يكن لله في عبد حاجة ابتلاه بالبخل .

٣ - أحمد بن محمد ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن أحمد ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله لبني سلمة : يا بني سلمة من سيّدكم ؟ قالوا : يا رسول الله سيّدنا رجل فيه بخل ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : وأيّ داء أدوى من البخل ، ثم قال : بل سيّدكم الأيض الجسد البراء بن معروف .

٤ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن أبيه ، عن أبي الجهم ، عن موسى بن بكر ، عن أحمد بن سليمان ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : البخل من بخل بما افترض الله عليه .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن جعفر عن أبيه ، عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ما حق الإسلام حق الشح شيء ، ثم قال : إنّ لهذا الشح ذبيبا كذب النمل وشعبا كشعب الشرك - وفي نسخة أخرى الشوك - .

٦ - أحمد بن محمد ، عن محمد بن علي ، عن أبي جميلة ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ليس بالبخل الذي يؤدّي الزكاة المفروضة في ماله ويعطي البائنة في قومه .

٧ - أحمد بن محمد ، عن شريف بن سابق ، عن الفضل بن أبي قرة قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : تدري ما الشحيح ؟ قلت : هو البخل ، قال : الشح أشد من البخل ، إنّ البخل يبخل بما في يده و الشحيح يشح على ما في أيدي الناس وعلى ما في يديه حتى لا يرى مما في أيدي الناس شيئا إلا تمنى أن يكون له بالعدل و الحرام ولا يتنع بما رزقه الله .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن المغيرة ، عن المفضل بن صالح ، عن جابر عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ليس بالبخل من أدّى الزكاة المفروضة من ماله وأعطى البائنة في قومه إنّما البخل حق البخل من لم يؤدّ الزكاة المفروضة من ماله ولم يعط البائنة في قومه وهو يبذر فيما سوى ذلك .

باب بخل

- ۱- امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ مرد بخیل ظالم سے زیادہ بڑا ہے اس سے حضرت نے فرمایا تم نے غلط کہا۔ ظالم تو بکر لیتا ہے اور بکشا جاتا ہے اور ظلم سے لی ہوئی چیز اس کے اہل کو واپس دے دیتا ہے لیکن بخیل جب زکوٰۃ، صدقہ، صلہ، رحم، جہان داری اور راہِ خدا میں خرچ کرنے سے رک جاتا ہے اور ابوابِ بند کرتا ہے تو اس کا داخلہ جنت پر حرام ہو جاتا ہے۔ (رض)
- ۲- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا جب اللہ کی حاجت اپنے بندوں میں نہیں رہتی یعنی اس سے بیزار ہو جاتا ہے تو اسے بخل میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (۴)
- ۳- رسول اللہ نے بنی سلمہ سے پوچھا تمہارا سردار کون ہے انھوں نے کہا ایک سردار نہیں ہے فرمایا بخل سے زیادہ کون بیماری ایذا رساں نہیں۔ پھر فرمایا تمہارا سردار سفید بدن والا میرا بن مرز ہے (بجھول)
- ۴- فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بخیل وہ ہے جو بخل کرے ان فرائض کے ادا کرنے میں جو اللہ نے اس پر عائد کئے ہیں۔ (رض)
- ۵- رسول اللہ نے فرمایا بخل سے زیادہ اسلام کو مٹانے والی کوئی شے نہیں۔ یہ بخل چھوٹی سی کی چال کی طرح دل میں چلتا ہے یہ ایک شجرہ ہے شرم کا اور ایک دوسرے نسوڑ ہے کہ مثل ایک کانٹے کی ہے۔ (۴)
- ۶- فرمایا ایسے بخیل کے لئے کوئی اجر نہیں جو اپنے مال سے زکوٰۃ مفروضہ تو لے لیکن اپنی قوم پر باعثِ مصیبت ہو۔ (۴)
- ۷- مجھ سے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا تم جانتے ہو شیخ کون ہے میں نے کہا، بخیل فرمایا شیخ بخل سے زیادہ سخت ہے بخیل تو اپنے مال میں بخل کرتا ہے اور شیخ غیر کے مال میں بخل چاہتا ہے اور اپنے مال میں بھی، یہاں تک کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ دوسروں کے پاس جو مال ہے وہ نہ حلال میں خرچ کریں نہ حرام میں۔ (۴)
- ۸- فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا نہیں ہے بخیل وہ جو زکوٰۃ مفروضہ ادا کرتا ہے اور قوم کو مصیبت میں ڈالتا ہے بلکہ پکا بخیل وہ ہے جو اپنی مفروضہ زکوٰۃ نہیں دیتا اور شہرچ کرتا ہے اپنے مال کو اور فضولیاں

﴿ باب النوادر ﴾

۶- محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن ابن محبوب، عن معاوية بن وهب،

عن عبد الأعلى ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أفضل الصدقة صدقة عن ظهر غنى .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه . عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أفضل الصدقة صدقة تكون عن فضل الكف .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام في قول الله عز وجل : « وأطعموا البائس الفقير » قال : هو الزمان الذي لا يستطيع أن يخرج لزماته .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن مهران بن محمد ، عن سعد ابن طريف ، عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله عز وجل : « فأما من أعطى واتقى وصدق بالحسنى » بأن الله تعالى يعطي بالواحدة عشرة إلى مائة ألف فما زاد « فسنيسره لليسرى » قال : لا يريد شيئاً من الخير إلا يسره الله له « وأما من بخل واستغنى » قال : بخل بما آناه الله عز وجل « وكذب بالحسنى » بأن الله يعطي بالواحدة عشرة إلى مائة ألف فما زاد « فسنيسره لليسرى » قال : لا يريد شيئاً من الشر إلا يسره له « وما يضي عنه ماله إذا تردى » قال : أما والله ما هو تردى في بر ولا من جبل ولا من حائط ولكن تردى في نار جهنم .

٦ - وعنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن زرارة ، عن سالم بن أبي حفصة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن الله تبارك وتعالى يقول : ما من شيء إلا وقد وكلت به من يقضه غيري إلا الصدقة فإنني أتلقفها بيدي تلقفاً حتى أن الرجل ليتصدق بالتمر أو بشفق تمر فآرببها [له] كما يرببني الرجل فله وفضيله فيأتي يوم القيامة وهو مثل أحد وأعظم من أحد .

٧ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن أبيه ، عن محمد بن جعفر ، عن عبد الرحمن العزمي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : جاء رجل إلى الحسن والحسين عليهما السلام وهما جالسان على الصفا فسألهما فقالا : إن الصدقة لا تحل إلا في دين موجه أو غرم منقطع أو فقر مدقع ففك شيء من هذا ، قال : نعم فأعطياه وقد كان الرجل سأل

عبدالله بن عمر ، وعبدالرحمن بن أبي بكر فأعطياه ولم يسألاه عن شيء ، فرجع إليهما فقال لهما : مالكما لم تسألاني عما سألتني عنه الحسن والحسين عليهما السلام ؟ وأخبرهما بما قالوا ، فقالا : إنهما غداً يا بالعلم غداً .

۴ - محمد بن يعقوب ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن محمد بن عمار ، عن مسجع ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لا تسألوا أمتي في مجالسها فتبخلوها .

۸ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الحسن بن عليّ الوشاء ، عن أبان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عز وجل : « يا أيها الذين آمنوا أنفقوا من طيبات ما كسبتم وما أنخرجنا لكم من الأرض ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون » قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا أمر بالنخل أن يزكى بجيبى قوم بالوان من تمر وهو من أردى التمر يؤدونه من ذكائب تمرأ يقال : له الجعرور والمغافرة قليلة اللها عظيمة النوى وكان بعضهم يجيبى بها عن التمر الجيّد فقال : رسول الله صلى الله عليه وآله : لا تنخرصوا هاتين التمرتين ولا تجيبوا منها بشيء ، وفي ذلك نزل « ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون ولستم بأخذيه إلا أن تغمضوا فيه » والإغماض أن تأخذها تين التمرتين .

۹ - وفي رواية أخرى ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عز وجل : « أنفقوا من طيبات ما كسبتم » فقال : كان القوم قد كسبوا مكاسب سوء في الجاهلية فلما أسلموا أرادوا أن يخرجوها من أموالهم ليتصدقوا بها فأبى الله تبارك وتعالى إلا أن يخرجوها من أطيب ما كسبوا .

۱۰ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن عثمان بن عيسى ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وآله فقال : إنني شيخ كثير العيال ضعيف الركن قليل الشيء ، فهل من معونة على زماني ؟ فنظر رسول الله صلى الله عليه وآله إلى أصحابه ونظر إليهم أصحابه وقال : قد أسمعت القول وأسمعتكم فقام إليه رجل فقال : كنت مثلك بالأمس فذهب به إلى منزله فأعطاه مرداً من تبره كانوا يتبايعون بالتبر وهو الذهب والفضة فقال الشيخ : هذا كله قال : نعم فقال الشيخ : أقبل تبرك فأنسى

لست ببني ولا إنسي ولكنني رسول من الله لأبلك ، فوجدتك شاكراً فجزاك الله خيراً .

١١ - أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن مسمع بن عبد الملك قال : كنا عند أبي عبد الله عليه السلام بنى وبين أيدينا غيبنا كله فجاء سائل فسأله فأمر بمقتود فأعطاه ، فقال السائل : لا حاجة لي في هذا إن كان درهم قال : يسع الله عليك فذهب ثم رجع فقال : ردوا العتود فقال : يسع الله لك ولم يعطه شيئاً ثم جاء سائل آخر فأخذ أبو عبد الله عليه السلام ثلاث حبات غيبنا فناولها إياه فأخذ السائل من يده ثم قال : الحمد لله رب العالمين الذي رزقني ؛ فقال أبو عبد الله عليه السلام : مكانك فحشا مله كفيه غيبنا فناولها إياه فأخذها السائل من يده ثم قال : الحمد لله رب العالمين فقال أبو عبد الله عليه السلام : مكانك يا غلام أي شيء معك من الدراهم فإذا معه نحو من عشرين درهماً فيما حزرناه أو نحوها فناولها إياه فأخذها ثم قال : الحمد لله هذا منك وحدك لأشريك لك ، فقال أبو عبد الله عليه السلام : مكانك فخلع قميصاً كان عليه فقال : البس هذا فلبسه ثم قال : الحمد لله الذي كساني وسترني يا أبا عبد الله - أو قال جزاك الله خيراً لم يدع لأبي عبد الله عليه السلام إلا بدأ - ثم انصرف فذهب قال : فظننا أنه لو لم يدع له لم يزل يعطيه لأنه كلما كان يعطيه حمد الله أعطاه .

١٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا ضاق أحدكم فليعلم أخاه ولا يعين على نفسه .

١٣ - محمد بن علي ، عن معمر رفته قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه في بعض خطبه : إن أفضل الفعال صيانة العرض بالمال .

١٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن دراج ، عن زرارة قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : ثلاثة إن يلمن المؤمن كانت زيادة في عمره وبقاء النعمة عليه ، و ما هن ؟ قال : تطويله في ركوعه وسجوده في صلاته و تطويله لجلوسه على طعامه إذا [أ]أطعم على مائدته واصطناعه المعروف إلى أهله .

١٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام قلت : قوم عندهم فضول وباخوانهم حاجة شديدة وليس تسهم

الزكاة أيسعهم أن يشبعوا ويجمعوا إخوانهم فإن الزمان شديد؛ فقال: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحرمه فيحق على المسلمين الاجتهاد فيه والتواصل والتعاون عليه والمواساة لأهل الحاجة، والعطف منكم بكونون علي ما أمر الله فيهم رحمة بينهم مترحمين.

باب نوادر

- ۱- حضرت رسول خدا نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو بحالت مالداری دیا جائے (رض)
- ۲- فرمایا رسول اللہ نے بہترین صدقہ وہ ہے جو بھرنے پر دیا جائے (رض)
- ۳- فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں "وأطعموا البائس الفقير" ، فرمایا مراد وہ مجبور ہے جو اپنے ابا پیچ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ نکالنے کے قابل نہیں۔ (رض)
- ۴- فرمایا اس قول باری تعالیٰ کے متعلق جس نے دیا اور اچھی بات کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا بلکہ ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ "ہم اس کو آسانی سے راحت دیں گے" یعنی جب وہ امر خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے آسانی پیدا کر دیتا ہے تو اور جو عمل کرتا ہے اور مالدار بنتا ہے" فرمایا نیکل کرتا ہے اس چیز میں جو اللہ نے اسے دی ہے اور اچھی بات کو کھٹلاتا ہے جس کے سبب اللہ ایک کا بدلہ دس بلکہ ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ دیتا ہے۔" اللہ اسے عسرت کی طرف لے جاتا ہے جب وہ بری بات کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس شکر کو اس پر آسان کر دیتا ہے۔" اور ہلاک ہونے میں اس کا مال اس کی مدد نہیں کرتا۔" فرمایا خدا کی قسم یہ ہلاکت نہ کنویں میں ہوگی نہ پہاڑ میں نہ باغ میں بلکہ ہلاک ہوگا آتش جہنم میں۔ (مجموعوں)
- ۵- فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ہر شے پر مولیٰ رکھا ہے سوائے صدقہ کے میرا غیر اس پر قبضہ نہیں پاتا۔ میں اپنے ہاتھ سے اسے دیتا ہوں یہاں تک کہ جب کوئی ایک چھوٹا سا صدقہ دیتا ہے یا ایک ریشم چھوڑے اسے تو میں اسے پرورش کرتا ہوں جیسے کوئی آدمی دودھ سے چھوٹے بچہ کو پالتا ہے وہ روز قیامت اُس پر ہارہا بلکہ اس سے زیادہ بڑا ہو کر آئے گا۔ (رض)
- ۶- فرمایا ابو جہل اللہ علیہ السلام نے ایک شخص "م حسن" اور امام حسین کے پاس آیا جبکہ وہ مقام صفائیں بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں سے سوال کیا۔ فرمایا صدقہ حلال ہوتا ہے تین صورتوں میں، دروہانگ قرضہ، سخت تر تاوان اور بیٹے والے

فقیر میں، کیا ان میں سے کوئی مصیبت تم پر ہے کہا ہاں۔ اس کو دونوں نے عطا کیا۔ پھر وہ گیا عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمن بن ابوبکر کے پاس اور سوال کیا انھوں نے بغیر کچھ پوچھے بے دیا اس نے کہا تم نے امام حسن اور امام حسین کی طرح کیوں نہ پوچھا اور جو کچھ انھوں نے پوچھا تھا بتایا انھوں نے کہا انھوں نے خذائے علم سے پرورش پائی ہے (رس)

۷۔ رسول اللہ نے فرمایا امت سوال کرو میری امت سے مجالس میں در نہ بجن کریں گے۔ (مسل)

۸۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق: "اے ایمان والو! راہِ خدا میں اپنی کمائی کا اچھا حصہ دو اور اس چیز سے دو جو زمین سے تمہارے لئے پیدا ہوئی ہے اور بُری چیز راہِ خدا میں نہ دو جسے تم خود لینا پسند نہیں کرتے اور رسول اللہ جب کسی درختِ خرما سے زکوٰۃ لینے کا حکم دیتے تو کچھ لوگ اپنی زکوٰۃ میں دینے کے لئے کوڑی خرمنے لے آتے جن کو جعور اور معارفہ کہا جاتا تھا ان میں گودا کم ہوتا تھا اور گھٹی بڑی ہوتی تھی اور بعض اچھے خرمنے لاتے تھے حضرت نے فرمایا ان دو قسم کے خرمنوں کا تخمینہ نہ کرو اور ان میں سے کوئی شے زکوٰۃ میں نہ لے کر آؤ، اسے باسے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ خواب میں جو جسے تم خود لینا پسند نہیں کرتے زکوٰۃ میں دینے کا قصد نہ کرو اور لینے والوں کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے خرمنے نہ لیں۔ (م)

۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق: "راہِ خدا میں اپنی کمائی کا بہترین حصہ دو، کہ زما نہ جاہلیت میں لوگ مذموم پیشوں سے کماتے تھے جب مسلمان ہو گئے تو انھوں نے اپنے اہل اموال سے حد تو نکالنا چاہا۔ پس خدا نے اس کے لینے سے انکار کیا اور حکم دیا کہ پاک مال میں سے زکوٰۃ دیں۔ (مسل)

۱۰۔ ایک شخص حضرت رسول خدا کے پاس آیا اور کہنے لگا میں ایک بوڑھا کثیر العیال، کو در و اعضا والا اور تکلیف المعاش ہوں آیا میری کچھ مدد ہو سکتی ہے حضرت نے اپنے اصحاب کو دیکھا اور انھوں نے اس شخص کو اور فرمایا اس نے ہمیں اور تمہیں اپنا قول سنا دیا۔ اس شخص نے کہا کل میں بھی آپ ہی جیسا تھا حضرت اسے لے کر گھر آئے اور ایک کیستہ تمبر دیا اور اصحاب نے بھی تمبر دیا۔ تمبر سونے اور چاندی کو کہتے ہیں ایشی نے کہا، بس کل بھی ہے۔ فرمایا۔ ہاں اس نے کہا آپ یہ تمبر لے لیجئے۔ میں نہ جن ہوں نہ انسان بلکہ اللہ کا پیغامبر ہوں تمہارے اسمان کے لئے آیا تھا۔ پس میں نے آپ کو شکر گزار پایا، اللہ آپ کو جزا خیر دے۔ (مسل)

۱۱۔ ہم منیٰ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ تھے اور ہم انکو رکھا رہے تھے ایک سائل نے آکر سوال کیا آپ نے ایک خوشتر اسے دینے کا حکم دیا اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں در ہوں کی ہے حضرت نے فرمایا اللہ تیرے رزق میں وسعت دے۔ وہ گیا اور پھر لوٹ کر آیا۔ حضرت نے خوشتر اسے دے دیا اور کہا اللہ تیرے رزق میں وسعت دے اور کچھ نہ دیا۔ اس کے بعد دوسرا سائل آیا۔ حضرت نے تین دانے اسے دیئے اس نے لے لئے اور کہا حمد ہے اس خدا کی جو رب العالمین ہے اور جس نے مجھے رزق دیا۔ حضرت نے فرمایا ٹھہر جا اور غلام سے کہا تیرے پاس

کیلئے اس نے کہا میں نے بیس درہم جمع کئے ہیں حضرت نے فرمایا اس میں سے کچھ سائل کو دیے۔ اس نے پھر خدا کی حمد کی، حضرت نے فرمایا ٹھہر جا۔ اور اپنی قمیص اتار کر اسے دی اور کہا سے پس لے، اس نے پہنی اور کہا حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھے لباس پہنایا اور ابو عبد اللہ نے میرا بدن ڈھانپا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور اس کے سوا اور کوئی دعائے کی اور چلا گیا اور وہی کہتا ہے ہم نے گمان کیا کہ اگر وہ دعا پر ختم نہ کرتا اور برابر حمد کئے جاتا تو حضرت برابر اسے دیئے چلے جاتے۔ (مرسل)

۱۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب تم میں سے کسی کی روزی تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے بھائی کو آگاہ کرے اور اپنے نفس پر تکلیف نہ اٹھائے۔ (مرسل)

۱۳۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایک خطبہ فرمایا۔ کاموں میں بہترین کام مال کے ذریعہ سے اپنی آبرو بچانا ہے (مروءت)۔
۱۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر مومن میں یا توں کو جان لے تو اس کی عمر میں زیادتی اور نعمت باقی رہے میں نے کہا وہ کیا ہیں۔ فرمایا نماز میں رکوع و سجود کو طول دینا، دوسرے جب دسترخوان پر کسی کو کھلائے تو زیادہ دیر بیٹھنا اور میرے اہل کے ساتھ احسان کرنا۔ (حسن)

۱۵۔ میں حضرت سے کہا کچھ لوگوں کے پاس ضرورت سے زیادہ روپیہ ہے اور ان کے بھائی سخت تکلیف میں بسر کرتے ہیں اور وہ زکوٰۃ نہیں دیتے کیا ان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ تو سیر ہو کر کھائیں اور ان کے بھائی بھوکے مریں فرمایا یہ معاملہ سخت ہے مسلمان کو چاہئے کہ مسلمان بھائی پر ظلم نہ کرے اور اس کو رسوا نہ کرے اور مسلمانوں کے لئے سزاوار کہ کوٹش کریں باہمی صلہ رحم میں، معاونت و مواسات میں ضرورت مندوں کے ساتھ اور جہربانی کریں جیسا کہ خدا فرماتا ہے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ (موتقی)۔

﴿ باب ۱ ﴾

﴿ فضل اطعام الطعام ﴾

۱۔ علی بن ابراہیم، عن محمد بن عیسیٰ بن عبید، عن علی بن اہکم، وغیرہ، عن موسیٰ بن بکر، عن ابي الحسن عليه السلام قال: من موجبات مغفرة الله تبارك و تعالیٰ اطعام الطعام.

۲۔ علی بن ابراہیم، عن علی بن محمد القاسمی، عن محمد بن عیسیٰ بن عبید، عن عبد اللہ بن القاسم الجعفری، عن ابي عبد اللہ عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: خير کم من اطعم الطعام وأفضى السلام وصلی والناس نيام.

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن محمد بن علي ، عن الحسن بن علي ، عن سيف بن عميرة ، عن عمر بن شمير ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان علي عليه السلام يقول : إنا أهل بيت أمرنا أن نطعم الطعام ونؤذي في الناس البائنة ونصلي إذ نام الناس .

٤ - أحمد بن محمد ، عن محمد بن علي ، عن الحسن بن علي بن يوسف ، عن سيف بن عميرة ، عن فيض بن المختار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المنجيات إطعام الطعام وإفشاء السلام والصلاة بالليل والناس نيام .

٥ - محمد بن يحيى ، عن عبدالله بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن الله تبارك وتعالى يحب إهراق الدماء وإطعام الطعام .

٦ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أحب الأعمال إلى الله عز وجل إشباع جوعة المؤمن أو تفتيس كربه أو قضاء دينه .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى بن عبيد ، عن أحمد بن محمد ، وابن فضال عن ثعلبة بن ميمون ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن الله عز وجل يحب إطعام الطعام وإراقة الدماء .

٨ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن سعيد ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أتني رسول الله صلى الله عليه وآله بأسارى فقدم رجل منهم ليضرب عنقه ، فقال له جبرئيل : أخر هذا اليوم يا محمد ، فردّه وأخرج غيره حتى كان هو آخرهم فدعا به ليضرب عنقه فقال له جبرئيل : يا محمد ربك يقرمك السلام ويقول لك : إن أسيرك هذا يطعم الطعام ويقري الضيف ويضرب على النابتة ويحمل الحملات فقال له النبي صلى الله عليه وآله : إن جبرئيل أخبرني فيك من الله عز وجل بكذا وكذا وقد اعتقتك فقال له : إن ربك يحب هذا ، فقال : نعم فقال : أشهد أن لا إله إلا الله وأنت رسول الله ، والذي بمنك بالحق نبياً لا رددت عن مالي أحداً أبداً .

٩ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن ابن فضال ، عن عبدالله بن ميمون

عن جعفر ، عن أبيه عليه السلام أن النبي ﷺ قال : الرزق أسرع إلى من يطعم الطعام من السكين في المنام .

۱۰ - علی بن محمد بن عبداللہ ، عن أحمد بن أبي عبداللہ ، عن أبيه ، عن عبداللہ بن المغيرة ، عن موسى بن بكر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : كان رسول الله ﷺ يقول : من موجبات مغفرة الرب تبارك وتعالى إطعام الطعام .

۱۱ - أحمد بن محمد ، عن أبيه ، عن معمر بن خلاد قال : كان أبو الحسن الرضا عليه السلام إذا أكل أتى بصحفة فتوضع بقرب مائدته فيعمد إلى أطيب الطعام مما يؤتى به فيأخذ من كل شيء شيئاً فيضع في تلك الصحفة ثم يأمر بها للمساكين ثم يتلو هذه الآية « فلا اقتحم العقبة » ثم يقول : علم الله عز وجل أنه ليس كل إنسان يقدر على عتق رقبة فجعل لهم السبيل إلى الجنة .

باب

فضیلت کھانا کھلانے کی

- ۱- فرمایا امام رضا علیہ السلام نے سوجبات مغفرت الہی میں ایک کھانا کھلانا بھی ہے۔ (مخ)
- ۲- رسول اللہ نے فرمایا تم میں نیک ہے جو کھانا کھلانے لوگوں کو سلام کرے اور جب خواب میں ہوں تو نماز پڑھے۔ (حسن)
- ۳- حضرت علی فرمایا کرتے تھے ہم اہلبیت ہیں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ کھانا کھلائیں اور لوگوں کی مصیبت دور کریں۔
- ۴- فرمایا باعث نجات تین چیزیں کھلانا ، علانیہ سلام کرنا اور رات کو نماز پڑھنا جب لوگ موتے ہوں (مخ)
- ۵- فرمایا اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلانا۔ (مخ)
- ۶- فرمایا حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے خدا کے نزدیک سب سے بہتر عمل بھوکے مومن کا سیر کرنا اس کی تکلیف کو دور کرنا اور اس کا قرض ادا کرنا ہے (مخ)
- ۷- فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے کھانا کھلانے اور ذبیحہ کرنے کو۔ (محبول)
- ۸- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ کے پاس کچھ قیدی لائے گئے ان میں سے ایک کو گردن مارنے کے لئے آگے بڑھایا گیا جسے نازل ہوئے اور کہا کہ لے محمد ایک دن کی تاثیر کرو اور دوسرے کو بلاؤ یہاں تک کہ یہ ان کا آخر ہو پس آخر میں اسے گردن مارنے کے لئے بلایا گیا۔ جسے نئے کہا اللہ تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے کہ آپ کا یہ قیدی لوگوں کو کھانا

کھلاتا ہے۔ جہاں نوازی کرتا ہے اور مصیبت پر صبر کرتا ہے اور لوگوں کے بار اٹھاتا ہے حضرت نے اس قیدی سے کہا اللہ کی طرف سے تیرے ہائے میں جبرئیل نے خبر دی ہے ایسی ایسی۔ لہذا میں نے تجھ کو آزاد کیا۔ اس نے کہا کیا آپ کا رب اس عمل کو محبوب رکھتا ہے فرمایا ہاں۔ اس نے کلمہ پڑھا اور کہا۔ تم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنایا۔ میں نے کبھی کسی سائل کو کچھ دیئے بغیر نہیں لٹایا۔ (موتقن)

۹۔ فرمایا رسول اللہ نے رزق جلدی سے آتا ہے اس کی طرف اس سے زیادہ جلد جیسے چاقو جلد کو ہاں میں در آتا ہے۔

- ۱۰۔ فرمایا رسول اللہ نے خدا کی مغفرت کے اسباب میں لوگوں کو کھانا کھلانا بھی ہے۔ (موتقن)
- ۱۱۔ امام رضا علیہ السلام کے لئے جب دسترخوان پھینکا تو کھانے آپ کے قریب رکھے جاتے آپ ان چیزوں کو کھاتے جو زیادہ پاک ہوتیں اور جینے کھانے ہوتے سب آپ کے دسترخوان پر رکھے جاتے۔ پھر سائیکین کو تقسیم کرنے کا حکم دیتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے۔ اللہ جانتا ہے کہ ہر انسان غلام آزاد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تو یہ صورت اس نے حصول جنت کی رکھ دی۔ (منا)

﴿باب ۸﴾

﴿فضل القصد﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد ! وسهل بن زیاد ، عن ابن محبوب ، عن جميل بن صالح ، عن يزيد بن معاوية ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال علي بن الحسين صلوات الله عليهما : لينفق الرجل بالقصد و بلغة الكفاف و يقدم منه فضلا لآخرته فان ذلك أبقى للنعمة وأقرب إلى المزيد من الله عز وجل وأنفع في العافية .

۲۔ علي بن إبراهيم ، عن صالح بن السندي ، عن جعفر بن بشير ، عن داود الرقي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن القصد أمر يوجب الله عز وجل وإن السرف أمر يبغضه الله حتى طرحك النواة فإنها تصلح للشيء و حتى صبتك فضل شرايك .

۳۔ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عز وجل : و يسألونك ماذا بنفقون قل العفو ، قال : العفو الوسط .

۴۔ علي بن محمد رفعه قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه القصد مشقة و

السرف متواة .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن منصور بن يونس ، عن أبي حزة ، عن علي بن الحسين عليه السلام قال : قال رسول الله عليه وآله : ثلاث منجيات فذكر الثالث القصد في الغنى والفقير .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن عمر بن أبان ، عن مدرك بن أبي الهزاهز ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سمعته يقول : ضمنت لمن اقتصد أن لا يفتقر .

٧ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، وسهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن يونس بن يعقوب عن حماد [بن واقد] اللحام ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لو أن رجلاً أفق مافي يديه في سبيل من سبيل الله ما كان أحسن ولا رفق أليس يقول الله تعالى : ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إن الله يحب المحسنين . يعني المقتصدين .

٨ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن مروك بن عبيد ، عن أبيه عبيد قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : يا عبيد إن السرف يورث الفقر وإن القصد يورث الغنى .

٩ - علي بن محمد ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن محمد بن علي ، عن محمد بن الفضيل ، عن موسى بن بكر قال : قال أبو الحسن عليه السلام : ما عال أسرة في اقتصاد .

١٠ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وعدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد جميعاً ،

عن عثمان بن عيسى ، عن إسحاق بن عبد العزيز ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال له : إنا نكون في طريق مكة فنريد الإحرام فنظلي ولا نكون مضافاً فتدلك بها من التوراة فتدلك بالدقيق وقد دخلني من ذلك ما الله أعلم به ، فقال :

أمخافة الإسراف ؛ قلت : نعم ، فقال : ليس فيما أصلح البدن إسراف ؛ إني ربما أمرت بالتقي فيلت بالزيت فأتدلك به ، إنا الإسراف فيما أفسد المال وأضر بالبدن

قلت : فما الاقتار ؛ قال : أكل الخبز والملح وأنت تقدم على غيره ، قلت : فما القصد ؛ قال : الخبز واللحم واللبن والغل والسمن مرة هذا ومرة هذا .

١١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن مروك بن عبيد ، عن رفاعة ، عن

أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا جاد الله تبارك وتعالى عليكم فجدودوا وإذا أمسك عنكم فأمسكوا ولا تجادودوا الله فهو الأجدود .

۱۲ - أحمد بن عبدالله ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن علي بن علي الصيرفي ، عن ابن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من اقتصد في معيشته رزقه الله ومن بذر حرمه الله .

۱۳ - عدوۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن حسان ، عن موسى ابن بكر قال : سمعت أبا الحسن موسى عليه السلام يقول : الرّفق نصف العيش وما عال امرء في اقتصاده .

باب میسانہ روی کی فضیلت

- ۱- فرمایا علی بن الحسین علیہ السلام نے آدمی کو چاہئے کہ مشربچ میں میسانہ روی اختیار کرے اور اپنی آمدنی کے لحاظ سے مشربچ کرے بکفایت اور فضیلت آخرت کا خیال رکھے کہ اس میں نعمت کی بقا ہے اور اللہ سے مزید قربت کا باعث اور عاقبت کے لئے زیادہ نافع۔ (۴)
- ۲- فرمایا میسانہ روی اللہ کو محبوب ہے اور فضول خرچی سے اللہ کو بغض ہے یہاں تک کہ ایک گٹھلی کا پھینک دینا کسی وقت وہ بھی کام آجائے گی یا پانی کا جو پینے سے بچ رہا ہو پھینک دیا۔ (مجمول)
- ۳- فرمایا اس آیت کے متعلق " لوگ پوچھتے ہیں ہم کیسے خرچ کریں کہہ دو عفو سے اور شر یا عفو نام ہے میسانہ روی کا دشمن) فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے میسانہ روی کو نگرہی ہے اور فضول خرچی تنگدستی ہے (مرفوع)
- ۵- فرمایا علی بن الحسین نے رسول اللہ نے فرمایا تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں ان میں سے ایک میسانہ روی ہے تو نگرہی اور فقیری میں۔ (مجمول)
- ۶- فرمایا حضرت نے جو کفایت شعاری کرے گا میں ضامن ہوں کہ وہ تنگدست نہ ہوگا۔ (مجمول)
- ۷- فرمایا حضرت نے اگر کوئی راہ خدا میں اپنا مال غلط طریقہ سے صرف کرے تو تو فی حق سے محروم رہے گا کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا اپنے ہاتھوں اپنے کو بلاکت میں نہ ڈالو ، احسان کرو اللہ احسان کرنے والوں یعنی کفایت شعاریوں کو دست رکھتا ہے۔ (مجمول)

- ۸- فرمایا حضرت نے فتول تخریجی سبب فقر ہے اور کفایت شعاری سبب مالداری۔ (مہول)
- ۹- انسان کفایت شعاری میں غریب نہیں ہوتا۔ (م)
- ۱۰- میں نے حضرت ابو عبد اللہ سے کہا کہ اگر ہم مکہ کے راستہ میں ہوں اور احرام باندھنا چاہیں اور روزہ لگائیں اور ہماری پاس اسے رگڑنے کے لئے بھوسا نہ ہو اور ہم یہ کام آئے سے لیں تو یہ خیال دل میں آئے کہ یہ غلط کام تو نہیں کیا فرمایا اسراف کے خوف سے میں نے کہا جی ہاں فرمایا اصلاح بدن میں اسراف نہیں، بسا اوقات میں صفائی کے لئے روشن ٹیڑن کی ماسش کرتا ہوں اسراف اس چیز میں ہوتا ہے جو مال کو برباد کرے اور بدن کو نقصان پہنچائے۔ میں نے کہا اور بخل فرمایا مثلاً نمک اور روٹی کھانا باوجودیکہ تم ان چیزوں کے علاوہ اور چیزیں کھانے پر بھی قدرت رکھتے ہو۔ میں نے کہا اور میاں نہ روی کیا ہے۔ فرمایا روٹی، گوشت، دودھ، سرکہ، گھی، کبھی ایک مرتبہ یہ کھایا کبھی وہ۔ (مسل)
- ۱۱- فرمایا جب اللہ تم کو نئے تو تم بھی دروہا جب اللہ تم سے روکے تو تم بھی روک جاؤ اللہ پر جو میں سبقت نہ کرو وہ سب سے زیادہ سکتا ہے۔ (م)
- ۱۲- فرمایا حضرت رسول خدا نے جو کفایت شعار ہے اللہ اس کو دیتا ہے اور جو اسراف کرتا ہے اس پر رزق عساکم کہ رزق دیتا ہے۔ (م)
- ۱۳- فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کفایت شعاری آدھا ہمیش ہے جس نے میاں نہ روی اختیار کی وہ غریب نہ ہو گا۔

﴿باب﴾

﴿کراهية الصرف والنقتير﴾

- ۱- عدة من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبد الله، عن أبيه، عن القاسم بن محمد الجوهري، عن جميل بن صالح، عن عبد الملك بن عمرو الأحول قال: فلا أبو عبد الله عليه السلام هذه الآية والذين إذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قواماً، قال: فأخذ قبضة من حصي وقبضها بيده فقال: هذا الإقتار الذي ذكره الله في كتابه ثم قبض قبضة أخرى فأرخى كفها كلها ثم قال: هذا الإسراف ثم أخذ قبضة أخرى فأرخى بعضها وأمسك بعضها وقال: هذا القوام.
- ۲- وعنه، عن أبيه، عن محمد بن عمرو، عن عبد الله بن أبان قال: سألت أبا الحسن الأول عليه السلام عن النفقة على العيال فقال: ما بين المكروهين الإسراف والإقتار.

۳ - عدهٗ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن علي بن رئاب ، عن ابن أبي يعفور ؛ ويوسف بن عمار [ة] قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إن مع الإسراف قلّة البركة .

۴ - عدهٗ ، من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ وأحمد بن محمد ، عن أحمد بن محمد ابن أبي نصر ، عن سماعة بن مهران ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : رب فقير هو أسرف من الغني إن الغني ينفق مما أوتي والفقير ينفق من غير ما أوتي .

۵ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن المثنى قال : سألت رجلاً أبا عبدالله عليه السلام عن قول الله عز وجل : « وآتوا حقه يوم حصاده ولا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين » فقال : كان فلان بن فلان الأنصاري سماءً وكان له حرث وكان إذا أخذ يتصدق به ويبقى هو وعياله بغير شيء فجعل الله عز وجل ذلك مسرفاً .

بند علي بن محمد ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن النضر بن سويد ، عن موسى بن بكر ، عن عجلان قال : كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فجاه سائل فقام إلى مكتل فيه تمر فملاً يده فناوله ، ثم جاء آخر فسأله فقام فآخذ بيده فناوله ، ثم جاء آخر فسأله فقام فآخذ بيده فناوله ، ثم جاء آخر فسأله فقام فآخذ بيده فناوله ، ثم جاء آخر فقال : الله رازقنا وإياك ثم قال : إن رسول الله عليه السلام كان لا يسأله أحد من الدنيا شيئاً إلا أعطاه فأرسلت إليه امرأة ابناً لها فقالت : انطلق إليه فاسأله فإن قال لك : ليس عندنا شيء فقل : أعطني قميصك ، قال : فأخذ قميصه فرمى به إليه ؛ وفي نسخة أخرى فأعطاه فأدب به الله تبارك وتعالى على التصد فقال : « ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتعند ملوماً محسوراً » .

۷ - أحمد بن محمد ، عن محمد بن علي ، عن محمد بن سنان ، عن أبي الحسن عليه السلام في قول الله عز وجل : « وكان بين ذلك قواماً » قال : القوام هو المعروف عليه السلام وعلى الموسع قدره وعلى المقتر قدره متاعاً بالمعروف حقاً على المحسنين ، على قدر عياله ومؤنتهم التي هي صلاح له ولهم ولا يكلف الله نفساً إلا ما آتتها .

۸ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن إسماعيل بن يزيد ، عن صالح ابن عتبة ، عن سليمان بن صالح قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أدنى ما يجيبه من حد

الإسراف؛ فقال: إبدالك ثوب صونك وإهراقك فضل إنائك وأكلك التمر ورميك النوى ههنا وههنا.

۹۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن عماد أبي عاصم قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: أربعة لا يستجاب لهم، أحدهم كان له مال فأفسده فيقول: يا رب أرزقني فيقول الله عز وجل: ألم أمرك بالاعتقاد.

باہ

کراہت اسراف و بخل

- ۱۔ حضرت نے یہ آیت پڑھی: "جو لوگ خرچ کرتے ہیں اور اسراف و بخل نہیں کرتے اور درمیان راستہ اختیار کرتے ہیں تو وہی صحیح طریقہ ہے پھر حضرت نے ایک مٹھی میں سنگریزہ لے کر مٹھی بند کر لی، فرمایا یہ بخل ہے پھر ایک مٹھی میں لے کر بالکل کھول دی، فرمایا یہ اسراف ہے پھر ایک مٹھی میں لے کر کچھ مٹھی کھولی کچھ بند کر لی، فرمایا یہ میانہ روی ہے۔
- ۲۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا عیال کے نفقہ کے متعلق، فرمایا وہ دو کردہ کے درمیان ہے۔ فضولِ حشرچی اور بخل۔ (مجمول)
- ۳۔ فرمایا اسراف میں برکت کم ہوتی ہے۔ (۴۱)
- ۴۔ فرمایا بہت سے تفریبات ہیں جو مالدار سے زیادہ فضول خرچ ہوتے ہیں مالدار خرچ کرتا ہے اس میں سے جو اسے دیا گیا ہے اور فقیر خرچ کرتا ہے اس میں سے جو اسے نہیں دیا گیا۔ (موتقی)
- ۵۔ کسی نے اس آیت کے متعلق سوال کیا۔ کاٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو اور فضولِ خرچی نہ کرو، اللہ مسرفوں کو دوست نہیں رکھتا۔ فرمایا فلاں بن فلاں انصاری کی کھیتی تیار ہوئی تو اس نے سب راہ خدا میں سے دی۔ اور وہ خود اور اس کے عیال خالی ہاتھ رہ گئے لہذا خدا نے اسکو فضولِ خرچی قرار دیا۔ (مجمول)
- ۶۔ میں حضرت ابو عبد اللہ کی خدمت میں تھا کہ ایک سائل آیا۔ آپ اس پیمانہ کے پاس آئے جس میں خرچے تھے آپ نے ایک مٹھی بھر کر اسے دیئے، پھر ایک اور سائل آیا اس نے کہا اللہ نے تم کو اور تجھ کو رزق دیا ہے پھر فرمایا حضرت رسول خدا سے جو کوئی دنیا کی کوئی شے مانگتا تھا آپ اسے دیتے تھے ایک عورت نے اپنے بیٹے سے کہا۔ تو حضرت کے پاس جا اور سوال کر اگر حضرت کہیں کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں تو کہنا اپنی قمیص ہی سے دیکھو بچنا بچھو حضور نے اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی۔

- ایک اور نسخہ میں ہے خدا نے ان کو آگاہ کیا یہ کہ نہ تو اپنا ہاتھ بندھا ہی رکھو اور نہ ایسا کھولو کہ تنگ دست ہو کر بیٹھ رہو۔ (م)
- ۷۔ فرمایا حضرت نے اس قول خدا کے متعلق کہ توام سے مراد وہ احسان ہے جو مالدار اپنی حیثیت کے مطابق کرے اور غریب اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اور اپنے بال بچوں کے اس خرچ کا لمانا کرتے ہوئے جو ان کے حسب حال ہو اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں مگر بتنا اس کو دیا ہے اتنی ہی۔ (م)
- ۸۔ میں نے پوچھا ادنیٰ فضول خرچی کیلئے۔ فرمایا اپنے جسم کی حفاظت کرنے والا لباس کسی کوٹے دینا، کسی نعمت کو جلا دینا جو بچ رہی ہو۔ خرما کھا کر گٹھلی ادھر ادھر بھینک دینا۔ (مجبور)
- ۹۔ فرمایا چار چیزیں قابل قبول نہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک آدمی اپنا مال لٹا کر خدا سے کہے مجھے رزق دے خدا اس سے کہتا ہے کیا میں نے تجھے میانہ روی کا حکم نہیں دیا تھا۔ (مجبور)

﴿باب﴾

﴿سقی الماء﴾

- ۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن محمد بن یحییٰ، عن طلحة بن زید، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه: أول ما يبده به في الآخرة صدقة الماء - يعني في الأجر - .
- ۲۔ محمد، عن عبدالله بن محمد، عن علي بن الحكم، عن أبان بن عثمان، عن مسمع، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: أفضل الصدقة إيراد كبد حرثي .
- ۳۔ علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من سقى الماء في موضع يوجد فيه الماء كان كمن اعتق رقبة ومن سقى الماء في موضع لا يوجد فيه الماء كان كمن أحمى نفساً ومن أحمى نفساً فكأنما أحمى الناس جميعاً .

- ۴۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن علي بن حديد، عن سرازم، عن مصادف قال: كنت مع أبي عبدالله عليه السلام بين مكة والمدينة فمرنا على رجل في أصل شجرة وقد ألقى بنفسه فقال: مل بنا إلى هذا الرجل فإني أخاف أن يكون قد أصابه عطش فملنا فإذا رجل من الفراسين طويل الشعر فسأله أعطشان أنت؟ فقال: نعم. فقال

لی : أنزل یا مصادف فاستقه فنزلت وسقیته ، ثم رکبت وسرنا فقلت : هذا نصرانی فتصدق علی نصرانی ؟ فقال : نعم إذا كانوا فی مثل هذا الحال .

۵ - علی بن محمد بن عبداللہ ، عن أحمد بن أبی عبداللہ ، عن یحییٰ بن ابراہیم بن أبی البلاد ، عن أبیہ ، عن جدہ ، عن أبی جعفر علیہ السلام قال : جاء أعرابی إلى النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال : علمنی عملاً أدخل بہ الجنة فقال : أطعم الطعام وأفسح السلام ، قال : فقال : لا أطبق ذلك ، قال : فهل لك إبل ؟ قال : نعم قال : فانظر بعیراً واسع علیہ أهل بیت لا یشربون الماء إلا غیباً فلعلہ لا یفتق بعیرک ولا ینخرق سقاؤک حتی تجب لك الجنة .

۶ - أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بکیر ، عن ضریس بن عبدالملک ، عن أبی جعفر علیہ السلام قال : إن اللہ تبارک وتعالیٰ یحب إیراد الکبد الحری ومن سقی کبدأ حری من بئیمة أو غیرها أظلم اللہ یوم لا ینظر إلا ظلمہ .

ہاتف

پانی پلانا

- ۱۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے آخرت میں جسے اجر دیا جائے گا وہ پانی پلانے والا ہوگا۔ (موتقی)
- ۲۔ فرمایا سب سے بہتر صدقہ کسی پیاسے کے گیتے کو کھنڈا کرنا ہے (موتقی)
- ۳۔ فرمایا جس نے ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہ ہو تو اسے جیسے ایک غلام آزاد کیا اور اگر ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہ ہو تو اسے جیسے ایک آدمی کی جان بچائی اور جس نے ایک کی جان بچائی اس نے گویا کل آدمی کی جان بچائی اور جس میں ابو عبداللہ علیہ السلام کے ساتھ حکم اور مدد نہ کے درمیان تقابلیں ہم گزرے ایک ایسے شخص کی طرف سے جو ایک درخت کے نیچے جاں بلب تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے پاس چلو مجھے ڈر ہے کہ یہ پیاسا ہے ہم اس کے پاس پہنچے تو دیکھا وہ ایک فرسخ کھانے والا ہے جس کے لیے لے بال ہیں۔ اس سے پوچھا کیا تو پیاسا ہے اس نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا۔ نے مصادف اتر میں سواری سے اُترا اور اسے پانی پلایا۔ پھر سواری ہو کر ہم چلے۔ میں نے کہا یہ نصرانی ہے آپ نصرانی کو صدقہ دیتے ہیں فرمایا ہاں جب ایسی حالت ہو۔ (م)
- ۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ایک اعرابی حضرت رسول خدا کے پاس آیا اور کہنے لگا کوئی عمل ایسا بتائیے

جس سے جنت مل جائے۔ فرمایا لوگوں کو کھانا لے اور کٹا دہ دلی سے سلام کر اس نے کہا میں کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا تیرے پاس اونٹ ہے کہ اسے کھانے پر پانی لے جا کر ایسے لوگوں کو پلا جنہوں نے کل سے پانی نہ پیا ہو پس تیرا اونٹ کھانے نہ پائے گا اور تو پلا کر نہ لوٹے گا کہ جنت تجھ پر واجب ہو جائے گی۔ (بخاری)

۴۔ فرمایا حضرت نے اللہ درست رکھتا ہے کہ دل جلے کو پانی پلایا جائے اور جو ایسے پیاسے کو پانی پلائے گا چاہے آدمی ہو یا چوپایہ تو اللہ اس دن اس پر سایہ کرے گا جس دن کہیں سایہ نہ ہو گا۔ (موتقی)

﴿باب ۸۹﴾

﴿الصدقة لبني هاشم ومواليهم وصلتهم﴾

۱۔ أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار ؛ و محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص بن القاسم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن أناساً من بني هاشم أتوا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فسأوه أن يستعملهم على صدقات الموائش وقالوا : يكون لنا هذا المسم الذي جعله الله للماملين عليها فنحن أولى به فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : يا بني عبد المطلب إن الصدقة لا تحل لي ولالكم ولكني قد وعدت الشفاعة ثم قال أبو عبدالله عليه السلام : والله لقد وعدتها صلى الله عليه وآله وسلم . فما ظنكم يا بني عبد المطلب إذا أخذت بحلقة باب الجنة أتروني مؤثراً عليكم غيركم .

۲۔ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم ؛ وأبي بصير ؛ و زرارة ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام قالوا : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : إن الصدقة أو ساخ أیدی الناس وإن الله قد حرم علي منها ومن غيرها ما قد حرمه وإن الصدقة لا تحل لبني عبد المطلب ، ثم قال : أما والله لو قد قمت على باب الجنة ثم أخذت بعاقته لقد علمتم أنني لا أؤثر عليكم فأرضوا لأنفسكم بما رضي الله ورسوله لكم ، قالوا : قد رضينا

۳۔ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن ابن الحجاج ، عن جعفر بن إبراهيم الهاشمي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : أتحل الصدقة لبني هاشم ؟ فقال : إنما تلك الصدقة الواجبة على الناس لا تحل لنا فأما غير ذلك فليس به بأس ولو كان كذلك ما استطاعوا أن يخرجوا إلى مكة ، هذه المياه

عامتها صدقة .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن علي بن النعمان ، عن سعيد بن عبدالله الأعرج قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أتحل الصدقة لموالي بني هاشم ؟ قال : نعم .

٥ - حميد بن زياد ، عن [ابن] سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن إسماعيل بن الفضل الهاشمي قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الصدقة التي حرمت على بني هاشم ما هي ؟ قال : هي الزكاة ، قلت : فتحل صدقة بعضهم على بعض ؟ قال : نعم .

٦ - الحسين بن محمد ، عن مولى بن محمد ، وعبد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد جميعاً ، عن الحسن بن علي الوشاء ، عن أحمد بن عائد ، عن أبي خديجة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أعطوا الزكاة من أرادها من بني هاشم فإنها تحل لهم وإنما تحرم على النبي صلى الله عليه وآله والإمام الذي بعده والأئمة صلوات الله عليهم أجمعين .

٧ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن بعض أصحابنا ، عن محمد بن عبدالله ، عن محمد بن يزيد ، عن أبي الحسن الأول عليه السلام قال : من لم يستطع أن يصلنا فليصل فقراء شيعتنا ومن لم يستطع أن يزور قبورنا فليزر قبور صلحاء إخواننا .

٨ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن النوفلي ، عن عيسى بن عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من صنع إلى أحد من أهل بيتي بدأ كفيته يوم القيامة .

٩ - وعنه ، عن أبيه ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنني شافع يوم القيامة لأربعة أصناف ولوجاؤا بذنوب أهل الدنيا : رجل نصر ذر بيتي ورجل بذل ماله لذر بيتي عند المضيق ورجل أحب ذر بيتي باللسان وبالقلب ورجل يسعى في حوائج ذر بيتي إذا طردوا أو شردوا .

١٠ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن إسماعيل ، عن ثعلبة بن ميمون قال : كان أبو عبدالله عليه السلام يسأل شهاباً من زكاته لمواليه وإنما حرمت الزكاة عليهم دون موالهم .

باب ۱۹

صدقہ نبی ہاشم اور ان کے موالی پر اور ان سے صلہ رحم

- ۱- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ نبی ہاشم کے کچھ لوگ حضرت رسول خدا کے پاس آئے اور کہتے تھے کہ آپ ہمیں مویشیوں کے صدقات وصول کرنے کے لئے حامل بنا دیجئے اور اللہ نے عالموں کے لئے جو حصہ معین کیا ہے وہ ہم کو بھی دیا کیجئے کیونکہ ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں حضرت نے فرمایا اسے نبی عبد المطلب صدقہ نہ میرے لئے حلال ہے نہ تمہارے لئے، اللہ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا ہے حضرت ابو عبد اللہ نے فرمایا اللہ نے رسول سے وعدہ کیا ہے تو لے بنی عبد المطلب کیا تمہارا یہ مکان ہے کہ جب میں باب جنت پر ہوں گا تو تمہارے غیر کو تم پر ترجیح دوں گا۔ (۴۰)
- ۲- فرمایا امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا صدقہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے اللہ نے میرے اوپر حرام کیا ہے اور غیر پر نہیں، صدقہ بنی عبد المطلب کے لئے حلال نہیں۔ پھر فرمایا اللہ جب میں کھڑا ہوں گا باب جنت پر۔ اور زنجیر در پکڑے ہوں گا تو تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں تم پر دو مہروں کو ترجیح دوں گا پس جس پر اللہ رسول راضی ہیں تم بھی راضی ہو جاؤ انھوں نے کہا۔ ہم راضی ہیں۔ (۴۱)
- ۳- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جبکہ حضرت سے میں نے پوچھا۔ کیا صدقہ نبی ہاشم پر حلال ہے فرمایا یہ صدقہ واجبہ جو لوگوں پر ہے ہمارے لئے حلال نہیں، جو اس کے ماسوا ہے اس کے لینے میں مضائقہ نہیں (مجموع)
- ۴- میں نے پوچھا کیا نبی ہاشم کے غلاموں پر صدقہ حلال ہے فرمایا ہاں۔ (۴۲)
- ۵- میں نے پوچھا کون سا صدقہ نبی ہاشم پر حرام ہے فرمایا زکوٰۃ، یہی نے کہا ان میں سے ایک دوسرے کا صدقہ تو لے سکتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ (موتقی)
- ۶- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے نبی ہاشم سے اگر کوئی زکوٰۃ لینا چاہے تو اسے دے دو کیونکہ وہ ان پر حلال ہے زکوٰۃ حرام ہے نبی پر اور ان کے بعد کے امام پر اور تمام آئمہ پر۔ (مختلف قیہ)
- ۷- فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جو ہم تک نہ پہنچ سکے وہ صلہ رحم کرے ہمارے شیعہ فقہروں سے اور ہماری قبروں کی زیارت نہ کر سکے وہ زیارت کرے ہمارے نیک دل بھائیوں کی (موسل)
- ۸- فرمایا رسول اللہ نے جو کوئی میرے اہلبیت میں سے کسی سے بھی اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا بدلہ دوں گا۔ (جہن)
- ۹- فرمایا رسول خدا نے میں روز قیامت چار گروہوں کی شفاعت کروں گا اگرچہ دنیا سب کے گناہ اس کے ذمہ ہوں اول جس نے میری ذریت کی مدد کی دوسرے جس نے میری ذریت کی مال سے مدد کی ستمی میں، تیسرے جس نے میری ذریت

کی مدد کی زبان و دل سے۔ چوتھے جو میری اولاد کی مدد کرے ضروریات میں جبکہ لوگ ان سے تعلقات منقطع کر لیں (۴)
۱۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے شہاب سے اس کے مال کی زکوٰۃ مانگی اپنے غلاموں کے لئے۔ زکوٰۃ حرام ہے اُن
پر نہ کہ ان کے غلاموں پر۔ (۴)

﴿باب﴾

﴿[۱] نوادر﴾

۱۔ علیؑ بن ابراہیم، عن اُبیہ، عن ابن فضال، عن ابن بکیر، عن رجل، عن
أبي جعفرؑ في قوله عز وجل: «إن تبدوا الصدقات فنعماهي» قال: يعني الزكاة
المفروضة قال: قلت: «وإن تخفوها وتؤتوها الفقراء» قال: يعني النافلة إنهم كانوا
يستحبون إظهار الفرائض وكنمان النوافل.

۲۔ علیؑ بن محمد، عن حدیثہ، عن معلى بن عبيد، عن علي بن أبي حمزة، عن
أبيہ، عن أبي جعفرؑ قال: سألته عن الزكاة تجب علي في موضع لا يمكنني أن
أؤديها، قال: اعزلها فإن اتجرت بها فأنت ضامن لها ولها الربح وإن تويت في حال
ما عزلتها من غير أن تشغلها في تجارة فليس عليك وإن لم تعزلها واتجرت بها في جملة
مالك فلها بقسطها من الربح ولا وضیعة عليها.

۳۔ عدة من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن محمد بن شعيب، عن
الحسين بن الحسن، عن عاصم، عن يونس، عن ذكره، عن أبي عبداللهؑ أنه
كان يتصدق بالسكر، فقيل له: أتصدق بالسكر؟ فقال: نعم إنه ليس شيء أحب
إلي منه فانا أحب أن أتصدق بأحب الأشياء، إلي.

۴۔ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن سنان، عن معاذ بن كثير قال:
سمعت أبا عبداللهؑ يقول: موسع على شيعتنا أن ينفقوا مما في أيديهم بالمعروف
فإذا قام قائمنا حرم على كل ذي كترٍ كثره حتى يأتيه به فيستعين به على عدوه و
هو قول الله عز وجل: «والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله
فيبشروهم بعذاب أليم».

باب نوادر

- ۱- فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے کہ آیہ 'ان تزدوا الصدقات' میں مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے اور انے تحفہ و بلاہ میں مراد ہے زکوٰۃ نافلہ۔ لوگ محبوب رکھتے تھے فرائض کا اظہار اور نوافل کا کتمان۔ (مرسل)
- ۲- میں نے پوچھا زکوٰۃ مجھ پر واجب ہے لیکن اس کو دینا ممکن نہیں، فرمایا اس کو اپنے پاس محفوظ رکھو، اگر تو نے اس سے تجارت کی تو تو اس کا فاسد ہو گا اور نفع اسی کا ہو گا اور اگر ضایع کیا جمع رکھنے کی حالت میں بغیر تجارت کے لئے تو تجھ پر ضمانت نہ ہو گی اور اگر اس مال کو سزا دل نہ رکھا اور اس سے تجارت کو تو وہ منجملہ تیرے مال کے ہے قسط وار نفع اس کا ہو گا اور ضایع ہونے کا اس سے تعلق نہ ہو گا۔ (مرسل)
- ۳- فرمایا حضرت نے کہ وہ شکر کا صدقہ دیتے تھے کسی نے وجہ پوچھی فرمایا میں اسے زیادہ پسند کرتا ہوں لہذا اسی کو صدقہ میں دینا مجھے زیادہ پسند ہے۔ (م)
- ۴- فرمایا ہمارے دولت مند شیعوں کو لازم ہے کہ وہ راہ خدا میں خرچ کریں۔ تمام آل کھڑے کھڑے تلہور پر ہر خزانے والے کا خزانہ اس پر حرام ہو گا وہ حضرت کے پاس لایا جائے گا حضرت کے دشمنوں کے خلاف عمل کے لئے اور یہ آیت اس کی تائید میں ہے۔ (م)

کتاب الصوم

بسم الله الرحمن الرحيم

كتاب الصيام

﴿باب﴾

﴿ما جاء في فضل الصوم والصائم﴾

١ - علي بن إبراهيم بن هاشم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حرير ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : بُني الإسلام على خمسة أشياء على الصلاة والزكاة والحج والصوم والولاية ، وقال رسول الله صلى الله عليه وآله : الصوم جنة من النار .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن إسماعيل بن أبي زياد ، عن أبي عبدالله ، عن آبائه عليهم السلام أن النبي صلى الله عليه وآله قال لأصحابه : ألا أخبركم بشيء إن أتم فعلتموه تبعاد الشيطان منكم كما تبعاد المشرق من المغرب ؟ قالوا : بلى قال : الصوم يسود وجهه والصدقة تكسر ظهره والحب في الله والموازرة على العمل الصالح يقطع دابره والاستغفار يقطع دابره وكل شيء زكاة إلا الأبدان الصيام .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن ابن فضال ، عن ثعلبة ، عن علي بن عبد العزيز قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : ألا أخبرك بأصل الإسلام وفرعه وذروته وسنامه قلت : بلى قال : أصله الصلاة وفرعه الزكاة وذروته وسنامه الجهاد في سبيل الله ، ألا أخبرك بأبواب الخير ؟ إن الصوم جنة .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن موسى بن بكر قال : لكل شيء زكاة وزكاة الأجساد الصوم .

٥ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عثمان ، عن إسماعيل بن يسار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : قال أبي : إن الرجل يصوم يوماً تلوّحاً يريد ما عند الله عز وجل فيدخله الله به الجنة .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سلمة صاحب السابري ، عن أبي الصباح ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن الله تبارك و تعالی يقول : الصوم لي و أنا أجزي عليه .

٧ - علي ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سليمان ، عن عمن ذكره ، عن أبي عبد الله عليه السلام في قول الله عز و جل : « واستعينوا بالصبر » قال : الصبر الصيام و قال : إذا نزلت بالرجل النازلة و الشديدة فليصم فإن الله عز و جل يقول : « واستعينوا بالصبر » يعني الصيام .

٨ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن سنان ، عن منذرين يزيد ، عن يونس بن ظبيان قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : من صام لله عز و جل يوماً في شدة الحر فأصابه ظمأ و كل الله به ألف ملك مسحون و وجهه و يبيشرونه حتى إذا أظفر قال الله عز و جل له : ما أطيب ريحك و روحك ، ملائكتي اشهدوا أنني قد غفرت له (٢)

٩ - أحمد بن إدريس ، عن محمد بن حسان ، عن محمد بن علي ، عن علي بن النعمان عن عبد الله بن طلحة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه و آله : الصائم في عبادة و إن كان على فراشه مالم يفتب مسلماً .

١٠ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : من كتب صومه قال الله عز و جل ملائكته : عبدي استجار من عذابي فأجروه و كل الله تعالى ملائكته بالدعاء للصائمين و لم يأمرهم بالدعاء لأحد إلا استجاب لهم فيه .

١١ - علي ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة ، عن أبي عبد الله ، عن أبيه عليه السلام أن النبي صلى الله عليه و آله قال : إن الله عز و جل و كل ملائكته بالدعاء للصائمين و قال : أخبرني جبرئيل عليه السلام عن ربه أنه قال : ما أمرت ملائكتي بالدعاء لأحد من خلقي إلا استجبت لهم فيه .

١٢ - و بهذا الإسناد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : نوم الصائم عبادة و نفسه

تسبیح .

۱۳ - علیؑ ، عن أبيه ؛ وعبد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : أوحى الله عز وجل إلى موسى عليه السلام ما يمنعك من مناجاتي ؛ فقال : يا ربُّ أجلك عن المناجات لخلوف فم الصائم فأوحى الله عز وجل إليه يا موسى لخلوف فم الصائم أطيب عندي من ريح المسك .

۱۴ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن منصور بن العباس ، عن عمرو بن سعيد ، عن الحسن بن صدقة قال : قال أبو الحسن عليه السلام : قیلوا فان الله يطعم الصائم ويستقيه في منامه .

۱۵ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سلمة صاحب السابري ، عن أبي الصباح الكناني ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال : للصائم فرحتان فرحة عند إفطاره وفرحة عند لقاء ربه .

۱۶ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن السمان الأرمي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا رأي الصائم قوماً يأكلون أو رجلاً يأكل سجت كل شعرة منه .

۱۷ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بكر بن صالح ، عن محمد بن سنان ، عن منذر بن يزيد ، عن يونس بن ظبيان قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : من صام لله يوماً في شدة الحر فأصابه ظمأ و كمل الله عز وجل به ألف ملك يمسحون وجهه ويبدشرونه حتى إذا أفطر قال الله عز وجل : ما أطيب ريحك وروحك ، ملائكتي أشهدوا أنني قد غفرت له .

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب

فضیلت صوم وصایم

۱- فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور ولایت

پر رسول اللہ نے فرمایا روزہ نارہتم کے لئے سیر ہے۔ (ص)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کیا میں تمہیں بتاؤں ایسی چیز جس کے کرنے پر شیطان اور تمہارے درمیان اتنا بُعد ہو جائے جتنا مشرق و مغرب کے درمیان ہے سب نے کہا نہ روز فرمایا روزہ اس کا چہرہ سیاہ کر دیتا ہے اور صدقہ اس کی کر توڑ دیتا ہے اور محبت خدا اور عمل صالح پر قائم رہنا اس کا پچھلا حصہ کاٹ دیتا ہے اور استغفار اس کی رگ گردن کاٹ دیتا ہے ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ص)

۳۔ حضرت نے فرمایا اسلام کی اصل نماز ہے اور اس کی فروع زکوٰۃ ہے اور اس کی چوٹی اور کوبان فی سبیل اللہ جہاد ہے اور روزہ آتشِ جہنم کی سیر ہے۔

۴۔ ہر شے کے لئے زکوٰۃ ہے اور اجسام کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ص)

۵۔ میرے والد نے فرمایا جو کسی دن روزہ رکھتا ہے خوشنودی خدا کے لئے تو اللہ اس کو جنت میں داخل کرتا ہے (مجبور)

۶۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ زمین کے لئے ہے

۷۔ فرمایا آیہ واستعینوا بالصبر میں صبر سے مراد روزہ ہے فرمایا جب کوئی سخت مصیبت نازل ہو تو روزہ رکھو اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے واستعینوا بالصبر یعنی روزہ (مرسل)

۸۔ فرمایا جو گرم دن میں روزہ رکھے اور اسے پیاس محسوس ہو اللہ تعالیٰ ایک ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے کہ اس کے

چہرے پر مسح کریں اور اسے بشارت دیں جب وہ افطار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیسی اچھی ہے اس کی روح اور اس

کی خوشبو، لے میرے ملائکہ گواہ رہنا میں نے اس کے گناہ بخش دیئے۔ (ص)

۹۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے روزہ دار عبادت میں رہتا ہے۔ وہ اپنے فرشتے پر ہو جب تک وہ کسی مسلمان کی

فیئت نہ کرے۔ (ص)

۱۰۔ فرمایا جو اپنے روزہ کو چھپائے گا تو اللہ ملائکہ سے فرماتا ہے اس میرے بندہ نے پناہ چاہی ہے میرے عذاب سے

پس اسے پناہ دو اور اللہ تعالیٰ معین کرتا ہے ملائکہ کو کہ وہ روزہ داروں کے لئے دعا کریں اور جن کے لئے وہ دعا کا

حکم دیتا ہے ان کے حق میں قبول کرتا ہے۔ (ص)

۱۱۔ فرمایا رسول خدا نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا ہے فرشتوں کو روزہ داروں کی دعا کے لئے اور مجھے جبرائیل نے بخبری ہے کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ملائکہ کو حکم دیا ہے اپنے بندوں میں سے ایک کے لئے تو وہ جو دعا اس کے حق میں کریں میں

قبول کرتا ہوں۔ (ص)

۱۲۔ حضرت نے فرمایا روزہ دار کی نیت عبادت ہے اور اس کے سانس تسبیح ہیں۔ (ص)

- ۱۳- فرمایا حضرت نے اللہ نے موسیٰ پر وحی کی، کس چیز نے تم کو مناجات کرنے سے روکا۔ انہوں نے کہا اے میرے رب تیری شان اجل و ارفع ہے اس سے کہ میں اس منازعہ سے مناجات کروں جس سے روزہ کی وجہ سے بڑھتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ میرے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بوشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے۔ (حسن)
- ۱۴- فرمایا امام رضا علیہ السلام نے قیلو لہ کہ روک کر اللہ تمہارے ہونے کی حالت میں روزہ دار کو کھلاتا پلاتا ہے (م)
- ۱۵- فرمایا حضرت نے روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کی فرحت دوسرے نفاے رب کی۔ (مجموع)
- ۱۶- فرمایا جب روزہ دار لوگوں کو بائسی ایک کو کھاتے دیکھتا ہے تو اس کا سہراں تیس کرتا ہے (مجموع)
- ۱۷- ترجمہ حدیث ۱۷ میں گزرا۔

﴿باب﴾

﴿فضل شہر رمضان﴾

۱- علی بن ابراہیم، عن ابيہ، عن عبد اللہ بن المغیرہ، عن عمرو السامی، عن ابي عبد اللہ عليه السلام قال: إن [عدة] الشهور عند الله اثني عشر شهراً في كتاب الله يوم خلق السماوات والأرض ففرقة الشهور شهر الله عز ذكره وهو شهر رمضان وقلب شهر رمضان ليله القدر و نزل القرآن في أول ليلة من شهر رمضان فاستقبل الشهر بالقرآن.

۲- أحمد بن إدريس، عن محمد بن عبد الجبار، عن صفوان، عن إسحاق بن عمار عن المسعمي أنه سمع أبا عبد الله عليه السلام يوصي ولده إذا دخل شهر رمضان: فاجهدوا أنفسكم فإن فيه تقسم الأرزاق و تكتب الآجال وفيه يكتب وفد الله الذين يفتنون إليه وفيه ليلة، العمل فيها خير من العمل في ألف شهر.

۳- محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن الحكم، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من لم يغفر له في شهر رمضان لم يغفر له إلى قابل إلا أن يشهد عرفة.

۴- محمد بن يحيى؛ وغيره، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن الحسن بن محبوب عن أبي أيوب، عن أبي الورد، عن أبي جعفر عليه السلام قال: خطب رسول الله صلى الله عليه وآله الناس في آخر جمعة من شعبان فحمد الله وأثنى عليه ثم قال:

أيها الناس إنّه قد أظلمكم شهر فيه ليلة خير من ألف شهر وهو شهر رمضان فرض الله صيامه وجعل قيام ليلة فيه بتطوع صلاة كتطوع صلاة سبعين ليلة فيما سواه من الشهور وجعل لمن تطوع فيه بخصلة من خصال الخير والبر كأجر من أدى فريضة من فرائض الله عز وجل ومن أدى فيه فريضة من فرائض الله كان كمن أدى سبعين فريضة من فرائض الله فيما سواه من الشهور وهو شهر الصبر وإن الصبر نوابه الجنة وشهر المواساة وهو شهر يزيد الله في رزق المؤمن فيه ومن فطّر فيه مؤمناً صائماً كان له بذلك عند الله عتق رقبة ومغفرة لذنوبه فيما مضى؛ قيل: يا رسول الله ليس كلنا يتمد على أن يفطر صائماً، فقال: إن الله كريم يعطي هذا الثواب لمن لم يقدر إلا على مذقة من لبن يفطر بها صائماً أو شربة من ماء عذب أو تمرات لا يقدر على أكثر من ذلك ومن خفف فيه عن مملوكه خفف الله عنه حسابه، وهو شهر أوله رحمة وأوسطه مغفرة وآخره إجابة والعتق من النار ولاغنى بكم عن أربع خصال خصلتين ترضون الله بهما وخصلتين لاغنى بكم عنهما فأما اللتان ترضون الله عز وجل بهما فشهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله وأما اللتان لاغنى بكم عنهما فتسألون الله فيه حوائجكم والجنة وتسألون العافية وتعوذون به من النار.

٥ - أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن الحسين بن علوان، عن عمرو بن شمر عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يقبل بوجهه إلى الناس فيقول: يا معشر الناس إذا طلع هلال شهر رمضان غلقت مردة الشياطين وفتحت أبواب السماء وأبواب الجنان وأبواب الرحمة وغلقت أبواب النار واستجيب الدعاء وكان الله فيه عند كل فطر عتقاً يعتمه الله من النار وينادي مناد كل ليلة هل من سائل هل من مستغفر اللهم أعط كل منفق خلفاً وأعط كل ممسك خلفاً حتى إذا طلع هلال شوال نودي المؤمنون أن اعدوا إلى جوائزكم فهدى يوم الجائزة، ثم قال أبو جعفر عليه السلام: أمد الذي نفسي بيده ما هي بجائزة الدنيا نادر ولا الدارهم.

٦ - عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيوب، عن سيف بن عميرة، عن عبد الله بن عبد الله، عن رجل، عن أبي جعفر عليه السلام

قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله لما حضر شهر رمضان وذلك في ثلاث بقين من شعبان قال لبلال : ناد في الناس فجمع الناس ثم سعد المنبر فحمد الله و أننى عليه ثم قال : أيها الناس إن هذا الشهر قد خصكم الله به و حضركم وهو سيد الشهور ليلة فيه خير من ألف شهر ، تغلق فيه أبواب النار وتفتح فيه أبواب الجنان فمن أدركه ولم يغفر له فأبعده الله ومن أدرك والديه ولم يغفر له فأبعده الله ومن ذكرت عنده فلم يصل علي فلم يغفر الله له فأبعده الله .

۷۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيہ ، عن ابن ابي عمير ، عن جميل بن صالح ، عن محمد ابن مروان قال : سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول : إن لله عز وجل في كل ليلة من شهر رمضان عتقاء وطلاق من النار إلا من أظفر على مسكر فاذا كان في آخر ليلة منه أعتق فيها مثل ما أعتق في جميعه .

باب

فضیلت ماہ رمضان

- ۱۔ فرمایا اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں کتاب اللہ میں آسمان و زمین کے پیدا ہونے کے دن سے۔ پس رمضان کا چاند اللہ کے مہینے کا چاند ہے یہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں شب قدر ہے اور مستحکم نازل ہوا ہے اس کی پہلی رات میں پس قرآن کی وجہ سے اس کا استقبال کرو۔ (اص)
- ۲۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند کو وصیت فرمائی کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہو تو اپنے نفسوں کو تعب میں ڈالو۔ اس مہینہ میں انزاق تقسیم ہوتے ہیں موت کے اوقات لکھے جاتے ہیں اور ان لوگوں کے نام لکھے جلتے ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اس میں وہ رات ہے جس کا عمل ہزار مہینوں کے عمل کے برابر ہے دوسری
- ۳۔ فرمایا جس کے گناہ اس مہینہ میں نہ کھتے جائیں گے اس کے گناہ سال اکندہ تک نہ کھتے جائیں گے لیکن اس صورت میں کہ وہ عرفہ میں حاضر ہوں۔ (مجمول)
- ۴۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے ماہ شعبان کے آخری جمعہ کے خطبہ میں حمد و ثنا کے باری کے بعد فرمایا۔ لوگو ماہ رمضان تم پر سایہ لگن ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور وہ ماہ رمضان ہے جس میں اللہ نے تم پر روزِ فرض لکھے ہیں اور اس رات میں ایک سنت نماز پڑھنا اور راتوں میں ستر نمازوں کے برابر ہے اور جو اس میں کسی سے نیکی

اور احسان کرے اس کا اجر وہی ہے جو ایک فریضہ ادا کرنے کا۔ فرایض خدا سے اور جو اس رات کو ایک فریضہ ادا کرے ایسا ہے جیسے دوسری راتوں میں اور مہینوں کے ستر فریضے ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اس میں اللہ رزق مومن میں زیادتی کرتا ہے اور جو ایک مومن روزہ دار کا روزہ افطار کرے تو خدا اللہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے کسی نے کہا یا رسول اللہ اگر کسی میں روزہ افطار کرنے کی مقدرت نہ ہو فرمایا اللہ کریم ہے اور یہ ثواب اس کو لمبے کا جو نظیر ٹراسا دودھ کسی روزہ دار کو پلا دے یا میٹھا پانی ہی پلا دے یا چند خرے ہی کھلائے اور جو اپنے غلام سے خدمات کم لے خدا روز قیامت اس کے حساب میں تخفیف یا چند کرے گا اس ماہ کا اول رحمت ہے اور وسط مغفرت اور آخر اجابت اور نارسے آزادی۔ تم میں سے کوئی چار خصلتوں سے غافل نہ ہو کہ وہ خدا کو راضی کرنے والی ہیں دو عادتیں جن سے تم بے پروا نہ نہیں ہو سکتے۔ وہ دو باتیں جو اللہ کو راضی کرتی ہیں گو اہی دینا لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کی اور جن دو کے بغیر چارہ کار نہیں وہ اللہ سے سوال کرنا ہے اپنی حاجتوں اور جنت کا اور سوال کرنا ہے اپنی عاقبت اور دوزخ سے پناہ مانگنے کا۔ (حسن)

۵۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا۔ لوگو جب رمضان کا چاند نکلتا ہے تو سرکش شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے۔ نفسِ عمارہ کی خواہشیں رک جاتی ہیں اور آسمانِ جنت و رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت اپنے بندگان دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ہر شب ایک منادی ندا کرتا ہے، ہے کوئی سوال کرنے والا ہے کوئی استغفار کرنے والا اور کہنے والا یا اللہ ہر خرچ کرنے والے کو بدلے اور بخیل کے مال کو تلف کرنا ہے ماہ شوال کا چاند نمودار ہوتا ہے تو مومن کو ندادی جاتی ہے صبح کو اپنے انعامات کے لئے یہ انعام کا دن ہے امام علیہ السلام نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے یہ انعام دینار و درہم کا نہیں۔ (مرسل)

۶۔ شعبان کے ایک تہائی دن باقی کئے کہ حضرت رسول خدا نے بلال سے فرمایا لوگوں کو بلاؤ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے منبر پر جا کر حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا۔ لوگو یہ وہ مہینہ ہے جسے اللہ نے تم سے مخصوص کیا ہے اور وہ تمام مہینوں کا سردار ہے اس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے دوزخ کے دروازے اس میں بند ہوتے ہیں اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جو اس مہینے کو پائے وہ دعائے مغفرت نہ کرے خدا اپنی رحمت سے اسے دور رکھتا ہے اور جو والدین کے لئے دعائے مغفرت نہ کرے وہ بھی رحمت خدا سے دور رہتا ہے اور جو میرا ذکر کرنے اور نیچ پر درود نہ بھیجے وہ بھی رحمت خدا سے دور رہتا ہے۔ (مرسل)

۷۔ فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ شہر رمضان میں لوگوں کو نارجہنم سے آزاد کرتا ہے سوائے اس کے جو نشہ والی چیز سے افطار کرے۔ آخر رات میں آزاد کرتا ہے نارسے اسی طرح جیسے اور راتوں میں۔ (مجمول)

باب ۳

(من فطر صائماً)

- ۱ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سلمة صاحب السابري عن أبي الصباح الكناني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : من فطر صائماً فله مثل أجره .
- ۲ - عده من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن سعدان بن مسلم عن موسى بن بكر ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : فطر أخاك الصائم أفضل من صيامك .
- ۳ - أحمد بن محمد بن علي ، عن علي بن أسباط ، عن سيابة ، عن ضريس ، عن حمزة بن حمران ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كان علي بن الحسين عليه السلام إذا كان اليوم الذي يصوم فيه أمر بشاة فتذبح وتقطع أعضاءه و تطبخ فإذا كان عند المساء أكب على القدر حتى يجد ربح المرق وهو صائم ثم يقول : هاتوا القصاص أغرفوا آل فلان و أغرفوا آل فلان ثم يؤتى بخبز وتمر فيكون ذلك عشاءه صلى الله عليه وعلى آياته .
- ۴ - علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة ، عن أبي عبد الله عن أبيه عليه السلام قال : دخل سدبر على أبي عليه السلام في شهر رمضان فقال : يا سدبر هل تدري أي الليالي هذه ؟ فقال : نعم فذاك أي هذه ليالي شهر رمضان ، فما ذاك ؟ فقال له : أتقدر على أن تعتق في كل ليلة من هذه الليالي عشر رقبات من ولد إسماعيل ؟ فقال له سدبر : بأبي أنت و أمي لا يبلغ مالي ذلك ، فما زال يتقص حتى بلغ به رقبة واحدة ، في كل ذلك يقول : لا أقدر عليه ، فقال له : فما تقدر أن تفر في كل ليلة رجلاً مسلماً ؟ فقال له : بلى وعشرة ، فقال له : أي عليه السلام : فذاك الذي أردت يا سدبر إن إفتارك أخاك المسلم يعدل رقبة من ولد إسماعيل عليه السلام .

باب ۳

روزہ افطار کرانے کا ثواب

۱۔ فرمایا حضرت نے جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانے سے روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا۔ (مجموع)

- ۲۔ فرمایا آپ نے کسی روزہ دار بھائی کا روزہ افطار کرنا تیرے روزہ سے بہتر ہے (رض)
- ۳۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت علی بن الحسین جس دن روزہ رکھتے تو بکری ذبح کر کے پکواتے شام کے قریب ہانڈیوں کے قریب جا کر بھاپ سے شور بہ کا پتہ چلاتے جب پک جاتا تو بیاے منگاتے اور اس میں بھر بھر کر فرماتے یہ فلاں کی اولاد کو جا کر۔ دوا دیر یہ فلاں کی اولاد کو پھر دیشاں اور خرے نے کہ شام تک تقسیم کرتے۔ (مجمول)
- ۴۔ فرمایا حضرت نے سعد بن میرے والد کے پاس آیا ماہ رمضان میں، حضرت نے فرمایا اے سعد میرا تم جانتے ہو یہ کون سی راتیں ہیں اس نے کہا ہاں یہ ماہ رمضان کی راتیں ہیں، حضرت نے یہ کیوں پوچھا فرمایا کیا تم ان میں سے ہر رات میں درس غلام آزاد کر سکتے ہو اولاد اسماعیل سے۔ اس نے کہا مجھ سے ممکن نہیں۔ پھر حضرت نے کم کرتے کرتے فرمایا اچھا ایک تو آزاد کر سکتے ہو۔ تمام رمضان میں اس نے کہا میں اس پر بھی قادر نہیں، فرمایا تم اس پر قادر ہو کہ ہر رات کو ایک مسلمان کا روزہ افطار کرادو۔ اس نے کہا میں ایک کا کیا دس مسلمان کا روزہ افطار کرادوں گا، فرمایا اے سعد میری یہی چاہتا ہوں ایک مسلمان کا روزہ افطار کرادینا، برابر ہے اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے۔ (مجمول)

باب ۱۰

﴿فی النهی عن قول رمضان بلاشهر﴾

۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد؛ و محمد بن الحسين، عن محمد بن یحییٰ النخعی، عن غیاث بن ابراہیم، عن أبي عبد الله، عن أبيه عليه السلام قال: قال أمير المؤمنين صوات الله عليه: لا تقولوا: رمضان ولكن قولوا: شهر رمضان فإنكم لا تدرؤن ما رمضان.

۲۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر، عن هشام ابن سالم، عن سعد، عن أبي جعفر عليه السلام قال: كنا عنده نمانية رجال فذكرنا رمضان فقال: لا تقولوا: هذا رمضان ولا ذهب رمضان ولا جاء رمضان فإن رمضان اسم من أسماء الله عز وجل لا یحیی، ولا یذهب وإنما یحیی، و یذهب الزائل ولكن قولوا: شهر رمضان، فإن الشهر مضاف إلى الاسم و الاسم اسم الله عز ذكره و هو الشهر الذي أنزل فيه القرآن جملة مثلاً و عیداً

باب

صرف رمضان نہ کہوشہر رمضان کہو

۱۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا صرف رمضان نہ کہو بلکہ ماہ رمضان کہو تم نہیں جانتے کہ رمضان کیا ہے۔ (مشق)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آٹھ آدمی رمضان کا ذکر کر رہے تھے حضرت نے فرمایا یہ نہ کہو یا یہ رمضان ہے یا رمضان گیا یا آیا۔ کیونکہ رمضان تو خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے وہ نہ آتا ہے نہ جاتا ہے۔ آتا جانا تو زوال پذیر چیز کے لئے ہوتا ہے بلکہ ماہ رمضان کہو، ماہ کا لفظ رمضان ہے اسم کی طرف جو اسمائے الہیہ میں سے ہے اور یہ وہ ہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور اسے عید قرار دیا ہے۔ (۱۴)

﴿باب﴾

﴿ما یقال فی مستقبل شہر رمضان﴾

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ائبہ ، عن حماد بن عیسی ، عن ابراہیم بن عمر الیمانی عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن ائب جعفر رضی اللہ عنہ قال : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا اهل هلال شهر رمضان استقبل القبلة و رفع یدیه فقال : اللهم اهلہ علينا بالامن و الايمان والسلامة والاسلام والعافية المجللة والرزق الواسع و دفع الاسقام ، اللهم ارزقنا صيامه وقيامه وتلاوة القرآن فيه ، اللهم سلمہ لنا و تسلمہ منا و سلمنا فيه .

۲۔ محمد بن یحیی ، عن محمد بن احمد ، عن احمد بن الحسن بن علی ، عن عمرو بن سعید ، عن مصدق بن صدقة ، عن عمار بن موسی السباطی قال : قال ابو عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : إذا کان اول لیلۃ من شهر رمضان قتل : اللهم رب شهر رمضان و منزل القرآن هذا شهر رمضان الذي أنزلت فيه القرآن و أنزلت فيه آيات بينات من الهدى والفرقان اللهم ارزقنا صيامه و أعنا على قيامه ، اللهم سلمہ لنا و سلمنا فيه و تسلمہ منا في سمرتك و معافاة و اجعل فيما تقضي و تقدّر من الأمر المحتوم فيما يفرق من الأمر

الحكيم في ليلة القدر من القضاء الذي لا يرد ولا يبدل أن تكتبني من حجاج بيتك الحرام الميزور حجهم ، المشكور سعيهم ، المغفور ذنبيهم ، المكفر عنهم سيئاتهم واجعل فيما تقضي وتقدر أن تطيل لي في عمري وتوسع علي من الرزق الحلال .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن علي بن رئاب ، عن [الأبجد] [الأصالح] قال : ادع بهذا الدعاء في شهر رمضان مستقبل دخول السنة وذكر أنه من دعائه محتسباً مخلصاً لم تصبه في تلك السنة فتنة ولا آفة يضر بها دينه و بدنه ووقاه الله عز ذكره شر ما يأتي به تلك السنة .

«اللهم إني أسألك باسمك الذي دان له كل شيء ويرحمك التي وسعت كل شيء ، وبمزتك التي قهرت بها كل شيء ، وبعظمتك التي تواضع لها كل شيء ، وبقوتك التي خضع لها كل شيء ، وبجبروتك التي غلبت كل شيء ، وبعلمك الذي أحاط بكل شيء ، يا نورياً قدوساً بأوّل قبل كل شيء ، ويا باقياً بعد كل شيء ، يا الله يا رحمن [يا الله] صلّ على محمد وآل محمد واغفر لي الذنوب التي تغير النعم واغفر لي الذنوب التي تنزل النقم واغفر لي الذنوب التي تقطع الرجاء واغفر لي الذنوب التي تديل الأعداء واغفر لي الذنوب التي ترد الدعاء واغفر لي الذنوب التي يستحق بها نزول البلاء واغفر لي الذنوب التي تحبس غيث السماء واغفر لي الذنوب التي تكشف الغطاء واغفر لي الذنوب التي تجعل الفناء واغفر لي الذنوب التي تورث الندم واغفر لي الذنوب التي تهتك العصم واليسني درعك الحصينة التي لا ترام وعافني من شر ما أحاذر بالليل والنهار في مستقبل سنتي هذه .

اللهم رب السموات السبع والأرضين السبع وما بينهما ورب العرش العظيم ورب السبع المثاني والقرآن العظيم ورب إسرا فيل وميكائيل وجبرئيل ورب محمد ﷺ وأهل بيته سيد المرسلين وخاتم النبيين أسألك بك وبما سميت بأعظيم أنت الذي تمنّ بالمعظيم وتدفع كل محدور ، وتعطي كل جزيل وتضاعف من الحسنات بالقليل والكثير وتعمل ما تشاء بإقدير يا الله يا رحمن يا رحيم صلّ على محمد وأهل بيته واليسني في مستقبل هذه السنة سترك ونضرو وجهي بنورك وأحذيني بمحبتك وبلغني رضوانك وشريف كرامتك وجزيل عطائك من خير ما عندك ومن خير ما أنت معط أحداً من خلقك واليسني مع ذلك

عافيتك ، يا موضع كل شكوى ويا شاهد كل نجوى ويا عالم كل خفية ويا دافع [كل] ما نشاء من بلية يا كريم العفو يا حسن التجاوز ، توقني على ملة ابراهيم وفطرته وعلى دين محمد وسنته وعلى خير وفاة فتوقني موالياً لأوليائك معادياً لأعدائك .

اللهم وجّني في هذه السنة كل عمل أوقول أو فعل يباعدني منك واجليني إلى كل عمل أوقول أو فعل يقربني منك في هذه السنة يا أرحم الراحمين وامنني من كل عمل أوقول يكون مني أخاف ضرر عاقبته وأخاف مقتك إني عليه محذراً أن تصرف وجهك الكريم عني فاستوجب به نقصاً من حظ لي عندك يا رؤوف يا رحيم . اللهم اجعلني في مستقبل هذه السنة في حفظك وجوارك وكنفك وجلتي ستر عافيتك و هب لي كرامتك ، عز جارك وجل نناء وجهك ولا إله غيرك .

اللهم اجعلني تابعاً لصالح من مضى من أوليائك والحقني بهم واجعلني مسلماً لمن قال بالصدق عليك منهم وأعدوك [يا] إلهي أن تحيط به خطيئتي وظلمي وإسرافي على نفسي واتباعي لهواي واشتغالي بشهواتي فيحول ذلك بيني وبين رحمتك ورضوانك فلاكون منسياً عندك ، متمراً صاعداً لسخطك وتمتلك .

اللهم رفقني لكل عمل صالح ترضى به عني وقربني به إليك زلفي بالبر والحق . اللهم كما كفيت نبيك محمد ﷺ هول عدوه وفرجت همته وكشفت غممه وصدقته وعدك وأنجزت له موعدك بعهدك اللهم بذلك فاكمني هول هذه السنة وآفاتنا وأسقامها وفتنتها وشرورها وأحزانها وضيع المعاش فيها وبالغني برحمتك كمال العافية بتمام دوام [العافية و] النعمة عندي إلى منتهى أجلي أسألك سؤال من أساء وظلم و اعترف وأسألك أن تغفر لي ماضي من الذنوب التي حصرتها حفظك وأحصتها كرام ملائكتك عليّ وأن تعصمني إلهي من الذنوب فيما بقي من عمري إلى منتهى أجلي يا الله يا رحمن صل على محمد و [على] أهل بيت محمد وآتي كل ما سألتك ورغبت إليك فيه فإنك أمرتني بالدعاء وتكفلت لي [بالإجابة] .

٤ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحسين ، عن علي بن أسباط ، عن الحكم بن مسكين قال حدثنا عمرو بن شمر قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : كان أمير المؤمنين صلوات

الله عليه إذا أهل هلال شهر رمضان أقبل إلى القبلة ثم قال : اللهم أهله علينا بالأمن
و الإيمان والسلامة والإسلام والعافية المجللة ، اللهم ارزقنا صيامه وقيامه و تلاوة
القرآن فيه ، اللهم سلمه لنا و تسلمه منا و سلمنا فيه .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرار ، عن يونس ، عن معاوية
ابن عمار ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنه كان إذا أهل هلال شهر رمضان قال : اللهم أدخله
علينا بالسلمة والإسلام واليقين والإيمان والبر والتوفيق لما تحب وترضى .

٦ - يونس ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا
حضر شهر رمضان فقل : اللهم قد حضر شهر رمضان وقد افترضت علينا صيامه و
أنزلت فيه القرآن هدى للناس و بينات من الهدى والفرقان ، اللهم أعنا على صيامه ،
اللهم تقبله منا و سلمنا فيه و تسلمه منا في بسر منك و عافية ، إنك على كل شيء
قدير يا أرحم الراحمين .

٧ - علي ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرار ، عن يونس ، عن إبراهيم ، عن محمد
ابن مسلم ، و الحسين بن محمد ، عن أحمد بن إسحاق ، عن سعدان ، عن أبي بصير قال :
كان أبو عبدالله عليه السلام يدعو بهذا الدعاء في شهر رمضان اللهم إني بك [أتوسل] ومنك
أطلب حاجتي ، من طلب حاجة إلى الناس فإني لا أطلب حاجتي إلا منك وحدك
لا شريك لك وأسألك بفضلك ورضوانك أن تصلي علي محمد و[علي] أهل بيته وأن تجعل لي
في عامي هذا إلى بيتك الحرام سبيلاً حجة مبرورة متقبلة زاكية خالصة لك تفر بهاعيني
وترفع بها درجاتي وترزقني أن أغض بصري وأن أحفظ فرجي وأن أكف بهاعن جميع
عوارمك حتى لا يكون شيء آخر عندي من طاعتك و خشيتك والعمل بما أحببت و
التترك لما كرهت ونهيت عنه واجعل ذلك في يسر و يسار و عافية [وأدعني شكر
ما أنعمت به علياً وأسألك أن تجعل و فاتي قتلاً في سبيلك تحت راية نبيك مع

أوليائك وأسألك أن تقتل بي أعدائك وأعداء رسولك وأسألك أن تكرمني بهوان من
سنت من خلقك ولا تهني بكرامة أحد من أوليائك ، اللهم اجعل لي مع الرسول
سبيلاً حسني الله ماشاء الله .

٨ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحسين ، عن جعفر بن محمد ، عن علي بن أسباط ، عن عبد الرحمن بن بشير ، عن بعض رجاله أن علي بن الحسين عليه السلام كان يدعو بهذا الدعاء [في كل يوم من شهر رمضان] اللهم إن هذا شهر رمضان وهذا شهر الصيام وهذا شهر الإجابة وهذا شهر التوبة وهذا شهر المغفرة والرحمة وهذا شهر العتق من النار والفوز بالجنة ، اللهم فسلمه لي وتسلمه مني وأعني عليه بأفضل عونك ووفقني فيه لطاعتك وفرغني فيه لعبادتك ودعائك وتلاوة كتابك وأعظم لي فيه البركة وأحسن لي فيه العاقبة وأصح لي فيه بدني وأوسع فيه رزقي واكفني فيه ما أهمني واستجبه لي فيه دعائي وبلغني فيه رجائي ، اللهم اذهب عني في التعاسر والكسل والسامة و الفترة و القسوة و الغفلة و الغفلة ، اللهم جتني في العمل والأقسام و الهموم و الأحزان و الأعراض و الأمراض و الخطايا و الذنوب واصرف عني في السوء و الفحشاء و الجهد و البلاء و التعم و العناية إنك سميع الدعاء ، اللهم أعذني فيه من الشيطان الرجيم و همزه و لمزه و نفسه و نفخه و وسواسه و كيده و مكره و حيله و أمانيه و خدعه و غروره و فتنته و رجليه و شره و أعوانه و أتباعه و أخذانه و أشياعه و أوليائه و شركائه و جميع كيدهم ، اللهم ارزقني فيه تمام صيامه و بلوغ الأمل في قيامه و استكمال ما يرضيك فيه صبراً و إيماناً و يقيناً و احتساباً ، ثم تقبل ذلك منا بالأضماف الكثيرة والأجر العظيم ، اللهم ارزقني فيه الجهد و الاجتهاد والقوة والنشاط والإجابة والتوبة والرغبة والرغبة والجزع والرقعة وصدق اللسان والوجل منك والرَّجاء لك والتوكل عليك والثقة بك والورع عن محارمك بصالح القول ومقبول السعي ومرفوع العمل ومستجاب الدعاء ^(٤) ولا تحل بيني وبين شيء من ذلك بعرض ولا مرض ولا هم [ولا غم] أبرحمتك يا أرحم الراحمين .

٩ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن محمد بن إبراهيم التوفلي ، عن الحسين بن المختار رفعه قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : إذا رأيت الهلال فلا تبرح وقل : اللهم إني أسألك خير هذا الشهر وفتحته ونوره ونصره وبركته وطهوره ورزقه ، وأسألك خير ما فيه وخير ما بعده وأعوذ بك من شر ما فيه وشر ما بعده اللهم أدخله علينا بالأمن والإيمان والسلامة والإسلام والبركة والتوفيق لما تحب

ذو القعدة

باب استقبال ماہ رمضان

۱۔ فرمایا حضرت نے جب ہلال ماہ رمضان نمودار ہوتا تو حضرت رسول خدا قبلہ رخ ہوتے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر فرماتے یا اللہ اس ماہ کو گزارنا امن و ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور شاندار عافیت اور کثرتِ روزے اور بیماریوں کے دور رکھنے سے یا اللہ اس ماہ میں روزہ کی اور رات کو قیام کی اور ستراں پر بیٹھنے کی توفیق دے، خداوند سلامتی سے اسے گزار اور ہمارے اعمال کو قبول کر اور زبان میں۔ (قصیدہ)

۲۔ فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہو تو کہو اے میرے رب جو ماہ رمضان کا رب ہے جو منزل قرآن سے یہ وہ جہینہ ہے جس میں تو نے قرآن نازل کیا ہے اور جس میں آیات بینات نازل کی ہیں ہدایت و حق و باطل میں فرق کئے یا اللہ ہمیں روزہ کی توفیق دے اور اس کے قیام میں ہماری مدد کر یا اللہ ہمارے روزے قبول کر، ان میں آسانی پیدا کر اور تقصیر کو معاف کر اور پورا کر اور اگر امر میں کو جسے توفیق اللہ میں جاری کرے اور جو نہ تو روزہ ہوتا ہے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے اور یہ کچھ اپنے گھر کے حاجیوں میں لاکھ جن کا حج مقبول ہو اور جن کی سعی مشکور ہو اور جن کے گناہ مغفور ہوں اور ان کے لئے کفارہ قرار دے اور میری عمر کو طویل کر اور میری حلال روزی میں رحمت دے۔ (موتقی)

۳۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ماہ رمضان کے داخلہ پر یہ دعا پڑھو اور فرمایا جو شخص پڑھو جس دل سے اس سال دعا مانگے گا تو کوئی نعمت و آفت اس تک نہ پہنچے گا اور نہ اسے نقصان پہنچے گا اس کے دین اور بدن کو اللہ بچائے گا ہر اس بُرائی سے جو اس سال اس کو پہنچنے والی ہوگی اور کہے یا اللہ میں تیرے نام سے سوال کرتا ہوں جس کے سامنے ہر شے پست ہے اور تیری رحمت سے جو ہر شے پر چھانی ہوئی ہے اور تیری اس عظمت سے جس کے سامنے ہر شے ذلیل ہے اور تیری اس توفیق سے جس نے ہر شے کو عاجز کر دیا ہے اور تیری اس جبروت سے جو ہر شے پر غالب ہے اور تیرے اس علم سے جو ہر شے کا احاطہ کرتے ہوئے ہے اے لوزاے پاک ذات لے اول۔

ہر شے سے پہلے اور اسے باقی ہر شے کے بعد یا اللہ! رحمت نازل کر محمد و آل محمد پر اور میرے وہ گناہ بخش دے جن سے دشمن غالب ہو اور وہ گناہ بخش دے جن سے نعمت میں تغیر پیدا ہو اور وہ گناہ بخش دے جن سے عذاب نازل ہو اور وہ گناہ بخش دے جن سے امید قطع ہو اور وہ گناہ بخش دے جن سے دشمن غالب ہو اور وہ گناہ بخش دے جن سے

www.muhammadilibrary.com

دعا رد ہو اور وہ گناہ بخش دے جو پردہ چاک کرے اور وہ جو موت کو جلد لائے اور وہ گناہ جو سبب ندامت ہو اور وہ گناہ جو پاک دامنی کی سبب ہو اور نہ گئے پہنا سے اپنی وہ محفوظ زہر جس کی طرف قصد نہیں کیا جاتا اور محفوظ رکھ آئیوں سال میں اس چیز سے جس سے میں ڈرتا ہوں دن اور رات، اے ساتوں آسمان و زمین کے اور جو کچھ ان کے اندر ہے کے مالک، اے عرضتِ عظیم میں مشافی اور قرآن کریم کے مالک! آمین! میکائیل و جبرائیل کے رب، اے رب محمد و آل محمد جو سردارِ مسالین اور خاتم الانبیاء ہیں میں کچھ سے سوال کرتا ہوں تیرے صاحبِ عظمت نام سے جس سے تو بڑے بڑے احسان کرتا ہے اور ہر خطبے کو دفع کرتا ہے اور ہر انعام عطا کرتا ہے اور حسنات کو زیادہ کرتا ہے خواہ کم ہوں یا زیادہ اے قدیر، اے اللہ! رحمت و رحیم تو جو چاہتا ہے کرتا ہے رحمت نازل کر محمد و آل محمد پر اور مجھے آنے والے سال میں اپنی رحمت کی بنا سے ڈھاپے اور اپنے نور سے میرے چہرے کو تازہ کر اور اپنی رحمت مجھ سے اور اپنی مرضی تک پہنچا اور اپنی بہترین بخشش سے نواز اور مجھے عافیت کا لباس پہنا، اے وہ ذات کہ تجھ سے شکایت کی جاتی ہے اور تو ہر سرگوشی کو سنتا ہے اے ہر راز کے جاننے والے، ہر بلا کے دفع کرنے والے مجھے مدتِ ابراہیمی پر موت دے اور فطرتِ اسلام اور دینِ محمد پر ابھی سنت پر ابھی موت دے در آنحالیکہ میں دوست ہوں تیرے دوستوں اور دشمن ہوں تیرے دشمنوں کا اور مجھے تو بچالے اس سال ایسے عمل و قول و فعل سے جو مجھے تجھ سے دور کرنے اور مجھے اے جاپسے قول و فعل و عمل کی طرف جو مجھے اس سال تجھ سے قریب کرے، اے ارحم الراحمین اور مجھے روک دے ہر اس قول و فعل و عمل سے جس سے مجھے عاقبت کے خراب ہونے کا ڈر ہو اور تیرے عذاب کا مجھے ڈر ہو یا میں ڈروں اس بات سے کہ تیری توجہ میری طرف سے بہت جلد کی اور جو میرے لئے تیرے نزدیک اجر ہے اس میں کمی ہو جائے گی لئے ہر بان و رحیم ذات یا اللہ! جو کچھ میں نے اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھا اور عافیت کے پردہ میں چھپا رکھا مجھے اپنی کرامت اور اپنے قرب کی عزت تیرے سوا کوئی معبود نہیں، مجھے اپنے اولیاء کے اعمال خیر کا تابع بنا اور ان سے ملحق کر اور سچا مسلمان قرار دے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ خطائیں مجھے گھیرے ہوں اور ظلم و اسراف میں مبتلا ہوں اور بڑی خواہشات میں گھر کر تیری رحمت سے دور ہو جاؤں اور تیرے نزدیک بھولنے والا قرار پاؤں اور تیرے غصہ اور عذاب کا مستحق یا اللہ! مجھے توفیق دے ہر اس عمل صالح کی جس سے تو راضی ہو اور مجھے تیری قربت حاصل ہو یا اللہ! جس طرح تو نے اپنے نبی کو دشمنوں کے شر سے بچایا اور ان کے غم کو دور کیا اسی طرح میرا غم بھی دور کر اور آفات و استقام اور فتنوں کو دور رکھ اور صیقل معاش سے بچا اور موت کے وقت تک اپنی نعمتوں کو باقی رکھ میں سوال کرتا ہوں اپنی برائیوں اور ظلم کے ساتھ اور اعتراضات گناہ کے بعد کہ میرے گناہ بخش دے جو گزر چکے اور جن کو لکھ لیا ہے تیرے گرامی مرتبت ملائکہ نے، الہی بقید عمر میں جو گناہ مجھ سے سرزد ہوں وہ بھی بخش دینا۔ اے رحمن رسول پر اور ان کے اہلبیت پر رحمت نازل کر اور جو میرا سوال ہے اسے پورا کر تو نے دعا کا حکم دیا ہے اور قبولیت

کا وعدہ کیا ہے۔

۴- فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے جب ماہ رمضان کا چاند دیکھتے تو رو بہ قبلہ ہو کر فرماتے یا اللہ اس ماہ امن و ایمان، سلامتی اور اسلام عطا کر اور روشن عاقبت یا اللہ ہمیں روزہ کا رزق دے اور رات میں عبادت کا اور تلاوت قرآن کا یا اللہ ہمارے لئے وجہ سلامتی قرار دے اور اس میں ہماری عبادت کو قبول فرما۔ (بخاری)

۵- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب ماہ رمضان کا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے یا اللہ اس ماہ کو داخل کر صحت و سلامتی اور اسلام و یقین و ایمان اور نیکی اور توفیق کے ساتھ جو دوست رکھتا ہے اور جس سے تو راضی ہوتا ہے۔ (بخاری)

۶- فرمایا حضرت نے جب ماہ رمضان داخل ہو تو کہو یا اللہ یہ مبارک مہینہ داخل ہو گیا تو نے ہم پر اس کے روزے فرض کئے یا اللہ ان کو ہم سے قبول کر اور صحت و سلامتی کو برقرار رکھ کہ تم ہر شے پر تدار ہے۔ اسے ارحم الراحمین (فرمائی)

۷- حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا جب ماہ رمضان آئے تو یہ دعا پڑھو، یا اللہ میں صرف تجھ ہی سے طلب حاجت کرتا ہوں، بجائے لوگوں سے مانگنے کے۔ میری حاجت تجھ ہی سے ہے تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں، میں فضل و کرم سے سوال کرتا ہوں رحمت نازل کر محمد و آل محمد پر اور یہ کہ اس سال تجھے حج بیت اللہ کی توفیق دے ایسا حج جو مقبول ہو خالص اور پاک نیت سے ہو جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور میرے درجات بلند ہوں اور تجھے عطا کر ایسا ارادہ کہ میں اپنی آنکھ کو حرام پر نظر کرنے سے روکوں اپنی شرمگاہ کی حفاظت کروں اور مجھ سے اپنا ہاتھ روکوں اس طرح کہ کوئی شے تجھے تیری اطاعت اور تیرے خوف سے نہ روکے اور وہ عمل کروں جو تجھے محبوب ہو اور جس سے تو نے منع کیا ہے اس سے رک جاؤں اور یہ سب کچھ فریخ دستی اور عاقبت میں اور توفیق دے اپنے شکر کی اور میں تیری راہ میں تیرے نبی اور تیرے اولیاء کے راہیت کے تحت مقتول ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ تیرے اور تیرے رسول کے دشمنوں کو قتل کروں اور مجھے عزت دے اس مخلوق کے مقابل جو تیرے نزدیک ذلیل ہے اور اپنے اولیاء کے سامنے تجھے ذلیل نہ کر اور میرا راستہ رسول کا راستہ قرار دے اور مجھے لئے اللہ کافی ہے اور جو وہ چاہے کافی ہے۔ (بخاری)

۸- حضرت علی بن الحسین یہ دعا پڑھتے تھے۔

یا اللہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ یہ روزوں کا مہینہ ہے یہ رجوع کرنے اور توبہ کرنے کا مہینہ ہے یہ مغفرت و رحمت کا مہینہ ہے یہ دوزخ سے آزادی اور جنت کی کامیابی کا مہینہ ہے یا اللہ ہماری عبادت کو قبول کرے اور بہترین مدد عطا کر اور توفیق دے اپنی اطاعت کی اور فراغت دے اپنی عبادت اور دعا کی اور قرآن کی تلاوت کی اور اس ماہ میں برکت دے اور عاقبت عطا کر، مجھے تندرست رکھ اور میرے رزق میں وسعت دے اور

اہم معاملات میں کفایت کر اور میری دعا قبول کر اور میری امید تک بچے پہنچا، مجھ سے اونگھ، کسل، ملال فی العبادہ، سستی اور سختی دلی، غفلت اور غرور کو دور کر یا اللہ مجھے بچائے، بیماروں، غموں، رنجوں، اعراض و امراض سے خطاؤں اور گناہوں سے اور دور رکھ مجھ کو بڑائی سے بدکاری سے رنج و بلا سے، تلب و عنائے، تودعاؤں کا سننے والا ہے یا اللہ پناہ دے مجھ کو شیطان جہیم سے اس کے دسوسوں اور جھاڑ پھونک سے، اس کے مکر و فریب سے، بڑی آرزوؤں کے پیدا کرنے سے اس کے دھوکے اور اغوا سے اس کے تقنی سے، اس کے شرک سے اس کے اعوان و انصار سے، اس کے تابعین اولیا اور مشرکوں سے اور ان کے ہر قسم کے مکرؤں سے یا اللہ مجھے پروردگار کی توفیق دے اور اپنی امیدوں کے پہنچنے کی۔ اور وہ صبر و ایمان و یقین سے جو مجھے راضی کرنے والا ہو، ہمارے اعمال کو دو چند اور کثیر اجر کے ساتھ قبول کر اور عمل خیر میں جدوجہد اور قوت و نشاط اور رجوع اور توبہ اور رغبت و خوف اور بھاری اور رقت اور سہی زبان کی توفیق دے اور یہ کہ تجھی سے امید وابستہ ہے اور تیرے ہی اوپر توکل ہو، تجھی پر اعتماد ہو، جو چیزیں تو نے حرام قرار دی ہیں ان سے بچوں اور قول میں صلاحیت ہو۔ میری سستی قبول ہو، میرا عمل بلند ہو، میری دعائیں قبول اور میرے اور عمل خیر کے درمیان کوئی عارضہ یا مرض حائل نہ ہو۔ اے ارحم الراحمین۔ (مجموع)

۹۔ فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے جب چاند دیکھو تو اپنی جگہ سے بغیر بیٹے کہو یا اللہ میں اس ماہ میں سوال کرتا ہوں خیر کا فتح کا نصرت کا، برکت کا طہارت کا اور رزق کا اس ماہ میں نیکی کا اور اس کے بعد بھی اور پناہ مانگتا ہوں ہر اس شے سے جو اس میں ہو یا اس کے بعد ہو یا اللہ اس ماہ میں داخل کر ہم پر انان و ایمان و سلامتی اور اسلام اور برکت اور توفیق کو جس سے تو راضی ہو (مخ)

﴿باب﴾

﴿(الاهلة والشهادة علیها)﴾

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيه؛ وعبد بن يحيى، عن أحمد بن محمد جميعاً، عن ابن

أبي عمير، عن حماد بن عثمان، عن الحلبي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إنَّه سئل عن الأهلة فقال: هي أهلة الشهور فإذا رأيت الهلال فصم وإذا رأيت فافطر.

۲۔ حماد، عن الحلبي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان علي عليه السلام يقول: لا أجيز في الهلال إلا شهادة رجلين عدلين.

٣ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن علي بن الحكم ، عن العلاء ، عن محمد بن مسلم قال : لا تجوز شهادة النساء في الهلال .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد بن عثمان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : لا تجوز شهادة النساء في الهلال ولا تجوز إلا شهادة رجلين عدلين .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن علي بن الحكم ، عن سيف ابن عميرة ، عن الفضل بن عثمان قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : ليس على أهل القبلة إلا الرؤية ، ليس على المسلمين إلا الرؤية .

٦ - أحمد ، عن علي بن الحكم ، عن أبي أيوب الخزاز ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا وليس بالرأي ولا بالتظني وليس الرؤية أن يقوم عشرة نفر فيقول واحد : هوذا وبنظر تسعة فلا يرونه ، لكن إذا رآه واحد رآه ألف .

٧ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن خالد ، عن سعد بن سعد ، عن عبد الله بن الحسين ، عن الصلت الخزاز ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا غاب الهلال قبل الشفق فهو لليلته وإذا غاب بعد الشفق فهو لليلتين .

٨ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن حمزة أبي يعلى ، عن محمد ابن الحسن بن أبي خالد رفعه ، عن أبي عبد الله عليه السلام إذا صح هلال شهر وجب فعدت تسعة وخمسين يوماً وصم يوم الستين .

٩ - أحمد بن محمد ، عن بكر ، عن محمد بن أبي صبيان ، عن حفص ، عن عمر [و] ابن سالم ، عن محمد بن زياد بن عيسى ، عن هارون بن خارجة قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : عد شعبان تسعة وعشرين يوماً فإن كانت متعينة فأصبح صائماً فإن كانت صاحبة و تبصرته ولم تر شيئاً فأصبح مفطراً .

١٠ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا رآوا الهلال قبل الزوال فهو لليلته الماضية وإذا رآوه بعد الزوال فهو لليلته المستقبلة .

۱۱۔ أحمد بن إدريس ، عن محمد بن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن محمد بن مرزم عن أبيه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا تطوَّق الهلال فهو لليلتين وإذا رأيت ظل رأسك [فيه] فهو ثلاث ليال .

۱۲۔ علمي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن إسماعيل بن الحر ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا غاب الهلال قبل الشفق فهو لليلته وإذا غاب بعد الشفق فهو لليلتين .

باب

ہلال ماہ صیام کی گواہی

- ۱۔ حضرت سے ہلالوں کے متعلق پوچھا گیا فرمایا وہ ٹہنیوں کے چاند ہیں جب ماہ رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب عید کا دیکھو تو ختم کر دو۔
- ۲۔ فرمایا علی علیہ السلام نے کہ رویت ہلال بغیر دو عادوں کی گواہی کے بغیر ثابت نہ ہوگی (۴)
- ۳۔ رویت ہلال میں عورتوں کی گواہی کافی نہیں۔ (۴)
- ۴۔ ہلال میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں اور نہیں جائز ہے گواہی مگر دو عادل مردوں کی۔ (رض)
- ۵۔ اہل قبلہ اور مسلمانوں کے لئے بدوں رویت روزہ جائز نہیں۔ (۴)
- ۶۔ فرمایا جب چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزے ختم کر دو، اس میں رائے اور گمان کو دخل نہیں اگر دس آدمی کھڑے دیکھ رہے ہوں اور ایک بچہ یہ کہ چاند اور نو آدمی نہ دیکھیں تو رویت ثابت نہ ہوگی اگر ایک دیکھتا تو ہزار بھی دیکھتے۔ (رض)
- ۷۔ فرمایا اگر چاند شفق سے پہلے غائب ہو جائے تو پہلی رات کا ہے اور اگر بعد شفق غائب ہو تو دوسری رات کا ہے۔ (مجموع)
- ۸۔ فرمایا حضرت نے جب رجب کا چاند دیکھا جائے تو اس کے بعد اسی دن شمار کر دو اور ساتھیوں دن روزہ رکھو۔
- ۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے شعبان کے ۲۹ دن شمار کرو اگر بادل ہو تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر مطلع مٹا ہو اور تم نے نظر جھا کر دیکھا ہو اور چاند نظر نہ آیا ہو تو صبح کو روزہ نہ ہوگا۔ (مجموع)
- ۱۰۔ فرمایا اگر چاند قبل زوال دیکھا جائے تو گزشتہ رات کا ہے اور اگر بعد زوال دیکھا جائے تو وہ اگلی

رات کا ہے۔ (مجمول)

- ۱۱۔ جب چاند کے گرد حلقہ ہو تو وہ دو رات کا ہے اور جب تمہارے سر پر آئے تو تین رات کا ہے (حسن)
- ۱۲۔ ترجمہ نمبر ۱ میں دیکھو (۱۲)

باب نادر

- ۱۔ علی بن محمد، عن صالح بن أبي حماد، عن ابن سنان، عن حذيفة بن منصور عن أبي عبد الله عليه السلام قال: شهر رمضان ثلاثون يوماً لا ينقص أبداً .
وعنه عن الحسن بن الحسين، عن ابن سنان، عن حذيفة مثله .
- ۲۔ عدۃ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن محمد بن إسماعيل، عن بعض أصحابه، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن الله تبارك وتعالى خلق الدنيا في ستة أيام ثم اختزلها عن أيام السنة و السنة ثلاثمائة وأربع و خمسون يوماً شعبان لا يتم أبداً رمضان لا ينقص والله أبداً ولا تكون فريضة ناقصة إن الله عز وجل يقول: و لتكملوا العدة . و سؤال تسعة و عشرون يوماً و ذو القعدة ثلاثون يوماً لقول الله عز وجل: «وواعدنا موسى ثلاثين ليلة و أتمناها بعشر فتم ميقات ربه أربعين ليلة . و ذو الحجة تسعة و عشرون يوماً و المحرم ثلاثون يوماً، ثم الشهر و بعد ذلك شهر تام و شهر ناقص .
- ۳۔ محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن ابن سنان، عن حذيفة بن منصور، عن معاذ بن كثير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: شهر رمضان ثلاثون يوماً لا ينقص والله أبداً .

باب

نادر

- ۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ماہ رمضان تیس دن کا ہوتا ہے۔ ہمیشہ کم نہیں ہوتا (ص)

- ۲- بڑا بیت حدیثہ بھی یہی ہے۔
- ۳- فرمایا حضرت نے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو چھ دن میں بنایا پھر سال کے ایام ۳۵۴ قرار دیئے شعبان کے ۳۰ دن کبھی نہیں ہوتے اور رمضان کے ۳۰ دن سے کم نہیں ہوتے اور یہ فریضہ ناقص نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شمار پورا کر دو، سوال ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور ذیقعدہ ۳۰ دن کا۔ خدا فرماتا ہے ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا اور ہر دس دن بڑھا کر چالیس دن کر دیئے اور ذی الحجہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور محرم تیس دن کا پھر جو مہینے بعد کے ہیں وہ ناقص و تمام دونوں طرح کے ہیں۔ (رض)
- ۴- فرمایا ماہ رمضان ۳۰ دن سے کم نہیں ہوتا۔ (رض)

﴿باب ۱﴾

۱- علی بن محمد، عن بعض أصحابنا، عن محمد بن عیسیٰ [بن عیینہ]، عن إبراهيم ابن محمد المدني، عن عمران الزعفرانی قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: إن السماء تطبق علينا بالعراق [اليوم] واليومين والثلاثة فأني يوم نصوم؟ قال: أُنظر اليوم الذي صمت من السنة الماضية وصم يوم الخامس.

۲- محمد بن یحییٰ، عن محمد بن أحمد، عن المباس بن معروف، عن صفوان بن یحییٰ، عن محمد بن عثمان الخدری، عن بعض مشایخه، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: صم في العام المستقبل يوم الخامس من يوم صمت فيه عام أوّل.

۳- محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن السیاری قال: كتب محمد بن الفرج إلى السكري عليه السلام يسأله عما روي من الحساب في الصوم عن آباءك في عد خمسة أيام بين أوّل السنة الماضية والسنة الثانية التي تأتي، فكتب: صحيح ولكن عدّ في كل أربع سنين خمساً؛ وفي السنة الخامسة ستاً فيما بين الأولى والحادث وما سوى ذلك فإنما هو خمسة خمسة؛ قال السیاری: وهذه من جهة الكيسة قال: وقد حسب أصحابنا فوجدوه صحيحاً، قال: وكتب إليه محمد بن الفرج في سنة ثمان وثلاثين ومائتين هذا الحساب لا يتجه لكل إنسان [أن] يعمل عليه إنما هذا لمن يعرف السنين ومن يعلم متى كانت السنة الكيسة ثمّ يصح له هلال شهر رمضان أوّل ليلة فأصبح الهلال

لليلة و عرف السنين صح له ذلك إن شاء الله .

۴ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن منصور بن العباس ، عن إبراهيم الأحول ، عن عمران الزعفراني قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إنا نمكث في الشتاء اليوم واليومين لا ترى شمس ولا نجم فأبى يوم نصوم ؛ قال : انظر اليوم الذي صمت من السنة الماضية وعد خمسة أيام وصم اليوم الخامس .

باب مستقرات

- ۱- میں نے پوچھا عراق میں دو تین دن بادل رہتے ہیں پس کون دن روزہ رکھیں فرمایا یہ دیکھو کہ کچھ سال کس دن روزہ رکھا تھا اس کے پانچویں دن روزہ رکھو۔
- ۲- فرمایا آئندہ سال روزہ رکھو پانچویں دن حساب سے اس دن کے جس میں کچھ سال تم نے روزہ رکھا تھا۔
- ۳- فرمایا محمد بن فرج نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا روزہ کے اس حساب کے متعلق جو آپ کے اکابر سے منقول ہے کہ پانچ دن آگے بڑھائے جائیں آگے والے سال میں حضرت نے آئے والے سال میں حضرت نے جواب میں لکھا یہ حساب صحیح ہے لیکن ہر چار سال کے بعد پانچ بڑھاؤ اور پانچویں سال چھ، پہلے سال سے آگے والے سال میں ان کے علاوہ پانچ پانچ دن ہی بڑھائے جائیں گے۔ سیاری نے کہا چھ دن والی صورت سے ال کہیہ میں ہوئی۔ اس نے کہا ہمارے اصحاب نے اس کو جاننا تو صحیح پایا اور کہا کہ یہ لکھا تھا محمد بن فرج نے حضرت کو مستحکم میں کہ یہ صورت قابل عمل ہر انسان کے لئے نہیں بلکہ اس کے لئے جو سالانہ حساب رکھتا ہو اور سال کہیہ کے متعلق جانتا ہو کہ وہ کب ہوگا تب وہ جان سکے گا رمضان کے چاند کی پہلی کو اور جب پانچ دنوں کا حساب رکھے گا تو یہ حساب اس کے لئے صحیح ہوگا۔ انشاء اللہ۔ (ض)
- ۴- میں نے پوچھا کہ موسم سرد میں اکثر دو تین دن نہ سوچ کر نظر آتا ہے نہ تارا، تو ہم روزہ کیسے رکھیں فرمایا کچھ سال جس دن روزہ رکھا تھا اس سے پانچ دن بڑھا کر روزہ رکھ لو۔

﴿باب﴾

﴿اليوم الذي يشك فيه من شهر رمضان هو أو من شعبان﴾

- ١ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن حمزة بن بلي ، عن زكريا بن آدم عن الكاهلي قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن اليوم الذي يشك فيه من شعبان قال : لأن أصوم يوماً من شعبان أحب إلي من أن أفطر يوماً من شهر رمضان .
- ٢ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن سماعة قال : سألت عن اليوم الذي يشك فيه من شهر رمضان لا يدري أهو من شعبان أو من رمضان فصامه فكان من شهر رمضان قال : هو يوم وفق له ولا قضاء عليه .
- ٣ - علي ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن وهب قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الرجل يصوم اليوم الذي يشك فيه من شهر رمضان فيكون كذلك ؟ فقال : هو شيء وفق له .
- ٤ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن أبي الصهبان ، عن علي بن الحسين بن رباط ، عن سعيد الأعرج قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إنني صمت اليوم الذي يشك فيه فكان من شهر رمضان أنا قضيه ؟ قال : لاهو يوم وفقته له .
- ٥ - أحمد بن محمد ، عن ابن أبي الصهبان : عن محمد بن بكر بن جناح ، عن علي بن شجرة ، عن بشير النبال ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن صوم يوم الشك فقال : صمه فإن يك من شعبان كان تطوعاً وإن يك من شهر رمضان فيوم وفقته له .
- ٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : رجل صام يوماً ولا يدري أمن شهر رمضان هو أو من غيره فجاء قوم فشهدوا أنه كان من شهر رمضان فقال : بعض الناس عندنا لا يعتد به فقال : بلى ، فقلت : إنهم قالوا : صمت وأنت لا تدري أمن شهر رمضان هذا أم من غيره ، فقال : بلى فاعتد به فإنما هو شيء وفقك الله له إنما يصام يوم الشك من شعبان ولا يصومه من شهر رمضان لأنه قد نهى أن يفرد الإنسان بالصيام في يوم الشك وإنما ينوي من الليلة أنه يصوم من شعبان فإن كان من شهر رمضان أجره عنه بتفضل الله تعالى وبما

- قد وسع على عباده ولولا ذلك لهلك الناس .
- ۷ - سهل بن زياد ، عن علي بن الحكم ، عن رفاعة ، عن رجل ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : دخلت على أبي العباس بالحيرة فقال : يا أبا عبد الله ما تقول في الصيام اليوم ؟ قلت : ذاك إلى الإمام إن صمت صمنا وإن أفطرت أفطرتنا فقال : يا غلام علي بالائمة فأكلت معه وأنا أعلم والله إنه يوم من شهر رمضان فكان إفطاري يوماً وقضاؤه أيسر علي من أن يضرب عنقي ولا يعبد الله .
- ۸ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن عيسى بن هشام ، عن العنبر بن عبد الملك ، عن محمد بن حكيم قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن اليوم الذي يشك فيه فإن الناس يزعمون أن من صامه بمنزلة من أفطر يوماً في شهر رمضان فقال : كذبوا إن كان من شهر رمضان فهو يوم وقى له وإن كان من غيره فهو بمنزلة مامضى من الأيام .

باب

صوم يوم شك

- ۱ - میں نے سوال کیا اس دن کے متعلق جس میں شک ہو شعبان کا فرمایا اگر وہ روزہ رکھے شعبان کا تو وہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ افطار کرے ایک دن ماہ رمضان میں ۔ (حسن)
- ۲ - میں نے پوچھا ایک شخص کو شک ہے اس بارہ میں کہ آج کا دن شعبان کا ہے یا رمضان کا اور وہ روزہ رکھے اور وہ ماہ رمضان ہو فرمایا وہ یوم توفیق ہے اس پر قضا نہ ہوگی ۔ (موثق)
- ۳ - میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا ، کیا روز شک ماہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھے یہ روزہ ہو جائے گا فرمایا یہ وہ شے ہے جس کی توفیق دی گئی ہے ۔ (حسن)
- ۴ - میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا ۔ میں نے یوم شک روزہ رکھا لیکن معلوم ہوا کہ وہ ماہ رمضان کا دن ہے تو کیا میں اس روزہ کی قضا کروں فرمایا نہیں وہ تمہارے لئے توفیقی ہے ۔ (۲)
- ۵ - میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا کہ یوم شک میں روزہ کی کیا صورت ہو ، فرمایا روزہ رکھو اگر وہ شعبان کا دن ہوگا تو روزہ سنتی ہوگا اور اگر ماہ رمضان ہوگا تو توفیقی ہوگا ۔ (حسن)

- ۷۔ میں نے حضرت سے کہا ایک شخص نے روزہ رکھا اور اسے یہ معلوم نہیں کہ یہ ماہ رمضان ہے یا کوئی اور مہینہ کچھ لوگوں نے آکر گواہی دی کہ یہ ماہ رمضان ہے بعض نے کہا ہمارے نزدیک یہ ثابت نہیں۔ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا وہ بولے روزہ تو رکھ لیا اور یہ پتہ نہیں کہ یہ ماہ رمضان ہے یا نہیں۔ فرمایا ہاں اس کے ایام شمار کر کے یہ وہ چیز ہے جس کی اللہ نے اسے توفیق دی ہے شعبان میں یوم شک کا روزہ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ منع ہے کہ انسان نہ یوم شک میں روزہ رکھے وہ تو رات میں نیت کرتا ہے اور شعبان میں روزہ رکھتا ہے۔ پس اگر وہ ماہ رمضان ہے تو اللہ کے فضل سے وہ اس کے لئے کافی ہے خدا نے اپنے بندوں کے لئے عبادت میں وسعت ملحوظ رکھی ہے ورنہ لوگ ہلاک ہو جاتے۔ (موتقی)
- ۸۔ ایک شخص نے حضرت ابو عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں حیرہ میں ابوالعباس (بادشاہ عباسی) سے ملا اس نے کہا۔ اے ابو عبد اللہ آپ آج کے روزہ (یوم الشک) کے لئے کیا کہتے ہیں میں نے کہا یہ امام پر موقوف ہے اگر آپ روزہ رکھیں گے ہم بھی رکھیں گے اور اگر آپ نہ رکھیں گے تو ہم بھی نہ رکھیں گے اس نے غلام سے کہا کھانا لاؤ۔ میں نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ ماہ رمضان ہے اس دن کا کھانا مجھ پر آسان تھا بہ نسبت اس کے کہ میں قتل کر دیا جاتا اور عبادت سے محروم ہو جاتا اور یہ روایت ضعیف ہے۔
- ۸۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے یوم شک کے روزہ کے متعلق کہا۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ اگر کوئی اس دن روزہ رکھے گا تو ایسا ہے جیسے ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھا۔ فرمایا وہ جھوٹے ہیں اگر وہ دن ماہ رمضان کا ہوا تو یہ توفیقی ہوگا۔ (داخل رمضان) ورنہ عام دنوں کا سا روزہ ہوگا۔ (بخاری)

﴿باب﴾

﴿وجوه الصوم﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيه، عن القاسم بن محمد الجوهري، عن سليمان بن داود، عن صفيان بن عيينة، عن الزهري، عن علي بن الحسين عليه السلام قال: قال لي يوماً: يا زهري من أين جئت؟ قلت: من المسجد، قال: فيم كنتم؟ قلت: نذاكرنا أمر الصوم فاجتمع رأيي ورأي أصحابي على أنه ليس من الصوم شيء واجب إلا صوم شهر رمضان فقال: يا زهري ليس كما قلت من الصوم على أربعين وجهاً عشرة أوجه منها واجبة كوجوب شهر رمضان وعشرة أوجه منها ميامين حرام وأربعة عشر منها صاحبها

بالخيار إن شاء صام وإن شاء أفطر وصوم الإذن على ثلاثة أوجه وصوم التأديب وصوم الإباحة وصوم السفر والمرضى قلت : جعلت فذلك فسرهن لي قال :

أما الواجبة فصيام شهر رمضان ، وصيام شهرين متتابعين في كفارة الظهار لقول الله تعالى : «الذين يظاهرون من نسائهم ثم يعودون لما قالوا فتحرير رقبة من قبل أن يتماسا - إلى قوله :- فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين » ؛ وصيام شهرين متتابعين فيمن أفطر يوماً من شهر رمضان ؛ وصيام شهرين متتابعين في قتل الخطأ لمن لم يجد العتق واجب لقول الله عز وجل : «ومن قتل مؤمناً خطأً فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلمة إلى أهله - إلى قوله عز وجل - فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من الله وكان الله عليماً حكيماً » وصوم ثلاثة أيام في كفارة اليمين واجب قال الله عز وجل : «فصيام ثلاثة أيام ذلك كفارة أيمانكم إذا حلفتم » هذا لمن لا يجد الإطعام كل ذلك متتابع وليس بمنفرد ؛ وصيام أذى حلق الرأس واجب قال الله عز وجل : «فمن كان منكم مريضاً أو به أذى من رأسه ففدية من صيام أو صدقة أو نسك » فصاحبها فيها بالخيار فإن صام صام ثلاثة أيام ؛ وصوم المتعة واجب لمن لم يجد الهدي قال الله عز وجل : «فمن تمتع بالعمرة إلى الحج فما استيسر من الهدي فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام في الحج وسبعة إذا رجعتم تلك عشرة كاملة ؛ وصوم جزاء الصيد واجب قال الله عز وجل : «ومن قتل منكم متعمداً فجزاءه مثل ما قتل من النعم بحكم به ذوا عدل منكم هدياً بالغ الكعبة أو كفارة طعام مساكين أو عدل ذلك صياماً » أو تدري كيف يكون عدل ذلك صياماً يازهري ؛ قال : قلت : لأدري قال : يتوّم الصيد قيمة [قيمة عدل] ثم تفض تلك القيمة على البرّ ثم يكال ذلك البرّ أصواغاً فيصوم لكل نصف صاع يوماً ؛ وصوم النذر واجب وصوم الاعتكاف واجب .

وأما الصوم الحرام : فصوم يوم الفطر ويوم الأضحى ؛ وثلاثة أيام من أيام التشريق وصوم يوم الشك ، أمرنا به ونهينا عنه ، أمرنا به أن نصومه مع صيام شعبان ونهينا عنه أن يفرد الرجل بصيامه في اليوم الذي يشك فيه الناس ، فقلت له : جعلت فداك فإن لم يكن صام من شعبان شيئاً كيف يصنع ؛ قال بنوي ليلة الشك أنه

صائم من شعبان فإن كان من شهر رمضان أجزه عنه وإن كان من شعبان لم يضره فقلت: وكيف يجزي صوم تطوع عن فريضة؟ فقال: لو أن رجلاً صام يوماً من شهر رمضان تطوعاً وهو لا يعلم أنه من شهر رمضان ثم علم [بعد] بذلك لأجزه عنه لأن الفرض إنما وقع علي اليوم بعينه، وصوم الوصال حرام، وصوم الصمت حرام، وصوم نذر المعصية حرام، وصوم الدهر حرام.

وأما الصوم الذي صاحبه فيه بالخيار فصوم يوم الجمعة والخميس وصوم البيض وصوم ستة أيام من شوال بعد شهر رمضان وصوم يوم عرفة، وصوم يوم عاشوراء فكل ذلك صاحبه فيه بالخيار، إن شاء صام وإن شاء أفطر.

وأما صوم الإذن فإمرأة لا تصوم تطوعاً إلا بإذن زوجها والعبد لا يصوم تطوعاً إلا بإذن مولاه والضيف لا يصوم تطوعاً إلا بإذن صاحبه، قال رسول الله ﷺ: «من نزل على قوم فلا يصوم تطوعاً إلا بإذنهم».

وأما صوم التأديب فإن يؤخذ الصبي إذا راهق بالصوم تأديباً وليس بفرض وكذلك المسافر إذا أكل من أدل التهانم قدم أهله أمر بالامساك بقية يومه وليس بخص.

وأما صوم الإباحة لمن أكل أو شرب شيئاً أذواء من غير عمد فقد أباح الله له ذلك وأجزه عنه صومه.

وأما صوم السفر والمرض فإن العامة قد اختلفت في ذلك فقال قوم: يصوم وقال آخرون: لا يصوم وقال قوم: إن شاء صام وإن شاء أفطر وأما نحن فنقول: يفطر في الحالين جيماً فإن صام في السفر أو في حال المرض فعليه القضاء فإن الله عز وجل يقول: «فمن كان مرضاً أو على سفر فعدة من أيام أخر» فهذا تفسير الصيام.

باب

وجوه الصوم

۱۔ زہری سے مروی ہے کہ حضرت علی بن الحسین نے مجھ سے کہا تم کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے کہا مسجد سے فرمایا وہاں کیا کرتے

تھے میں نے کہا ہم یہ بحث کر رہے تھے کہ کتنے روزے واجب ہیں۔ میری اور میرے اصحاب کی رائے یہ تھی کہ ماہ رمضان کے سوا اور کوئی روزہ واجب نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے نہہری جو تم نے کہا یہ بات نہیں ہے۔ روزہ کی چالیس صورتیں ہیں ان میں سے دس واجب ہیں جیسے ماہ صیام کے روزے اور دس قسم کے روزے حرام ہیں ان میں چودہ صورتیں ایسی ہیں چاہے یا نہ رکھے اور صوم الاذن کی تین صورتیں ہیں صوم القادیب، صوم الاباحت، اور صوم السفر و المرض میں نے کہا ذرا اس کی توضیح فرمائیجیے۔ فرمایا جو روزے واجب ہیں وہ ماہ رمضان کے روزے ہیں دو مہینے لگاتار کفارہ نگہارہ کے روزے ہیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے جو لوگ اپنی بی بیوں سے ظہار کریں اور پھر رجوع کرنا چاہیں تو کفارہ قبل عورت کے پاس جانے کے غلام آزاد کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو ماہ کے روزے پے درپے رکھے اور غلطی سے قتل کرنے کا کفارہ دو ماہ کے متواتر روزے ہیں اور جو غلطی سے کسی کو قتل کرے اور غلام آزاد نہ کر سکے تو اس پر واجب ہے۔ اللہ تم فرماتا ہے جو کس مومن کو غلطی سے قتل کرے (رعداً نہیں) تو اس کا کفارہ ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے اور خون بہا دینا ہے اس کے اہل کو۔ پس جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اور اللہ سے توبہ کرے اللہ علیم و حکیم ہے اور قسم کے کفارہ میں تین دن روزہ رکھنا واجب ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے تین دن روزہ رکھنا تمہاری قسم کا کفارہ ہے یہ اس کے لئے جو کھانا نہ کھلا سکے اور یہ روزے پے درپے رکھے متفرق نہ ہوں اور نہ منڈولنے سے اگر تکلیف ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو تم میں رخص ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو اور وہ حج میں سر نہ منڈا سکے تو اس کا فدیہ روزہ ہے یا صدقہ یا عبادت، اختیار ہے ان میں سے جو چاہے بجالائے۔ اگر روزہ رکھے تو تین دن رکھے اور حج تمتع میں جو قربانی نہ کر سکے تو اس پر واجب ہے جیسا کہ اللہ تم فرماتا ہے جو عمرہ حج بجالائے اور قربانی نہ کر سکے تو تین دن ایام حج میں روزہ رکھے اور سات دن ٹوٹنے کے بعد اس طرح دس پورے ہو جائیں گے اور ایام حج میں شکار کے کفارہ میں روزہ واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تم فرماتا ہے جو تم میں کس جانور کو قصداً مار ڈالے تو اس کا کفارہ مثل چوبایہ کے قتل کے ہے جس پر فیصلہ کریں گے تم میں سے عادل لوگ یا قربانی کو کہہ تک پہنچایا جائے یا سائین کو کھانا کھلایا جائے یا اس کے برابر روزے رکھے جائیں گے نہہری تم جانتے ہو یہ برابر کیسے ہوگی انھوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ فرمایا اس شکاری قیمت کا اندازہ لگایا جائے پھر یہ قیمت کیسوں لگائی جائے اور پھر گہوں صاع صاع کر کے ناپے جائیں پھر نصف صاع پر ایک روزہ رکھا جائے پھر نذر کا روزہ واجب ہے اور صوم اعتکاف واجب ہے (یہ ہے واجب روزوں کی صورت) اور جو روزہ حرام ہے وہ عید الفطر اور عید النبی کا روزہ ہے دو تین دن یا مشرق کے اور ہمسنگ روزہ جس کا ہمیں حکم بھی دیا گیا ہے اور منع بھی کیا گیا ہے۔ حکم دیا گیا ہے اس کا کہ ہم یوم شک کا روزہ ماہ شعبان کے روزوں کے ساتھ رکھیں اور منع کیا گیا ہے اس سے کہ بس دن لوگوں کو شک ہو کوئی تنہا بہ نیت صوم رمضان روزہ رکھے، میں نے کہا میں آپ پر قداہوں اگر اس نے شعبان کا کوئی روزہ ہی نہ رکھا ہو تو کیا

صورت ہوگی فرمایا یوم شک کی رات کو نیت کرے کہ روزہ رکھتا ہوں ماہ شعبان کا۔ پس اگر رمضان کا چاند ہو جائے گا تو یہ روزہ اس میں شامل ہو جائے گا اور اگر ماہ شعبان ہی رہے گا تو اس کا کوئی نقصان نہ ہوگا میں نے کہا سنت روزہ فرض کے لئے کیسے کافی ہوگا۔ فرمایا اگر کوئی ایک دن ماہ رمضان میں سنتی روزہ اس بنا پر رکھے کہ وہ نہیں جانتا کہ ماہ رمضان شروع ہو گیا ہے اور پھر اسے علم ہو تو یہ کافی ہوگا ماہ رمضان کے روزہ کے لئے کیونکہ فرض کی صورت بعینہ یہی ہوگی اور ملا کہ دو روزہ رکھنا حرام ہے۔ چھپ روزہ رکھنا حرام ہے اور صوم نذر معصیت بھی حرام ہے اور صوم دہر بھی حرام ہے۔

اور جن روزوں میں اختیار ہے وہ روز جمعہ کا روزہ ہے اور جمعرات کا اور ایام بیض اور ماہ رمضان کے بعد چھ دن ماہ شوال کے روزے، عوفہ کا روزہ، عاشور کا روزہ، ان سب میں اختیار ہے جیسے رکھے یا نہ رکھے۔

اور صوم اذن سے مراد یہ ہے کہ عورت سنتی روزہ نہ رکھے بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے اور غلام نہ رکھے بغیر آقا کی اجازت کے اور ہمان بغیر میرزاں کی اجازت کے اور رسول اللہ سے فرمایا ہے کہ جو کسی قوم کا ہمان ہو تو اس کے اذن کے بغیر سنتی روزہ نہ رکھے اور صوم تادیب جب لڑکا جوانی کے قریب پہنچے تو تادیباً اس سے روزہ رکھوایا جائے نہ کہ کسی غرض کے لئے ایسے ہی مسافر جب کھلے اول روز میں، پھر وہ اپنے گھر آجائے تو اسے چاہیے کہ بقیہ روز کچھ کھائے پیئے نہیں۔ لیکن یہ فرض نہیں۔

اور صوم اباحت یہ ہے کہ کوئی شخص بھول کر روزہ میں کچھ کھائیے یا بلا قصد تے آجائے تو یہ اللہ نے مباح کر دیا ہے اور روزہ باقی رہے گا۔

لیکن صوم سفر و مرض تو عام مسلمانوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں رکھے بعض کہتے ہیں نہ رکھے، بعض کہتے چاہے چلے رکھے چاہے نہ رکھے ہم کہتے ہیں دونوں حال میں نہ رکھے اگر رکھے گا تو اس پر قضا لازم ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم سے کوئی مریض ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے جیسے اس کی قضا بجالائے۔ یہ ہے تقسیم روزوں کی۔ (اض)

بنیاد

ادب الصائم

۱۔ علی بن ابراہیم، عن اسیہ، عن ابن ابی عمیر، عن حماد بن عثمان، عن عبد ابن مسلم قال: قال أبو عبد اللہ علیہ السلام: إذا صمت فلیصم صمک و بصرک و بشرک و جلدک و وعداً أشیاء غیر هذا وقال: لا یتکون یوم صومک کیوم فطرک.

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أحمد بن النضر الخزاري ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله لجابر بن عبد الله : يا جابر هذا شهر رمضان من صام نهاره وقام ورداً من ليله وعف بطنه وفرجه وكف لسانه خرج من ذنوبه كخروجهم من الشهر ، فقال جابر : يا رسول الله ما أحسن هذا الحديث ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : يا جابر وما أشد هذه الشروط .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن القاسم بن سليمان ، عن جراح المدائني ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إن الصيام ليس من الطعام والشراب وحده ، ثم قال : قالت مريم : إنني نذرت للرحمن صوماً أي صوماً صمتاً - وفي نسخة أخرى أي صمتاً - فإذا صمتم فاحفظوا ألسنتكم وغضوا أبصاركم ولا تنازعوا ولا تجاسدوا ،

٤ - قال : وسمع رسول الله صلى الله عليه وآله امرأة تسب

جارية لبها وهي صائمة فدعا رسول الله صلى الله عليه وآله بطعام ، فقال لها : كلي فقالت : إنني صائمة ، فقال : كيف تكونين صائمة وقد سببت جارتك ، إن الصوم ليس من الطعام والشراب ، قال : وقال أبو عبد الله عليه السلام : إذا صمت فليصم صمك وبصرك من الحرام والتفحيع ودع المرء وأذى الخادم وليكن عليك وقار الصيام ولا تجعل يوم صومك كيوم فطرك .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي أيوب ، عن الفضيل بن يسار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا صام أحدكم الثلاثة الأيام من الشهر فلا يجاد لن أحداً ولا يجهل ولا يسرع إلى الحلف والأيمان بالله فإن جهل عليه أحد فليتحمل .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبد الله ، عن آباءه عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ما من عبد صالح يشتم فيقول : إنني صائم سلام عليك لا أشتمك كما شتمتني إلا قال الرب تبارك وتعالى : استجار عبدي بالصوم من شر عبدي [وقد أجرته من النار] .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد بن عثمان ، وغيره

عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا ينشد الشعر بليل - ولا ينشد في شهر رمضان بليل ولا نهار ، فقال له إسماعيل : يا أبتاه فأنه فينا ؛ قال : وإن كان فينا .

٨ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحسين ، عن محمد بن عبيد ، عن عبيد بن هارون قال : حدثنا أبو يزيد ، عن حصين ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : عليكم في شهر رمضان بكثرة الاستغفار والدعاء فأمّا الدعاء فيدفع به عنكم البلاء وأمّا الاستغفار فيمحي ذنوبكم .

و بهذا الإسناد قال : كان علي بن الحسين عليه السلام إذا كان شهر رمضان لم يتكلم إلا بالدعاء والتسبيح والاستغفار والتكبير فإذا أفطر قال : « اللهم إن شئت أن تفعل فعلت » .

٩ - علي بن محمد ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن الوشاء ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إن الصيام ليس من الطعام والشراب وحده إن مريم عليها السلام قالت : « إنني نذرت للرحمن صوماً ، أي صمتاً فاحفظوا ألسنتكم و غضوا أبصاركم ولا تحاسدوا ولا تنازعوا فإن الحسد يأكل الإيمان كما تأكل النار الحطب .

١٠ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن منصور بن يونس ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : الكذبة تنقض الوضوء وتفطر الصائم ، قال : قلت : هلكتنا ، قال : ليس حيث تذهب إنما ذلك الكذب على الله عز وجل وعلى رسوله وعلى الأئمة عليهم السلام .

١١ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن موسى ، عن غيث ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إن الله كره لي صمتاً حصلتم كرهتمن للأوصياء من ولدي وأتباعهم من بعدي : الرفق في الصوم .

باب

آداب صائم

١- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام کہ جب تم روزہ تو تمہارے کان ، آنکھ ، بال اور جلد وغیرہ سب کا روزہ ہو اور

روزہ کا دن عام دنوں کی طرح نہ ہو۔ (حسن)

۲۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اے جابر یہ ماہ رمضان ہے جو روزہ رکھے اور رات کو ذکر الہی کرے اور اپنے شکم و فرج کو حرام سے بچائے اور اپنی زبان پر قسا بورکھے تو وہ گناہوں سے اس طرح باہر نکلے گا جیسے وہ نہا کر نہر سے نکلا ہو۔ جابر نے کہا یا رسول اللہ یہ حدیث کیسی اچھی ہے فرمایا اس کے شرائط کتنے سخت ہیں۔ (۴)

۳۔ فرمایا حضرت نے روزہ صرف کھانے پینے سے رک جلنے کا نام نہیں۔ پھر فرمایا مریم نے کہا: میں نے رخصت کے لئے روزہ نذر کیا ہے یعنی خاموشی، مطلب یہ ہے کہ بد گوئی سے زبان کو روکا جائے۔ صمت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی زبانوں کی حفاظت کر دے۔ اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو، جھگڑا نہ کرو اور ایک دوسرے کا حسد نہ کرو۔ (مجمول)

۴۔ حضرت رسول خدا نے سنا کہ ایک مرتبہ بجا ملت روزہ یعنی کینز کو گالیاں دے رہی تھی، حضرت نے اسے بلایا اور کھانا منگا کر اس سے کہا کہ کھا، اس نے کہا میں روزہ سے ہوں فرمایا تیرا روزہ کہاں رہا جبکہ تو اپنی کینز کو گالیاں دے رہی تھی روزہ کھانے پینے سے رک جلنے کا نام نہیں، فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام روزہ جب رکھو تو کان اور آنکھ کو حرام اور قبیح سے بچاؤ اور جھگڑا نہ کرو، نوکر کو اذیت نہ دو، روزہ کا وقت قائم رکھو اور عام دنوں کی طرح روزہ کا دن نہ ہونا چاہیے۔

۵۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب کوئی تم میں تین دن روزہ رکھے رمضان کا، تو کسی سے لڑے نہیں اور نہ جاہلانہ روش اختیار کرے اور نہ خدا کی جھوٹی قسم کھائے اور اگر کوئی جاہلانہ برتاؤ کرے تو تحمل سے کام لے (۴)

۶۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اگر بعد صبح کو گالی دی جائے تو وہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں، تجھ پر سلام میں تجھے گالی نہ دوں گا جس طرح تو نے مجھے گالی دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے روزہ دار بندہ کو گالی دے گا تو اس کی سزا جہنم ہے۔ (حسن)

۷۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے رات میں شعر نہ پڑھو اور ماہ رمضان میں نہ دن میں پڑھو نہ رات میں۔ ان کے فرزند اسمعیل نے کہا اگرچہ وہ اشعار ہماری شان میں ہوں فرمایا ہاں چاہے ہمارے متعلق ہوں (مجمول)

۸۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا: ماہ رمضان میں یہ کثرت استغفار کرتے اور دعائیں مانگتے۔ دعا داغ ہلا ہے اور استغفار تمہارے گناہوں کو محو کرنے والا ہے اور اسی استغفار کے ساتھ حضرت علی بن الحسین کے متعلق یہ ہے کہ جب ماہ صیام آتا تو آپ سوائے دعا اور استغفار اور تکبیر کوئی کلام نہ کرتے اور جب افطار کرتے تو کہتے کہ اگر تو چاہے تو میرے گناہ معاف کر دے اور میری دعا قبول کرے (۴)

۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ روزہ صرف نہ کھانے اور نہ پینے کا نام نہیں۔ جناب مریم نے کہا تھا اللہ کے لئے میں نے صوم نذر کیا ہے یعنی خاموشی کے ساتھ روزہ پس اپنی زبانوں کو محفوظ رکھو، اپنی آنکھوں کو جھکائے رہو، آہیں

میں جھگڑانہ کرو، حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھا لیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو (م)

- ۱۰- میں نے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے سنا جھوٹ سے وضو اور روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ میں نے کہا تب تو ہم لوگ ہلاک ہوئے فرمایا یہ بات نہیں ہے جھوٹ سے مراد ہے اللہ اور رسول اور آئمہ طاہرین پر گھوٹ بولنا۔ (حسن)
- ۱۱- رسول اللہ نے فرمایا ہے اللہ نے بُرا جانا ہے میرے لئے پچھ باتوں کو پھر بُرا جانا ان کو میری اولاد سے میرے اڑھیا کے لئے اور ان کے تابعین کے لئے **فحش کلام اور جماع روزہ میں (م)**

﴿باب ۱۲﴾

﴿صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ﴾

۱- الحسین بن محمد، عن معلى بن محمد، عن الوشاء، عن حماد بن عثمان، عن أبي عبد الله (رضی اللہ عنہ) قال: سمعته يقول: صام رسول الله (صلى الله عليه وآله) حتى قيل: ما يفطر، ثم أفطر حتى قيل: ما يصوم، ثم صام صوم داود (صلى الله عليه وآله) يوماً و يوماً لا، ثم قبتن على صيام ثلاثة أيام في الشهر قال: إنهن يعدلن صوم الشهر ويذهبن بوجهر الصدر - والوحر: الوسوسة - قال حماد: فقلت: وأي الأيام هي؟ قال: أول خميس في الشهر وأول أربعاء بعد العشر منه وآخر خميس فيه، فقلت: كيف صارت هذه الأيام التي صام؟ فقال: إن من قبلنا من الأمم كان إذا نزل على أحدكم العذاب نزل في هذه الأيام. فصام رسول الله (صلى الله عليه وآله) هذه الأيام المخوفة.

۲- علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن أبي أيوب، عن محمد بن مسلم، عن أبي عبد الله (رضی اللہ عنہ) قال: كان رسول الله (صلى الله عليه وآله) أول ما بعث يصوم حتى يقال: ما يفطر، ويفطر حتى يقال: ما يصوم، ثم ترك ذلك ونصام يوماً وأفطر يوماً وهو صوم داود (صلى الله عليه وآله) ثم ترك ذلك وصام الثلاثة الأيام الفتر، ثم ترك ذلك وفرقها في كل عشرة أيام يوماً خميسين بينهما أربعاء فقبض عليه وآله السلام وهو يميل ذلك.

۳- عده من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن محبوب، عن جميل ابن صالح، عن محمد بن مروان قال: سمعت أبا عبد الله (رضی اللہ عنہ) يقول: كان رسول الله (صلى الله عليه وآله) يصوم حتى يقال: لا يفطر ثم صام يوماً وأفطر يوماً، ثم صام الاثنين والخميس ثم آل من ذلك

إلى صيام ثلاثة أيام في الشهر : الخميس في أول الشهر وأربعاء في وسط الشهر وخميس في آخر الشهر وكان يقول . ذلك صوم الدهر ، وقد كان أبي عليه السلام يقول : ما من أحد أبغض إلي من رجل يقال له : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يفعل كذا وكذا فيقول : لا يعد بني الله على أن اجتهد في الصلاة كأنه يرى أن رسول الله صلى الله عليه وآله ترك شيئاً من الفضل عجزاً عنه .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كن نساء النبي صلى الله عليه وآله إذا كان عليهن صيام آخرن ذلك إلى شعبان كراهة أن يمنعن رسول الله صلى الله عليه وآله فإذا كان شعبان صمن وكان رسول الله صلى الله عليه وآله يقول : شعبان شهري .

٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : هل صام أحد من آبائك شعبان ؟ قال : خير آبائي رسول الله صلى الله عليه وآله صامه .

٦ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، ومحمد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان جميعاً ، عن صفوان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبي قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام هل صام أحد من آبائك شعبان قط ؟ قال : صامه خير آبائي رسول الله صلى الله عليه وآله .

علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى بن عبيد ، عن بونس ، عن ابن مسكان ، عن الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام مثله .

فأما الذي جاء في صوم شعبان أنه سئل عليه السلام عنه فقال : ما صامه رسول الله صلى الله عليه وآله ولا أحد من آبائي . قال ذلك لأن قوماً قالوا : إن صيامه فرض مثل صيام شهر رمضان وجوبه مثل وجوب شهر رمضان وإن من أفطر يوماً منه فعلية من الكفارة مثل ما على من أفطر يوماً من شهر رمضان . وإنما قول العالم عليه السلام : ما صامه رسول الله صلى الله عليه وآله ولا أحد من آبائي عليه السلام . أي ما صاموه فرضاً واجبات كذبياً لقول من زعم أنه فرض وإنما كانوا يصومونه سنة ، فيها فضل وليس على من لم يصمه شيء .

٧ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحسن ، عن أحمد بن صحيح ، عن عنبسة العابد قال : قبض النبي صلى الله عليه وآله على صوم شعبان ورمضان وثلاثة أيام في كل شهر أول خميس ووسط أربعاء وآخر خميس وكان أبو جعفر وأبو عبدالله عليه السلام يصومان ذلك .

باب صوم رسول اللہ

- ۱- حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول اللہ نے روزے رکھنے تا اینکہ کہا گیا کہ اب ترک ہی نہ کریں گے پھر نہ رکھے تو کہا گیا اب نہ رکھیں گے۔ پھر حضرت نے صوم داؤد رکھا۔ ایک دن دوسرے دن نہیں پھر سہ ماہ تین دن رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ یہ برابر ہیں پوسے نبی کے روزوں کے، ان سے سینوں کے وسوسے دور ہو جاتے۔ میں نے کہا وہ کون سے دن ہیں۔ فرمایا جمعرات اور دس دن کے بعد کا بدھ اور آخر جمعرات، میں نے کہا ان ایام میں روزہ کیوں رکھا جائے فرمایا ہم سے پہلے قوموں پر ان ایام میں عذاب نازل ہوا ہے اس لئے رسول اللہ ان ایام میں روزہ رکھتے تھے۔ (رض)
- ۲- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ بخت کے آغاز سے اتنے روزے رکھتے تھے کہ کہا جاتا تھا کہ اب وہ روزے ترک ہی نہ کریں گے اور پھر نہ رکھتے تھے یہاں تک کہ کہا جاتا تھا کہ اب نہ رکھیں گے۔ پھر حضرت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک روز روزہ رکھتے ایک روز نافہ دیتے جس روز صوم ہوتا وہ صوم داؤد سا ہوتا پھر یہ طریقہ ترک کیا اور چھبے کے پہلے تین دن روزہ رکھنے لگے، پھر یہ صورت ترک کیا اور ان کے درمیان فرق ڈالا اور ہر دس میں جب جمعرات آتی تو روزہ رکھتے مرتے دم تک یہی معمول رہا۔ (حسن)
- ۳- فرمایا امام علیہ السلام نے کہ رسول اللہ اتنے لگاتار روزے رکھتے تھے گویا ناطہ ہی نہ کریں گے۔ پھر ایک دن رکھتے ایک دن ناطہ کرتے پھر ہر اتوار اور جمعرات کو آخر ماہ میں رکھنے لگے اور فرماتے تھے یہ صوم الدہر ہے اور میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے میرا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس سے کہا جائے کہ رسول اللہ ایسا کیا کرتے اور وہ مجھے اللہ مجھے عذاب نہ کرے گا اگر میں نماز بجالاتا رہوں گویا وہ یہ سمجھتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہ عجز کچھ چیزوں کو چھوڑ دیا ہے (حسن)
- ۴- فرمایا ازواج رسول پر جب روزے قضا ہوتے تھے تو ان کو ماہ شعبان میں رکھتی تھیں وہ بڑا جاسی تھیں اس کو کہ رسول کو مقاربت سے منع کریں اور ماہ شعبان میں روزہ رکھتی تھیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شعبان میرا مہینہ ہے۔ (رض)
- ۵- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ کے آبا میں سے کسی نے ماہ شعبان کا روزہ رکھا۔ فرمایا میرے آباؤ میں سے بہترین یعنی رسول خدا نے ماہ شعبان کے روزے رکھے ہیں۔ (مؤثق)

- ۶۔ حضرت ابو عبد اللہ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ سوال کرتے والے نے ماہ شعبان کے روزوں کے وجوب کے متعلق سوال کیا حضرت نے فرمایا نہ رسول خدا نے روزے رکھے نہ میرے آبا میں کسی نے، یہ اس وجہ سے فرمایا کہ کچھ لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ شعبان کے روزے بھی رمضان کے روزے کی طرح فرض ہیں اور ان کے نہ رکھنے کا وہی کفارہ ہے جو ماہ رمضان کے روزے نہ رکھنے کا ہے پس امام علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ نے رکھے اور نہ میرے آبا میں کسی نے رکھا تھا کہ بد نیت واجب و فرض نہیں رکھے یہ تکذیب ہے ان لوگوں کے قول کی کہ جو کہتے تھے کہ فرض ہیں۔ رسول خدا اور آئمہ شعبان کے روزے بد نیت، قربت رکھتے تھے اگر کوئی شخص نہ رکھے تو اس پر کفارہ نہیں (۱۵)
- ۷۔ فرمایا حضرت رسول خدا ہمیشہ شعبان و رمضان کے روزے رکھتے تھے اور تین دن ہر مہینے میں پہلی جمعرات و ریانی چہار شنبہ اور آخر جمعرات کو، اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام اس طرح روزے رکھتے تھے (موتقن)

باب ۱۰

﴿ فصل صوم شعبان وصلته برضا و صیام ثلاثة ایام فی کل شهر ﴾

- ۱۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، وعلی بن ابراہیم، عن ابيہ جیمنا، عن ابن ابي عمیر، عن سلمة صاحب السابری، عن ابي الصباح الكنانی قال : سمعت ابا عبد اللہ عليه السلام يقول : صوم شعبان وشهر رمضان متتابعین توبة من الله والله
- ۲۔ علی بن ابراہیم، عن محمد بن عیسی بن عید، عن یونس، عن عمر بن اَبان، عن المفضل بن عمر قال : سمعت ابا عبد اللہ عليه السلام يقول : صوم شعبان وشهر رمضان متتابعین توبة من الله .
- ۳۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسين سعید، عن علی بن الصلت، عن زرعة بن محمد [عن سماعة] وعن المفضل بن عمر، عن ابي عبد اللہ عليه السلام قال . کلن علی بن الحسين عليه السلام یصل ما بین شعبان ورمضان ویقول : صوم شهرین متتابعین توبة من الله .
- ۴۔ أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعید، عن الحسين بن علوان، عن عمرو بن خالد، عن ابي جعفر عليه السلام قال : کان رسول الله صلى الله عليه وآله یصوم شعبان ورمضان یصلهما وینبی الناس أن یصلوهما وکان یقول : هما شهر [الله] وهما كفارة لما قبلهما ولما بعدهما من الذنوب .

٥ - علي بن محمد ، عن بعض أصحابه ، عن محمد بن سليمان ، عن أبيه قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : ما تقول في الرجل يصوم شعبان وشهر رمضان ؟ فقال : هما الشهران اللذان قال الله تبارك وتعالى : « شهرين متتابعين توبة من الله » قلت : فلا يفصل بينهما ؟ قال : إذا أفطر من الليل فهو فصل وإنما قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لا يصل في صيام يعني لا يصوم الرجل جل يومين متواليين من غير إفطار ، وقد يستحب للعبد أن لا يدع السحور .

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه مثل عن الصوم في الحضر فقال : ثلاثة أيام في كل شهر : الخميس من جمعة والأربعاء من جمعة والخميس من جمعة أخرى وقال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : صيام شهر الصبر وثلاثة أيام من كل شهر يذهبن ببابل الصدور وصيام ثلاثة أيام من كل شهر صيام الدهر ، إن الله عز وجل يقول : « من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها » .

٧ - عده من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الصيام في الشهر كيف هو ؟ قال : ثلاث في الشهر في كل عشر يوم إن الله تبارك وتعالى يقول : « من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها » . [ثلاثة أيام في الشهر صوم الدهر] .

٨ - عده من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن محمد بن علي ، عن الحسين ابن مغازق أبي جنادة السلولي ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر ، عن أبيه عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من صام شعبان كان له طهراً من كل زلة ووصمة وبادرة ، قال أبو حمزة : قلت لأبي جعفر عليه السلام : ما الوصمة ؟ قال : اليمين في المعصية والتندب في المعصية قلت : فما البادرة ؟ قال : اليمين عند الغضب والتوبة منها الندم .

٩ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن زهارة قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن أفضل ما جرت به السنة في التطوع من الصوم ، فقال : ثلاثة أيام في كل شهر : الخميس في أول الشهر والأربعاء في وسط الشهر والخميس في آخر الشهر ، قال : قلت له : هذا جميع ما جرت به السنة في الصوم ؟ فقال : نعم .

۱۰۔ علی بن ابراہیم، عن اسیہ، عن حماد، عن حریز قال: قيل لابي عبدالله عليه السلام: ما جاء في الصوم في يوم الأربعاء، فقال: قال أمير المؤمنين عليه السلام: إن الله عز وجل خلق النار يوم الأربعاء فأوجب صومه ليتعوذ به من النار.

۱۱۔ محمد بن یحیی، عن أحمد بن محمد، عن علی بن الحکم، عن هشام بن سالم، عن الأحول، عن ابن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن صوم جمهيسين بينهما أربعاء فقال: أما الخميس فيوم تعرض فيه الأعمال وأما الأربعاء فيوم خلقت فيه النار وأما الصوم فجنة [من النار].

۱۲۔ علی بن ابراہیم، عن محمد بن عیسی بن عبید، عن یونس، عن إسحاق بن عمار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال: إنما يصام يوم الأربعاء لأنه لم تعذب أمة فيما مضى إلا في يوم الأربعاء وسط الشهر فيستحب أن يصام ذلك اليوم.

۱۳۔ الحسين بن محمد، عن محمد بن عمران، عن زياد القندي، عن عبدالله بن سنان قال: قال لي أبو عبدالله عليه السلام: إذا كان في أول الشهر خميسان فصم أولهما فإنه أفضل وإذا كان في آخر الشهر خميسان فصم آخرهما فإنه أفضل.

باب

فصيلة صوم شعبان

- ۱۔ فرمایا ماہ شعبان اور ماہ رمضان کے پے درپے روزے رکھنا۔ توبہ کرتا ہے اللہ سے بخدا۔
- ۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام ملا دیتے تھے شعبان اور رمضان کے روزے اور فرماتے تھے دو چینی پے درپے روزے رکھنا اللہ سے توبہ کرنا ہے۔ (مجمول)
- ۳۔ فرمایا حضرت ابو عبد اللہ نے کہ حضرت علی بن الحسین شعبان اور رمضان کے روزے ملا کر رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دو چینی پے درپے اللہ سے توبہ کرنے کے ہیں۔ (مجمول)
- ۴۔ فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ حضرت رسول خدا شعبان اور رمضان کے روزے ملا کر رکھتے تھے اور لوگوں کو اس اتصال سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ دونوں اللہ کے پیٹے ہیں اور یہ کفارہ بن جانے ہیں اپنے

سے پہلے اور اپنے سے بعد کے گناہوں کا (نبی سے مراد یہ ہے کہ آخر شعبان اور اول رمضان کے روزوں کو بغیر صبر سے انظار نہ ملائے۔ (موتقی)

۵- میں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے متعلق جو شعبان و رمضان دونوں ماہ کے روزے رکھے۔ فرمایا ان دو جمعینوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ دو مہینے پہ در پہ اللہ سے توبہ کرنے کے ہیں میں نے کہا تو ان کے درمیان فاصلہ نہ دے۔ فرمایا جب رات کو انظار کرے گا تو یہی فاصلہ ہو جائے گا رسول اللہ نے فرمایا ہے روزہ میں اتصال نہیں۔ یعنی بغیر انظار دو روزے لگاتار نہ رکھے اور سحری کھانا ترک نہ کرے (بخاری)

۶- حضرت سے حضرت کے روزے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا تین دن ہر مہینے میں پہلے جمعہ سے پہلے جمعرات کو اور دوسرے جمعہ سے پہلے چار شنبہ کو اور آخر جمعہ سے پہلی جمعرات کو، اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ماہ رمضان کا نام صبر ہے اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا سیرتوں سے دوسروں کو دور کرتا ہے اور یہ صیام اللہ ہے کہ کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ایک نیکی کرے گا اللہ اس کو دس گنا ثواب دے گا۔ (حسن)

۷- میں نے امام رضا علیہ السلام سے مہینے کے روزوں کے متعلق پوچھا کہ کتنے دن رکھے جائیں فرمایا ہر مہینے میں دس دن کے بعد ایک دن، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ایک نیکی کرے گا دس گنا ثواب دے گا پس ہر ماہ تین دن کے روزے پورے مہینے کے روزوں کے برابر ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

۸- فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے جو ماہ شعبان میں روزہ رکھے تو وہ پاک کرے گا اس کو ہر بفرش و صہم سے اور ہادرہ سے، ابو حمزہ نے کہا۔ و صہم کیا ہے فرمایا معصیت میں قسم کھانا، معصیت میں نذر کرنا۔ میں نے کہا ہادرہ کیا ہے فرمایا غصہ میں قسم کھانا اور نادم ہو کر توبہ کرنا۔ (بخاری)

۹- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ سنتی روزوں میں بہترین سنت کیا ہے فرمایا ہر مہینے میں تین روزے اول ماہ میں جمعرات کو، درمیان ماہ میں بدھ کو اور آخر ماہ میں جمعرات کو، میں نے کہا روزہ میں کن ہی سب سے بہتر سنت ہے فرمایا ہاں۔ (موتقی)

۱۰- حضرت سے پوچھا گیا کہ چار شنبہ کے روزہ کا حکم کیوں ہے فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو چار شنبہ کے روزے پیدا کیا ہے پس اس کا روزہ لازم ہے اور دیا تاکہ آتش دوزخ سے بچا جائے (حسن)

۱۱- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ سے پوچھا ان دو جمعراتوں کے روزوں کے متعلق جن کے پچھ میں جمعہ ہو۔ فرمایا پچھ شنبہ وہ دن ہے کہ اس میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور بدھ وہ دن ہے جس میں آگ کو پیدا کیا گیا پس روزہ اس کی سپر ہے۔ (بخاری)

۱۲- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے بدھ کے روزہ اس لئے رکھا جاتا ہے کہ زمانہ ناضی میں جس قوم پر عذاب آیا

۱۳۔ ہے اسی روز آیا ہے لہذا اس دن روزہ مستحب قرار دیا گیا۔ (موثق)
 فرمایا حضرت نے جب ہینہ کے اول میں دو پہن شنبہ آئیں تو پہلے کار روزہ نہ کھوادرا آخر میں دو آئیں تو آخر
 کار کھویں افضل ہے۔ (م)

﴿باب﴾

﴿أَنَّهُ يَسْتَحَبُّ السَّحُورَ﴾

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيہ ، عن حماد بن عيسى ، عن شعيب ، عن ابي بصير ،
 عن ابي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن السحور لمن أراد الصوم أوجب هو عليه ؟ فقال :
 لا بأس بأن لا يتسحر إن شاء وأما في شهر رمضان فإنه أفضل أن يتسحر نحب أن
 لا يترك في شهر رمضان .

۲۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ،
 عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته عن السحور لمن أراد الصوم فقال : أما في شهر
 رمضان فإن الفضل في السحور ولو بشرية من ماء وأما في التطوع فمن أحب أن
 يتسحر فليفعل ومن لم يفعل فلا بأس .

۳۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيہ ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن جعفر ، عن ابيه
عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : السحور بركة قال : وقال رسول الله صلى الله عليه وآله : لا تدع أمتي
 السحور ولو على حشفة .

باب

سحری کھانے کا استحباب

۱۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا سحری کے متعلق آیا اس کا کھانا روزہ رکھنے والے کے لئے واجب

ہے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ سحری کھائے۔ لیکن ماہ رمضان میں بہتر یہی ہے کہ سحری کھائے ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ ماہ رمضان میں سحری ترک نہ کرے۔

- ۲۔ میں نے سحری کے متعلق پوچھا فرمایا ماہ رمضان میں سحری کھانا افضل ہے اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی ہو اور جو سحری کھانا چاہے وہ کھائے اور جو نہ چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (موثق)
- ۳۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سحری کھانا برکت ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میری امت سحری ترک نہ کرے اگرچہ ایک خراہی ہو۔

﴿باب ۱﴾

﴿ما يقول الصائم اذا افطر﴾

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيه، عن النوفلي، عن السكوني، عن ابي جعفر، عن ابيه قال: ان رسول الله ﷺ كان اذا افطر قال: «اللهم انا و علي رزقت افطرنا فقبله منا ذهب الظماء وابتلت العروق وبقى الاجر».

باب

وقت افطار صائم کیلئے

- ۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ حضرت رسول خدا جب افطار کرتے تو فرماتے یا اللہ ہم نے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا پس اس کو قبول کر ہماری پیاس لگی سو کھلی رکھیں سیراب ہوئیں اور اجر باقی رہا۔

﴿باب ۲﴾

﴿[صوم] الوصال و صوم الدهر﴾

۱۔ عدۃ من اصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن سيف بن عميرة، عن حسان بن مختار قال: قلت لأبي عبد الله ﷺ: [ما] الوصال في الصيام؟ قال:

فقال: إن رسول الله ﷺ قال: لا وصال في صيام ولا صمت يوم إلى الليل ولا عتق قبل ملك .

۲- أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن الحلبي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال:

الواصل في الصيام أن يجعل عشاءه محوره .

۳- علي بن إبراهيم، عن أبيه؛ و محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختري، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: المواصل في الصيام بصوم يوماً و ليلة و يفطر في السحر .

۴- الحسين بن محمد، عن معلى بن محمد، عن الرشاء، عن أبان، عن زرارة قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن صوم الدهر، فقال: لم نزل فكرهه .

۵- محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: سألت عن صوم الدهر فكرهه وقال: لا بأس أن يصوم يوماً ويفطر يوماً .

باب

وصال و صوم الدهر

- ۱- میں نے پوچھا صوم وصال کیا ہے۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ دو روزے ملائے نہیں چاہیں یعنی رات بھی شامل کرنی جائے اور ملکیت سے پہلے غلام آزاد نہیں کیا جاتا۔ (مجمول)
- ۲- فرمایا حضرت نے صوم وصال یہ ہے کہ شام کا کھانا نہ کھائے اور اسے صبح سے ملا دے۔ (ص)
- ۳- فرمایا صوم وصال یہ ہے کہ دن و رات کا روزہ رکھے اور صبح کو کھائے۔ (ص)
- ۴- میں نے صوم الدهر کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس کے متعلق کچھ نازل نہیں ہوا لیکن ہم اسے برا جانتے ہیں۔ (حسن)
- ۵- میں نے ہمیشہ روزہ رکھنے کے متعلق یعنی لگاتار روزے دستی، رکھنے کے متعلق پوچھا تو حضرت نے اس کو برا کھیا اور فرمایا کوئی حرج نہیں اس میں ایک روز روزہ رکھے اور ایک روز افطار کرے۔ (ص)

- ۳- میں نے حضرت سے کہا۔ میں نے کبیر کو حکم دیا کہ دیکھے صبح ہوتی ہے یا نہیں، اس نے کہا نہیں ہوئی پس میں کھا لیتا ہوں پھر میں دیکھتا ہوں کہ صبح نمودار ہو گئی۔ فرمایا اس دن کو تمام کہ رادر روزہ کی قضا بجالاؤ اگر تم نے خود دیکھا ہوتا تو قضا لازم نہ ہوتی۔ (حسن)
- ۴- میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو ماہ رمضان میں گھر سے نکلے اور اس کے اصحاب کسی گھر میں کھا رہے تھے میں نے طلوع صبح کے آثار دیکھے کہ ان سے کہا صبح ہو گئی بعض تورک گئے اور بعض نے دل لگی سمجھی، سنا یا ان کو روزہ پورا کرنا اور قضا بجالانی چاہیے۔ (مجمول)
- ۵- میں نے پوچھا ایک دن یا دو دن ماہ رمضان میں ایسے ہونے کہ میں سحری صبح ہوتے کھائی تو آیا اس روز روزہ نہ رکھوں یا اس روز پورا روزہ رکھوں اور دوسرے روز قضا کر دوں۔ فرمایا اسی روز روزہ نہ رکھو کیونکہ اسی روز صبح کو تو نے کھایا ہے اور دوسرے روز ادا کر۔ (مجمول)
- ۶- میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو طلوع فجر کے بعد پانی پی لے اور وہ ماہ رمضان کا روزہ نہ ہو سنا یا وہ اس دن روزہ رکھے اور دوسرے دن اس کی قضا بجالائے اور اگر یہ روزہ ماہ رمضان کی قضا کا ہے تو سوال وغیرہ میں اور بعد فجر پانی پی لیا ہے تو روزہ ختم کرے اور اس کی قضا بجالائے۔ (مجمول)
- ۷- میں نے پوچھا ان دو شخصوں کے متعلق جنہوں نے کھڑے ہو کر صبح کو جانچا، ایک نے کہا نمودار ہو گئی دوسرے نے کہا میں تو آثار نہیں پاؤں۔ سنا یا جس پوچھ ظاہر نہیں ہوتی وہ کھائے اور جس پر ظاہر ہو گئی ہے اس پر کھانا حرام ہے اللہ تمہ فرماتا ہے کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کی سفیدی سیاہی سے جدا ہو جائے۔ (مؤتق)

﴿باب ۱﴾

﴿الفجر ما هو ومتى يعزل و متى يحرم الاكل﴾

۱- عن محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن الملا بن رزين ، عن موسى بن بكر عن زرارة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : أذن ابن أم مكتوم لصلاة الفداة و مر رجل برسول الله ﷺ وهو يتسحر فدعاه أن يأكل معه فقال : يا رسول الله قد أذن الملوذون للفجر ، فقال : إن هذا ابن أم مكتوم وهو يؤذن بليل فإذا أذن بلال فعند ذلك فأمسك .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن علي بن عطية ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الفجر هو الذي إذا رأيته معترضاً كأنه بياض سوري .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، وعبد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الخيط الأبيض من الخيط الأسود ، فقال : بياض النهار من سواد الليل ، قال : وكان بلال يؤذن للنبي صلى الله عليه وآله وابن أم مكتوم - وكان أعمى - يؤذن بليل ويؤذن بلال حين يطلع الفجر ، فقال النبي صلى الله عليه وآله : إذا سمعتم صوت بلال فدعوا الطعام والشراب فقد أصبحتم .

٤ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، وأحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبد الجبار جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أحدهما عليهما السلام في قول الله تعالى : «أحل لكم ليلة الصيام الرفث إلى نسائكم الآية» ، فقال : نزلت في خواتم بن جبير الأنصاري وكان مع النبي صلى الله عليه وآله في الخندق وهو صائم فأمسى وهو على تلك الحال وكانوا قبل أن تنزل هذه الآية إذا نام أحدهم حرم عليه الطعام والشراب فبعاه خواتم إلى أهله حين أمسى فقال : هل عندكم طعام فقالوا : لا لانتم حتى نصلح لك طعاماً فاتكأ فنام فقالوا له : قد فعلت قال : نعم فبات على تلك الحال فأصبح ثم غدا إلى الخندق فجمل يفشى عليه فمر به رسول الله صلى الله عليه وآله فلما رأى الذي به أخبره كيف كان أمره فأنزل الله عز وجل فيه الآية «وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر» .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن عاصم بن حميد ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام قلت : متى يحرم الطعام والشراب على الصائم وتحل الصلاة صلاة الفجر ، فقال : إذا اعترض الفجر وكان كالتقطيصة البيضاء قسم يحرم الطعام ويحل الصيام وتحل الصلاة صلاة الفجر ، قلت : فلسنا في وقت إلى أن يطلع شعاع الشمس ، فقال : هيات أين تذهب ، تلك صلاة الصبيان .

باب ۱۱

صبح کی شناخت

- ۱- فرمایا ابن ام مکتوم نے اجازت لی رسول اللہ سے نماز صبح کی اذان کی۔ ایک شخص حضرت کی طرف سے گذرا اور آگیا۔ آپ سحری کھا رہے تھے۔ حضرت نے اس کو اپنے ساتھ کھانے کے لئے بلایا اس نے کہا یا رسول اللہ! مؤذن صبح کی اذان نے رہا ہے فرمایا یہ ابن ام مکتوم ہے یہ رات کو اذان دیتا ہے۔ جب بلال اذان نے تب کھانے سے رک جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبل طلوع فجر اذان کا جواز ہے۔ (۴)
- ۲- فرمایا حضرت نے صبح وہ ہے کہ آسمان پر سفیدی اس طرح نظر آئے جیسے حلہ کی نہر سورا کی سفیدی۔ (حسن)
- ۳- میں نے پوچھا کیا مطالبہ سفید تارے اور سیاہ تارے کا۔ فرمایا جب دن کی سفیدی رات کی سیاہی میں نمایاں ہو اور فرمایا حضرت رسول خدا کے دو مؤذن تھے بلال اور ابن ام مکتوم جو نابینا تھے یہ رات میں اذان دیتے تھے اور بلال صبح نمودار ہوتے پر، پس جب بلال کی آواز اذان سنو تو کھانا پینا ترک کر دو کیونکہ صبح ہو جاتی ہے۔ (۵)
- ۴- اما میں نے اس سے کسی ایک نے اس آیت کے متعلق فرمایا۔ حلال ہے تمہارے لئے ماہ صیام کی رات کو عورتوں کے پاس جانا فرمایا یہ نازل ہوئی خواتین جبر اقصاری کے بارہ میں وہ جنگ خندق میں رسول اللہ کے ساتھ روزہ سے تھا اسی حال میں شام ہو گئی۔ یہ واقعہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے اس زمانہ میں اگر کوئی سوچتا تھا تو کھانا پینا اس پر حرام ہو جاتا تھا۔ خواتین اپنے گھر والوں کے پاس آیا شام کو ان سے کہا کچھ کھانے کو چہ انہوں نے کہا تم سو وقت ہم تیار کئے دیتے ہیں وہ تکیہ پر سر رکھ کر سو گیا۔ لوگوں نے جاگنے پر اس سے کہا۔ تم سو گئے اس نے کہا ہاں۔ پس بغیر کھانے صبح تک سوتا رہا۔ صبح کو خندق کھولنے کے لئے آگیا اس کو بخش آگیا رسول اللہ اس کی طرف سے گڑسے جب آپ کو یہ اطلاع ملی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کھاؤ پیو جب تک صبح کا سفید خط رات کے کالے خط سے جدا نہ ہو صبح کے وقت اس میں نے حضرت سے پوچھا روزہ دار پر کھانا پینا کب حرام ہوتا ہے اور صبح کی نماز کا وقت کب آتا ہے فرمایا جب صبح نمودار ہو جائے سفید چادر کی طرح پھر کھانا حرام ہے اس وقت سے روزہ شروع ہوتا ہے اور نماز صبح کا وقت آجاتا ہے میں نے کہا کیا سورج کے طلوع ہونے پر نہیں۔ فرمایا افسوس تم کہاں جاتے ہو یہ تو بچوں کی نماز ہوئی۔ (۶)

باب ۱۹

﴿من ظن أنه ليل فأفطر قبل الليل﴾

۱ - محمد بن یحییٰ ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عیسیٰ ، عن سماعة قال : سألته عن قوم صاموا شهر رمضان ففتشهم سحاب أسود عند غروب الشمس فظنوا أنه ليل فأفطروا ثم إن السحاب انجلي فإذا الشمس ، فقال : على الذي أفطر صيام ذلك اليوم إن الله عز وجل يقول : «وأتموا الصيام إلى الليل» ، فمن أكل قبل أن يدخل الليل فعليه قضاؤه لأنه أكل متعمداً .

۲ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عیسیٰ بن عیید ، عن یونس ، عن أبي بصير ؛ وسماعة ، عن أبي عبد الله عليه السلام في قوم صاموا شهر رمضان ففتشهم سحاب أسود عند غروب الشمس فرأوا أنه الليل فأفطر بعضهم ، ثم إن السحاب انجلي فإذا الشمس ، قال : على الذي أفطر صيام ذلك اليوم إن الله عز وجل يقول : «وأتموا الصيام إلى الليل» فمن أكل قبل أن يدخل الليل فعليه قضاؤه لأنه أكل متعمداً .

باب ۲۰

دھوپ کے قبل از وقت افطار کر لینا

میں نے سوال کیا کہ بچے لوگوں نے ماہ رمضان کا روزہ رکھا بادل غروب شمس کے دنت چھا گیا یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا روز افطار کر لیا بعد میں دھوپ نکل آئی۔ فرمایا جس نے اس روز افطار کیا تو اللہ فرماتے ہے روزہ رات تک تمام کر دے چونکہ اس نے رات کے داخل ہونے سے قبل ہی افطار کر لیا لہذا اس پر روزہ کی قضا ہے۔ کیوں کہ اس نے عذر دکھائے (موتی)۔

۲ - نو ذیہ اور پر روزہ

﴿ باب ﴾

﴿ من أكل أو شرب ناسياً في شهر رمضان ﴾

- ۱ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد بن عثمان ، عن العلي بن ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه سئل عن رجل نسي فأكل وشرب ثم ذكر ، قال : لا يفطر إنما هو شيء رزقه الله عز وجل فليتم صومه .
- ۲ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن رجل صام في شهر رمضان فأكل وشرب ناسياً ، قال : يتم صومه وليس عليه قضاؤه .
- ۳ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن داود بن سرحان ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل ينسى فيأكل في شهر رمضان قال : يتم صومه فإنما هو شيء أطمعه الله [إيأاه] .

باب

ماہ رمضان میں بھول کر کھانا پینا

- ۱ - میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو روزہ میں بھول کر کھاپی لے پھر اسے یاد آئے۔ فرمایا وہ روزہ توڑے نہیں خدا نے اس صورت میں رعایت کی ہے لہذا اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے (موتقی)
- ۲ - میں نے پوچھا اگر ماہ رمضان میں کوئی بھول کر کھالے۔ فرمایا وہ روزہ پورا کرے اس روزہ کی قضا اس پر نہ ہوگی۔ (موتقی)
- ۳ - میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو بھول کر کھالے۔ فرمایا اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا ایسے کھانے کو اللہ نے معاف کیا ہے (خ)

﴿ باب ﴾

﴿ وقت الافطار ﴾

- ۱ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمد بن عيسى بن عبيد ، عن ابن

ابن عمیر ، عثمان ذکرہ ، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال : وقت سقوط القرص ووجوب الإفطار من الصیام أن یقوم بحذاء القبلة یتفقد الحمرة التي ترتفع من المشرق فإذا جازت قیمة الرأس إلى ناحية المغرب فقد وجب الإفطار وسقط القرص .

۲ - علی بن ابراہیم ، عن ائیہ ؛ وعدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد جميعاً ، عن

ابن ابی عمیر ، عن القاسم بن عروة ، عن بريد بن معاوية قال : سمعت أبا جعفر رضی اللہ عنہ یقول : إذا غابت الحمرة من هذا الجانب یعنی ناحية المشرق فقد غابت الشمس في شرق الأرض وغربها .

۳ - علی بن ابراہیم ، عن ائیہ ، عن ابن ابی عمیر ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن

ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال : مثل عن الإفطار قبل الصلاة أو بعدها ؛ قال : إن كان معه قوم یخشى أن یحبسهم عن عشاءهم فلیفطر معهم وإن كان غیر ذلك فلیصل ویفطر .

باب

وقت افطار

۱ - فرمایا جب سورج غروب ہو جائے تو افطار واجب ہے چاہیے کہ قبیلہ کے مقابل کھڑا ہو اور دیکھے اس سرخی کو جو جانب مشرق بلند ہو جب وہ سر پر سے ہٹ کر جانب مغرب جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرنا واجب ہے ۔ (م)

۲ - فرمایا حضرت نے جب مشرق کی سرخی غائب ہو جائے تو سمجھو سورج مشرق و مغرب میں غائب ہو گیا اور چھپا

۳ - حضرت سے پوچھا گیا افطار قبل نماز ہو یا بعد نماز ، اگر کچھ لوگ اس کے ساتھ ہوں اور اس کا اندیشہ ہو کہ ان کے کھانے میں دیر ہو جائے گی تو قبل نماز افطار کرے ورنہ نماز پڑھ کر افطار کرے (م)

باب

﴿من افطر متعمداً من غیر عذر أو جامع متعمداً فی شهر رمضان﴾

۱ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن

عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أفطر من شهر رمضان متعمداً يوماً واحداً من غير عذر قال : يعتق نسمة أو بصوم شهرين متتابعين أو يطعم ستين مسكيناً فإن لم يقدر تصدق بما يطيق .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وعبد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن دراج ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنه سئل عن رجل أفطر يوماً من شهر رمضان متعمداً ، فقال : إن رجلاً أتى النبي صلى الله عليه وآله فقال : هلكت يا رسول الله فقال : مالك ؟ فقال : النار يا رسول الله ، قال : ومالك ؟ قال : وقعت على أهلي ، قال : تصدق واستغفر بالرجل : فوالذي عظم حقتك ما تركت في البيت شيئاً لا قليلاً ولا كثيراً ، قال : فدخل رجل من الناس بمكثل من تمر فيه عشرون صاعاً يكون عشرة أصوع بصاعنا فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله : خذ هذا التمر فتصدق به ، فقال : يا رسول الله علي من أتصدق به وقد أخبرتك أنه ليس في بيتي قليل ولا كثير ؟ قال : فخذه وأطعمه عيالك واستغفر الله ، قال : فلمّا خرجنا قال أصحابنا : إنه بده بالعتق فقال : أعتق أوصم أو تصدق .

٣ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل وقع على أهله في شهر رمضان فلم يجد ما يتصدق به على ستين مسكيناً قال : يتصدق بقدر ما يطيق .

٤ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن ابن الحججاج قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرجل يعبت بأهله في شهر رمضان حتى يمضي قال : عليه من الكفارة مثل ما على الذي يجامع .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن هشام بن سالم ، عن يزيد العجلي قال : سئل أبو جعفر عليه السلام عن رجل شهد عليه شهود أنه أفطر من شهر رمضان ثلاثة أيام قال : يسئ هل عليك في إفطارك في شهر رمضان إنم فإن قال : لا فإن علي الإمام أن يقتله وإن قال : نعم فإن علي الإمام أن ينهكه ضرباً .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سأله عن رجل وجد في شهر رمضان وقد أفطر ثلاث مرّات وقد رفع إلى الإمام

ثلاث مرأت ، قال : بقتل في الثالثة

۷ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن سوقة ، عن ذكره ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يلاعب أهله أو جاريتيه وهو في قضاء شهر رمضان فيسببه الماء فينزل ، قال : عليه من الكفارة مثل ما على الذي يجامع في شهر رمضان .

۸ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال : سأله عن رجل أفطر يوماً من شهر رمضان متعمداً ، قال : يتصدق بعشرين صاعاً ويقضي مكانه .

۹ - علي بن محمد بن بندار ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمري ، عن عبد الله بن حماد ، عن المفضل بن عمر ، عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل أتى امرأته وهو صائم وهي صائمة ، فقال : إن كان استكرها فعليه كفارتان وإن كانت طاعته فعليه كفارة وعليها كفارة وإن كان أكرها فعليه ضرب خمسين سوطاً نصف الحد وإن كانت طاعته ضرب خمسة وعشرين سوطاً و ضربت خمسة وعشرين سوطاً .

باب

جو عداً بغیر عذر روزہ ترک کرے

- ۱ - فرمایا اس شخص کے بارے میں جو روزہ ترک کرے۔ ہاں رمضان میں قصداً ایک دن بغیر عذر تو فرمایا ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ بچے درپے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو صدقہ دے۔ (۴)
- ۲ - حضرت سے پوچھا گیا اس شخص کے متعلق جس نے ماہ رمضان میں قصداً روزہ نہ رکھا۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا کیا معاملہ ہے اس نے کہا میں تو مستحق روزہ ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا آخر کیوں ، اس نے کہا میں نے روزہ میں اپنی عورت سے جماع کیا فرمایا کفار دے اور استغفار کر ، اس نے کہا میرے گھر میں تو کم یا زیادہ کچھ بھی نہیں اسٹے میں ایک شخص آیا ایک پیمانہ میں خر لے ہوئے جو ہمارے وزن سے دس صلح ہوں گے حضرت نے کہا اس آدمی سے خرے لے لے اور صدقہ دے دے (بجائے کفارہ) اس نے کہا یا رسول اللہ میں کس حد تک دوں۔ در آنجا لیکہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میرے گھر میں کچھ بھی نہیں ، حضرت نے فرمایا انھیں لے جا اور اپنے عیال کو کھلا اور اللہ سے استغفار کر ، ہم وہاں سے چلے تو ہمکے ساتھیوں

- نے کہا۔ حضرت نے کفارہ کی ابتدا اعلام آزا کرنے سے کی، پھر روزے رکھنے کے لئے فرمایا پھر صدقہ کے لئے (حسن)
- ۳- حضرت سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے ماہ صیام کے روزہ میں اپنی زوجہ سے مفارقت کی ہو اور اتنی قدرت نہ رکھتا ہو کہ ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ فرمایا جتنی طاقت رکھتا ہو صدقہ دے۔ (حسن)
- ۴- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو اپنی زوجہ کے پاس ماہ رمضان میں سوئے اور اس کی منی نکل جائے فرمایا اس کا وہی کفارہ ہے جو جماع کرنے والے کا ہے۔ (۴)
- ۵- پوچھا اس شخص کے بارے میں جس پر لوگوں نے گواہی دی ہو کہ اس نے ماہ صیام میں تین روزے نہیں رکھے فرمایا اس سے پوچھا جائے کہ روزوں کے نہ رکھنے میں تو نے گناہ کیا ہے یا نہیں اگر وہ کچھ نہیں تو امام حکم سے اس کے قتل کا اور اگر اقرار گناہ کرے تو امام کو چاہیے کہ اسے اچھی طرح سزا دے۔ (۴)
- ۶- میں نے سوال کیا اس شخص کے بارے میں جس نے ماہ رمضان میں بغیر کسی عذر کے تین دن روزے نہ رکھے اور ہر روز امام کے سامنے پیش کیا گیا ہو (اور باز نہ آیا ہو) فرمایا تیسری بار نہ رکھے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ (موتقن)
- ۷- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو اپنی بلانی یا کینز کے ساتھ بحالت صوم چھیر چھاڑ کر رہا ہو اور اس حالت میں اس کو انزال ہو جائے۔ فرمایا اس کا کفارہ وہی ہے جو اس شخص کا جو بحالت صوم رمضان جماع کرے۔ (موتقن)
- ۸- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو قصد آماہ رمضان میں روزہ نہ رکھے فرمایا وہ بیس عمارت صدقہ دے اور اس کا وقت پر تمنا بجا لائے۔ (مرسل)
- ۹- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو اپنی عورت کے ساتھ ایسی حالت میں جماع کرے جبکہ دونوں روزہ سے ہوں فرمایا اگر مرد نے عورت کو مجبور کیا ہے تو اس پر دو کفاسے ہوں گے اور اگر عورت نے مجبور کیا ہے تو مرد و عورت دونوں پر کفارہ ہوگا اگر مرد نے عورت کو مجبور کیا ہے تو اس کو پچاس کوڑے مارے جائیں گے شرعی حد کا نصف اور اگر عورت نے راغب کیا ہے تو ۲۵ کوڑے مرد کو مارے جائیں گے اور ۲۵ عورت کو (مرسل)

باب ۲۳

﴿الصائم یقبل أو یباشر﴾

۱- علی بن ابراہیم، عن ائیم، عن محمد بن یحیی، عن أحمد بن محمد جمیعاً، عن ابن ائمی عمیر، عن حماد، عن العلبی، عن ائمی عبد اللہ رضی اللہ عنہ أنه سئل عن رجل یمس من المرأة شیئاً أفسد ذلك صومه أو ینقضه، فقال: إن ذلك ینکره للرجل الشاب مخافة أن ینقضه المنی.

۲۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ؛ ومحمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لا تنقض القبلة الصوم .

۳۔ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن داود بن النعمان ، عن منصور بن حازم قال : قلت لأبي الله عليه السلام : ما تقول في الصائم يقبل الجارية والمرأة ؟ فقال : أما الشيخ الكبير مثلي ومثلك فلا بأس وأما الشاب الشبق فلا لأنه لا يؤمن والقبلة إحدى الشهوتين قلت : فما ترى في مثلي تكون له الجارية فيلأعبها ؟ فقل لي : إنك لشبق يا أبا حازم كيف طعمك ؟ قلت : إن شبعت أضرتني وإن جعت أضغمني قال : كذلك أنا فكيف أنت والنساء ؟ قلت : ولا شيء قال : ولكتبي يا أبا حازم ما أشاء شيئاً أن يكون ذلك مني إلا أفعلت .

باب

بوسہ بازی اور مباشرت

- ۱۔ پوچھا گیا اس شخص کے متعلق جو عورت کے کسی حصہ بدن کا احساس کرے آیا اس کا روزہ ناسد یا ناقص ہو جائے گا فرمایا آدمی کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ منی نکل جائے۔ (۲)
- ۲۔ فرمایا بوسہ لینے سے روزہ ناقص نہیں ہوتا۔ (حسن)
- ۳۔ میں نے حضرت سے پوچھا۔ آپ کیا فرماتے ہیں اس روزہ دار کے متعلق جو اپنی زوجہ یا کنیز سے بوسہ بازی کرتا ہے فرمایا جو تمہاری اور میری طرح بوڑھا ہو اس کے لئے تو مضائقہ نہیں، لیکن ایک پُر شہوت جوان کے لئے ایسا نہیں کیونکہ وہ بچ نہیں سکتا۔ بوسہ بازی دو شہوتوں میں سے ایک ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی میرا اور آپ جیسا ہو وہ اپنی کنیز سے بوسہ دگنا کرے۔ فرمایا اے ابو حازم کیا تم پُر از شہوت ہو۔ اچھا بتاؤ تمہارے کھانے کی کیا صورت ہے میں نے کہا اگر شکم سیر کھاتا ہوں تو ضرورتاً ہے اور اگر بھوکا رہتا ہوں تو کمزور ہوتا ہوں فرمایا یہی حالت میری ہے پس کیا صورت ہے عورتوں کے ساتھ، میں نے کہا کچھ نہیں۔ فرمایا اے ابو حازم جب میں چاہتا ہوں کہ کوئی چیز مجھ سے ہو تو میں اسے کرتا ہوں۔ (۲)

﴿باب ١٠﴾

﴿فيمن أجنب بالليل في شهر رمضان وغيره فترك الغسل الي﴾
 ﴿أن يصبح أو احتلم بالليل أو النهار﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وعبد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال : في رجل احتلم أوّل الليل أو أصاب من أهله ثم نام متمتداً في شهر رمضان حتى أصبح ، قال : يتمّ صومه ذلك ثم يقضيه إذا أفطر [من شهر رمضان ويستغفر ربه .

٢ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليهما السلام قال : سألت عن الرجل يصيب الجارية في شهر رمضان ثم ينام قبل أن يغتسل قال : يتمّ صومه ويقضى ذلك اليوم إلا أن يستيقظ قبل أن يطلع الفجر فإن انتظر ما يسخن أو يستقي فطلع الفجر فلا يقضى يومه .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يجنب ثم ينام حتى يصبح أبصم ذلك اليوم تطوعاً ؛ فقال : أليس هو بالخيار ما بينه وبين نصف النهار ؛ قال : وسألت عن الرجل يحتلم بالنهار في شهر رمضان يتمّ صومه كما هو ؛ فقال : لا بأس .

٤ - أحمد بن محمد ، عن الحجّال ، عن ابن سنان قال : كتب أبي إلى أبي عبد الله عليه السلام وكان يقضي شهر رمضان وقال : إنني أصبحت بالغسل وأصابني جنابة فلم أغتسل حتى طلع الفجر فأجابني عليه السلام : لا تصم هذا اليوم وصم غداً .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن علي بن رئاب ، عن إبراهيم بن ميمون قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يجنب بالليل في شهر رمضان فنسي أن يغتسل حتى يمضي بذلك جمعة أو يخرج شهر رمضان ، قال : عليه قضاء الصلاة والصوم .

باب ۲۴

جوزات میں جنب ہو اور صبح تک غسل نہ کرے

- ۱۔ فرمایا حضرت نے اس شخص کے بارے میں جو اول شب میں مستلم ہو جائے یا اپنی زوجہ سے جماع کرے پھر قصداً سو جائے ماہ رمضان میں اور صبح تک سوتا رہے تو اسے چاہیے کہ روزہ کو تمام کرے اور بعد رمضان اس کی قضا بجا لائے اور اللہ سے استغفار کرے۔ (۲)
- ۲۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جو کبیر سے ماہ رمضان میں جماعت کرے اور بے غسل کئے سو جائے۔ فرمایا وہ روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بجا لائے اگر پانی کے گرم ہونے یا پانی ملنے کا انتظار کرے اور صبح ہو جائے تو قضا لازم نہ ہوگی (۳)
- ۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو جنب ہونے کے بعد صبح تک سوئے تو کیا تطوعاً اس روز روزہ رکھے فرمایا اسے یہ اختیار نہیں ہے صبح سے نصف دن تک، پھر میں نے پوچھا اگر ماہ رمضان میں دن میں احتلام ہو جائے۔ فرمایا غسل کرے (روزہ تمام کرے)۔ (موتقی)
- ۴۔ ایک شخص نے پوچھا کہ جب وہ ماہ رمضان کے قضا روزے رکھ رہا تھا۔ میں نے صبح کو غسل کیا درآنحالیکہ وہ غسل جنابت تھا پس غسل سے فارغ نہ ہوا تھا کہ صبح ہو گئی۔ فرمایا اس روز روزہ نہ رکھو وگرنہ روزہ رکھو (۴)
- ۵۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو ماہ رمضان جنب ہو جائے اور غسل کرنا بھول جائے یہاں تک کہ آخری جمعہ گزر جائے بلکہ ماہ رمضان ختم ہو جائے فرمایا اس پر نماز و روزہ دونوں کی قضا واجب ہوگی (۵)

باب ۲۵

﴿كراهية الارتماس في الماء للصائم﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم ، عن اُیہ ، عن ابن اُبی عمیر ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن اُبی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال : الصائم يستنقع في الماء ولا يرتمس رأسه .
- ۲۔ علی بن ابراہیم ، عن اُیہ ، عن حماد ، عن حریر ، عن اُبی عبد اللہ صلوات اللہ علیہ قال : لا يرتمس الصائم ولا المحرم رأسه في الماء .
- ۳۔ محمد بن یحیی ، عن محمد بن الحسین ، عن علی بن الحكم ، عن العلاء بن رزین ، عن محمد بن مسلم ، عن اُبی جعفر رضی اللہ عنہ قال : الصائم يستنقع في الماء ويصب على رأسه و

۴۔ دالتوب وبنضح بالمروحة وبنضح البوریا تحته ولا یغمس رأسه فی الماء .
 ۵۔ محمد بن یحییٰ ، عن محمد بن الحسین ، عن موسیٰ بن سعدان ، عن عبدالله بن
 الہیثم ، عن عبدالله بن سنان قال : سمعت أبا عبدالله علیہ السلام یقول : لا تلتزق ثوبك إلى
 حسدك وهو رطب رأیت صائم حتی تعصره .
 ۵۔ محمد بن یحییٰ ، و شیخہ ، عن محمد بن أحمد ، عن السیاری ، عن محمد بن علی
 الہمدانی ، عن حنان بن سدید قال : سألت أبا عبدالله علیہ السلام عن الصائم یستنعق فی الماء
 قال : لا بأس ولكن لا یغمس فیہ والمرأة لا تستنعق فی الماء لأنها تحمل الماء بفرجها .
 ۶۔ عدی بن اسحاق ، عن سهل بن زیاد ، عن بعض أصحابنا ، عن مثنیٰ الحنطاط :
 والحسن الصیقل قال : سألت أبا عبدالله علیہ السلام عن الصائم یرتمس فی الماء قال : لا ولا المحرم .
 قال : وسألتہ عن الصائم یلبس الثوب الطبول ؛ قال : لا .

ہاچا

روزہ دار کے لئے کراہت غسل ارتماسی

- ۱۔ فرمایا حضرت نے روزہ دار کو چاہیے پانی میں سر نہ ڈوبے اور نہ اپنے سر کو پانی میں ڈبوئے۔ (حسن)
- ۲۔ فرمایا روزہ دار اور محرم کو پانی میں سر نہ ڈبونا چاہیے (حسن)
- ۳۔ فرمایا روزہ دار کے لئے جائز ہے کہ پانی میں بدن ڈبوئے یا سر پر پانی ڈالے یا تریٹ سے ٹھنڈا کر پہنائے یا پتھکا کرے یا اپنے نیچے ٹھنڈا کپڑا رکھے لیکن اپنا سر پانی میں نہ ڈبوئے۔ (م)
- ۴۔ فرمایا حضرت نے کہ پانی میں ترکیڑا روزہ کی حالت میں جسم پر نہ رہے ہاں پھوڑنے کے بعد مضان تک نہیں (م)
- ۵۔ میں نے پوچھا روزہ دار پانی میں بیٹھ جائے فرمایا کوئی مضان تک نہیں یہاں سر نہ ڈبوئے اور عورت پانی میں نیچے بھی نہیں تاکہ اس کی فرج کے ذریعہ سے پانی اس کے اندر نہ پہنچے۔ (م)
- ۶۔ میں نے پوچھا روزہ دار کے متعلق کہ وہ پانی میں غوطہ لگائے فرمایا نہیں اور نہ حرم ایسا کرے۔ میں نے پوچھا کیا روزہ دار ترکیڑا نہیں لے فرمایا نہیں۔ (م)

﴿باب﴾

﴿المضمضة و الاستنشاق للصائم﴾

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن ابي عمير ، عن حماد ، عن ابي عبد الله عليه السلام في الصائم يتوضأ للصلاة فيدخل الماء حلقه ؛ فقال : إن كان وضوؤه لصلاة فريضة فليس عليه شيء . وإن كان وضوؤه لصلاة نافلة فعليه القضاء .

۲۔ اعلیٰ بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن اسماعيل بن مراد ، عن يونس ، عن ابي جميلة ، عن زيد ، عن ابي عبد الله عليه السلام في الصائم يتمضمض ؛ قال : لا يبلع ريقه حتى يبرق ثلاث مرات .

۳۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن ابي عمير ، عن حماد ، عن ذكره ، عن ابي عبد الله صلوات الله عليه في الصائم يتمضمض ويستنشق قال : نعم ولكن لا يبالغ .

۴۔ عدۃ من اصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الربان بن الصلت ، عن يونس قال : الصائم في شهر رمضان يستاك متى شاء ، وإن تمضمض في وقت فريضة فدخل الماء حلقه فليس عليه شيء . وقد تم صومه وإن تمضمض في غير وقت فريضة فدخل الماء حلقه فعليه الإعادة ، والأفضل للصائم أن لا يتمضمض .

باب

گلی کرنا اور ناک میں پانی دینا

- ۱۔ میں نے پوچھا اگر روزہ دار وضو کرے اور پانی اس کی حلق میں چلا جائے۔ فرمایا اگر وضو نماز واجب کا ہو تو حرج نہیں اور اگر نماز نافلہ کا ہو تو اس روزہ کی قضا ہوگی۔ (حسن)
- ۲۔ روزہ دار گلی کرے لیکن اپنا تنہیک نکلے نہیں اور تین بار تنہیک کے (م)
- ۳۔ روزہ دار گلی کرے ناک میں پانی لے لے مگر زیادتی نہ کرے (حسن)
- ۴۔ ماہ رمضان میں روزہ دار مسواک تو جس وقت چاہے کرے لیکن گلی فرض نماز کے وضو میں کرے اگر بلا قصد پانی حلق میں چلا جائے تو روزہ برقرار رہے گا لیکن اس کے علاوہ اگر گلی کرتے وقت پانی حلق میں چلا جائے گا تو روزہ کا اعساہ کرنا ہوگا روزہ دار کے لئے بہترین یہ ہے کہ گلی نہ کرے۔ (م)

﴿باب﴾

﴿الصائم يتقياً أو يذره القىء أو يقلس﴾

۱ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وأبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا تقياً الصائم فعليه قضاء ذلك اليوم وإن ذرعه من غير أن يتقياً فليتم صومه .

۲ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير : ومحمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا تقياً الصائم فقد أفطر وإن ذرعه من غير أن يتقياً فليتم صومه .

۳ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الذي يذره القىء ، وهو صائم قال : يتم صومه ولا يقضى .

۴ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سميد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عمار بن موسى ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن الرجل يخرج من جوفه القلس حتى يبلغ الحلق ثم يرجع إلى جوفه وهو صائم ؟ قال : ليس بشيء .

۵ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن علي بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم قال : سئل أبو جعفر عليه السلام عن القلس يفطر الصائم ؟ قال : لا .

۶ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن القلس وهي الجشأة يرتفع الطعام من جوف الرجل من غير أن يكون تقياً وهو قائم في الصلاة قال : لا ينقض ذلك وضوءه ولا يقطع صلاته ولا يفطر صيامه .

﴿باب﴾

روزہ میں قے

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب روزہ دار قصدائے کئے تو اس پر روزہ کی قضا واجب ہوئی اور اگر بلا قصد

- آجائے تو روزہ کو تمام کرے۔ (۱۲)
- ۲۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (۱۳)
- ۳۔ ترجمہ اوپر ہے (مجمول)
- ۴۔ فرمایا اگر پیٹ سے ترشش پانی بحالت صوم حلق میں آجائے اور پیر پیٹ میں چلا جائے تو روزہ رو ہے گا۔ (۱۴)
- ۵۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کھٹے پانی کے متعلق کہ آیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے فرمایا تمہیں۔ (موتقی)
- ۶۔ میں نے کھٹے پانی کے متعلق پوچھا جبرائیل کے کھانے سے پیٹ کے اندر سے اوپر آتا ہے فرمایا اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ نماز نہ روزہ۔ (موتقی)۔

باب ۲۸

﴿فی الصائم یحتجم و یدخل الحمام﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ائیمہ ؛ و محمد بن یحیی ، عن احمد بن محمد بیعیاً ، عن ابن ابي عمیر ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن ابي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن الصائم أیحتجم ؟ فقال : إنني أتخوف عليه ، أما يتخوف على نفسه ؟ قلت : ماذا يتخوف عليه ؟ قال : الفسيان أو ثوربه ميرة . قلت : أ رأيت إن قوي على ذلك ولم يخش شيئاً ؟ قال : نعم إن شاء .
- ۲۔ محمد بن یحیی ، عن احمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن ابي العلاء قال : سألت ابا عبد الله عليه السلام عن الحجامه للصائم ، قال : نعم إذا لم يخف ضعفاً .
- ۳۔ محمد بن یحیی ، عن احمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم ، عن ابي جعفر عليه السلام أنه سئل عن الرجل یدخل الحمام وهو صائم ، فقال : لا بأس ما لم يخش ضعفاً .
- ۴۔ محمد بن یحیی ، عن احمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن ابي حمزة ، عن ابي بصير قال : سألت ابا عبد الله عليه السلام عن الرجل یدخل الحمام وهو صائم ، قال : لا بأس .

باب ۲

روزہ میں کھینے لگوانا اور حتام کرنا

- ۱- میں نے پوچھا کیا حالت روزہ میں سیگی لگوائے فرمایا میں اس کے معاملہ میں خوت کرتا ہوں کیا رہ اپنے لئے خوف نہیں کرتا۔ میں نے کہا اس کے لئے کاہے کاخوت فرمایا ہشتی یا صفرہ کا اثر پذیر ہونے کا۔ وہ کسی چیز سے نہ ڈرے تو کرے۔ (ص)
- ۲- فرمایا اگر روزہ میں ضعف سے نہ ڈرے تو حرامت (کھینے لگوانا) کر لے۔ (حسن)
- ۳- میں نے پوچھا روزہ دار کے حمام میں داخل ہونے کے لئے فرمایا کیا حرج ہے اگر ضعف سے نہ ڈرے (۱۶)
- ۴- ترجمہ اور پر گزرا (۱۶)

﴿ باب ۲ ﴾

﴿ فی الصائم یسعط ویصب فی اذنه الدهن أو یحتقن ﴾

- ۱- أبوعلی الأشعری، عن محمد بن عبد الجبار، عن صفوان بن یحیی، عن حماد ابن عثمان، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الصائم یشتکی اذنه یصب فیها الدوا، قال: لا بأس به.
- ۲- علی بن ابراهیم، عن ایه، عن ابن ابي عمیر، عن حماد قال: سألت ابا عبد الله عليه السلام عن الصائم یصب فی اذنه الدهن، قال: لا بأس به.
- ۳- عدة من اصحابنا، عن سهل بن زیاد، عن أحمد بن محمد انه سألہ عن الرجل یحتقن تکون به الملة فی شهر رمضان، فقال: الصائم لا یجوز له أن یحتقن.
- ۴- أحمد بن محمد، عن علی بن الحسين، عن أحمد بن الحسن، عن ایه، عن علی بن رباط، عن ابن مسکان، عن لیث المرادی قال: سألت ابا عبد الله عليه السلام عن الصائم یحتجم ویصب فی اذنه الدهن قال: لا بأس إلا السعوط فإنه یکره.
- ۵- محمد بن یحیی، عن العمر کئی بن علی، عن علی بن جعفر، عن أخیه موسی ابن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل والمرأة هل یصلح لهما أن یتدخلا الدوا

وہما صائمان ؛ قال : لا بأس .

۶۔ أحمد بن محمد ، عن علي بن الحسين ، عن محمد بن الحسين ، عن أبيه قال : كتبت إلى أبي الحسن عليه السلام : ما تقول في التلطف يستدخله الإنسان وهو صائم ؛ فكتب : لا بأس بالجماد .

باب

بجالت صوم کان میں تیل ڈالنا وحقنہ کرانا

- ۱۔ اگر کان میں تکلیف ہو تو ڈالوانے میں کوئی حرج نہیں (۲)
- ۲۔
- ۳۔ پوچھا اگر کوئی ماہ رمضان میں بجالت حقنہ کرے۔ فرمایا روزہ میں حقنہ کرانا جائز نہیں۔ (۳)
- ۴۔ میں نے پوچھا روزہ میں جمانت کرانا (چکھنے لگوانا) اور کان میں تیل ڈالنے کے متعلق فرمایا کوئی حرج نہیں لیکن نسرہ ناک میں ڈالنا مکروہ ہے۔ (موثق)
- ۵۔ میں نے پوچھا روزہ دار مرد عورت (حقنہ کے ذریعہ) دوا داخل کرائیں (بشرطیکہ خشک ہے) فرمایا کوئی حرج نہیں (۴)
- ۶۔ میں نے پوچھا بجالت روزہ آپ حقنہ کرانے کے متعلق کیا فرماتے ہیں فرمایا اگر خشک ہو تو کوئی مضائقہ نہیں (محمول)

﴿باب ۳﴾

﴿الکحل والذرور للصائم﴾

- ۱۔ عده من أصعبنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن سليمان الفراء ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام في الصائم يكتحل قال : لا بأس به ليس بطعام ولا شراب .
- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سليمان الفراء ، عن غير واحد ، عن أبي جعفر عليه السلام مثله .
- ۲۔ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن خالد ، عن سعد بن سعد الأشعري

عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال : سألته عمن يصيه الرمد في شهر رمضان هل يندر عنه بالنهار وهو صائم ؟ قال : يندرُها إذا أفطر ولا يندرُها وهو صائم .
 ۳ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن مسمع بن مهران قال : سألته عن الكحل للصائم ، فقال : إذا كان كحلاً ليس فيه مسك وليس له طعم في الحلق فلا بأس به .

باب

سرمہ لگانا

- ۱- میں نے پوچھا روزہ دار سرمہ لگائے فرمایا کچھ حرج نہیں ، نہ وہ کھانے میں ہے نہ پینے میں (۴)
- ۲- ایسی ہی روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے دوسرے راویوں نے کی ہے ۔
- ۳- میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا ماہ رمضان میں اگر بحالت روزہ کسی کی آنکھ دکھتی ہو تو دن میں وہ دروا آنکھ میں ڈال لے فرمایا افطار کے بعد روزہ میں نہیں ۔ (موثق)
- ۴- فرمایا ایسا سرمہ رمضان میں لگایا جاسکتا ہے جس میں مشک نہ ہو اور جس کا ذائقہ حلق تک نہ پہنچے (مؤثق)

﴿باب﴾

﴿السواك للصائم﴾

- ۱- عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن السواك للصائم ، فقال : نعم يستاك أي التيار شاه .
- ۲- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن الصائم يستاك بالماء ، قال : لا بأس به ؛ وقال : لا يستاك بسواك رطب .
- ۳- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبد الله بن المغيرة ، عن عبد الله بن سنان ، عن

أبي عبد الله عليه السلام أنه كره للصائم أن يستاك بسواك رطب، وقال: لا يضر أن يبل سواك بالماء ثم يفضه حتى لا يبقى فيه شيء.

۴- محمد بن يحيى، عن محمد بن أحمد، عن أحمد بن الحسن، عن عمرو بن سعيد، عن مصدق بن صدقة، عن عمار بن موسى، عن أبي عبد الله عليه السلام في الصائم ينزع ضرسه؛ قال: لا، ولا يدمي فاه ولا يستاك بعود رطب.

باب

روزہ میں مسواک کرنا

- ۱- فرمایا روزہ دار دن میں جب چاہے مسواک کرے۔ (حسن)
- ۲- میں نے پوچھا روزہ دار پانی سے مسواک کرے فرمایا کیا حرج ہے لیکن تر مسواک نہ کرے۔ (حسن)
- ۳- فرمایا مگر وہ سب کچھ مسواک کرنا لیکن پانی میں تر کر کے کر سکتا ہے بشرطیکہ جب تک کہ اس کا پانی نکال دیا ہو۔ (حسن)
- ۴- پوچھا روزہ دار ڈاڑھ اکھڑا دے فرمایا نہیں اور اس کے منہ میں خون نہیں آتا چاہیے اور تر مسواک کرے۔ (حسن)

﴿باب ۳﴾

﴿الطيب والريحان للصائم﴾

۱- عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن يحيى، عن غياث بن إبراهيم، عن جعفر، عن أبي عبد الله عليه السلام أن علياً صلوات الله عليه كره المسك أن يتطيب به الصائم.

۲- عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد بن خالد، عن داود بن إسحاق الحداد، عن محمد بن القاسم قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام ينهى عن النرجس، فقلت: جعلت فداك لم ذلك؟ فقال: لأنه ريحان الأعاجم.

و أخبرني بعض أصحابنا أن الأعاجم كانت تشمه إذا صاموا و قالوا : إنه يمسك

الجوع .

۳ - عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن أبيه ، عن عبد الله بن الفضل السوفلي ، عن الحسن بن راشد قال : كان أبو عبد الله عليه السلام إذا صام تطيب بالطيب و يقول : الطيب تحفة الصائم .

۴ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن علي بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الصائم يشم الریحان والطيب ؟ قال : لا بأس به .

و روي أنه لا يشم الریحان لأنه يكره له أن يتلذذ به .

۵ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسن بن راشد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الحائض تقضي الصلاة ؟ قال : لا ، قلت : تقضي الصوم ؟ قال : نعم ، قلت : من أين جاءذا ؟ قال : إن أول من قاس إبليس ، قلت : والصائم يستنقع في الماء ؟ قال : نعم ، قلت : فيبل ثوباً على جسده ؟ قال : لا ، قلت : من أين جاءذا ؟ قال : من ذلك ، قلت : الصائم يشم الریحان ؟ قال : لا لأنه لذة و يكره له أن يتلذذ .

باب

روزہ میں خوشبو کا استعمال

- ۱ - امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ روزہ دار کو رشک سونگھنا مکروہ ہے (موتقی)
- ۲ - حضرت ابو عبد اللہ نے منع فرمایا ہے جس کا پھول سونگھنے سے میں نے کہا ایسا کیوں ہے فرمایا اس لئے کہ پھولوں کا پھول ہے بعض اصحاب نے بتایا کہ جب روزہ میں سونگھتے ہیں تو ان کی بھوک رک جاتی ہے۔ (مجمول)
- ۳ - حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام روزہ میں خوشبو لگاتے اور فرماتے خوشبو صائم کے لئے تحفہ ہے (۴)

- ۴- فرمایا حضرت نے روزہ میں پھول یا خوشبو سونگھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۴)
- ۵- میں نے حضرت سے کہا کیا جیفر والی عورت نمازوں کو قضا بجا دے فرمایا نہیں، میں نے کہا قضا روزہ بجالائے تو فرمایا ہاں، میں نے کہا یہ حکم آپ نے کہاں سے فرمایا۔ فرمایا سب سے قیاس کرنے والا ایلیس تھا۔ میں نے کہا روزہ دا پانی میں غوطہ نہ لگائے۔ فرمایا ہاں، میں نے کہا کیا وہ کپڑا ترکہ کے بدن پر رکھے فرمایا نہیں، میں نے کہا یہ حکم کہاں سے ہے فرمایا اسی سے (یعنی قیاس نہ کرو) میں نے کہا روزہ دار کیا پھول نہ سونگھے۔ فرمایا نہیں کیونکہ اس میں لذت ہوتی ہے اور مکروہ ہے روزہ دار کو لذت حاصل کرنا۔ (۵)

﴿باب ۳﴾

﴿مضع العلك للمصائم﴾

- ۱- علی بن ابراہیم، عن آئینہ، عن ابن ابی عمیر، عن حماد، عن الحلبي، عن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: قلت: المصائم يمضع العلك قال: لا.
- ۲- محمد بن یحییٰ، عن محمد بن الحسين، عن علی بن الحکم، عن العلاء بن رزین، عن محمد بن مسلم قال: قال أبو جعفر رضی اللہ عنہ: یا محمد إياك أن تمضع علكاً فإنني مضفت اليوم علكاً وأنا صائم فوجدت في نفسي منه شيئاً.

باب ۴

روزہ میں گوند چابٹا

- ۱- میں نے کہا روزہ دار گوند چابٹا سکتا ہے۔ فرمایا نہیں (حسن)
- ۲- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد روزہ میں گوند چابٹنے سے، پکو، میں نے روزہ میں چابٹ کر رکھا تو اپنے نفس پر اس کا اثر پایا۔ (۴)

باب ۳۲۷

﴿فی الصائم ینذوق القدر و یزق الفرخ﴾

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيه، عن ابن ابي عمير، عن حماد، عن الحلبي، عن ابي عبدالله عليه السلام أنه سئل عن المرأة الصائمة تطبخ القدر فتذوق المرقة تنظر إليه؟ فقال: لا بأس. قال: وسئل عن المرأة يكون لها الصبي وهي صائمة فتضع الخبز وتطعمه؟ فقال: لا بأس والطير إن كان لها .

۲۔ الحسين بن محمد، عن معلى بن محمد، عن الحسن بن علي الوشاء، عن ابيان بن عثمان، عن الحسين بن زياد، عن ابي عبدالله عليه السلام قال: لا بأس للطباخ والطباخة أن يذوق المرق وهو صائم .

۳۔ علي بن ابراہیم، عن هارون بن مسلم، عن مسعدة بن صدقة، عن ابي عبدالله عليه السلام قال: إن فاطمة صلتى الله عليها كانت تمضع للحسن ثم للحسين صلوات الله عليهما وهي صائمة في شهر رمضان .

۴۔ عدوة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن علي بن النعمان، عن سعيد الأعرج قال: سألت ابا عبدالله عليه السلام عن الصائم يذوق الشيء ولا يبلعه؟ قال: لا .

باب ۳۲۸

روزہ میں ہانڈی کی نمک چشی

- ۱۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ روزہ میں ہانڈی کا نمک چمکھ سکتے ہیں، فرمایا کوئی مضائقہ نہیں، پوچھا عورت اپنے بچہ کو روٹی چاب کر کھلا سکتی ہے فرمایا کوئی حرج نہیں بلکہ پرندہ کو بھی کھلا سکتی ہے (حسن)
- ۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر کھانا پکانے والا یا پھانکے والی روزہ میں ہانڈی کا نمک چمکھ لے تو کوئی مضائقہ نہیں (م)
- ۳۔ فرمایا حضرت نے جناب فاطمہ روزہ میں امام حسن کو اور پھر امام حسین کو روٹی چاب کر کھلائی تھیں۔ (م)
- ۴۔ میں نے کہا روزہ دار اگر روزہ میں کوئی شے چمکھے اور ننگے نہیں۔ فرمایا نہیں ایسا نہ کرے۔ (م)

﴿باب ۳۵﴾

﴿فی الصائم یزدد نغامتہ ویدخل حلقہ الذباب (۲)﴾

- ۱ - علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن غياث بن ابراهيم ، عن ابي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بأن يزدد الصائم نغامتہ .
- ۲ - علي بن ابراهيم ؛ عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن ابي عبدالله ، عن ابيه عليه السلام أن علياً صلوات الله عليه سئل عن الذباب يدخل حلق الصائم ، قال : ليس عليه قضا ، لأنه ليس بطعام .

باب ۳۶

روزہ میں بلغم نکلنا یا کھنی منہ میں جانا

- ۱ - فرمایا کوئی حرج نہیں اگر روزہ دار بلغم نکلے ۔ (موتقی)
- ۲ - پوچھا گیا اگر کھنی حلق میں داخل ہو جائے ۔ فرمایا اس پر روزہ کی قضا نہیں کیونکہ وہ کھانا نہیں (رمہ)

﴿باب ۳۷﴾

﴿فی الرجل یمص الخاتم والحصاة والنواة﴾

- ۱ - عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن ابي عبدالله عليه السلام في الرجل يعطش في شهر رمضان قال : لا بأس بأن یمص الخاتم .
- ۲ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحسن ، عن محسن بن أحمد ، عن يونس بن يعقوب قال : سمعت ابا عبدالله عليه السلام يقول : الخاتم في فم الصائم ليس به بأس فأما النواة فلا .

باب

روزہ میں انگوٹھی وغیرہ چوسنا

- ۱۔ فرمایا برات روزہ اگر پیاس میں کوئی انگوٹھی چوسے تو مصافقہ نہیں۔ (۲)
- ۲۔ روزہ میں انگوٹھی چوسنے میں تہمت نہیں لیکن گھٹائی نہ چوسے۔ (مجموع)

﴿باب﴾

﴿الشیخ والعجوز یضعفان عن الصوم﴾

- ۱۔ محمد بن یحییٰ، عن محمد بن الحسین، عن صفوان بن یحییٰ، عن العلاء بن رزین، عن محمد بن مسلم، عن أبي جعفر ع فی قول اللہ عز وجل: «وعلى الذین یطیقونہ فدیة طعام مساکین» قال: الشیخ الکبیر والذی يأخذہ العطاش؛ وعن قوله عز وجل: «فمن لم یستطع فأطعام ستین مسکیناً» قال: من مرض أو عطاش.
- ۲۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن علی بن الحکم، عن عبد الملک بن عتبۃ الهاشمی، قال: سألت أبا الحسن ع عن الشیخ الکبیر والمعجوز الکبیر الّتی تضعف عن الصوم فی شهر رمضان، قال: تصدّق فی کلّ یوم بمدّ حنطه.
- ۳۔ علی بن ابراهیم، عن أبیه، عن عبد اللہ بن الطفیرہ، عن عبد اللہ بن سنان قال: سألتہ عن رجل کبیر ضعف عن صوم شهر رمضان قال: یتصدّق کلّ یوم بما یجزی من طعام مسکین.
- ۴۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن العلاء بن رزین، عن محمد بن مسلم قال: سمعت أبا جعفر ع یقول: الشیخ الکبیر والذی به العطاش لا حرج علیہما أن یفطرا فی شهر رمضان یتصدّق کلّ واحد منهما فی کلّ یوم بمدّ من طعام ولا قضاء علیہما فإن لم یقدرا فلا شیء علیہما.
- ۵۔ أحمد بن محمد، عن ابن فضال، عن ابن بکیر، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبد اللہ ع فی قول اللہ عز وجل: «وعلى الذین یطیقونہ فدیة طعام مسکین» قال: الذین کانوا یطیقون الصّوم فأصابهم کبر أو عطاش أو شبه ذلك فعلیہم لكل یوم مدّ.

۶۔ أحمد بن إدريس؛ وغيره عن محمد بن أحمد، عن محمد بن الحسين، عن عمرو بن سعيد، عن مصدق بن صدقة، عن عمار، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرجل يصيبه العطاش حتى يخاف علي نفسه، قال: يشرب بقدر ما يمسك به ريقه ولا يشرب حتى يروى.

۷۔ علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن إسماعيل بن مرار، عن يونس، عن المفضل ابن عمر قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إن لنا فتيات وشباناً لا يقدرون على الصيام من شدة ما يصيبهم من العطش، قال: فليشربوا بقدر ما تروى به نفوسهم وما يحذرون.

باب

بوڑھے اور بوڑھیوں کا روزہ

- ۱۔ فرمایا اس آیت کے متعلق جو کمزوری کی وجہ سے ہر مشقت روزہ رکھ پاتے ہوں وہ قدیم ہیں مسکینوں کو کھانا دیں اور دوسری آیت کے متعلق فرمایا جو کفارہ کے روزے نہ رکھ سکتا ہر وہ مسکینوں کو کھانا کھلائے خواہ روزہ نہ رکھ سکتا مرض سے ہو یا پیاس سے۔ (۴۰)
- ۲۔ فرمایا جو بوڑھے یا بوڑھیاں رمضان میں روزے نہ رکھ سکتے ہوں وہ ہر روزہ کے بدلے ایک مکہ گیموں صدقہ (۴۱) دیا جائے۔
- ۳۔ جو ماہ رمضان میں پیرانہ سال کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ ایک مسکین کی خوراک کھائے۔ (حسن) فرمایا جو بہت بوڑھا یا پیاس کا بیمار ہو اور روزہ نہ رکھ سکے تو ہر روزہ کے بدلے ایک صدقہ کرے اور ان دونوں پر قضا نہ ہوگی اور اگر وہ مددینے پر قادر نہ ہوں تو معاف ہے۔ (۴۱)
- ۴۔ آیر الذہن بیہفون الخ کے متعلق حضرت نے جو بہ تکلف روزہ رکھ پاتے ہوں وہ بدلہ میں مسکین کو کھانا کھلائیں اور جو زیادہ بوڑھے ہو گئے ہوں یا پیاس وغیرہ کے بیمار ہوں: تو ہر روز ایک مکہ کسی مسکین کو دیں (۴۱)
- ۵۔ جو شخص پیاس کا بیمار ہو اور ہلاک ہونے کا خوف ہو تو بقدر وسعت چلے نہ اتنا کہ میرا یہ ہر جلسے (موت) میں نہ کہا جاتا ہے یہاں کچھ عورتیں اور جوان ایسے ہیں کہ وہ پیاس کے غلبہ کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا بقدر تری پہنچانے کے اتنا پیاس کو موت کا خدشہ باقی نہ رہے۔ (۴۱)

باب ۳۸

(الحامل والمرضع يضاعفان عن الصوم)

۱۔ محمد بن یحییٰ . عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن العلاء بن رزین ، عن محمد بن مسلم قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : الحامل المتقرب والمرضع القليلة اللبن لا حرج عليهما أن يفطرا في شهر رمضان لأنهما لا تطيقان الصوم وعليهما أن يتصدق كل واحد منهما في كل يوم يفطر فيه بمد من طعام وعليهما قضاء كل يوم أفطرتا فيه تقضياه بعد .

محمد بن یحییٰ ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن عبدالله بن هلال ، عن العلاء بن رزین ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام مثله .

باب ۳۹

حاملہ اور مرضعہ کا روزہ

۱۔ قریب الولادت حاملہ اور روزہ پلانے والی جس کا روزہ کم ہو کوئی حرج نہیں اگر وہ روزہ نہ رکھے کیونکہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتی لیکن انہیں چاہیے کہ جس روزہ نہ ہو وہ اس کا فدیہ ایک مد اناج دیں اور بعد رمضان پختے روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائیں ۔ (۴)

۲۔ ایک دوسری حدیث بھی حضرت سے ایسی ہی منقول ہے

باب ۴۰

(حد المرض الذي يجوز للرجل أن يفطر فيه)

۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن دراج ، عن الوليد بن صبيح قال : سمعت بالمدينة يوماً في شهر رمضان فبعث إلي أبو عبدالله عليه السلام بقصة فيها خلل وزيت وقال : أفطر وصل وأنت قاعد .

۲۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة قال : كتبت إلي أبي عبدالله عليه السلام أسأله ما حد المرض الذي يفطر فيه صاحبه والمرض الذي

بدع صاحبه الصلاة قائماً؛ قال: «بل الإنسان على نفسه بيرة» وقال: «ذاك إليه هو أعلم بنفسه».

٣ - علي بن إبراهيم، عن محمد بن عيسى بن عبيد، عن يونس، عن سماعة قال: سألته ما حد المرض الذي يجب على صاحبه فيه الإفطار كما يجب عليه في السفر من كان مريضاً أو على سفر؛ قال: هو مؤتمن عليه مفوض إليه فإن وجد ضعفاً فليفطر وإن وجد قوّةً فليصمه، كان المرض ما كان.

٤ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن حماد، عن حرير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الصائم إذا خاف على عينيه من الرمء أفطر.

٥ - محمد بن يحيى، وغيره، عن محمد بن أحمد، عن أحمد بن الحسن، عن عمرو بن سعيد، عن مصدق بن صدقة، عن عمار بن موسى، عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يجد في رأسه وجعاً من صداع شديد هل يجوز له الإفطار؛ قال: إذا صدع صداعاً شديداً وإذا حمّ حمى شديدة وإذا رمدت عيناه رمداً شديداً فقد حل له الإفطار.

٦ - عده من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن سيف بن عميرة، عن بكر بن أبي بكر الحضرمي قال: سأله أبي - يعني أبا عبد الله عليه السلام -

وأنا أسمع: ما حد المرض الذي يترك منه الصوم؛ قال: إذا لم يستطع أن يتسحر.

٧ - علي بن إبراهيم، عن محمد بن عيسى، عن يونس، عن شعيب، عن محمد بن مسلم قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: ما حد المريض إذا نكه في الصيام؛ قال: ذلك إليه هو أعلم بنفسه إذا قوي فليصم.

٨ - أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن الحسين بن عثمان، عن سليمان ابن عمرو، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: اشكت أم سلمة رحمة الله عليها عنها في شهر رمضان فأمرها رسول الله صلى الله عليه وآله أن تفطر، وقال: عشاء الليل لعينك ردى.

باب ۳۹

روزہ نہ رکھنے کے لئے حد مرض

- ۱- میں نے مدینہ میں ایک روزہ رکھا ماہ رمضان کا۔ حضرت ابو عبد اللہ نے میرے لئے ایک کانسہ میں تھوڑا سا سرکہ اور دوغن زیتون بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اس سے افطار کرو اور نماز بیٹھ کر پڑھو (بوجہ قوت زیادتی مرض) (حسن)
- ۲- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو لکھا کیا حد ہے اس مرض کی جس میں انسان کو روزہ نہ رکھنا چاہیے اور اس مرض کی جس میں نماز ترک کی جائے۔ فرمایا انسان اپنے نفس کی حالت کو خود دیکھنے والا ہے یہ تو اسی کو اندازہ کرنا ہے کہ وہ رکھ سکتا ہے یا نہیں اور نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ (حسن)
- ۳- میں نے پوچھا کیا تعریف ہے اس مرض کی جس میں روزہ کا ترک واجب ہوتا ہے جیسے سفر میں، فرمایا اس کا بھروسہ اس کی ذات پر کیا جائے گا اگر کمزوری محسوس کرے روزہ ترک کر دے اگر رکھ سکتا ہے تو رکھ لے مرض چاہے کیسا ہی ہو۔ (موقوف)
- ۴- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر روزہ نہ رکھنے والا ارادہ چشم سے خوف کرے تو روزہ نہ رکھے (موقوف)
- ۵- حضرت نے فرمایا اگر کسی کے سر میں شدید درد ہے تو اس کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اسی طرح جب شدید بخار ہو یا آنکھوں پر بہت زیادہ آشوب ہو تو بھی اس کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ (حسن)
- ۶- کسی نے حضرت سے سوال کیا اور میں سن رہا تھا کیا ہے اس مرض کی صورت جس میں روزہ ترک کیا جائے فرمایا جب کہ اس کی طاقت نہ ہو کہ صبح کی دو اترک کر سکے۔ (موقوف)
- ۷- پوچھا وہ کون سا مرض ہے جو روزہ نہ رکھے فرمایا اس کا فیصلہ وہ خود کرے کیونکہ اپنے دل کی حالت وہی بہتر سمجھ سکتا ہے اگر طاقت ہو تو رکھ لے۔ (رض)
- ۸- ام سلمہ نے حضرت رسول خدا سے آنکھیں دکھنے کا حال بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا نہ دکھو اور فرمایا ذات کا کھانا تمہاری آنکھ کے لئے مضر ہے۔ (حسن)

﴿باب ۴۰﴾

﴿من توالی علیہ رمضان﴾

۱ - علمی بن ابراہیم ، عن ائیم ، عن ابن ائی عمیر ، عن حماد بن عیسی ، عن حریر ،

عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر وأبي عبد الله صلوات الله عليهما قال : سألتهما عن رجل مرض فلم يصم حتى أدرکه رمضان آخر فقلا : إن كان بره نم تواني قبل أن یدرکه رمضان الآخر صام الذي أدرکه و تصدق عن كل يوم بمد من طعام على مسکین و عليه قضاؤه وإن کان لم یزل مریضاً حتى أدرکه رمضان آخر صام الذي أدرکه و تصدق عن الأول لكل يوم مداً على مسکین و ليس عليه قضاؤه .

۲ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام في الرجل يمرض فيدرکه شهر رمضان ويخرج عنه وهو مريض ولا يصح حتى یدرکه شهر رمضان آخر ، قال : يتصدق عن الأول و يصوم الثاني فإن کان صحح فيما بينهما ولم يصم حتى أدرکه شهر رمضان آخر صامهما جميعاً و يتصدق عن الأول .

۳ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن محمد بن فضيل ، عن أبي الصباح الكناني قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل عليه من شهر رمضان طائفة نم أدرکه شهر رمضان قابل ، قال : عليه أن يصوم وأن يطعم كل يوم مسکيناً فإن کان مریضاً فيما بين ذلك حتى أدرکه شهر رمضان قابل فليس عليه إلا الصيام إن صحح وإن تناع المرض عليه فلم يصح فعليه أن يطعم لكل يوم مسکيناً .

باب

جس پر دوسرا رمضان بے روزہ رکھے گزریں

۱- امامین علیہما السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس سال بھر بیمار رہا ہو اور اسی حالت میں دوسرا رمضان آجائے۔ فرمایا اگر مرض جاتا رہا ہو اور دوسرا رمضان آنے سے پہلے کچھ طاقت آگئی ہو تو آئندہ رمضان میں روزے رکھے اور گزشتہ سال کے قضا شدہ روزوں کے سلسلے میں ہر روزہ کے بدلے ایک مدراج کسی محتاج کو دے اور اس پر روزوں کی قضا نہیں۔ (۲)

۲- اگر کوئی سال بھر مریض رہے اور اسی حالت میں دوسرا رمضان آجائے تو پہلے رمضان کے لئے صدقہ دے اور

دوسرے روزے رکھے اور اگر دونوں رمضان کے درمیان صحت یاب ہو گیا اور اس نے روزے نہ رکھے یہاں تک دوسرا رمضان آیا تو دونوں رمضان کے روزے رکھے ہوں گے اور پہلے رمضان کے سلسلے میں صدقہ بھی بڑے کا جن پر چھایا گیا اس شخص کے بارے میں جس پر ماہ رمضان کے روزے قضا ہیں اور دوسرا رمضان آجائے فرمایا اگر ندرست ہو گیا تو روزے رکھے اور پچھلے روزوں کے متعلق ہر روز مسکین کو کھانا کھلائے اور اگر برابر بیمار ہی رہا ہو اور دوسرا رمضان آجائے تو اس پر بصورت صحت صرف روزے ہی رکھنا ہے اور اگر مسلسل بیمار ہی رہے تو ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے۔ (مجمول)

﴿ باب ﴾

﴿ قضاء شہر رمضان ﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن أحمد بن أشيم ، عن سليمان ابن جعفر الجعفری قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الرجل يكون عليه أيام من شهر رمضان أيقضيها متفرقة قال : لا بأس بتفريق قضاء شهر رمضان إنما الصيام الذي لا يفرق كفارة الظهار وكفارة الدّم وكفارة اليمين .

۲۔ أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن من يقضي شهر رمضان منقطعاً ، قال : إذا حفظ أيامه فلا بأس .

۳۔ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أفطر شيئاً من شهر رمضان في عذر فإن قضاء متتابعاً أفضل وإن قضاؤه متفرقاً فحسن لا بأس .

۴۔ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كان على الرجل شيء من صوم شهر رمضان فليقضه في أي شهر شاء أياماً متتابعة فإن لم يستطع فليقضه كيف شاء وليمحص الأيام فإن فرق فحسن وإن تابع فحسن .

۵۔ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن عبدالرحمن بن أبي عبدالله قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن قضاء شهر رمضان في ذي الحجة [[أ]] و [[ب]] قطعاً

قال : افضه في ذي الحجة واقطعه إن شئت
 ٦ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن عبدالله بن هلال ، عن عقبه بن
 خالد ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل مرض في شهر رمضان فلما برأ ، أراد الصبح كيف
 يصنع بقضاء الصوم ؟ قال : إذا رجع فليصمه .

باب

فضل ماہ رمضان

- ۱- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس پر ماہ رمضان کے کچھ روزے قضا ہوئے کیا وہ متفرق طور سے انھیں ادا کر سکتا ہے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں لگاتا تو وہ روزے رکھے جائیں گے جو ماہ صیام کے یا قتل کے یا ستم کے کفارہ کے ہوں تو حرج نہیں ہے پوچھا رمضان کے قضا روزے متفرق رکھنے میں کوئی حرج تو نہیں فرمایا اگر دنوں کو یاد رکھے تو کیا حرج ہے (مسئلہ)
- ۲- اگر کسی عذر کی وجہ سے کوئی ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھے تو ان کی ادائیگی اگر لگاتار ہو تو افضل ہے اور متفرق رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں۔ (حسن)
- ۳- اگر ماہ رمضان کے کچھ روزے قضا ہو جائیں تو جس ماہ میں چاہے لگاتار رکھ کر ادا کرے اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو چاہے رکھ کر دن پورے کر دے متفرق طریقہ سے یا لگاتار۔ (حسن)
- ۴- میں نے پوچھا ماہ رمضان کے قضا روزے ذی الحجہ میں ادا کر دیئے جائیں متفرق طور سے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر چاہے متفرق رکھے۔ (مسئلہ)
- ۵- پوچھا کیا اس شخص کے بارے میں جو ماہ صیام میں مرتضیٰ ہو جائے اور جب اچھا ہو تو حج کا ارادہ کرے ایسی روزوں کی قضا کیسے بجالاتے فرمایا جب واپس آئے تو رکھے۔ (مجموع)

﴿باب﴾

﴿الرجل يصبح وهو يريد الصيام فيفطر و يصبح وهو لا يريد الصوم﴾

﴿فيصوم في قضاء شهر رمضان وغيره﴾

- ۱- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد بن عثمان ، عن الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرجل يصبح وهو يريد الصيام ثم يبدو

له فيفطر ، قال : هو بالخيار ما بينه و بين نصف النهار ، قلت : هل يقضيه إذا أفطر ؟
قال : نعم لأنها حسنة أراد أن يعملها فليتمها ، قلت : فإن رجلاً أراد أن يصوم ارتفاع
النهار يصوم ؟ قال : نعم .

٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة
ابن أيوب ، عن حسين بن عثمان ، عن سماعة بن مهران ، عن أبي بصير قال : سألت أبا
عبدالله عليه السلام عن الصائم المتطوع تعرض له الحاجة ؟ قال : هو بالخيار ما بينه وبين
العصر وإن مكث حتى العصر ثم بدا له أن يصوم فإن لم يكن نوى ذلك فله أن يصوم
ذلك اليوم إن شاء .

٣ - أحمد بن محمد ، عن العباس بن معروف ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن سنان ،
عن عمار بن مروان ، عن سماعة بن مهران ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قوله : «الصائم
بالخيار إلى زوال الشمس» قال : ذلك في الفريضة فأما النافلة فله أن يفطر أي ساعة
شاء إلى غروب الشمس .

٤ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، و محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان
جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن عبد الرحمن بن الحجاج ، عن أبي الحسن صلوات الله
عليه في الرجل يبدوله بعد ما يصبح ويرتفع النهار في صوم ذلك اليوم ليقضيه من شهر
رمضان ولم يكن نوى ذلك من الليل قال : نعم ليصمه وليعتد به إذا لم يكن أحدث
شيئاً .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن العمار
ابن محمد ، عن بريد العبلي ، عن أبي جعفر عليه السلام في رجل أتى أهله في يوم يقضيه من
شهر رمضان قال : إن كان أتى أهله قبل زوال الشمس فلا شيء عليه إلا يوم مكان يوم
وإن كان أتى أهله بعد زوال الشمس فإن عليه أن يتصدق على عشرة مساكين فإن لم
يقدر صام يوماً مكان يوم وصام ثلاثة أيام كفارة لما صنع .

٦ - أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن الحسين بن
عثمان ، عن سماعة ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المرأة تقضي شهر
رمضان فيكرها زوجها على الإفطار ، فقال : لا ينبغي له أن يكرها بعد الزوال

۷ - أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن صالح بن عبد اللہ الخنمی قال : سألت أبا عبد اللہ رضی اللہ عنہ عن الرجل ينوي الصوم فيلقاه أخوه الذي هو على أمره أينما هو قال : إن كان تلوها أجزءه وحسب له وإن كان قضاء فريضة قضاء .

باب

صبح کو ارادہ صوم کر کے افطار کرنا

- ۱- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو صبح کو روزہ سے ہو پھر پتہ چلے کہ ماہ رمضان نہیں ہے تو کیا افطار کرے۔ فرمایا اسے اختیار ہے دوپہر سے پہلے چلے، میں نے کہا اگر اور لوگ رکھیں تو یہ بھی رکھے۔ فرمایا یہ تو اچھا ہے کہ اسے تمام کرے۔ میں نے کہا ایک شخص روزہ کا ارادہ کرے درآسنا ایک دن چڑھ گیا ہو تو کیا وہ روزہ رکھے فرمایا رکھے۔
- ۲- میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس نے سنتی روزہ رکھا ہوا اور اسے کوئی مجبوری پیش آجائے فرمایا عترت سے رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے اگر عترت کھٹھرا رہے اور اسے کوئی مانع نہ ہو تو اگرچہ نیت نہ کی ہو نیت کر کے روزہ رکھے۔ (موتقی)
- ۳- واجب روزہ میں دوپہر سے قبل نیت کر سکتا ہے اور سنتی روزہ میں غروب سے قبل جب چاہے نیت کرے۔ (م)
- ۴- پوچھا کیا اس شخص کے بارے میں جسے دن چڑھے پتہ چلے کہ ماہ رمضان ہے تو وہ روزہ رکھے درآسنا ایک دن کو نیت نہ کی ہو۔ فرمایا اسے روزہ رکھنا چاہیے اگر صالح صوم کوئی امر حادث نہ ہوا ہو (م)
- ۵- پوچھا کیا اس شخص کے بارے میں جو سفر سے اس دن اپنے گھر آئے جو ماہ رمضان کا دن ہو، فرمایا اگر وہ قبل زوال آگیا اور روزہ نہیں رکھا ہے تو اس کے کفارہ میں تین دن روزہ رکھے گا۔ (مجبول)
- ۶- پوچھا ایک عورت ماہ رمضان کے روزے سے ہے اس کے شوہر نے اسے افطار پر مجبور کیا۔ فرمایا بعد زوال اسے مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ (موتقی)
- ۷- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے روزہ کی نیت کی ہو اور پھر اس کا وہ بھائی بنے جس کے حکم سے وہ افطار کرتا ہے فرمایا اگر سنتی روزہ ہے تو کرے افطار اور اگر واجب روزہ کی قضا ہے تو اس کی قضا بجالائے گا۔ (مجبول)

﴿باب ۳﴾

﴿الرجل يتطوع بالصيام وعليه من قضاء شهر رمضان﴾

- ۱ - محمد بن یحییٰ ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعیل ، عن محمد بن الفضیل ، عن أبي الصباح الكناني قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل عليه من شهر رمضان أيام أبتطوع ؛ فقال : لا حتى يقضي ما عليه من شهر رمضان .
- ۲ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي قال . سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرجل عليه من شهر رمضان طائفة أبتطوع ؛ فقال : لا حتى يقضي ما عليه من شهر رمضان .

باب ۴

جس پر ماہ صیام کا روزہ قضا ہو وہ سستی نہ رکھے

- ۱- پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس پر ماہ رمضان کے کچھ روزے قضا ہوئے وہ سستی روزہ رکھے۔ فرمایا نہیں جب تک قضا روزے ماہ رمضان کے ادا نہ ہوں۔ (مجموع)
- ۲- ترجمہ (پرچے)۔ (حسن)

﴿باب ۵﴾

﴿الرجل يموت وعليه من صيام شهر رمضان أو غيره﴾

- ۱ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمد بن إسماعیل ، عن الفضل بن شاذان جيمًا ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرجل يموت وعليه صلاة أو صيام ، قال : يقضي عنه أولى الناس بميراثه ، قلت : فإن كان أولى الناس به امرأة ؛ فقال : لا إلا الرجال .
- ۲ - محمد بن یحییٰ ، عن محمد بن الحسين ، عن علي بن الحكم ، عن الحلبي عن زبير عن محمد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن رجل أدرکه شهر رمضان وهو يموت

فتوئی قبل أن یبرء ، قال : لیس علیہ شیء . و لكن یقضي عن الذی یرى . ثم یموت قبل أن یقضي .

۳ - الحسین بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الحسن بن علی الوشاء ، عن أبان بن عثمان ، عن أمی مریم الأنصاری ، عن أمی عبد الله رضی اللہ عنہما قال : إذا صام الرجل شیئاً من شهر رمضان ثم لم یزل مریضاً حتى مات فلیس علیہ شیء . وإن صح ثم مرض لم مات وكان له مال تصدق عنه مکان كل یوم بمد وإن لم یکن له مال صام عنه ولیه .

۴ - الحسین بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الحسن بن علی الوشاء ، عن حماد ابن عثمان عن ذکره ، عن أمی عبد الله رضی اللہ عنہما قال : سألت عن الرجل یموت وعليه دين من شهر رمضان من یقضي عنه ؟ قال : أولى الناس به ، قلت : وإن كان أولى الناس به امرأة ؟ قال : لا إلا الرجال .

۵ - محمد بن یحیی ، عن محمد قال : کتبت إلى الآخر رضی اللہ عنہما رجل مات وعليه قضاء من شهر رمضان عشرة أيام وله لیسان هل یجوز لهما أن یقضیا عنه جمعاً خمسة أيام أحد الولیین وخمسة أيام الآخر ، فوقع رضی اللہ عنہما یقضي عنه أكبر ولیه عشرة أيام ولا . إن شاء الله .

۶ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زیاد ، عن الحسن بن علی الوشاء ، عن أمی الحسن الرضا رضی اللہ عنہما قال : سمعته یقول : إذا مات رجل وعليه صیام شهرین متتابعین من علة فعلیه أن یتصدق عن الشهر الأول ویقضي الشهر الثاني .

باب

مرنے کے بعد قضا روزوں کی صورت

- ۱- پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس پر نماز اور روزے ہوں فرمایا میراث میں جو سب سے اولی ہو وہ ادا کرے . میں نے کہا اگر عورت ہو فرمایا نہیں یہ فرض مرد کا ہے . (حسن)
- ۲- پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو مریض ہو اور رمضان آجائے اور صحت یاب ہونے سے پہلے مر جائے فرمایا

- اس پر کچھ نہیں، ہاں اگر صحت یاب ہو کر مرے تو اس کی طرت روزوں کی قضا ہو گی۔ (۲)
- ۳۔ فرمایا حضرت نے اگر کوئی ماہ رمضان کے چند روز رکھے پھر بیماری پڑ جائے اور جب تو اس کے رکھے کچھ نہیں اور اگر تندرست ہو کر پھر بیمار ہو جائے اور مر جائے تو اگر بالدار ہے تو اس کی طرت سے صدقہ دیا جائے ہر روز ایک مدد درنہ جو اس کا ولی ہو اس کے روزے ادا کرے۔ (ض)
- ۴۔ ترجمہ نمبر امین دیکھئے (ض)
- ۵۔ امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا۔ ایک شخص مر گیا اور اس پر دس روزے رمضان کے قضا تھے اور اس کے دو ولی ہیں تو کیا ان میں سے ہر ایک پانچ پانچ روزے رکھے۔ حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا جو ولی اہل ہوا سے دسوں روزے رکھنے چاہئیں۔ (ض)
- ۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا اگر کوئی مر جائے اور اس پر پے در پے روزے ہوں بیماری کی وجہ سے تو اس کی طرت سے ماہ اول کا صدقہ دیا جائے اور دوسرے مہینے کی قضا بجالائی جائے۔ (ض)

﴿باب﴾

﴿صوم الصبيان ومتى يؤخذون به﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه [عن ابن ابي عمير] ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن ابي عبد الله عليه السلام ^(۳) قال : إننا نأمر صبياننا بالصيام إذا كانوا بني سبع سنين بما أطاقوا من صيام اليوم فإن كان إلى نصف النهار وأكثر من ذلك أو أقل فاذا غلبهم العطش والغث أفتروا حتى يتعودوا الصوم ويطيقوه فمروا صبيانكم إذا كانوا أبناء تسع سنين بما أطاقوا من صيام فاذا غلبهم العطش أفتروا .
- ۲۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن معاوية بن رهب قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام في كم يؤخذ الصبي بالصيام قال : ما بينه وبين خمس عشرة سنة و أربع عشرة سنة فإن هو صام قبل ذلك فدهه و لقد صام ابني فلان قبل ذلك فتركته .
- ۳۔ أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن الصبي متى يصوم : قال : إذا قوى على الصيام .

۴ - علی بن ابراہیم ، عن ابيہ ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن ابي عبد الله عليه السلام قال : إذا أطاق الغلام صيام ثلاثة أيام متتابعة فقد وجب عليه صيام شهر رمضان .

باب صوم صبيان

- ۱ - فرمایا حضرت نے ہم اپنے لڑکوں کو سات سال کی عمر میں روزہ کا حکم دیتے ہیں تاکہ دن کے جس حصہ تک ان میں طاقت ہو۔ رکھیں پس تم بھی اپنے بچوں کو جب نو برس کے ہو جائیں روزہ کا حکم دو تاکہ جتنی طاقت ہو اتنی دیر رکھیں جب ان پر پیاس کا غلبہ ہو تو افطار کر لیں۔ (حسن)
- ۲ - میں نے پوچھا کس عمر میں لڑکوں سے روزہ کا مواخذہ کیا جائے۔ فرمایا پندرہ اور چودہ برس کے درمیان۔ اگر اس نے روزہ رکھا ہے اس سے پہلے تو اسے چھوڑو۔ میرے تلامذہ نے اس سے پہلے روزہ رکھا۔ پس میں نے اس سے مواخذہ نہ کیا۔ (م)
- ۳ - پوچھا کہ لڑکا جب روزہ رکھے فرمایا جب روزہ رکھنے کی طاقت آجائے۔ (مشفق)
- ۴ - فرمایا جب کوئی لڑکا تین دن متواتر روزہ رکھے تو اس پر ماہ رمضان کا روزہ واجب ہو جاتا ہے (م)

﴿باب﴾

﴿من أسلم في شهر رمضان﴾

- ۱ - علی بن ابراہیم ، عن ابيہ ، عن ابن ابي عمير ، عن حماد بن عثمان ، عن الحلبي ، عن ابي عبد الله عليه السلام أنه سئل عن رجل أسلم في النصف من شهر رمضان ما عليه من صيامه ؟ قال : ليس عليه إلا ما أسلم فيه .
- ۲ - علی بن ابراہیم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن ابي عبد الله عليه السلام عن آياته عليه السلام أن علياً صلوات الله عليه كان يقول : في رجل أسلم في نصف شهر رمضان أنه ليس عليه إلا ما يستقبل .
- ۳ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيسى بن القاسم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن قوم أسلموا في شهر رمضان وقدموا

منه أيام هل عليهم أن يصوموا ما مضى منه أو يومهم الذي أسلموا فيه ؛ فقال : ليس عليهم قضاء ولا يومهم الذي أسلموا فيه إلا أن يكونوا أسلموا قبل طلوع الفجر .

باب

توماہ رمضان میں مسلمان ہو

- ۱- پوچھا اس شخص کے بارے میں جو نصف رمضان کے بعد مسلمان ہوا ہو کیا اس کو پچھلے دنوں کے روزے بھی ادا کرنے ہوں گے۔ فرمایا نہیں جب سے مسلمان ہوا ہے۔ (صن)
- ۲- فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جو شخص نصف ماہ رمضان کے بعد مسلمان ہوا اس کو اگلے دنوں کے روزے رکھنے ہوں گے۔ (صن)
- ۳- پوچھا کیا ان لوگوں کے بارے میں جو اسلام لائے ہوں ماہ رمضان کے چھ دن گزرنے کے بعد کیا ان کو پچھلے دن کے روزے رکھنے ہوں گے فرمایا نہ پچھلے دنوں کے نہ اس دن کے ہاں اگر طلوع فجر سے پہلے مسلمان ہو گئے ہوں تو اس دن کا روزہ رکھنا ہوگا۔ (ص)

﴿ ابواب السفر ﴾

﴿ باب ﴾

﴿ كراهية السفر في شهر رمضان ﴾

- ۱- عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الخروج إذا دخل شهر رمضان قال : لا إلا فيما أخبرك به ؛ خروج إلى مكة أو غزو في سبيل الله أو مال يخاف هلاكه أو أخ تريد دواعه وإنه ليس أخاً من الأب والأم .
- ۲- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن الرجل يدخل شهر رمضان وهو مقيم لا يريد براحاً ثم يبدوله بعد ما يدخل شهر رمضان أن يسافر فسكت فسألته غير مرة فقال : يقيم أفضل إلا أن يكون [له] حاجة لا بد من الخروج فيها أو يتخوف على ماله .

باب ۲

ماہ رمضان میں سفر کی کراہیت

- ۱- پوچھا کیا سفر کرنے کے متعلق ماہ صیام میں فرمایا نہیں چاہیے سوائے اس کے کہ مکہ جلسے یا فی سبیل اللہ جہاد کے لئے نکلے یا مال کے قتل کے خوف ہو یا بھائی کو زحمت کرنا اور ماں اور باپ سے اس کے سوا دوسرا اور بھائی نہ ہو۔ (ض)
- ۲- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو ماہ رمضان میں مقیم ہو اور سفر کا ارادہ نہ رکھتا ہو پھر اسے سفر کرنے کی ضرورت پیش آجائے۔ یہ سن کر حضرت خاموش ہوئے جب میں نے تین بار پوچھا تو فرمایا قیام افضل ہے لیکن اگر کسی وجہ سے باہر جانا ضروری ہو یا مال جانے کا خوف ہو تو سفر کرے۔ (حسن)

﴿ باب ۳ ﴾

﴿ کراہیۃ الصوم فی السفر ﴾

- ۱ - عدۃ من أصحابنا ، عن سہل بن زیاد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالمزیز المبدی ، عن عید بن زرارۃ قال : قلت لأبی عبد اللہ علیہ السلام : قول اللہ عز وجل : « فمن شهد منکم الشهر فلیصمه » قال : ما بینہما من شہد فلیصمه ومن سافر فلا یصمه .
- ۲ - عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن ابی عمیر ، عن بعض أصحابہ ، عن أبی عبد اللہ علیہ السلام قال : سمعته یقول : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : إن اللہ عز وجل تصدق علی مرضی أمتی ومسافرہا بالتقصیر و الإفطار ، أیسر أحدکم إذا تصدق بصدقة أن ترد علیہ .
- ۳ - أحمد بن محمد ، عن علی بن الحکم ، عن عبد الملک بن عتبۃ ، عن إسحاق بن عمار ، عن یحیی بن أبی العلاء ، عن أبی عبد اللہ علیہ السلام قال : الصائم فی السفر فی شهر رمضان کالمفطر فیہ فی الحضر ، ثم قال : إن رجلاً أتى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال : یا رسول اللہ أصوم شهر رمضان فی السفر ؟ قال : لا ، فقال : یا رسول اللہ إنہ علی سیر ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : إن اللہ عز وجل تصدق علی مرضی أمتی و مسافرہا بالإفطار فی شهر رمضان أیعبج أحدکم لو تصدق بصدقة أن ترد علیہ .

۴۔ أحمد بن محمد ، عن صالح بن سعيد ، عن أبان بن تغلب ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : خيار أمتي الذين إذا سافروا أفطروا وقصروا وإذا أحسنوا استبشروا وإذا أسأروا استغفروا ؛ وشرار أمتي الذين ولدوا في التعم وغذوا به يأكلون طيب الطعام ويلبسون لبين الثياب وإذا تكلموا لم يصدقوا .

۵۔ أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص بن القاسم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا خرج الرجل في شهر رمضان مسافراً أفطر ؛ وقال : إن رسول الله صلى الله عليه وآله خرج من المدينة إلى مكة في شهر رمضان ومعه الناس وفيهم المشاة فلما انتهى إلى كراع الغميم دعا بقدر من ماء فيمابين الظهر والعصر فشرب وأفطر ثم أفطر الناس معه وتم أناس على صومهم فسمناهم العصاة وإنما يؤخذ بآخر أمر رسول الله صلى الله عليه وآله .

۶۔ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سمى رسول الله صلى الله عليه وآله قوماً صاموا حين أفطروا قصر عصاة وقال : هم العصاة إلى يوم القيامة وإنما نعرف أبنائهم وأبناء أبنائهم إلى يومنا هذا .

۷۔ محمد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطاب ، عن سليمان بن سماعة ، عن علي بن إسماعيل ، عن محمد بن حكيم قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : لو أن رجلاً مات صائماً في السفر ماصلت عليه .

باب

سفر میں روزہ کی کراہت

- ۱۔ کسی نے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ فرمایا یہ تو ظاہر ہے جو کوئی ماہ رمضان میں اپنے گھر ہو وہ روزہ رکھے اور جو سفر میں ہو وہ نہ رکھے۔ (۶)
- ۲۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کو اختیار دیا ہے قصر اور افطار میں صدقہ دینا تمہارے لئے آسان ہوگا روز رکھنے سے۔ (۷)

- ۳۔ فرمایا، بحالت سفر ماہِ رمضان میں روزہ رکھنا ایسا ہے جیسے اس مہینہ میں روزہ نہ رکھنا۔
(باقی مضمون وہی ہے جو اوپر لکھا) (مخبر شریف)
- ۴۔ فرمایا رسول خدا نے میری امت کے نیک لوگ وہ ہیں جو سفر میں قصر کرتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے اور جب نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں اور میری امت کے بدترین لوگ وہ جو ناز و نعمت میں پلے جاتے ہیں عمدہ غذا نہیں کھاتے ہیں نرم لباس پہنتے ہیں لیکن جب کلام کرتے ہیں تو سچ نہیں بولتے اور چہرہ فرمایا حضرت نے جب کوئی سفر کے لئے نکلتا ہے تو روزہ کھول دے۔ رسول اللہ رمضان میں مکہ مدینہ سے چلا جب منزل کراغ انیم پر پہنچے تو آپ نے ظہر عصر کے درمیان پیالہ میں پانی لے کر پیا اور ان سب لوگوں نے جو آپ کے ساتھ تھے لیکن کچھ لوگ ہدستور روزے سے رہے آپ نے ان کا نام نافرمان رکھا۔ چونکہ یہ امر رسولؐ دوبارہ ہوا تھا لہذا ان سے مواخذہ کیا جائے گا۔ (۴)
- ۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کے متعلق جنھوں نے روزہ رکھا جب نہ رکھنا چاہیے تھا اور قصر کرنا چاہیے تھا کہ یہ نافرمان ہیں روز قیامت تک، اور ہم یہاں نہیں ان کی اولاد در اولاد کو اس دن بر سبب اتباع کرنے اپنے آباؤ اجداد کا۔ (حسن)
- ۶۔ حضرت رسولؐ فرماتے فرمایا جو سفر میں روزہ رکھے گا۔ میں اس پر نماز نہیں پڑھوں گا (۴)

﴿ باب ۲۹ ﴾

﴿ من صام في السفر بجهالة ﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ایہ ، عن ابن ابی عمیر ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن ابي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : رجل صام في السفر فقال : ان كان بلغه ان رسول الله صلى الله عليه وآله نهى عن ذلك فعليه القضاء ، وان لم يكن بلغه فلا شيء عليه .
- ۲۔ أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص بن القاسم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : من صام في السفر بجهالة لم يقضه .
- ۳۔ صفوان بن يحيى ، عن عبد الله بن مسكان ، عن ليث المرادي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا سافر الرجل في شهر رمضان أفطر وإن صامه بجهالة لم يقضه .

باب

جو سفر میں ناواقفیت کی بنا پر روزہ رکھے

- ۱- میں نے پوچھا اگر سفر میں کوئی روزہ رکھے اور فرمایا اگر اس کو پیغمبر مل گیا ہے کہ رسول اللہ نے منع فرمایا ہے تو اس پر روزہ کی قضا لازم ہوگی اور اگر نہیں پہنچی تو کچھ نہیں۔ (حسن)
- ۲- فرمایا جو جاہل سفر میں روزہ رکھے گا اس پر قضا لازم نہ ہوگی۔ (۴)
- ۳- ترجمہ اذہر ہے۔ (۴)

﴿باتیں﴾

﴿من لا یجب له الافطار والتقصیر فی السفر ومن یجب له ذلك﴾

۱- علی بن ابراہیم ، عن اُیہ ؛ وعبد بن اسماعیل ، عن الفضل بن شاذان جیعاً ، عن ابن اُبی عمیر ، عن هشام بن الحکم ، عن اُبی عبد اللہ ؑ قال : المکاري والجمال الذی یختلف ویس له مقام یتم الصلاة ویصوم شهر رمضان .

۲- علی بن ابراہیم ، عن اُیہ ، عن ابن اُبی عمیر ، عن بعض أصحابہ قال : لا یفطر

الرجل فی شهر رمضان إلا فی سبیل حق

۳- عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زیاد ، عن الحسن بن محبوب ، عن اُبی یوب ،

عن محمد بن مروان ، عن اُبی عبد اللہ ؑ قال : سمعته یقول : من سافر قصره أفطر إلا أن یکون رجلاً سفره إلى صید أو فی معصية الله أو رسولاً لمن یعص الله أو فی طلب شحناه أو سفایة ضرر علی قوم مسلمین .

۴- عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علی بن الحکم ، عن عمر بن حفص

عن سعید بن یسار قال : سألت اُبا عبد اللہ ؑ عن الرجل یشبع أغاه فی شهر رمضان فیبلغ مسیره یوم أو مع رجل من إخوانه أفطر أو یصوم ؛ قال : یفطر .

۵- محمد بن یحیی ، عن محمد بن الحسن ، عن صفوان بن یحیی ، عن الملا بن

رزین ، عن محمد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام في الرجل يشبع أخاه مسيرة يوم أو يومين أو ثلاثة ، قال : إن كان في شهر رمضان فليفطر ، قلت : أيما أفضل يصوم أو يشبعه ؟ قال : يشبعه إن الله عز وجل قد وضعه عنه .

۶ - الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الحسن بن علي الوشاء ، عن محمد ابن عثمان قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام رجل من أصحابي قد جاءني خبره من الأعراس وذلك في شهر رمضان أتلقاه و أفطر ؟ قال : نعم قلت : أتلقاه و أفطر أو أقيم وأصوم ؟ قال : تلقاه و أفطر .

۷ - حميد بن زياد ، عن ابن سماعه ، عن عده ، عن أبان بن عثمان ، عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت : الرجل يشبع أخاه في شهر رمضان اليوم واليومين ؟ قال : يفطر ويقضي ، قيل له : فذلك أفضل أو يقيم ولا يشبعه ؟ قال : يشبعه ويفطر فإن ذلك حق عليه .

باب

سفر میں کس پر افطار و قصر واجب نہیں

- ۱- کرایہ پر سواری چلانے والے اور کرایہ پر اونٹ لے جانے والے جو آتے جاتے رہتے ہیں اور ایک جگہ نہیں رہتے وہ پوری نماز پڑھیں اور رمضان میں روزہ رکھیں (حسن)
- ۲- جس کا سفر جائز نہ ہو وہ روزہ رکھے۔ (حسن)
- ۳- فرمایا جو سفر کرے وہ روزہ نہ رکھے اور نماز قصر کرے سوائے ان لوگوں کے جو تفریحاً شکار کو جائیں یا تاجرانہ امور کے لئے سفر کریں یا امر معصیت میں قاصدین کو جائیں یا کینہ اور دشمنی کے لئے سفر کریں یا مسلمانوں کے حق میں جھگڑا خوری کرنے جائیں (م)
- ۴- میں نے پوچھا اس کے بارے میں جو ماہ رمضان میں اپنے کسی سفر کرنے والے بھائی کی مشایعت میں گھر سے نکلے اور دن کی مسافت تک چلا جائے آیا وہ افطار کرے یا روزہ رکھے فرمایا افطار کرے۔ (حسن)

- ۵۔ اس کے متعلق پوچھا جواپنے بھائی کی شایعت میں ایک دن یا دو دن یا تین دن کی راہ چلا جائے رمضان میں فرمایا وہ روزہ نہ رکھے، میں نے کہا آیا روزہ رکھنا بہتر ہے یا شایعت۔ فرمایا شایعت، اللہ نے روزہ اس سے پشایا ہے (۲)
- ۶۔ میں نے کہا ایک شخص میرے اصحاب میں سے ہے ماہ رمضان میں اس کے اعوض آنے کی خبر ملی آیا میں اس کو ملنے کو جانے میں روزہ رکھوں یا اقطاع کروں فرمایا اقطاع کرو، میں نے کہا میں جا کر ملوں اور روزہ نہ رکھوں یا مقیم رہوں اور روزہ رکھوں فرمایا ملو اور روزہ نہ رکھو۔ (۳)
- ۷۔ میں نے کہا ایک شخص اپنے بھائی کی شایعت کرتا ہے ایک یا دو روزہ فرمایا روزہ نہ رکھے اور قضا بجالائے، کہا گیا یہ افضل ہے یا یہ کہہ بیجا، جگرہ کر روزہ رکھے، فرمایا شایعت کرے اور روزہ نہ رکھے، یہ اس کا حق ہے (مسئل)

﴿ باب ۱ ﴾

﴿صوم التطوع فی السفر و تقدیمہ و قضاؤہ﴾

- ۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاسِعٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلِ بْنِ سَهْلِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: خَرَجَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام مِنَ الْمَدِينَةِ فِي أَيَّامِ بَقِيَّةِ مَنْ شَعْبَانَ فَكَانَ يَصُومُ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ شَهْرُ رَمَضَانَ وَهُوَ فِي السَّفَرِ فَأَفْطَرَ قَقِيلٌ لَهُ: تَصُومُ شَعْبَانَ وَتَفْطِرُ شَهْرَ رَمَضَانَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ شَعْبَانَ إِلَيَّ إِنْ شِئْتَ صَمْتُ وَإِنْ شِئْتَ لَا. وَشَهْرَ رَمَضَانَ عَزَمَ مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيَّ الْإِفْطَارَ.
- ۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هَلَالٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَثْمَانَ، عَنْ عَدَّافِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: أَصُومُ هَذِهِ الثَّلَاثَةَ الْأَيَّامَ فِي الشَّهْرِ فَرُبَّمَا سَافَرْتُ وَرُبَّمَا أَصَابْتَنِي عِلَّةٌ فَيَجِبُ عَلَيَّ قِضَاؤُهَا؟ قَالَ: قُلْتُ لِي: إِنَّمَا يَجِبُ الْفَرَضُ فَأَمَّا غَيْرُ الْفَرَضِ فَأَنْتَ فِيهِ بِالْخِيَارِ، قُلْتُ: بِالْخِيَارِ فِي السَّفَرِ وَالْمَرَضِ؟ قَالَ: قُلْتُ: الْمَرَضُ قَدْ وَضَعَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْكَ وَالسَّفَرُ إِنْ شِئْتَ فَاقْضِهِ وَإِنْ لَمْ تَقْضِهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ.
- ۳۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرَّضَا عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الشَّهْرِ هَلْ فِيهِ قِضَاءٌ عَلَى الْمَسَافِرِ؟ قَالَ: لَا.

۴۔ أحمد بن محمد ، عن المرزبان بن عمران قال : قلت للرضا عليه السلام : أريد السفر فأصوم لشهري الذي أسافر فيه ، قال : لا ، قلت : فإذا قدمت أقضيه ، قال : لا كما لا تصوم كذلك لا تقضي .

۵۔ عده من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن بلال ، عن الحسن بن بسام الجمال ، عن رجل قال : كنت مع أمير عبد الله عليه السلام فيما بين مكة والمدينة في شعبان وهو صائم ثم رأينا هلال شهر رمضان فأفطر فقلت له : جعلت فداك أمس كان عن شعبان وأنت صائم واليوم من شهر رمضان وأنت مفطر ، فقال : إن ذلك تطوُّع ولنا أن نفعل ما شئنا وهذا فرض فليس لنا أن نفعل إلا ما أمرنا .

باب

سفر میں سنتی روزہ

- ۱۔ شعبان کے کچھ دن باقی تھے کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام مدینہ سے نکلے اور روزہ سے تھے۔ چند روز بعد رمضان آگیا تو حضرت نے سفر میں روزہ نہ رکھا۔ کسی نے کہا آپ شعبان میں روزہ رکھتے ہیں اور رمضان میں نہیں۔ فرمایا شعبان کا روزہ اختیار ہی ہے چاہے رکھوں یا نہ رکھوں اور رمضان کا روزہ اللہ کی طرف سے واجب کیا گیا ہے لہذا اس کے احکام کی پابندی ضروری ہے۔ (م)
- ۲۔ میں نے کہا میں ماہ رمضان میں تین دن روزے رکھتا ہوں پھر با اوقات یا تو سفر درپیش آتا ہے یا بیمار ہو جاتا ہوں تو کیا میرے اوپر قضا واجب ہوگی۔ فرمایا واجب ہوتا ہے فرض لیکن جو فرض نہیں اس میں اختیار ہے میں نے کہا اختیار ہے سفر اور مرض میں فرمایا مرض میں اللہ نے اس تکلیف کو تم سے اٹھایا ہے اب رہا سفر چاہے ادا کرو چاہے نہ کرو کوئی گناہ نہیں (اس میں علمائے حدیث کا اختلاف ہے) (م)
- ۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ جب تین دن کے روزے دھوم جانتے یا اختلاف اگر سفر میں نہ رکھے جائیں تو کیا ان کی قضا لازم ہوگی فرمایا نہیں (م)
- ۴۔ میں نے پوچھا سفر کا ارادہ رکھتا ہوں تو کیا اس جبینہ کے جس میں سفر کر رہا ہوں سنتی روزے رکھوں فرمایا نہیں میں نے کہا کیا واپسی پر قضا بجالاؤں فرمایا نہیں ، یہ ایسا ہی ہے کہ اگر کوئی سنتی روزہ تم نہ رکھو تو اس کی قضا لازم نہیں۔

۵- میں حضرت کے ساتھ شعبان میں مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا حضرت روزے سے تھے ہم نے رمضان کا پابند دیکھا تو حضرت نے روزہ نہ رکھا میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہ ماہ شعبان میں تو آپ روزے سے تھے اور آج کہ رمضان ہے آپ کا روزہ نہیں فرمایا وہ سنت روزہ تھا جس میں ہمیں اختیار ہے جیسا چاہیں کریں اور یہ واجب روزہ ہے اس کے لئے جیسا حکم ہے دیا ہی کرنا ہو گا۔ (فہر)

﴿باب ۵﴾

بَابُ الرَّجُلِ يَرِيدُ الْحَجَّ أَوْ يُقَدِّمُ مِنْ سَفَرٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ

۱- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه سئل عن الرجل يخرج من بيته يريد السفر وهو صائم ، قال : فقال : إن خرج من قبل أن ينتصف النهار فليفطر وليقض ذلك اليوم وإن خرج بعد الزوال فليتم يومه .

۲- محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا خرج الرجل في شهر رمضان بعد الزوال أتم الصيام فإذا خرج قبل الزوال أفطر .

۳- علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يسافر في شهر رمضان بصوم أو يفطر ، قال : إن خرج قبل الزوال فليفطر وإن خرج بعد الزوال فليصم ؛ وقال : يعرف ذلك بقول علي عليه السلام : «أصوم وأفطر حتى إذا زالت الشمس عزم علي» يعني الصيام .

۴- محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا سافر الرجل في شهر رمضان فخرج بعد نصف النهار فعليه صيام ذلك اليوم وبعده به من شهر رمضان فإذا دخل أرضاً قبل طلوع الفجر وهو يريد الإقامة بها فعليه صوم ذلك اليوم فإن دخل بعد طلوع

الفجر فلا صیام علیہ و إن شاء صام .
 ۵ - علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن ابي عمير ، عن رفاعة بن موسى قال : سألت
 أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يقدم في شهر رمضان من سفر حتى يرى أنه سيدخل أهله
 ضحوة أو ارتفاع النهار ، فقال : إذا طلع الفجر و هو خارج ولم يدخل أهله فهو
 بالخيار إن شاء صام و إن شاء أفطر .

۶ - عده من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن
 سويد ، عن عاصم بن حميد ، عن محمد بن مسلم ، قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الرجل يقدم
 من سفر في شهر رمضان فيدخل أهله حين يصبح أو ارتفاع النهار ، قال : إذا طلع الفجر
 وهو خارج ولم يدخل أهله فهو بالخيار إن شاء صام و إن شاء أفطر .

۷ - عده من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد قال : سألت
 أبا الحسن عليه السلام عن رجل قدم من سفر في شهر رمضان ولم يطعم شيئاً قبل الزوال قال :
 يصوم .

۸ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال :
 سأله من مسافر دخل أهله قبل زوال الشمس و قد أكل ، قال : لا ينبغي له أن يأكل
 يومه ذاك شيئاً ولا يواقع في شهر رمضان إن كان له أهل .

۹ - علي بن ابراہیم ، عن محمد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس قال : قال في
 المساء الذي يدخل أهله في شهر رمضان و قد أكل قبل دخوله قال : يكف عن الأكل
 بقية يومه و عليه القضاء ؛ و قال : في المسافر يدخل أهله و هو جنب قبل الزوال ولم
 يكن أدل فله ان يتم صومه و لا قضاء عليه ، يعني إذا كانت جنبته من احتلام .

باب

رمضان میں وقت روٹی کب و نہ کھول جائے

۱- پوچھا گیا اس شخص کے پاس میں جو بحالت روزہ سفر کے لئے گھر سے نکلا۔ فرمایا اگر دوپہر سے پہلے چلے تو

- افطار کرے اور اس روزہ کی قضا بجلائے اور اگر بعد دوپہر چلے تو روزہ پورا کرے۔ (حسن)
- ۲- مضمون وہی ہے جو نمبر ۱ میں ہے (موثق)
- ۳- مضمون وہی نمبر ایک کا ہے۔
- ۴- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر کوئی ماہ رمضان میں سفر کرے تو اگر دوپہر کے بعد گھر سے نکلے تو روزہ رکھے اور یہ ماہ رمضان میں شمار ہوگا اور جب ایسے مقام پر داخل ہو قبل طلوع فجر وہاں قیام کا ارادہ ہو تو اس دن اسے روزہ رکھنا ہوگا اور اگر بعد طلوع فجر داخل ہو تو نہ رکھے اور اگر چاہے تو رکھے۔ (۴)
- ۵- پوچھا اس شخص کے بارے میں جو ماہ رمضان میں سفر سے لڑے اور خیال کرے کہ وہ اپنے گھر جا شہت یا دن چڑھنے سے پہلے پہنچ جائے گا فرمایا اگر طلوع فجر سے پہلے وہ گھر نہ پہنچے تو اختیار ہے رکھے یا نہ رکھے۔ (حسن)
- ۶- ترجمہ از پرگزرا (۴)
- ۷- فرمایا جو شخص ماہ رمضان میں سفر سے گھر آئے اور قبل زوال اس نے کچھ کھایا پینا نہ ہو تو روزہ رکھے۔ (م)
- ۸- میں نے اس مسافر کے متعلق پوچھا جو اپنے گھر زوال شمس سے پہلے آجائے درآغالی کہ اس نے کھانا کھایا ہو نہ فرمایا اس دن اس کو کچھ نہیں کھانا چاہیے تھا اگرچہ وہ اپنے گھر میں آیا ہے (موثق)
- ۹- اس مسافر کے متعلق نہ فرمایا جو ماہ رمضان میں اپنے گھر آئے اور اس سے پہلے اس نے کچھ کھایا ہو تو اس کو باقی دن کچھ نہیں کھانا چاہیے اور اس پر روزہ کی قضا ہوگی اور جو مسافر اپنے گھر اس اس حال میں آئے کہ قبل زوال جنب ہو اور اس نے کچھ کھایا نہ ہو تو اپنا روزہ پورا کرے اس پر روزہ کی قضا نہیں بشرطیکہ احتلام سے جنب ہوا ہو۔ (م)

﴿باب ۵۳﴾

﴿من دخل بلدة فأراد المقام بها أولم يرد﴾

- ۱- عدة عن أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمد؛ عن علي بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: إذا قدمت أرضاً وأنت تريد أن تقیم بها عشرة أيام فمض وأنتم وإن كنت تريد أن تقیم أقل من عشرة أيام فأفطر ما بينك وبين شهر فإذا بلغ الشهر فأتتم الصلاة والصيام وإن قلت: أذتعل غدوة.

۲۔ محمد بن یحییٰ، عن العمر کی بن علی، عن علی بن جعفر، عن أخیه أبی الحسن رضی اللہ عنہما قال: سألته عن الرجل یدرکه شهر رمضان فی السفر فقیم الاّ یام فی المکان علیہ صوم؟ قال: لا حتّٰی یجمع علی مقام عشرة اّیام و إذا أجمع علی مقام عشرة اّیام صام وأنتم الصّلاة، قال: وسألته عن الرجل یکون علیہ اّیام من شهر رمضان وهو مسافر یقضی إذا أقام فی المکان؟ قال: لا حتّٰی یجمع علی مقام عشرة اّیام.

باب

جو کسی شہر میں قیام کے ارادے سے داخل ہو

- ۱۔ جب تم کسی شہر میں پہنچو اور وہاں دس دن قیام کا ارادہ ہو تو روزہ رکھو اور نماز پوری پڑھو اور اگر دس سے کم قیام کا ارادہ ہو تو روزہ ترک کر دینا اگر آج کل میں ایک مہینہ گزر جائے تو نماز تمام کرو اور روزہ رکھو چاہے کل ہی جانا پڑے۔ (م)
- ۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جسے سفر میں ماہ رمضان آئے اور وہ کسی جگہ چند روز قیام کرے تو کیا وہ روزہ رکھے۔ فرمایا نہیں جب تک دس دن قیام نہ ہو اور جب دس دن ہو جائیں تو روزہ رکھے اور نماز پوری پڑھے۔ میں نے پوچھا اگر کسی پر ماہ رمضان کے روزے قضا ہوں تو وہ بحالت سفر کسی جگہ ٹھہر کر ادا کرے۔ فرمایا نہیں جب تک دس روزے نہ ہوں۔ (م)

﴿باب ۵﴾

- ﴿الرجل یجامع أهله فی السفر أو یقدم من سفر فی شهر رمضان﴾
- ۱۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن ابن أبی عمیر، عن حماد بن عثمان، عن عمر بن یزید قال: سألت أبا عبد اللہ رضی اللہ عنہما عن الرجل ینسافر فی شهر رمضان ألہ أن یتصیب من النساء؟ قال: نعم.
 - ۲۔ أحمد بن محمد، عن محمد بن سہل، [عن أبیہ] قال: سألت أبا الحسن رضی اللہ عنہما عن رجل أتى أهله فی شهر رمضان وهو مسافر؟ قال: لا بأس.

٣ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن عبد الملك بن عتبة الهاشمي قال : سألت
أبا الحسن يعني موسى عليه السلام عن الرجل يجمع أهله في السفر وهو في شهر رمضان
قال : لا بأس به .

٤ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن
عثمان ، عن أبي العباس ، عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يسافر ومعه جارية في شهر
رمضان هل يقع عليها ؟ قال : نعم .

٥ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن ابن سنان قال : .
سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يسافر في شهر رمضان ومعه جارية له فله أن يصيب
منها بالنهار ؟ فقال : سبحان الله أما تعرف حرمة شهر رمضان إن له في الليل سبباً
طويلاً قلت : أليس له أن يأكل ويشرب ويقتصر ؟ فقال : إن الله تبارك وتعالى قد رخص
للمسافر في الإفطار والتقصير رحمة وتخفيفاً لموضع التعب والنصب ووعث السفر ولم
يرخص له في مجامعة النساء في السفر بالنهار في شهر رمضان وأوجب عليه قضاء
الصيام ولم يوجب عليه قضاء تمام الصلاة إذا أب من سفره ثم قال : والسنة لا تقاس
وإنني إذا سافرت في شهر رمضان ما آكل إلا القوت وما أشرب كل الرمي .

٦ - علي بن محمد ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمري ، عن عبد الله بن حماد ، عن عبد الله
ابن سنان قال : سألت عن الرجل يأتيه جاريته في شهر رمضان بالنهار في السفر ؟ فقال :
ما عرف هذا حق شهر رمضان « إن له في الليل سبباً طويلاً » .

قال الكليني : الفضل عندي أن يوقر الرجل شهر رمضان ويمسك عن النساء في
السفر بالنهار إلا أن يكون تغلبه الشهوة ويخاف على نفسه فقد رخص له أن يأتي
الحلال كما رخص للمسافر الذي لا يجد الماء إذا غلبه الشبق . أن يأتي الحلال قال :
ويؤجر في ذلك كما أنه إذا أتى المحرام أمم .

باب ۱۰

سفر میں اپنی زوجہ سے مجامعت

- ۱- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو رمضان میں سفر کرے آیا وہ عورتوں سے ہم بستر ہو سکتا ہے فرمایا ہاں (۴)
- ۲- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو بحالت سفر ماہ رمضان میں اپنی بی بی کے پاس جائے۔ سفر مایا کیا مضائقہ ہے (مجبول)
- ۳- وہی مضمون ہے جو اوپر ہے (۴)
- ۴- وہی مضمون جو اوپر ہے (مرسل)
- ۵- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو ماہ رمضان میں سفر کرے اور اس کے ساتھ اس کی کنیز ہو کیا وہ دن میں اس کے ساتھ مجامعت کرے۔ فرمایا سبحان اللہ کیا تمہیں ماہ رمضان کی حرمت کا حال معلوم نہیں اس کی رات تک طویل تسبیح کے لئے ہے۔ میں نے کہا جب وہ دن میں کھاتا ہے پیتا ہے نماز قصر کرتا ہے تو ایسا کیوں نہ کرے۔ فرمایا اللہ تم نے مسافروں کے لئے افطار و قصر کی اجازت دی ہے اور یہ سفر میں تکلیف اور رحمت سے بچانے کے لئے ہے اور اللہ نے اجازت نہیں دی عورتوں سے مقاربت کی دن میں اگر ایسا کرے گا تو روزتہ کی نفاذ واجب ہوگی اور نہیں واجب ہوگا نمازوں کا اتمام جبکہ وہ سفر کے بعد اپنے گھر پلٹ آئے پھر فرمایا شریعت میں قیاس کو دخل نہیں ما میں تو سفر میں بقدر قوت لایوت کھاتا ہوں اور بہت تھوڑا پانی پیتا ہوں (۴)
- ۶- میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو بحالت سفر ماہ رمضان میں اپنی کنیز سے مقاربت کرے فرمایا اس شخص نے ماہ رمضان کے حق کو پہچانا ہی نہیں۔ دن کا کیا ذکر اس کی راتوں میں بھی زیادہ تسبیح کی جاتی ہے۔ کلیتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک فضیلت یہ ہے کہ رمضان کا احترام ملحوظ رکھے اور عورتوں کی ہم بستری سے بحالت سفر دن میں بچے۔ اگر شہوت کا غلبہ بہت زیادہ ہو اور اس کے لئے ضرر کا خوف ہو تو اس کے لئے اجازت ہوگی جیسے اجازت ہے اس مسافر کے لئے جسے پانی نہ ملا ہو اور وہ بنا بر شہوت کے غلبہ کے بطریق حلال بغیر غسل جنابت کے مجامعت کرے اس کو اجر اس کا ملے گا جس طرح بطور حرام کرنے کے گناہ کی سزا ملے گی (۴)

﴿باب ٥٥﴾

﴿صوم الحائض والمستحاضة﴾

١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن راشد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام الحائض تقضي الصوم ؟ قال : نعم ، قلت : تقضي الصلاة ؟ قال : لا ، قلت : من أين جاء هذا ؟ قال : أوّل من قاس إبليس .

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألت عن امرأة أصبحت صائمة فلما ارتفع النهار أو كان العشي حاضت أفطر ؟ قال : نعم وإن كان وقت المغرب فلتفطر ، قال : وسألت عن امرأة رأّت الطهر في أوّل النهار من شهر رمضان فتغتسل ولم تطعم فما تصنع في ذلك اليوم ؟ قال : تفطر ذلك اليوم فإنما فطرها من الدم .

٣ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيسى ابن القاسم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن امرأة تطمّت في شهر رمضان قبل أن تغيّب الشمس ، قال : تفطر حين تطمّت .

٤ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن علي بن رئاب ، عن سماعة بن مهران قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن المستحاضة قال : فقال : تصوم شهر رمضان إلا الأيام التي كانت تحيض فيهنّ ثمّ تقضيها بعده .

٥ - صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن المرأة تلد بعد العصر أتتمّ ذلك اليوم أم تفطر ؟ قال : تفطر وتقضي ذلك اليوم .

٦ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن علي بن مهزيار قال : كتبت إليه عليه السلام امرأة طهرت من حيضها أو من دم نفاسها في أوّل يوم من شهر رمضان ثمّ امتحاضت فصأت وصاحت شهر رمضان كلّهُ من غير أن تعمل ما تمطل المستحاضة من الفسل لكلّ صلاتين فهل يجوز صومها وصلاتها أم لا ؟ فكتب عليه السلام : تقضي صومها ولا

تقضي صلاتها إن رسول الله ﷺ كان يأمر فاطمة صلوات الله عليها والمؤمنات من نساته بذلك .

٧ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن محمد بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكناني ، عن أبي عبد الله ﷺ في امرأة أصبحت صائمة فلما ارتفع النهار أو كان العشي حاضت أنفطر ؛ قال : نعم ، وإن كان قبل المغرب فلتنظر ؛ وعن امرأة ترى الطهر من أول النهار في شهر رمضان لم تغتسل ولم تطعم كيف تصنع بذلك اليوم ؟ قال : إنما فطرها من الدّم .

٨ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن محمد بن يحيى ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله ﷺ قال : سألت عن امرأة مرضت في شهر رمضان وماتت في شوال فأوصتني أن أقضي عنها ، قال : هل برمت من مرضها ؛ قلت : لا ، ماتت فيه فقال : لا تقض عنها فإن الله عز وجل لم يجعله عليها ، قلت : فأنسى أشتي أن أقضي عنها وقد أوصتني بذلك ، قال : كيف تقضي عنها شيئاً لم يجعله الله عليها فإن اشتويت أن تصوم لنفسك فصم .

٩ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر ﷺ قال : سألت عن امرأة مرضت في شهر رمضان أو طمئت أو سافرت فماتت قبل خروج شهر رمضان هل يقضي عنها ؛ قال : أما الطمئت والمرض فلا وأما السفر فنعم .

١٠ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن علي ، عن رفاعة بن موسى قال : سألت أبا عبد الله ﷺ عن المرأة تنذر عليها صوم شهرين متتابعين قال : تصوم و تستأنف أيامها التي قعدت حتى تتم شهرين ، قلت : أرايت إن هي بست من المحيض أتقضيها ، قال : لا تقضي بجزئها الأول .

١١ - أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن الحسين بن عثمان ، عن ابن مسكان ، عن محمد بن جعفر قال : قلت لأبي الحسن ﷺ : إن امرأتني جعلت على نفسها صوم شهرين فوضعت ولدها وأدر كها الحمل فلم تقو على الصوم ، قال : فلتصدق مكان كل يوم بمد على مسكين .

باجہ

صوم حایض و متحاضہ

- ۱- میں نے پوچھا کیا حایض عورت روزہ کی قضا بجالائے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اور نماز کی قضا فرمایا۔ نہیں۔ میں نے کہا ایسا کیوں ہے فرمایا قیاس شریعت میں نہیں، سب سے پہلا قیاس کرنے والا ابلیس ہے۔ (رض)
 - ۲- میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق کہ وہ روزہ سے ہو جب دن چڑھ جائے یا شام کا وقت آجائے تو وہ حایض ہو جائے تو کیا وہ افطار کرے۔ فرمایا ہاں اگرچہ مغرب کا وقت ہو جائے۔ میں نے کہا اگر رمضان میں دن کے اول حصے میں طہر دیکھے اور غسل کرے۔ اور اس نے کچھ کھایا نہ ہو تو اس دن کیا کرے۔ فرمایا روزہ نہ رکھے کیونکہ یہ خون آنے کی وجہ سے ہے نہیں رکھا گیا۔ (رض)
 - ۳- میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جو ماہ رمضان میں قبل غروب آفتاب حایض ہو فرمایا چون ہی حیض آئے روزہ کو ختم کر دے۔ (۴)
 - ۴- میں نے استفسار والی کے متعلق پوچھا۔ فرمایا وہ ماہ رمضان کا روزہ رکھے سوائے (۵) ایام کے جن میں حیض آئے ان روزوں کی قضا بجالائے گی۔ (رض)
 - ۵- میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جو وقت عصر پہنچنے آیا وہ روزہ پورا کرے یا افطار کرے فرمایا افطار کرے اور اس روزہ کی قضا بجالائے (۶)
 - ۶- میں نے لکھا کہ ایک عورت اول ماہ رمضان میں اپنے حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہے پھر اسے استحاضہ ہو جاتا ہے وہ نماز بھی پڑھتی ہے روزے بھی رکھتی ہے پھر اس عمل کے جو استحاضہ والی کو کرنا چاہیے یعنی ہر دو نمازوں کے لئے غسل کرنا پس اس کی نماز اور اس کا روزہ صحیح ہو گا یا نہیں۔ حضرت نے لکھا روزوں کو جاری رکھے اور نماز کی قضا نہ کرے رسول اللہ نے ایسا ہی حکم دیا تھا جناب فاطمہ اور زینب امت کی عورتوں کو۔ (رض)
- توضیح ۱- یہ حدیث نہ صرف ضعیف بلکہ ساقط الاعتبار ہے کیونکہ اگر اس نے احکام استحاضہ پر عمل نہیں کیا تو اس کی نماز کیسے صحیح ہوگی ہاں در صورت جاہل مسئلہ ہونے کے علماء نے اس کی نمازوں کو صحیح سمجھا ہے۔ ایسی صورت میں اس پر قضا لازم ہوگی کیونکہ معافی صرف ایام حیض میں ہے دوسرے ایام احکام کا تعلق جناب سیدہ سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ہر قسم کی نجاست سے پاک تھیں البتہ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ دوسری عورتوں کو تعلیم دینے کے لئے حضرت نے ان سے فرمایا ہو۔

۷- پوچھا اس عورت کے جو صبح کو بکالت روزہ اٹھے جب دن چڑھے یا شام ہو تو اسے حیض آنے لگے۔ کیا وہ افطار کرنے فرمایا یا اگر مغرب کے قبل ہی ایسا ہو تو بھی افطار کر لے اور جو ماہ رمضان میں دن کے اول وقت پاک ہو جائے اور اس نے نہ تو غسل کیا ہو اور نہ کھانا کھایا ہو وہ بھی روزہ کھول دے دن کے کچھ حصہ میں خون آنے کی وجہ سے۔ (مجمول)۔

۸- میں نے پوچھا اس عورت کے بارے میں جو ماہ رمضان میں بیمار ہوئی اور شواہل میں مرگئی اس نے وصیت کی کہ اس کے قضا شدہ روزے ادا کئے جائیں، حضرت نے فرمایا کیا وہ مرنے سے پہلے صحت یاب ہو گئی تھی میں نے کہا نہیں وہ اسی مرض میں مر گئی تھی فرمایا اس کی طرف سے ادا کی ضرورت نہیں خدا نے اس پر قضا کو تیار نہیں دیا۔ میں نے کہا اگر میں بخوشی ادا کرنا چاہوں اور اس نے وصیت بھی کی ہو۔ فرمایا کیوں ادا کیا جائے اس کو جس کو خدا نے لازم قرار نہیں دیا اگر تمہیں رکھنا ہی ہے تو اپنے لئے رکھو۔ (موثق)

۹- میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جو رمضان میں بیمار ہو، حال ہیض ہو یا مسافر ہو اور ماہ رمضان ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو کیا اس کے روزے ادا کئے جائیں فرمایا حیض اور بیماری والی کے روزوں کی قضا نہ ہوں ہاں سفر والی کے روزوں کی ہوگی۔ (۲)

۱۰- میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جس پر دو ماہ کے متواتر روزے ہوں فرمایا وہ روزے رکھے اور جب حیض سے فارغ ہو تو شروع کرے۔ میں نے کہا جو عورت حیض سے مایوس ہو چکی ہے کیا وہ عادت واسے ایام کی قضا بجالائے۔ فرمایا نہیں۔ اس کے لئے وہی کافی ہے جو پہلے بجا لایا ہے۔ (موثق)

۱۱- میں نے پوچھا اپنی عورت کے متعلق کہ اس نے متواتر دو ماہ کے روزے اپنے اوپر لازم قرار دیئے ہیں لیکن اس اول تو بیکوید ہو پھر وہ حاملہ ہو گئی اور روزہ کی طاقت نہیں رکھتی۔ فرمایا ہر دن کے بدلے میں ایک ٹھیکہ مسکین کو کھانا دے۔ (مجمول)۔

﴿ باب ۱۰ ﴾

﴿ من وجب علیہ صوم شہرین متتابعین فعرض له أمر بمنعہ عن اتماہہ ﴾

۱- علی بن ابراہیم، عن ائیہ؛ و محمد بن اسماعیل، عن الفضل بن شاذان جمیعاً، عن ابن ابی عمیر، عن جمیل؛ و محمد بن حمزہ، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الرجل جعل الحرّ بلزمہ صوم شہرین متتابعین فی ظہار فیصوم شہراً ثم یمرض، قال: ینتقل وإن زاد علی الشہر الآخر یوماً أو یومین بنی علی ما بقی.

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : صيام كفارة اليمين في الظهار شهرين متتابعين والتتابع أن يصوم شهراً ويصوم من الشهر الآخر أياماً أو شيئاً منه فإن عرض له شيء يفطر فيه أفطر ثم قضى ما بقي عليه وإن صام شهراً ثم عرض له شيء فأفطر قبل أن يصوم من الآخر شيئاً فلم يتابع أعاد الصيام كله .

٣ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة بن مهران قال : سألت عن الرجل يكون عليه صوم شهرين متتابعين ويفرق بين الأيام ؟ فقال : إذا صام أكثر من شهر فوصله ثم عرض له أمر فأفطر فلا بأس فإن كان أقل من شهر أو شهراً فعمله أن يعيد الصيام .

٤ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي أيوب ، عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل كان عليه صوم شهرين متتابعين في ظهار فصام ذا القعدة ثم دخل عليه ذوالحجة ، قال : يصوم ذوالحجة كله إلا أيام التشريق يقضيها في أول يوم من المحرم حتى يتم ثلاثة أيام فيكون قد صام شهرين متتابعين ، قال : ولا ينبغي له أن يقرب أهله حتى يقضي ثلاثة أيام التشريق التي لم يصمها ولا بأس إن صام شهراً ثم صام من الشهر الآخر الذي يليه أياماً ثم عرض له علة أن يقطعها ثم يقضي من بعد تمام الشهرين .

٥ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال : في رجل صام في ظهار شعبان ثم أدركه شهر رمضان قال : يصوم رمضان ويستأنف الصوم فإن هو صام في الظهار فرادى في النصف يوم أقضى بقيته .

٦ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن موسى بن بكر ، عن الفضيل ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : في رجل جعل عليه صوم شهر فصام منه خمسة عشر يوماً ثم عرض له أمر ، فقال : إن كان صام خمسة عشر يوماً فله أن يقضي ما بقي وإن كان أقل من خمسة عشر يوماً لم يجزئه حتى يصوم شهراً تاماً .

٧ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن

نجد ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن قطع صوم كفارة اليمين وكفارة الظهار وكفارة القتل ، فقال : إن كان علي رجل صيام شهرين متتابعين فأفطر أو مرض في الشهر الأول فإن عليه أن يعيد الصيام وإن صام الشهر الأول وصام من الشهر الثاني شيئاً ثم عرض له ماله فيه عذر فإن عليه أن يقضي .

۸ - عده من أصحابنا ، ابن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن علي بن دعاب ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سأله عن رجل قتل رجلاً خطأ في الشهر الحرام قال : تغلظ عليه الذب و ليه عتق رقبة أو صيام شهرين متتابعين من أشهر الحرم . قلت : فإنه يدخل في هذا شيء ، فقال : ما هو ؟ قلت : يوم العيد و أيام التشريق قال :

يصومه فإنه حق يلزمه

۹ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبان بن تغلب ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : رجل قتل رجلاً في الحرم ؟ قال : عليه ذب وثلاث و يصوم شهرين متتابعين من أشهر الحرم و يعتق رقبة و يطعم ستين مسكيناً ، قال : قلت : يدخل في هذا شيء ، قال : وما يدخل ؟ قلت : العيدان و أيام التشريق ، قال : يصومه فإنه حق يلزمه

باب

جس پر دو ماہ کے متواتر روزے ہوں اور کوئی مانع ہو

- ۱ - حضرت سے پوچھا اس مرد آزاد کے متعلق جن پر بسلائے ظہار دو ماہ کے روزے ہوں وہ ایک ماہ رکھ کر پورا ہو جائے
- ۲ - فرمایا آگے چل کر رکھے اور اگر دوسرے ماہ کے ایک دو دن رکھے ہیں تو جو باقی ہیں ان کو پورا کرے (رحمن)
- ۳ - فرمایا ظہار کی قسم کا کفارہ ، متواتر دو ماہ روزہ رکھنا ہے اور پے در پے کی صورت یہ ہے کہ ایک ماہ پورے روزے رکھے اور دوسرے ماہ کچھ دن رکھنے کے بعد اگر کوئی مانع دیر پیش ہو تو نہ رکھے اور اس کے جلنے کے بعد جو باقی دن ہیں انھیں پورا کرے اور اگر ایک ماہ رکھنے کے بعد کوئی عارضہ لاحق ہو اور دوسرے مہینے کا کوئی روزہ بھی نہ رکھا ہو تو یہ پے در پے رکھنا نہ ہوگا اور اس کو پورے روزے رکھنے ہوں گے (رحمن)

۳۔ میں نے پوچھا ایک شخص پر دو ہینے کے روزے ہیں پے در پے رکھنے کے۔ تو وہ بیچ میں فرق ڈال کر رکھے۔ فرمایا اگر اس نے ایک ماہ سے زیادہ رکھے ہیں ملا کر پھر کوئی مانعہ درپیش ہوا تو روزہ ترک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر ایک ماہ یا ایک ماہ سے کم رکھے ہیں تو اس کو پھر پوسے دو ماہ کے رکھنے ہوں گے۔ (مشق)

۴۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس پر پے در پے دو ہینے کے روزہ گزارے کفارہ میں ہوں اور دن و رات تین دن کے محرم میں ادا کرو اس طرح دو ماہ کے روزے پورے ہو جائیں گے اور یہ بھی فرمایا کہ ان تین ایام میں جو ایام تشریح کہلاتے ہیں اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کرے اور ان کی قضا کے روزے اگلے مہینے میں رکھے اگر کوئی بیماری لاحق ہو تو دو ماہ تمام ہونے کے بعد رکھے۔ (ص)

۵۔ فرمایا اس شخص کے بارے میں جو ظہار کے روزے شعبان میں رکھے پھر رمضان آجائے تو اسے چاہیے کہ رمضان کے روزے مشرف کرے۔ اگر اس نے ظہار کے روزے نصف ماہ سے ایک دن زیادہ رکھے تھے تو بقیہ بعد میں ادا کرے۔ (مہول)

۶۔ فرمایا اگر کسی کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں اور وہ ان میں سے چند روزہ دن کے رکھے تو یہ کافی نہ ہوں گے اسے پورے ماہ کے پھر رکھنے ہوں گے۔ (ص)

۷۔ کفارہ قسم، کفارہ ظہار اور کفارہ قتل کے دو ماہ متواتر روزوں کے قطع کرنے کے سلسلے میں فرمایا اگر کسی پر دو ماہ کے پے در پے روزے ہوں اور وہ بیچ میں قطع کرے یا بیمار ہو جائے تو اسے اعادہ کرنا ہوگا اگر پوسے ہینے کے رکھے لئے ہوں اور دوسرے ہینے سے کچھ رکھے ہوں اور پھر کوئی عذر پیش آیا ہو تو اسے چاہیے پورا کرے۔ (ص)

۸۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے غلطی سے کسی کو ماہ حرام میں قتل کر دیا ہو فرمایا دیت میں اس پر سختی کرو اور ایک غلام آزاد کرنا اور دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا اس پر واجب ہیں میں نے کہا اگر بیچ میں کوئی شے مانع نہ ہو تو یا وہ کیا میں نے کہا نیکو یا ایام تشریح فرمایا ان دنوں میں بھی روزہ رکھے کیونکہ وہ اس کے لئے لازم ہیں۔ (ص)

۹۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے کسی کو حرم میں قتل کر دیا ہو مشرک یا اس پر ایک پوری دیت ہے اور اس کا ثلث اور دو ماہ پے در پے روزے رکھے اور ایک غلام آزاد کرے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ میں نے کہا اگر بیچ میں کوئی رکاوٹ آئے۔ فرمایا وہ کیا۔ میں نے کہا جیسے صید یا ایام تشریح، فرمایا ان ایام میں بھی روزہ رکھے گا کیونکہ وہ اس پر لازم ہیں۔ (ص)

﴿باب ۵﴾

﴿صوم کفارۃ الیمین﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم، عن ائیہ، عن ابن ابی عمیر، عن عبداللہ بن مسنان، عن ابی عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: کل صوم یفرق إلا ثلاثة آیام فی کفارۃ الیمین.
- ۲۔ وعنه، عن ائیہ، عن ابن ابی عمیر، عن حماد، عن الحلبي، عن ابی عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: صیام ثلاثة آیام فی کفارۃ الیمین متتابعات لا یفصل بینهن.
- ۳۔ عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن علی الوشاء، عن ابان عن الحسين بن زید، عن ابی عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: السبعة الآیام والثلاثة الآیام فی الحج لا یفرق، إنما هی بمنزلة الثلاثة الآیام فی الیمین.

باب ۶

روزہ کفارہ قسم

- ۱۔ فرمایا ہر روزہ جدا جدا رکھا جاسکتا ہے سوائے ان روزوں کے جو قسم کے کفارہ میں ہوں (رحمن)
- ۲۔ فرمایا کفارہ قسم کے تین روزے ایک ساتھ رکھے جائیں ان میں علیحدگی نہیں ہوگی (رحمن)
- ۳۔ فرمایا ہفتہ کے سات دن ہیں ان میں تین دن کے ہیں جن میں کفارہ الیمین کے تین دن کی طرح تفسیر نہیں آتا (رحمن)

﴿باب ۶﴾

﴿من جعل علی نفسه صوماً معلوماً ومن نذر أن یصوم فی شکر﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم، عن ائیہ، عن ابن ابی عمیر، عن کریم قال: قلت لابی عبداللہ رضی اللہ عنہ: إني جعلت علی نفسي أن أصوم حتى یقوم القائم رضی اللہ عنہ فقال: صم ولا تصم فی السفر ولا العیدین ولا آیام التشریق ولا الیوم الذی یمک فیہ عن شهر رمضان.

٢ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن أحمد بن أشيم قال كتب الحسين إلى الرضا عليه السلام جعلت فداك رجل نذر أن يصوم أياماً معلومة فصام بعضها ثم اعتل فأفطر أبتدىء في صومه أم يحتسب بما مضى ؛ فكتب إليه : يحتسب بما مضى .
٣ - علي بن إبراهيم ، عن صالح بن عبدالله ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك علي صيام شهر إن خرج عسي من الحبس فخرج فأصبح وأنا أريد الصيام فيجئني بعض أصحابنا فأدعوا بالغداء وأتغذي معه ؛ قال : لا بأس .

٤ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألته عن رجل جعل على نفسه صوم شهر بالكوفة وشهر بالمدينة وشهر بمكة من بلاد ابله به ، ف قضى أنه صام بالكوفة شهراً ودخل المدينة فصام بها ثمانية عشر يوماً ولم يقم عليه الجمال ، قال : يصوم ما بقي عليه إذا انتهى إلى بلده

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن جعفر ، عن آباءه عليهم السلام أن علياً صلوات الله عليه قال في رجل نذر أن يصوم زمناً قال : الزمان خمسة أشهر والحين سنة أشهر لأن الله عز وجل يقول : «تؤتي أكلها كل حين بإذن ربها»

٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن محبوب ، عن خالد بن جرير ، عن أبي الربيع ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنه سئل ، عن رجل قال : لله علي أن أصوم جنباً وذلك في شكر ، فقال أبو عبدالله عليه السلام : قد أتني علي عليه السلام في مثل هذا فقال : صم ستة أشهر فإن الله عز وجل يقول : «تؤتي أكلها كل حين بإذن ربها» يعني ستة أشهر .

٧ - علي بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام عن آباءه عليهم السلام في الرجل يجعل على نفسه أياماً معدودة مسمّاة في كل شهر ثم يسافر فتمر به الشهور ، أنه لا يصوم في السفر ولا يقضيها إذا شهد .

٨ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالله بن سنان قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرجل يصوم صوماً قد وقفته على نفسه أو يصوم

من أشهر الحرم فيمر به الشهر والشهران لا يقضيه ؛ فقال : لا يصوم في السفر ولا يقضي شيئاً من صوم التطوع إلا الثلاثة الأيام التي كان يصومها من كل شهر ولا يجعلها بمنزلة الواجب إلا أنتي أحب لك أن تدوم على العمل الصالح ؛ قال : وصاحب الحرم الذي كان يصومها ويجزه أن يصوم مكان كل شهر من أشهر الحرم ثلاثة أيام .

۹۔ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن إبراهيم بن عبد الحميد ، عن أبي الحسن الرضا صلوات الله عليه قال : سألت عن الرجل يجعل لله عز وجل عليه صوم يوم مسمى ، قال : يصومه أبدأ في السفر والحضر .

۱۰۔ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : إن أمي كانت جعلت على نفسها نذرًا إن كان الله رد عليها بعض ولدها من شيء ، كانت تخاف عليه أن تصوم ذلك اليوم الذي يقدم فيه ما بقيت فخرجت معاً مسافرة إلى مكة فأشكل علينا نذرًا تصوم أم نطفر ، فسألت أبا عبد الله عليه السلام عن ذلك وأخبرته بما جعلت على نفسها فقال : لا تصوم في السفر قد وضع الله عنها حقه وتصوم هي ما جعلت على نفسها ، قال : قلت : ما ترى إذا هي قدمت و تركت ذلك ؟ فقال : إنني أخاف أن ترى في الذي نذرت ما تكره .

باب

صوم معلوم اپنے لئے قرار دینا

- ۱۔ میں نے کہا میں نے اپنے دل میں قرار دے لیا ہے کہ ظہور آگے نماز تک روزہ رکھوں۔ قرآن یا رکوع یا کسی عیدین یا امام تشریح اور رمضان کے یوم شک میں نہ رکھوں (حسن)
- ۲۔ امام رضا کو لکھا گیا ایک شخص نے نذری کہ چند دن روزے رکھے گا دن معین کرے ، پس کچھ روزہ رکھ کر وہ بیمار ہو گیا اور روزہ ترک کر دیا تو آیا پھر سے روزہ رکھے یا یہ روزے اس کے سینے دنوں میں حسب ہوجائیں گے حضرت نے لکھا ہوجائیں گے۔ (مجموع)

- ۳۔ میں نے کہا میرے اوپر درہینے کے روزے ہیں میرا چچا قید سے چھوٹا صبح کو میرا ارادہ روزے کا تھا کچھ میرے اصحاب ملاقات کو آئے۔ میں نے بلایا صبح کے کھانے پر تو کیا میں ان کے ساتھ کھاؤں فرمایا کیا حرج ہے۔ (مجمول)
- ۴۔ میں نے ایک شخص کے متعلق پوچھا جس نے نذر کی تھی کہ ایک ماہ کو فہ میں روزے رکھے گا ایک ماہ مدینہ میں اور ایک ماہ مکہ میں اس مصیبت کی وجہ سے جس میں وہ مبتلا ہے اس نے کو فہ میں ایک ماہ رکھ لے، مدینہ میں اٹھارہ روزے رکھے تھے کہ اونٹ و آنے زیادہ قیام نہ کیا فرمایا جو باقی رہ گئے ہیں وہ اپنے مشہر میں جا کر پوسے کرے (خ)
- ۵۔ امام جعفر صادق سے پوچھا ایک شخص نے نذر کی کہ وہ ایک زمانہ تک روزے رکھے گا تو کتنی مدت تک رکھے فرمایا زمانہ سے مراد ہے پانچ ماہ عین سے مراد ہے چھ ماہ، جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اذن رب سے ہر چھ ماہ بعد اس کے پھل کھائے جاتے ہیں یعنی کجور کے پھل گرمیوں میں کھائے جلتے ہیں اور اس میں بھول آتا ہے جاڑے میں اور بھول سے حسرتا بنے ہیں چھ ماہ گزر جاتے ہیں۔ (خ)
- ۶۔ حضرت سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس نے یہ نذر کی کہ میں ایک عین تک شکر خدا میں روزے رکھوں گا حضرت نے فرمایا ایسا ہی سہل حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا چھ ماہ روزے رکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (آیت کا ترجمہ اوپر گزرا۔) (مجمول)
- ۷۔ اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے دل میں یہ قرار دیا کہ وہ ہر ماہ چند روزے رکھے گا پھر کئی ماہ وہ سفر میں رہا۔ فرمایا وہ سفر میں نہیں رکھے گا اور جب گھر آئے گا تو قضا بجا نہیں لائے گا۔ (خ)
- ۸۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے نیت کی ہو ایک روزہ کی، جس کا وقت اس کے دل میں ہو یا نیت کرے جسے حرم ہونے کے ہیبتوں میں روزوں کی اور ایک دو ماہ بغیر رکھے ہوئے لگا دیا جائیں فرمایا سفر میں روزہ نہ رکھے اور نہ کسی سنت روزہ کی قضا بجا لائے۔ مگر وہ تین دن جن میں ہر ماہ روزہ رکھے اور بمنزلہ واجب اسے قرار دیا ہو یا میں تمہارے لئے یہ پسند کرتا ہوں کہ ہمیشہ عمل صالح کرو اور صاحب حرم جو روزہ رکھتا ہے اور اس کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر مہینہ کی جگہ ہر محرم مہینہ میں تین دن روزے رکھے۔ (۱۲)
- ۹۔ میں نے پوچھا اس کے بارے میں جس پر اللہ نے روزہ واجب کر دیا ہے (صوم نذر) تو وہ اسے سفر و حضر و نوزں جگہ رکھ سکتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ (مجمول)
- ۱۰۔ میں نے کہا میری ماں نے نذر کی ہے کہ اگر اس کے بیٹے سے اللہ اس مصیبت کو ہٹا دے جس سے وہ خوف کھا رہی ہے تو وہ اس دن روزہ رکھ کرے گی زندگی بھر اسے روزہ رکھنا اس سے دور ہوگی؛ پس وہ مکہ کے سفر کے لئے نکلی۔ اب ہمارے لئے ارشاد کل کا سامنا ہے۔ نہیں جانتے کہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔ میں نے ابو عبد اللہ سے یہ مسئلہ پوچھا اور سارا حال بیان کیا فرمایا سفر میں وہ روزہ نہ رکھے۔ اللہ نے اس سے اس تکلیف کو اٹھالیا ہے۔ ہاں جو

نذر کی ہے وہ پوری کرے۔ میں نے کہا جب وہ آئے گی تو ترک کر دے گی۔ پھر آیا جس کو وہ ناپسند کرتی تھی اس کی نذر ہی کیوں کی۔ (روثی)۔

﴿ باب ۵ ﴾

﴿ کفارة الصوم و فدیته ﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن سهل ، عن إدريس بن زید ؛ وعلی بن إدريس قال : سألت الرضا عليه السلام عن رجل نذر نذراً إن هو تخلص من الحبس أن يصوم ذلك اليوم الذي تخلص فيه فيعجز عن الصوم لعلّة أصابته أو غير ذلك فمدّ للرجل في عمره وقد اجتمع عليه صوم كثير ما كفارة ذلك الصوم ؛ قال : يكفر عن كل يوم بمدّ حنطة أو شعير .

۲۔ أحمد بن محمد ، عن علي بن أحمد ، عن موسى بن بكر ، عن محمد بن منصور قال : سألت الرضا عليه السلام عن رجل نذر نذراً في صيام فعجز فقال : كان أبي يقول : عليه مكان كل يوم مدّ .

۳۔ عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام في رجل نذر على نفسه إن هو سلم من مرض أو تخلص من حبس أن يصوم كل يوم أربعاء و هو اليوم الذي تخلص فيه فيعجز عن الصوم لعلّة أصابته أو غير ذلك فمدّ للرجل في عمره واجتمع عليه صوم كثير ما كفارة ذلك ؛ قال : تصدق لكل يوم بمدّ من حنطة أو ثمن مدّ .

۴۔ أبو علي الأشعري ؛ عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص ابن القاسم قال : سألته عن من لم يصم الثلاثة الأيام من كل شهر وهو يشدّ عليه الصيام هل فيه فداء ؛ قال : مدّ من طعام في كل يوم .

۵۔ الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الحسن بن علي الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن عمر بن يزيد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إن الصوم يشدّ عليّ ، فقال لي : لدرهم تصدق به أفضل من صيام يوم ، ثم قال : وما أحب أن تدعه .

۶۔ ابوعلی الاشعری، عن محمد بن عبد الجبار، عن صفوان بن یحیی، عن یزید بن خلیفہ قال: شکوت إلى أبي عبد الله عليه السلام فقلت: إنني أصدع إذا صمت هذه الثلاثة الأيام ويشق عليّ، قال: فاصنع كما أصنع إذا سافرت فإني إذا سافرت تصدقت عن كل يوم بمدّ من قوت أهلي الذي أقوتهم به.

۷۔ محمد بن یحیی، عن محمد بن الحسين، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع، عن صالح ابن عقبة، عن عقبة قال: قال لأبي عبد الله عليه السلام: جعلت فداك إنني قد كبرت وضعت عن الصيام فكيف أصنع بهذه الثلاثة الأيام في كل شهر؟ فقال: يا عقبة تصدق بدرهم عن كل يوم، قال: قلت: درهم واحد؟ قال: لعلها كبرت عندك وأنت تستقل الدرهم؟ قال: قلت: إن نعم الله عز وجل عليّ لسابقة، فقال: يا عقبة لا طعام مسلم خير من صيام شهر.

باب

كفارة صوم

- ۱۔ میں نے کہا ایک شخص نے یہ نذر کی کہ جس روز قید سے رہا ہوگا تو اسی روز روزہ رکھے گا لیکن جس دن چھوٹا تو وہ روزہ رکھنے سے عاجز رہا اس کی عمر دراز ہوئی۔ اور اس پر بہت سے روزے جمع ہو گئے تو کیا کفارہ دے فرمایا ہر دن کے بدلے ایک مد گیہوں یا جوئے۔ (مجموع)
- ۲۔ میں نے کہا ایک شخص نے چند روزے نذر کئے لیکن رکھ نہ سکا۔ فرمایا میرے والد نے فرمایا ہے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مد اناج دے۔ (مجموع)
- ۳۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جو یہ نذر کرے کہ اگر عرض سے نجات پائے گا یا قید سے رہا ہوگا تو ہر چار شنبہ کو روزہ رکھے گا اور یہ اس کی رہائی کا دن ہوگا لیکن وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے رکھ نہ سکے اور اس کی عمر بڑھ جائے اور بہت سے روزے اس پر جمع ہو جائیں تو ان کا کفارہ کیا ہوگا۔ فرمایا ہر دن کے بدلے ایک مد گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ دے۔ (مخ)
- ۴۔ جو ہر ماہ تین دن روزے نہ رکھے اور روزہ اس پر سخت ہو تو وہ ہر دن کے بدلے ایک مد طعام دے۔ (مخ)

- ۵۔ میں نے کہا روزہ مجھے پر سخت گزرتا ہے فرمایا ایک درہم صدقہ دینا بہتر ہے ایک دن کے روزہ سے میں پسند کرتا کہ تم اسے چھوڑ دو (رض)
- ۶۔ میں نے کہا جب میں ان تین دن میں روزے رکھتا ہوں تو مجھے درد سر ہو جاتا ہے اور روزہ سخت گزرتا ہے فرمایا ایسا کرو جیسا میں کرتا ہوں جب سفر کرتا ہوں تو ہر دن کے بدلے ایک مدہ اس عذہ سے صدقہ دیتا ہوں جو میرا قوت ہوتا ہے۔ (رض)
- ۷۔ میں نے کہا میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور ضعف سے روزہ کی طاقت نہیں رکھتا تو ہر ماہ کے تین روزوں کے متعلق کیا کروں فرمایا اسے عقبہ ہر روز کے بدلے ایک درہم صدقہ دے۔ میں نے کہا۔ صرف ایک درہم فرمایا شاید تمہارے پاس پیسے زیادہ ہے اس لئے تم ایک درہم کو کم جانتے ہو۔ میں نے کہا اللہ نے مجھے نعمتیں دی ہیں فرمایا اے عقبہ مرد مسلمان کو کھانا کھلانا ایک ماہ کے روزے سے بہتر ہے۔ (رض)

﴿بَاب﴾

﴿تَاخِيرُ صِيَامِ الثَّلَاثَةِ الْاَيَّامِ مِنَ الشَّهْرِ اِلَى الشَّهْرِ﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن ابي عمير ، عن الحسن بن راشد قال : قلت لأبي عبد الله أو لأبي الحسن عليهما السلام : الرَّجُلُ يَتَعَمَّدُ الشَّهْرَ فِي الْاَيَّامِ الْقَصَارِ بِصَوْمِهِ لِسَنَةٍ ، قَالَ : لَا بَأْسَ .
- ۲۔ عده من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن ابراهيم ابن مهزم ، عن حسين بن أبي حمزة ، عن أبي حمزة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : صوم ثلاثة أيام من كل شهر أو خصره إلى الشتاء ثم أصومها ؛ قال : لا بأس بذلك .
- ۳۔ أحمد بن إدريس ؛ وعجل بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عثمان بن موسى ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته ، عن الرجل يكون عليه من الثلاثة أيام الشهر هل يصلح له أن يؤخرها أو يصومها في آخر الشهر ؛ قال : لا بأس ، قلت : يصومها متوالية أو يفرق بينها ؛ قال : ما أحب ، إن شاء متوالية وإن شاء فرق بينهما .

باب

تاخیر کرنا ہیئتہ کے تین روزوں کی موسم سرما تک

- ۱- میں نے پوچھا ایک شخص ہیئتہ کے تین روزوں کی قضا جائزوں میں بجالاتا ہے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں (رض)
- ۲- میں نے کہا میں برساہ کے تین روزوں کا ادا کرنا جائزوں تک ملتوی رکھتا ہوں فرمایا اس میں کیا حرج ہے (رض)
- ۳- میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو ہر ماہ تین روزے رکھتا ہو آیا اس کے لئے یہ درست ہے کہ اس میں تاخیر کرے یا آخر ماہ میں بجالائے یا جدا جدا رکھے۔ فرمایا اختیار ہے چاہے سلسلے سے بجالائے یا علیحدہ علیحدہ رکھے۔ (مجموعہ)

باب

﴿صوم عرفة وعاشورا﴾

۱- محمد بن یحییٰ، عن محمد بن الحسین، عن صفوان بن یحییٰ؛ وعلی بن الحکم، عن

العلاء بن رزین، عن محمد بن مسلم، عن أحدهما رضی اللہ عنہما أنه سئل عن صوم يوم عرفة فقال: [أما أصومه اليوم وهو يوم دعاء ومسألة.

۲- محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن ابن فضال، عن فعلية بن ميمون، عن

محمد بن مسلم قال: سمعت أبا جعفر رضی اللہ عنہ يقول: إن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لم يصم يوم عرفة منذ نزل صيام شهر رمضان.

۳- علی بن ابراهیم، عن أبيه، عن نوح بن شبيب النيسابوري، عن ياسين

الضريير، عن حريز، عن زرارة، عن أبي جعفر و أبي عبدالله رضی اللہ عنہما قالوا: لا تصم في يوم عاشورا ولا عرفة بمكة ولا في المدينة ولا في وطنك ولا في مصر من الأمصار.

۴- الحسن بن علي الهاشمي، عن محمد بن موسى، عن يعقوب بن يزيد، عن

الحسن بن علي الوشاء قال: حدثني نجبة بن الحارث العطار قال: سألت أبا جعفر رضی اللہ عنہ عن صوم يوم عاشورا، فقال: صوم متروك بنزول شهر رمضان والمتروك بدعة، قال نجبة: فسألت أبا عبد الله رضی اللہ عنہ من بعد أبيه رضی اللہ عنہ عن ذلك فأجابني بمثل جواب

أبيه ، ثم قال : أما إنه صوم يوم ما نزل به كتاب ولا جرت به سنة إلا سنة آل زياد بقتل الحسين بن علي صلوات الله عليهما .

٥ - عنه ، عن محمد بن عيسى بن عبيد قال : حدثني جعفر بن عيسى أخوه قال :

سألت الرضا عليه السلام عن صوم عاشورا وما يقول الناس فيه ، فقال : عن صوم ابن مرجانة تسألني ، ذلك يوم صامه الأعداء من آل زياد لقتل الحسين عليه السلام و هو يوم يتشأم به آل محمد عليه السلام ويتشأم به أهل الإسلام واليوم الذي يتشأم به أهل الإسلام لا يصام ولا يتبرك به في يوم الإثنين يوم نحس قبض الله عز وجل فيه نبيّه وما أصيب آل محمد إلا في يوم الإثنين فتشأمنا به وتبرك به عدونا ويوم عاشورا قتل الحسين صلوات الله عليه وتبرك به ابن مرجانة وتشأم به آل محمد صلى الله عليهم ، فمن صامهما أو تبرك بهما لقي الله تبارك وتعالى ممسوخ القلب وكان حشره مع الذين صنوا صومهما و التبرك بهما .

٦ - وعنه ، عن محمد بن عيسى قال : حدثنا محمد بن أبي عمير ، عن زيد النرسي قال :

سمعت عبيد بن زرارة يسأل أبا عبد الله عليه السلام عن صوم يوم عاشورا فقال : من صامه كان حظّه من صيام ذلك اليوم حظّ ابن مرجانة وآل زياد ، قال : قلت : وما كان حظهم من ذلك اليوم ، قال : النار أعادنا الله من النار ومن عمل يقرب من النار .

٧ - وعنه ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن سنان ، عن أبان ، عن عبد الملك قال :

سألت أبا عبد الله عليه السلام عن صوم تاسوعا وعاشورا من شهر المحرم فقال : تاسوعا يوم حوصرفيه الحسين عليه السلام وأصحابه رضي الله عنهم بكر بلا واجتمع عليه خيل أهل الشام وأناخوا عليه وفرح ابن مرجانة وعمر بن سعد بتوافر الخيل وكثرتها واستضعفوا فيه الحسين صلوات الله عليه وأصحابه رضي الله عنهم وأيقنوا أن لا يأتي الحسين عليه السلام ناصر ولا يمدّه أهل العراق - بابي المستضعف الغريب - ثم قال : وأما يوم عاشورا فيوم أصيب فيه الحسين عليه السلام صريعاً بين أصحابه وأصحابه صرعى حوله [عراق] أقصوم يكون في ذلك اليوم ١٢ كالأدب البيت المحرم ما هو يوم صوم وما هو إلا يوم حزن ومصيبة دخلت على أهل السماء وأهل الأرض وجميع المؤمنين ويوم فرح وسرور لابن مرجانة وآل زياد وأهل الشام غضب الله عليهم وعلى ذرياتهم وذلك يوم بكى عليه جميع

بقاع الأرض خلا بقعة الشام ، فمن صامه أو تبرك به حشره الله مع آل زياد مسموح القلب مسخوط عليه ومن ادخر إلى منزله ذخيرة أعتبه الله تعالى نفاقاً في قلبه إلى يوم يلقاه واتزع البركة عنه وعن أهل بيته وولده وشاركه الشيطان في جميع ذلك .

بَابُ

صوم عرفة اور عاشور

- ۱- میں نے دو تبرعہ روزہ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا میں اس دن روزہ رکھتا ہوں کہ وہ دن دعا کرنے اور سوال کرنے کا ہے۔ (م)
- ۲- فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں رکھا تو نہ کاروزہ جب سے ماہ رمضان کا روزہ فرض ہوا۔ (موتقی)
- ۳- فرمایا روزہ عاشورہ اور روزہ عرفة روزہ نہ رکھو نہ مکہ میں نہ مدینہ میں اور نہ اپنے وطن میں اور نہ کسی اور شہر میں۔ (بخاری)
- ۴- میں نے صوم عاشورہ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا ماہ رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد یہ روزہ متروک ہو گیا اور متروک پر عمل بدعت ہے۔ نخبہ کتاب ہے میں نے یہی سوال ابو جبر اللہ سے کیا آپ نے بھی جواب دیا جو آپ کے والد بزرگوار نے دیا تھا۔ پھر فرمایا اس روزہ کا ذکر نہ کتاب فرمایا ہے نہ سنت رسولی میں، یہ امام حسینؑ کے قتل کے بعد سنت آل زیاد قرار پائی ہے۔ (بخاری)
- ۵- میں نے امام رضا علیہ السلام سے صوم عاشورہ کے متعلق پوچھا اور یہ کہ لوگ کیا کہتے ہیں فرمایا کیا تم ابن مرجانہ اور زیادہ کے روزے کے متعلق سوال کرتے ہو یہ وہ دن ہے کہ قتل حسینؑ کے لئے آل زیاد کے حرامیوں نے روزہ رکھا اور یہ وہ دن ہے کہ اہل اسلام اسے منجوس دن جانتا اور اہل بیت نے اسے منجوس قرار دیا ہے وہ نہ روزہ رکھتے ہیں اور نہ اس کو برکت کا دن جانتے ہیں اور دو شنبہ کا دن منجوس ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ہے۔ آل محمد پر جو مصیبت آئی اسی دن آئی اس لئے ہم نے اسے منجوس قرار دیا اور ہماری دشمن نے اسے متبرک جانا روزہ عاشورہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا گیا اور ابن مرجانہ نے اسے بابرکت دن قرار دیا اور آل محمد نے اسے منجوس جانا پس جس نے اس دن روزہ رکھا اور برکت چاہی اللہ اس کے قلب کو سخت کیا ہو قرار ہے گا اور اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے اس دن کے روزے کو سنت قرار دیا اور تبرک سمجھے۔ (بخاری)

۶۔ صوم عاشور کے متعلق فرمایا جو اس روز روزہ رکھے گا اس کا نصیب وہی ہوگا جو ابن زیاد کا۔ میں نے کہا اس کا نصیب کیا ہوگا۔ فرمایا درخ و خدا میں، تش درخ سے پناہ دے جو اس پر عمل کرے گا وہ آتش جہنم سے قریب ہوگا۔ (ترمذی)

۷۔ میں نے پوچھا تو میں اور دسویں محرم کے روزہ کے متعلق، فرمایا تو میں محرم کو کہہ بلا میں امام حسین اور ان کے اصحاب کا چھ اندر کیا گیا اور اہل شام کی فوجیں جمع ہوئیں اور ان پر چڑھائی کی اور خوش ہوئے۔ ابن زیاد و عمر سعد اپنی فوج کی کثرت پر اور امام حسین اور ان کے اصحاب کو کمزور بنایا اور ان کو یہ یقین تھا کہ امام حسین علیہ السلام کی مدد کو کوئی نہ آئے گا اور اہل عراق ان کو کمزور سمجھ کر ان کی مدد نہ کریں گے اور عاشور کا وہ دن ہے کہ اس میں امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے درمیان سرکٹے پڑے تھے اور ان کے اصحاب کی لاشیں ان کے چاروں طرف تھیں تو کیا ایسے دن روزہ رکھنا چاہئے؟ ہرگز نہیں، رب کعبہ کی قسم وہ روزہ کا دن نہیں، وہ رنج و مصیبت کا دن ہے اس دن اہل سموات و ارض اور تمام مومنین کو رنج کرنا چاہئے۔ وہ خوشی کا دن تھا ابن مرجانہ، اولاد زیاد اور اہل شام کے لئے، ان پر اور ان کی اولاد پر اللہ کا غضب نازل ہوا یہ دن ہے جس میں سوائے خطہ شام کے، روئے زمین کے تمام خطے روئے ہیں جو کوئی اس دن روزہ رکھے گا اور برکت حاصل کرنا چاہے گا تو اللہ تم اس کو مسوخ القلوب محسور کرے گا اور اس کا غضب اس پر نازل ہوگا اور جو کوئی اس روز کوئی شے خرید کر ذخیرہ کرے گا تو اللہ تم نفاق کو تار و زیامت اس کے دل میں پیدا کرے گا اور برکت کو اس سے اٹھائے گا اور اس کی اولاد اور خاندان والوں سے بھی اور شیطان کو ان کے عمل میں شریک بنائے گا۔ (رض)

﴿باب ۶﴾

﴿صوم العیدین و آیام التشریق﴾

- ۱۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن عثمان بن عیسیٰ، عن سماعة قال: سأله عن صیام یوم الفطر فقال: لا ینبغی صیامه ولا صیام آیام التشریق.
- ۲۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن أبي سعید المکاري، عن زیاد بن أبي الحلال قال: قال لنا أبو عبد الله عليه السلام: لا صیام بعد الاضحی ثلاثة آیام ولا بعد الفطر ثلاثة آیام، إنما آیام اکل و شرب.
- ۳۔ محمد بن إسماعیل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن یحییٰ؛ و ابن أبي عمیر، عن عبد الرحمن بن الحججاج قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن الیومین اللذین بعد الفطر ایضامان أم لا؟ فقال: أکره لك أن تصومهما.

باب

روزہ عیدین و ایام تشریق

- ۱- میں نے عید الفطر کے روزہ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس دن روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور نہ یوم تشریق (موتقی)
- ۲- ہم سے حضرت نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے تین دن بعد تک روزہ نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ ان دنوں میں (۲)
- ۳- میں نے پوچھا کیا عید الفطر کے بعد دو روزے رکھے جائیں یا نہیں۔ فرمایا اگر وہ ہے ان دو دن روزہ رکھنا (محرول)

باب

(صیام الترعیب)

۱- علی بن ابراہیم، عن ابيه، عن القاسم بن يحيى، عن جدّه الحسن بن راشد، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قلت: جعلت فداك للمسلمين عید غیر العیدین؟ قال: نعم يا حسن أعظمهما وأشرفهما، قلت: و أي يوم هو؟ قال: هو يوم نصب أمير المؤمنين صلوات الله وسلامه عليه فيه علماً للناس، قلت: جعلت فداك وما ينبغي لنا أن نصنع فيه؟ قال: تصومه يا حسن وتكثر الصلاة على محمد وآله وتبرء إلى الله ممن ظلمهم فإن الأنبياء صلوات الله عليهم كانت تأمر الأوصياء باليوم الذي كان يقام فيه الوصي أن يتخذ عبداً، قال: قلت: فما لمن صامه؟ قال: صيام ستين شهراً، ولا تدع صيام يوم سبع و عشرين من رجب فإنه هو اليوم الذي نزلت فيه النبوة على محمد عليه السلام ونوابه مثل ستين شهراً لكم.

۲- عدّة أمن أصحابنا، عن مهمل بن زياد، عن بعض أصحابنا، عن أبي الحسن الأول عليه السلام قال: بعث الله عز وجل محمد عليه السلام رحمة للعالمين في سبع و عشرين من رجب فمن صام ذلك اليوم كتب الله له صيام ستين شهراً؛ وفي خمسة وعشرين من ذي القعدة وضع البيت وهو أول رحمة وضعت على وجه الأرض فجعله الله عز وجل مثابة للناس و

أما ، فمن صام ذلك اليوم كتب الله له صيام ستين شهراً ؛ وفي أول يوم من ذي الحجة ولد إبراهيم خليل الرحمن ﷺ فمن صام ذلك اليوم كتب الله له صيام ستين شهراً .
 ۳ - سهل بن زياد ، عن عبدالرحمن بن سالم ، عن أبيه قال : سألت أبا عبد الله ﷺ هل للمسلمين عيد غير يوم الجمعة والأضحى و الفطر ؛ قال : نعم أعظمها حرمة قلت : و أيُّ عيد هو جعلت فداك ؛ قال : اليوم الذي نصب فيه رسول الله ﷺ أمير المؤمنين عليه السلام وقال : من كنت مولاه فعليُّ مولاه ، قلت : و أيُّ يوم هو ؛ قال : وما تصنع باليوم إن السنة تدور و لكنَّه يوم ثمانية عشر من ذي الحجة ، قلت : وما ينبغي لنا أن نفعل في ذلك اليوم ؛ قال : تذكرون الله عز ذكره فيه بالصيام والعبادة والذكر لمحمد و أن تجد فإن رسول الله ﷺ أوصى أمير المؤمنين ﷺ أن يتخذ ذلك اليوم عيداً وكذلك كانت الأنبياء ﷺ تفعل كانوا يوصون أوصياهم بذلك فيتخذونه عيداً .

۴ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن يوسف بن السُّخت ، عن حمدان ابن النضر ، عن محمد بن عبد الله الصيقل قال : خرج علينا أبو الحسن يعني الرضا ﷺ في يوم خمسة و عشرين من ذي القعدة فقال : صوموا فإني أصبحت صائماً ، قلنا : جعلنا فداك أيُّ يوم هو ؛ فقال : يوم نشرت فيه الرحمة ودحيت فيه الأرض ونصبت فيه الكعبة وهبط فيه آدم ﷺ .

باب

صوم الترغيب

۱ - میں نے پوچھا کیا عیدین کے سوا کوئی اور عید ہی ہے فرمایا ہاں اسے سن وہ ان دنوں عیدوں سے افضل و اشرف ہے میں نے کہا وہ کون سی عید ہے فرمایا جس روز امیر المؤمنین علیہ السلام امام مطلق بنائے گئے . میں نے کہا اس دن کی کرنا چاہیے فرمایا بے حسن روزہ رکھو اور محمد و آل محمد پر کثرت سے درود بھیجو اور ان کے ظالموں سے بیزاری کا ظاہر کرو . انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے اوصیاء کو آج کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے اور اپنا وصی اسی دن بناتے تھے اور اس دن کو عید منائے گا

- حکم دیتے تھے میں نے کہا کیا ثواب ہے اس روزہ کا، فرمایا ساٹھ ماہ کے روزوں کا، اور روزہ ترک نہ کرے ۲۷ دن ماہ چب کو پڑن ہے کہ حضرت رسول خدا کو نبوت ملی اس روزہ کا ثواب ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر ہے (م)
- ۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے، ۳۰ ویں ماہ رجب کو سعوت برسات فرمایا۔ پس جو کوئی اس روزہ روزہ رکھے تو اس کو ساٹھ روزوں کا ثواب ملے گا اور ۲۵ ذیقعدہ وہ دن ہے کہ خانہ کعبہ بنایا گیا اور وہ سب سے پہلی رحمت خدا کی ہے جو رے زمین پر نازل ہوئی۔ پس خدا نے اس کو لوگوں کے لئے جاسے تو اب اور جسے امن قرار دیا۔ جو کوئی اس روزہ روزہ رکھے گا اس کو ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (م)
- ۳۔ میں نے پوچھا کیا جہد اور عیدین کے سوا مسلمانوں کے لئے کوئی اور بھی عید ہے فرمایا ان سے اذو سے عزت بہت زیادہ بڑی، میں نے پوچھا وہ کون سی عید ہے فرمایا اس دن جب رسول اللہ نے حضرت علی کو اپنا خلیفہ بنایا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں میں نے کہا وہ کون دن ہے فرمایا وہ ۸ ربی الحج سے میں نے کہا ہم کو اس دن کیا کرنا چاہیے فرمایا اللہ کا ذکر کر دو روزہ رکھو، قہر وائل قہر کا ذکر کر دو۔ رسول اللہ نے حضرت علی کو وصیت کی تھی کہ اس دن کو عید قرار دیں اور انبیا بھی اب ہی کرتے تھے وہ اپنے اوصیا کو اس دن عید منانے کی وصیت کرتے تھے۔ (م)
- ۴۔ ۲۵ ربی تعدہ کو امام رضا علیہ السلام ہائے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم سب روزہ رکھو میں بھی روزہ سے ہوں ہم نے کہا اس دن کی کیا خصوصیت ہے فرمایا اسی دن زمین کھائی گئی، کعبہ بنایا گیا اور اسی دن آدم زمین پر اترے۔ (م)

﴿باب ۶۲﴾

﴿فضل افطار الرجل عند أخيه إذا سأله﴾

- ۱۔ عدۃ من أصعابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن إسحاق ابن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : افطارك لأخيك المؤمن أفضل من صيامك تطوعاً .
- ۲۔ عدۃ من أصعابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن البرقي ، عن القاسم بن محمد ، عن العيص ، عن نجم بن حطيم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : من نوى الصوم ثم دخل على أخيه فسأله أن يفطر عنده فليفطر وليدخل عليه السرور فإنه يحتسب له بذلك اليوم عشرة أيام وهو قول الله عز وجل ﴿ من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها ﴾ .
- ۳۔ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن إسماعيل ، عن صالح بن عقبه ، عن جميل بن دراج قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : من دخل على أخيه وهو صائم فأفطر عنده ولم يعلمه بصومه فيمن عليه كتب الله له صوم سنة .

۴۔ محمد بن یحییٰ، عن الحسن بن علیٰ الدینوری، عن محمد بن عیسیٰ، عن صالح ابن عقبہ قال: دخلت علی جمیل بن دراج و بین یدیه خوان علیہ غسانیة یأکل منها فقال: أذن فکل؛ فقلت: إني صائم فترکني حتى إذا أکلها فلم یبق منها إلا اليسیر عزم علیّ الأفطرت، فقلت له: ألا کان هذا قبل السّاعة، فقال: أدت بذلك أدبک ثم قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول أبما رجل مؤمن دخل علی أخیه وهو صائم فسأله الأکل فلم یخبره بصیامه لیمنّ علیہ بإفطاره كتب الله جلّ ثناؤه له بذلك اليوم صیام سنة.

۵۔ علی بن محمد، عن ابن جهور، عن بعض أصحابه، عن علی بن حديد قال: قلت لأبي الحسن الماضي عليه السلام: أدخل علی القوم وهم یأکلون وقد صلیت العصر وأنا صائمٌ فیقولون: أفطر؛ فقال: أفطرت فانه أفضل.

۶۔ محمد بن یحییٰ، عن محمد بن أحمد، عن محمد بن عیسیٰ، عن الحسن بن إبراهيم بن سفیان، عن داود الرقی قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: لا یفطارک فی منزل أخیک المسلم أفضل من صیامک سبعین ضعفاً أو تسعین ضعفاً.

پانچواں

روزہ افطار کرنے کی فضیلت

- ۱۔ فرمایا کسی بندہ مومن کا روزہ افطار کرنا سستی روزہ رکھنے سے بہتر ہے۔ (ص)
- ۲۔ فرمایا حضرت نے جو روزہ کی نیت کرے اور اپنے کسی بھائی کے پاس جائے اور اس سے کچے افطار میرے یہاں کرنا تو سے منظور کرنا چاہیے تاکہ اس کے دل کو خوش کرے اس صورت میں اسے دس روزوں کا ثواب ملے گا خدا فرماتا ہے جو ریاضتیں کرے گا اس کا بدلہ دس گنا سے دیا جائے گا۔ (ص)
- ۳۔ فرمایا جو بھالت روزہ اپنے بھائی کے پاس ملے اور اس کے یہاں افطار کرے اور اپنا روزہ اسے بتائے نہیں اور افطار کرے اس پر احسان کرے تو اس کو ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔
- ۴۔ میں نے سنا حضرت سے کہ جو شخص بھالتاً صوم اپنے بھائی کے پاس ملے اور وہ اس سے کھانے کے لئے کہے اور وہ اس

سے اپنے روزہ کا حال بیان کرے اور اس کو برکت دینے کے لئے اس کے یہاں افطار کر لے تو خدا سے ایک سال کے روزوں کا ثواب دیتا ہے۔ (بخاری)

- ۵- میں نے کہا میں اگر کچھ لوگوں کے پاس جاؤں اور وہ کھا رہے ہوں اور بحالت روزہ نماز عصر پڑھی اور انہوں نے مجھ سے کہا۔ آؤ تم بھی کھاؤ۔ فرمایا کھا لو (اگر روزہ سنتی ہے، کیونکہ یہ امر افضل ہے۔ (بخاری))
- ۶- فرمایا اپنے مسلمان بھائی کے یہاں روزہ افطار کرنا انشاء ہے ستر یا نوے گنا زیادہ روزوں سے۔ (بخاری)

﴿باب ۶۵﴾

﴿من لا يجوز له صيام التطوع الا باذن غيره﴾

۱- محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن خالد، عن القاسم بن عروة، عن بعض أصحابه، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال: لا يصلح للمرأة أن تصوم تطوعاً إلا بإذن زوجها.

۲- محمد بن یحییٰ، عن محمد بن أحمد، عن أحمد بن هلال، عن مروك بن عبيد، عن نشيط بن صالح، عن هشام بن الحكم، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من فقه الضيف أن لا يصوم تطوعاً إلا بإذن صاحبه و من طاعة المرأة لزوجها أن لا تصوم تطوعاً إلا بإذنه و أمره و من صلاح العبد و طاعته و نصحه لمولاه أن لا يصوم تطوعاً إلا بإذن مولاه و أمره و من بر الولدان لا يصوم تطوعاً إلا بإذن أبويه و أمرهما و إلا كان الضيف جاهلاً و كانت المرأة عاصية و كان العبد فاسقاً عاصياً و كان الولد عاقلاً.

۳- علي بن محمد بن بندار [وغیره] عن إبراهيم بن إسحاق باسناد ذكره، عن الفضيل بن يسار، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إذا دخل رجل بلدة فهو

ضيف على من بها من أهل دينه حتى يرحل عنهم ولا ينبغي للضيف أن يصوم إلا بإذنه لئلا يعملوا الشيء فيفسد عليهم ولا ينبغي لهم أن يصوموا إلا بإذن الضيف لئلا يعتمهم فيشتبهوا بالطعام فيتركه لهم.

۴۔ عددۃ من اصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن مالك بن عطية، عن محمد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال النبي ﷺ: ليس للمرأة أن تصوم تطوعاً إلا بإذن زوجها.

۵۔ علي بن محمد بن بندار، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن الجاموراني، عن الحسن بن علي بن أبي حمزة، عن عمرو بن جبیر العزرمي، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: جاءت امرأة إلى النبي ﷺ فقالت: يا رسول الله ما حق الزوج على المرأة؟ فقال: هو أكثر من ذلك، فقالت: أخبرني بشيء من ذلك، فقال: ليس لها أن تصوم إلا بإذنه.

باجل

کس کو روزہ رکھنا بے اجازت غیر جائز نہیں

- ۱۔ فرمایا عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ سنتی روزہ اپنے شوہر کی بے اجازت رکھے (رسول)
- ۲۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا جہان کا علم دین یہ ہے کہ وہ بغیر میزبان کی اجازت کے سنتی روزہ نہ رکھے اور عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت یہ ہے کہ وہ سنتی روزہ بغیر اس کی اجازت کے نہ رکھے اور غلام کی صلاحیت اور اطاعت اس میں ہے کہ وہ بے اذن آقا اور اس کے حکم کے سنتی روزہ نہ رکھے اور لڑکے کے لئے یہی ہے کہ وہ اپنے والدین کی اجازت کے بغیر سنتی روزہ نہ رکھے ورنہ جہان جاہل قرار پائے گا اور عورت نافرمان، غلام ناسق و عاصی اور لڑکا عاق ہوگا۔ (مخ)
- ۳۔ رسول اللہ نے فرمایا جب کوئی کسی شہر میں داخل ہو تو اپنے اہل و عیال کو کہہ دے کہ تم میری اجازت سے کوئی روزہ نہ رکھو، اگر وہ اس کی اجازت سے روزہ رکھے تو وہ ان لوگوں کے اذن کے بغیر روزہ رکھے تاکہ وہ کوئی عمل ایسا نہ کرے جو ان کے لئے برا ہو اور میزبانوں کو بھی یہ چاہیے کہ وہ بغیر میزبان کی اجازت سے روزہ نہ رکھے تاکہ وہ طلب طعام میں حیا کے طلب کو ترک کرے۔ (مخ)

- ۴۔ رسول اللہ نے فرمایا عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ بے اذن شوہر سنتی روزہ رکھے۔ (مخ)
- ۵۔ ایک عورت رسول خدا کے پاس آ کر کہنے لگی یا رسول اللہ شوہر کا کیا حق ہے عورت پر، فرمایا وہ بہت زیادہ ہے حق عورت سے، اس نے کہا اس میں سے کچھ تو بتائیے۔ فرمایا عورت بے اذن شوہر روزہ سنتی نہیں رکھ سکتی۔ (مخ)

﴿باب ٦٤﴾

﴿ما يستحب أن يفطر عليه﴾

- ١ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن التسكوني ، عن جعفر ، عن أبيه عليه السلام قال : كان رسول الله ﷺ إذا صام فلم يجد الحلواء أفطر على الماء .
- ٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رجل ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا أفطر الرجل على الماء الفاتر بقي كبده و غسل الذنوب من القلب وقوى البصر والحدق .
- ٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن صالح بن سدي ، عن ابن سنان ، عن رجل ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الإفطار على الماء يغسل الذنوب من القلب .
- ٤ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن ذكره ، عن منصور بن العباس ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الله بن مسكان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كان رسول الله ﷺ إذا أفطر بده حلواء يفطر عليها فإن لم يجد فسكرة أو تمرات فإذا أعوز ذلك كله فماء فاتر وكان يقول : ينقي المعدة والكبد ويطيب النكهة والفم ويقوي الأضراس ويقوي الحدق و يجلو الناظر و يغسل الذنوب غسلًا ويسكن العروق والهامة والميرة الغالبة ويقطع البلغم ويطفي الحرارة عن المعدة ويذهب بالصداح .
- ٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن إبراهيم بن مهزم ، عن طلحة ابن زيد ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كان رسول الله ﷺ يفطر على التمر في زمن التمر وعلى الرطب في زمن الرطب .
- ٦ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن جعفر بن عبد الله الأشعري ، عن ابن القداح ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كان رسول الله ﷺ أول ما يفطر عليه في زمن الرطب الرطب و في زمن التمر التمر .

باب

کس چیز سے افطار مستحب ہے

- ۱۔ رسول اللہ کریم ﷺ نے حلوہ نہ ملتا تو پانی سے افطار کرتے (بخاری)
- ۲۔ فرمایا بیب نیم گرم پانی سے افطار کیا جائے تو اس سے جگر صاف ہو جاتا ہے اور دل کے گناہ دھل جاتے ہیں اور بیتابی قوی ہوتی ہے (بخاری)
- ۳۔ فرمایا حضرت نے پانی سے افطار کرنا دل سے گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ (بخاری)
- ۴۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ روزہ کا افطار حلوہ سے کرتے تھے اگر نہ ملتا تو شکر سے یا خرماؤں سے، اگر ان میں سے کوئی چیز نہ ہوتی تو نیم گرم پانی سے اور فرماتے تھے اس سے معدہ کی صفائی ہوتی ہے جگر کی صفائی ہوتی ہے اور معدہ میں خوشبو رہتی ہے اور دل ارضیں میں مشہور ہوتی ہیں اور بصارت میں قوت آتی ہے گناہ دھل جاتے ہیں اور پیمان میں آنے والی رگیں ساکن ہو جاتی ہیں اور صفحہ کا غلبہ کم ہو جاتا ہے۔ بلغم قطع ہو جاتا ہے۔ معدہ کی حرارت ٹھنڈی پڑ جاتی ہے اور درد سردور ہو جاتا ہے (بخاری)
- ۵۔ حضرت رسول خدا ﷺ افطار کرتے تھے چھو ارہ کے زمانہ میں چھو ارہ سے اور کجور کے زمانہ میں کجور سے۔ (بخاری)
- ۶۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے کجور دن کے زمانہ میں کجور سے اور چھو ارہ کے زمانہ میں چھو ارہ سے افطار کرتے تھے۔ (بخاری)

﴿باب﴾

﴿الفصل فی شهر رمضان﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيہ، عن حماد بن عیسیٰ، عن حریر، عن زرارۃ؛ و فضیل، عن ابي جعفر رضی اللہ عنہ قال: الفسل فی شهر رمضان عند وجوب الشمس قبلہ نم یصلی نم یفطر۔
- ۲۔ محمد بن اسماعیل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن یحییٰ، عن منصور بن حازم، عن سلیمان بن خالد قال: سألت ابا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کم أغتسل فی شهر رمضان لیلة؛ قال: لیلة تسع عشرة و لیلة إحدى و عشرين و ثلاث و عشرين قال: قلت: فان شق علی؟ قال: فی إحدى و عشرين و ثلاث و عشرين، قلت: فان شق علی؟ قال: حسبك الآن۔

۳ - صفوان بن یحییٰ ، عن عیص بن القاسم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الليلة التي يطلب فيها ما يطلب متى الغسل ؟ فقال : من أول الليل وإن شئت حيث تقوم من آخره . وسألته عن القيام فقال : تقوم في أوله وآخره .

۴ - محمد بن یحییٰ ، عن محمد بن الحسين ؛ و صفوان بن یحییٰ ؛ و علي بن الحكم ، عن العلاء بن رزین ، عن محمد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : الغسل في ليال من شهر رمضان في تسع عشرة وإحدى وعشرين وثلاث وعشرين وأصيب أمير المؤمنين صلوات الله عليه في ليلة تسع عشرة وقبض في ليلة إحدى وعشرين صلوات الله عليه قال : والغسل في أول ليلة وهو بجزءه إلى آخره .

بَابُ

ماه رمضان میں غسل

- ۱- ماہ رمضان میں غروب شمس سے پہلے نہانے پھر نماز مغرب پڑھ کر اقطار کے (حنہ)
- ۲- میں نے پوچھا ماہ رمضان میں کتنی راتوں کو غسل کرنا چاہیے فرمایا انیسویں ، اکیسویں تیسویں شب کو میں نے کہا اگر یہ مجھ پر نشان ہو تو فرمایا دو ہی رات کافی ہے (مجمول)
- ۳- میں نے پوچھا شب قدر میں کس وقت غسل کیا جائے فرمایا اول شب میں اور اگر چاہو تو آخرات میں اسٹھ کر، میں نے پوچھا اٹھنے کے متعلق فرمایا اول میں اور آخر میں۔ (مجمول)
- ۴- فرمایا رمضان کی تین راتوں میں نہانا چاہیے انیسویں ، اکیسویں اور تیسویں شب میں۔ انیسویں شب میں امیر المؤمنین ع زحی ہوسے اور اکیسویں شب میں رحلت فرمائی ، پہلی شب میں غسل کرنا باقی دو کے لئے کافی ہوتا ہے (۴)

بَابُ

(مايزاد من الصلاة في شهر رمضان)

- ۱ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمد ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : دخلنا على أبي عبد الله عليه السلام فقال له أبو

بصير؛ ما تقول في الصلاة في شهر رمضان؟ فقال: لشهر رمضان حرمةٌ وحقٌ لا يشبهه شيء من الشهور، صل ما استطعت في شهر رمضان تطوعاً بالليل والنهار فإن استطعت أن تصلي في كل يوم، وليلة ألف ركعة [فافعل] إن علياً عليه السلام في آخر عمره كان يصلي في كل يوم ليلة ألف ركعة. فصل يا أبا عبد [في] [أرمضان، فقلت: كم جعلت فذاك؟ فقال: في عشرين ليلة تصلي في كل ليلة عشرين ركعة ثماني ركعات قبل العتمة واثنتا عشرة ركعة بعدها سوى ما كنت تصلي قبل ذلك فإذا دخل العشر الأواخر فصل ثلاثين ركعة في كل ليلة ثماني ركعات قبل العتمة واثنتين وعشرين ركعة بعدها سوى ما كنت تفعل قبل ذلك.

٢ - علي بن إبراهيم، عن محمد بن عيسى بن عبيد، عن يونس، عن أبي العباس البقباق؛ وعبيد بن زرارة، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يزيد في صلاته في شهر رمضان إذا صلى العتمة صلى بعدها فيقوم الناس خلفه فيدخل وينعهم ثم يخرج أيضاً فيجسبون ويقومون خلفه فينعهم ويدخل مراراً، قال: وقال: لا تصل بعد العتمة في غير شهر رمضان.

٣ - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة، عن أبي بصير قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا دخل العشر الأواخر شد المترد و اجتنب النساء وأحصى الليل و فرغ للعبادة.

٤ - أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن الحسن، عن سليمان الجعفري قال: قال أبو الحسن عليه السلام: صل ليلة إحدى وعشرين وليلة ثلاث وعشرين مائة ركعة بقره في كل ركعة قل هو الله أحد عشر مرات.

٥ - علي بن محمد، عن صالح بن أبي حماد، عن الحسن بن علي، عن ابن سنان، عن أبي شعيب المصملي، عن حماد بن عثمان، عن الفضيل بن يسار قال: كان أبو جعفر عليه السلام إذا كانت ليلة إحدى وعشرين وليلة ثلاث وعشرين أخذ في الدعاء حتى يزول الليل فإذا زال الليل صلى.

٦ - علي بن محمد، عن محمد بن أحمد بن مطهر أنه كتب إلى أبي محمد عليه السلام يخبره

بما جاءت به الرواية أن النبي ﷺ كان يصلي في شهر رمضان وغيره من الليل ثلاث عشرة ركعة منها الوتر وركعتا الفجر فكتب ﷺ فض الله فاه صلى من شهر رمضان في عشرين ليلة كل ليلة عشرين ركعة ثمانين بعد المغرب واثنى عشرة بعد العشاء الآخرة واغتسل ليلة تسع عشرة وليلة إحدى وعشرين وليلة ثلاث وعشرين وصلى فيهما ثلاثين ركعة اثنتي عشرة بعد المغرب وثمانين عشرة بعد عشاء الآخرة وصلى فيهما مائة ركعة بقره في كل ركعة فاتحة الكتاب وقل هو الله أحد عشر مرات وصلى إلى آخر الشهر كل ليلة ثلاثين ركعة كما فسرت لك

باب

ماہ رمضان میں سنتی نمازیں

بسم ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابو بصیر نے کہا آپ ماہ رمضان کی نمازوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں فرمایا ماہ رمضان کی حرمت ہے اور وہ حق ہے جس میں اور کوئی دوسرا ہینہ نہ ہو۔ اس ہینہ میں قرینۃ الی اللہ دن اور رات میں جتنی نمازیں ممکن ہو پڑھو، اگر ہو سکے تو ہر دن اور رات میں ایک ہزار رکعت پڑھو لے ابو محمد ماہ رمضان زیادہ عبادت کا زمانہ ہے۔ میں نے کہا کتنی، فرمایا بیس راتوں میں ہر رات کو بیس رکعات، آٹھ رکعتیں قبل عشا اور بارہ رکعتیں بعد عشا، سوائے ان کے جو اس سے پہلے تم پڑھ چکے ہو، جب عشرہ آخر داخل ہو تو ہر رات کو تیس رکعت پڑھو آٹھ رکعت قبل نماز عشا اور بائیس رکعتیں اس کے بعد، ماسوا ان کے جو پہلے پڑھ چکے ہو۔ (۱۶)

- ۲۔ فرمایا حضرت رسول خدا رمضان میں نمازوں میں اضافہ کر دینے سے نماز عشا پڑھنے کے بعد مستحب نمازیں پڑھنے سے لوگ حضرت کے پیچھے کھڑے ہو جاتے آپ ان میں داخل ہوتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ پھر ان کے درمیان سے نکل آتے اور دوسرے لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور آپ ان کے لئے دعا کرتے اور آپ کو باہر ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز نافلہ میں جماعت نہیں اور حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ ماہ رمضان کے علاوہ اور کسی جینے میں عشا کے بعد نماز پڑھو۔
- ۳۔ فرمایا حضرت نے جب ماہ رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آپ ازواج سے جماعت نہ کرتے اور تمام رات عبادت میں بسر کرتے اور
- ۴۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ اکیسویں اور تیسویں شب میں سو رکعت نماز پڑھو اور ہر رکعت میں دس بار

قل هو اللہ پر طھو۔ (م)

- ۵۔ فرمایا راوی نے کہ امام محمد باقر علیہ السلام اکیسویں اور تیسویں شب دعا میں بسر کرتے یہاں تک کہ ساری رات گزر جاتی پھر نماز صبح پڑھتے۔ (ض)
- ۶۔ میں نے امام علیہ السلام سے اس روایت کے متعلق سوال کیا کہ آنحضرت صلعم ماہ رمضان وغیرہ میں تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے ان میں نماز وتر و نماز صبح بھی شامل تھیں حضرت نے جواب میں لکھا اللہ ان کہنے والوں کا منہ بند کرے۔ حضرت رمضان کی پہلی بیس راتوں میں ہر رات کو بیس رکعت نماز پڑھتے تھے آٹھ رکعت بعد مغرب اور بارہ رکعت بعد عشا اور ۱۹، ۲۱، اور ۲۳ دنوں میں شب کو غسل کرتے تھے اور ان دنوں میں تیس رکعت نماز پڑھتے تھے بارہ بعد مغرب اور اٹھارہ بعد عشا اور ان دنوں راتوں میں سو رکعت نماز پڑھتے تھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دس مرتبہ قل هو اللہ احد اور آخر ماہ میں ہر رات کو تیس رکعت، جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ (مجمول)۔

﴿باب ۶﴾

﴿فی لیلۃ القدر﴾

- ۱۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن علی بن الحکم، عن سبف بن عمیرة، عن حسان بن مهران، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن ليلة القدر فقال: التمسها [في] ليلة إحدی وعشرين أو ليلة ثلاث وعشرين
- ۲۔ أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمد الجوهري، عن علي بن أبي حمزة الثمالي قال: كنت عند أبي عبد الله عليه السلام فقال له أبو بصير: جعلت فداك البرية التي يرجى فيها ما يرجى؟ فقال: في إحدى وعشرين أو ثلاث وعشرين قال: فإن لم أقف على كليهما؟ فقال: ما أسير ليلتين فيما تطلب قلت: فربما رأينا الهلال عندنا وجاءنا من يعبرنا بخلاف ذلك من أرض أخرى فقال: ما أسير أربع ليال تطلبها عنهما قلت: جعلت فداك ليلة ثلاث وعشرين ليلة الجهنمي فقال: إن ذلك ليقال، قلت: جعلت فداك إن سليمان بن خالد روى في تسع عشرة يكتب وفد الحاج، فقال لي: يا أبا محمد وفد الحاج يكتب في ليلة القدر والمنايا والبلايا والأرزاق وما يكون إلى مثلها في قابل فاطلها في ليلة إحدى وعشرين وثلاث وعشرين وصل في كل واحدة منهما مائة ركعة وأحبهما إن استطعت إلى النور واغتسل فيهما، قال: قلت: فإن لم أقدر على

ذلك وأنا قائم؟ قال: فصل وأنت جالس، قلت: فإن لم أستطع؟ قال: فعلى فراشك، لا عليك أن تكتحل أول الليل بشيء من النوم إن أبواب السماء تفتح في رمضان وتصفد الشياطين وتقبل أعمال المؤمنين؛ نعم الشهر رمضان كان يسمى على عهد رسول الله ﷺ المرزوق.

٣ - أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيوب، عن الغلاء بن رزين، عن محمد بن مسلم، عن أحدهما عليه السلام قال: سألته عن علامة ليلة القدر فقال: علامتها أن تطيب ريحها وإن كانت في برد دفقت وإن كانت في حر بردت، فطابت قال: وسئل عن ليلة القدر فقال: تنزل فيها الملائكة والكتابة إلى السماء الدنيا فتكتبون ما يكون في أمر السنة وما يصيب العباد وأمره عنده موقوف له وفيه المشيئة فيقدم منه ما يشاء ويؤخر منه ما يشاء ويمحو ويثبت وعنده أم الكتاب.

٤ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن غير واحد، عن أبي عبد الله عليه السلام قالوا: قال له بعض أصحابنا - قال: ولا أعلمه إلا سعيد السمان -: كيف يكون ليلة القدر خير أم ألف شهر؟ قال: العمل فيها خير من العمل في ألف شهر ليس فيها ليلة القدر.

٥ - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمد، عن علي بن أبي حمزة، عن أبي بصير؛ عن أبي عبد الله عليه السلام قال: نزلت التوراة في ست مضت من شهر رمضان ونزل الإنجيل في اثني عشرة ليلة مضت من شهر رمضان - ونزل الزبور في ليلة ثماني عشرة مضت من شهر رمضان ونزل القرآن في ليلة القدر.

٦ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن أذينة، عن الفضيل؛ و زرارة، ومحمد بن مسلم، عن حمران أنه سأل أبا جعفر عليه السلام عن قول الله عز وجل: «إنا أنزلناه في ليلة مباركة» قال: نعم ليلة القدر وهي في كل سنة في شهر رمضان في العشر الأواخر فلم ينزل القرآن إلا في ليلة القدر قال الله عز وجل: «فيها يُفترق كل أمر حكيم» قال: يقدر في ليلة القدر كل شيء يكون في تلك السنة إلى مثلها من قابل خير وشر وطاعة ومعصية ومولود وأجل وأرزق فما قدر في تلك السنة وقضى فهو المحتوم والله عز وجل فيه المشيئة؛ قال: قلت: «ليلة القدر خير من ألف شهر» أي شيء عنى

بذلك ؛ فقال : العمل الصالح فيها من الصلاة والزكاة وأنواع الخير خير من العمل في ألف شهر ليس فيها ليلة القدر ؛ ولولا ما يضاعف الله تبارك وتعالى للمؤمنين ما بلغوا و لكن لله يضاعف لهم الحسنات [بحسبنا] .

٧ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن السياري ، عن بعض أصحابنا ، عن داود بن فرقد قال : حدثني يعقوب قال : سمعت رجلاً يسأل أبا عبد الله عليه السلام عن ليلة القدر فقال : أخبرني عن ليلة القدر كانت أو تكون في كل عام ؛ فقال أبو عبد الله عليه السلام لو رفعت ليلة القدر لرفع القرآن .

٨ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن محمد بن عيسى ، عن أبي عبد الله المؤمن عن إسحاق بن عمار قال : سمعته يقول ؛ وناس يسألونه يقولون ؛ الأرزاق تقسم ليلة النصف من شعبان ، قال : فقال ؛ لا والله ما ذلك إلا في ليلة تسع عشرة من شهر رمضان وإحدى وعشرين وثلاث وعشرين فإن في ليلة تسع عشرة يلتقي الجمعان وفي ليلة إحدى وعشرين يفرق كل أمر حكيم وفي ليلة ثلاث وعشرين يمضي ما أراد الله عز وجل من ذلك و هي ليلة القدر التي قال الله عز وجل ؛ «خير من ألف شهر» قال : قلت : ما معنى قوله ؛ «يلتقي الجمعان» ؛ قال : يجمع الله فيها ما أراد [من] تقديمه وتأخيرها وإرادته و قضائه ، قال : قلت : فما معنى يمضي في ثلاث وعشرين ؛ قال : إنه يفرقه في ليلة إحدى وعشرين [إمضاءه] ويكون له فيه البداء فإذا كانت ليلة ثلاث وعشرين أمضاء فيكون من المحتوم الذي لا يبدوله فيه تبارك وتعالى

٩ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : التقدير في ليلة تسع عشرة والإبرام في ليلة إحدى وعشرين والإمضاء في ليلة ثلاث وعشرين .

١٠ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحسين ، عن محمد بن الوليد ؛ و محمد بن أحمد ، عن يونس بن يعقوب ، عن علي بن عيسى القمطاط ، عن عمه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : رأى رسول الله صلى الله عليه وآله في منامه بني أمية يصعدون على منبره من بعده و يضلون الناس عن الصراط القهقري فأصبح كئيباً حزيناً قال : فهبط عليه جبرئيل عليه السلام فقال :

یا رسول اللہ مالی أراک کثیراً حزیناً قال : یا جبرئیل اِنّی رأیت بنی اُمیّة فی لیلتی هذه یصعدون منبري من بعدي و یضلون الناس عن الصراط القهقری فقال : والذی بعنک بالحق نبیاً ان هذا شیء ما طلعت علیه فخرج إلى السماء فلم یلبث أن نزل علیه بآی من القرآن یؤنسه بها قال : «أرأیت ان متعناهم سنین ثم جاءهم ما كانوا یوعدون» ما أغنی عنهم ما كانوا یمتعون « وأنزل علیه « اِنّا أنزلناه فی لیلۃ القدر» وما أدبرک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من ألف شهر» جعل الله عز وجل لیلۃ القدر لنیبه صَلَّیَ اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خیراً من ألف شهر ملک بنی اُمیّة .

۱۱ - محمد بن یحییٰ ، عن محمد بن الحسین ، عن ابن فضال ، عن اُبی جمیلة ، عن رفاعة ، عن اُبی عبد اللہ صَلَّیَ اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قال : لیلۃ القدر هی أوّل السنة و هی آخرها .
۱۲ - عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زبید ، عن علی بن الحکم ، عن ربیع المسلمی ، وزبید بن اُبی الحلال ذکراه عن رجل ، عن اُبی عبد اللہ صَلَّیَ اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قال : فی لیلۃ تسع عشرة من شهر رمضان التقدير و فی لیلۃ إحدى و عشرين القضاء و فی لیلۃ ثلاث و عشرين إبرام ما یكون فی السنة إلى مثلها لله جل ثناؤه یفعل ما یشاء فی خلقه .

باب

شب قدر

- ۱- شب قدر کے متعلق فرمایا کہ اسے تلاش کرو اکیسویں اور تیسویں شب میں رہو .
- ۲- ابو بصیر نے حضرت سے شب قدر کے متعلق پوچھا فرمایا اکیس یا تیس اور دونوں میں طلب حاجت کا موقع نہ ملے تو جن دو راتوں میں طلب حاجت کے لئے آسانی ہو ، میں نے کہا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم چاند دیکھتے ہیں پھر ایک شخص کسی دوسرے شہر سے آتا ہے اور وہ اس کے خلات خبر دیتا ہے فرمایا جن چار راتوں میں سہولت ہو اسے قرار دیا جائے میں نے کہا میں آپ پر قنڈا ہوں جہتی (عبداللہ بن اُمیس القناری) کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تیسویں رات ہے فرمایا ایسا کہا جاتا ہے۔ میں نے کہا سیامان بن خالد کی روایت میں تاریخ کے متعلق ہے حاجیوں کا رد یہی لکھا ہے۔ فرمایا اسے ابو محمد حاجیوں کا وفد کیا لکھ سکتا ہے۔ شب قدر ، موتوں ، مصیبتوں اور ارزاق کے متعلق اور ایسی ہی اور چیزوں کے متعلق جو سال آئندہ ہونے والی ہوں تم اسے تلاش کرو ۲۱ ویں اور ۲۳ ویں شب میں ، ان دونوں راتوں میں

سور کعبتیں پڑھو اور اگر ہو سکے تو تمام رات جاگو اور دونوں میں غسل کرو۔ میں نے کہا اگر میں اس پر تادرتہ ہوں کہ کھڑے ہو کر پڑھوں، فرمایا تو بیٹھ کر پڑھو، میں نے کہا اگر یہ بھی ممکن نہ ہو۔ فرمایا تو زرخش پر لیٹ جاؤ اور تھوڑی دیر سو رہو۔ آسمان کے دروازے رمضان میں کھل جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور مومنین کے اعمال قبول کئے جاتے ہیں اس ماہ کا نام رمضان محمد رسول اللہ میں رکھا گیا المرزوق۔ (۲)

۳۔ میں نے پوچھا شب قدر کی علامت کیا ہے فرمایا اس کی ہوا میں خوشبو ہوتی ہے اگر سردی کا زمانہ ہو تو ہوا گرم ہوتی ہے اور اگر گرمی ہو تو ٹھنڈک ہو جاتی ہے اور خوش گو اور موسم ہو جاتا ہے اور کسی نے یہی سوال کیا۔ فرمایا ملائکہ اور کاتبان قضا و قدر نازل ہوتے ہیں آسمان دنیا پر اور جو کچھ اس سال ہونے والا ہو تب سے اسے لکھ لیتے ہیں ان مصائب و آلام اور راحت و آرام کو بھی جو بندوں کو پہنچنے والے ہوتے ہیں ان میں سے خدا جیسے چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کر دیتا ہے وہ مثلاً ہے اور برقرار رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔ (۴)

۴۔ لوگوں نے پوچھا لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے کیوں بہتر ہے فرمایا جو عمل اس میں وہ ان ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہوگا جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ (حسن)

۵۔ کیا توریت نازل ہوئی ۶ رمضان کو اور انجیل نازل ہوئی ۱۷ رمضان کو اور قرآن شب قدر میں (۲)

۶۔ آیہ انانزلناکے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ فرمایا ہاں لیلۃ القدر ہر ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں آتی ہے قرآن لیلۃ القدر ہی میں نازل ہوا ہے اس میں ہر امر حکیم کو جدا جدا بیان کیا جاتا ہے اور ہر شے جو اس سال میں ہوتی ہے اسی کے مثل اگلے سال میں مستقر کی جاتی ہے از قسم شیر ہو یا شہ، اطاعت یا معصیت، ولادت ہو یا موت، یا رزق، پس جو اس سال کے لیے معین ہو جائے گا وہ ایک امر یقینی ہوگا اور مشیت الہی اس میں ناقد ہوتی۔ میں نے کہا شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس سے کیا مراد ہے فرمایا علی صالح از قسم نماز و زکوٰۃ و دیگر امور خیر بہتر ہوتے ہیں ان ہزار مہینوں کے عمل سے جن میں شب قدر نہ ہو اگر اللہ تعالیٰ اس طرح مومنین کے عمل میں اضافہ نہ کرنا تو وہ اس حد تک نہ پہنچے۔ لہذا اللہ یوں حسنات کو زیادہ کرتا ہے۔ (حسن)

۷۔ حضرت سے کسی نے پوچھا کیا شب قدر اب بھی ہر سال ہوتی ہے حضرت نے فرمایا اگر لیلۃ القدر نہ رہے تو قرآن ہی اسٹھ جائے۔ (میںوں)

۸۔ لوگوں نے کہا رزق تو تقسیم ہوتے ہی نصف ماہ شعبان میں، فرمایا وہ ایسا نہیں وہ تقسیم ہوتے ہیں ۱۹، ۲۱، ۲۲ اور ۲۳ ماہ رمضان کو، انیس کو در چہر میں جمع ہوتی ہیں اور ۲۰ کو ہر امر حکیم میں تقربتی ہوتی ہے اور ۲۳، ۲۴ کو ان امور کا اجر ہوتا ہے جن کا ارادہ اللہ نے کیا ہو، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شب قدر ہزار ماہ سے بہتر ہے میں نے پوچھا دو کے جمع ہونے سے کیا مراد ہے فرمایا خدا جیسا کہ ہے جس کا ارادہ کیا ہو تقدیر و تاخیر ارادہ و قضا کے متعلق

میں نے کہا کیا مراد ہے جاری کرنے سے ۲۳ ویں شب کو، فرمایا وہ ۲۱ ویں شب کو اس کے اجراء کو جدا کرتا ہے اور پھر اس میں بدار واقع ہوتا ہے (مخبر و اثبات) جب ۲۳ ویں شب آتی ہے تو ان امور کا حتمی طور پر اجراء ہوتا ہے جن کو اللہ نے ظاہر نہیں کیا تھا۔ (مخبر)

۹۔ فرمایا حضرت نے اندازہ ہوتا ہے ۱۹ ویں شب میں اور یقینی صورت ہوتی ہے ۲۱ ویں شب میں اور اجراء ہوتا ہے ۲۳ ویں شب میں۔ (مخبر)

۱۰۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے خواب میں بنی امیہ کو اپنے بعد منبر پر چڑھتے دیکھا کہ وہ بہکا کر لوگوں کو غلط راستہ پر لے جا رہے ہیں پس آپ صبح کو بہت رنجیدہ اور ملول نظر آئے۔ جبرئیل نازل ہوئے اور اس سخن و ملامت کا سبب پوچھا آپ نے اپنا خواب بیان فرمایا۔ جبرئیل نے کہا تم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا رکھا ہے مجھے اس امر کی اطلاع نہیں پھر آسمان کی طرف گئے اور کچھ دیر کے بعد آیات قرآنی لے کر نازل ہوئے اور کہا خدا فرماتا ہے اگرچہ ہم نے ان کو چند دن کے لئے راحت دے دی ہے اس کے بعد جو ان کے متعلق وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہو گا اس عارضی دولت کی بنا پر انہیں پھر عذاب سے نجات نہ ملے گی پھر سورہ انزلنا نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ لیلتہ القدر سچی (سیدہ کی ہزار ماہ کی حکومت سے بہتر ہے) (مجبول)

۱۱۔ فرمایا شب قدر اول سال میں کبھی تھی اور آخر سال تک رہنے کی (مخبر)

۱۲۔ فرمایا ۱۹ ویں رات میں اندازہ ہے اور ۲۱ ویں رات میں حکم اللہ کا ہے اور ۲۳ ویں رات میں جاری کرنا ان امور کا جو سال گزشتہ کی طرح اگلے سال ہونے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے کرتا ہے (مخبر)

سابقہ احادیث میں امام علیہ السلام نے شب قدر کا تعین نہیں فرمایا یقیناً اس میں ایسی ہی کوئی توضیح ہے جیسے اسم اعظم کے چھپانے میں یا اصحاب کسوف کی صحیح تعداد نہ بتانے میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے ممکن ہے اس میں یہ مصلحت ہو کہ لوگ تینوں راتوں میں عبادت کر کے زیادہ ثواب حاصل کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿باب ثانی﴾

﴿الدعاء فی العشر الاواخر من شہر رمضان﴾

۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيه، عن ابن ابي عمير، عن بعض اصحابنا، عن ابي عبدالله عليه السلام قال: تقول في العشر الاواخر من شهر رمضان في كل ليلة: «أعوذ بجلال وجهك الكريم أن يتقصي عني شهر رمضان أو يطلع الفجر من ليلتي هذه ولك قبلي ذنب أو تبعة تعذبني عليه».

۲۔ أحمد بن محمد، عن علي بن الحسين، عن محمد بن عيسى، عن أيوب بن يقطين

أو غيره عنهم عليه السلام دعاء العشر الاواخر

تقول في الليلة الأولى : «يا مولج الليل في النهار ومولج النهار في الليل ومخرج الحي من الميِّت ومخرج الميِّت من الحي ، يارزق من يشاء بغير حساب ، يا الله يا رحمن يا الله يارحيم يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلي عليَّ عليَّ محمد و[علي] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في عليين وإسأمتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب بالشك عني وترضيني بما قسمت لي وآتني في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقنا فيها ذكرك وشكرك والرغبة إليك والإجابة والتوفيق لما وفققت له محمداً وآل محمد ﷺ .»

وتقول في الليلة الثانية : «يا صالح النهار عن الليل فإذا نحن مظلّمون ومجري الشمس مستقرّها بتقديرك يا عزيز يا عليم ومقدّر القمر منازل حتى عاد كالعرجون القديم يا نور كل نور ومنتهى كل رغبة وولي كل نعمة يا الله يارحمن يا الله يا قدوس يا أحد يا واحد يا فرد يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا ، ثم تعود إلي الدعاء الأول إلى قوله - : أسألك أن تصلي عليَّ محمد وأهل بيته - إلى آخر الدعاء - .»

وتقول في الليلة الثالثة : «يا رب ليلة القدر وجاعلها خيراً من ألف شهر و ربّ الليل والنهار والجبال والبحار والظلم والأنوار والأرض والسماء يا باري يا مصور يلحضان يا منان يا الله يارحمن يا الله يا قيوم يا الله يا بديع يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلي عليَّ محمد وآل محمد وأن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في عليين وإسأمتي مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب بالشك عني وترضيني بما قسمت لي وآتني في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرغبة إليك والإجابة والتوبة والتوفيق لما وفققت له محمداً وآل محمد ﷺ .»

٣ - ابن أبي عمير ، عن محمد بن عطية ، عن أبي عبد الله ﷺ في الدعاء في شهر

رمضان في كل ليلة تقول : « اللهم إني أسألك فيما تقضي و تقدّر من الأمر المحتوم في الأمر الحكيم من القضاء الذي لا يردّ ولا يبدل أن تكنتني من حجاج بيتك الحرام المبرور حجّهم ، المكفر عنهم سيئاتهم المفقور ذنوبهم المشكور سعيهم وأن تجعل فيما تقضي و تقدّر من الأمر المحتوم في الأمر الحكيم في ليلة القدر من القضاء الذي لا يردّ ولا يبدل أن تطيل عمري وأن توسّع عليّ في رزقي وأن تجعلني ممن تنتصر به [لدينك] ولا يستبدل بي غيري » .

٤ - محمد بن عيسى بإسناده عن الصالحين رضي الله عنهم قال : تكرر في ليلة ثلاث وعشرين من شهر رمضان هذا الدعاء ساجداً وقائماً وقاعداً وعلى كل حال وفي الشهر كله وكيف أمكنتك ومتى حصرتك من دهرك تقول بعد تعهيد الله تبارك وتعالى والصلاة على النبي صلوات الله عليه : « اللهم كن لوليك فلان بن فلان في هذه الساعة وفي كل ساعة ولياً وحافظاً وناصرأً وديلاً وقائداً وعوناً [رعياً] حتى نسكنه أرضك طوعاً وتمتعه فيها طويلاً » .

وقول : في الليلة الرابعة : « يا فالح الإصباح وجاعل الليل سكناً والشمس والقمر حساباً يا عزيز يا عليم يا ذا المن والطول والقوة والعدل والفضل والإينام والملك والإكرام [يا ذا الجلال والإكرام] يا الله يا رحمن يا الله يا فرد يا وتر يا الله يا ظاهر يا باطن يا حيّ يا لا إله إلا أنت لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء ، أسألك أن تصلي عليّ محمد و [عليّ] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في عليين وإسأني مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب [بإلشكّ عني ورضي بما قسمت لي وآتني في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك و شكرك والرغبة إليك والإجابة و التوبة والتوفيق لما وقتت له محمد و آل محمد صلوات الله عليهم » .

وقول في الليلة الخامسة : « يا جاعل الليل لباساً والنهار معاشاً والأرض مهاداً والجبال أوتاداً يا الله يا قاهر يا الله يا جبار يا الله يا سامع يا الله يا قريب يا الله يا مجيب يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك

أن تصلي على محمد و [على] أهل بيته و أن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء و روعي مع الشهداء و إحساني في عليين و إسأني مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشك عني و رضى بما قسمت لي و آتني في الدنيا حسنة و في الآخرة حسنة و قنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك و شكرك و الرغبة إليك و الإجابة و التوبة و التوفيق لما و ققت له محمداً و آل محمد ﷺ .

و تقول في الليلة السادسة : « يا جاعل الليل و النهار آيتين يا من محا آية الليل و جعل آية النهار مبصرة لتبتغوا فضلاً منه و رضواناً يا مفصل كل شيء تفصيلاً يا ماجد يا وهاب يا الله يا جواد يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى و الأمثال العليا و الكبرياء و الآلاء أسألك أن تصلي على محمد و [على] أهل بيته و أن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء و روعي مع الشهداء و إحساني في عليين و إسأني مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشك عني و ترضيني بما قسمت لي و آتني في الدنيا حسنة و في الآخرة حسنة و قنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك و شكرك و الرغبة إليك و الإجابة و التوبة و التوفيق لما و ققت له محمداً و آل محمد ﷺ .

و تقول في الليلة السابعة : « يا مهاد الظل و لو شئت لجعلته ساكناً و جعلت الشمس عليه دليلاً ثم قبضته إليك قبضاً يسيراً يا ذا الجود و الطول و الكبرياء و الآلاء لا إله إلا أنت عالم الغيب و الشهادة الرحمن الرحيم لا إله إلا أنت يا قدوس يا سلام يا مؤمن يا ميمم يا عزيز يا جبار يا متكبر يا الله يا خالق يا باري ياصور يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى و الأمثال العليا و الكبرياء و الآلاء أسألك أن تصلي على محمد و [على] أهل بيته و أن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء و روعي مع الشهداء و إحساني في عليين و إسأني مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشك عني و ترضيني بما قسمت لي و آتني في الدنيا حسنة و في الآخرة حسنة و قنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك و شكرك و الرغبة إليك و الإجابة و التوبة و التوفيق لما و ققت له محمداً و آل محمد ﷺ .

و تقول في الليلة الثامنة : « يا خازن الليل في الهواء و خازن النور في السماء

ومانع السماء أن تقع على الأرض إلا بأذنه وحاسبهما أن تزولا يا عليم يا غفور يا دائم يا الله يا وارث يا باعث من في القبور يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلي على محمد [علي] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في عليين وإسأتي مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب الشك عني وترضيني بما قسمت لي وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرغبة إليك والإجابة والتوبة والتوفيق لما وفقك له محمد وآل محمد ﷺ .

و تقول في الليلة التاسعة : « يا مَكْرُزَ اللَّيْلِ على النهار ومَكْرُزَ النَّهَارِ على الليل يا عليم يا حكيم يا الله يا رب الأرباب و سيد السادات لا إله إلا أنت يا أقرب إلي من جبل الوريد يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلي على محمد [علي] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في عليين وإسأتي مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب الشك عني وترضيني بما قسمت لي وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرغبة إليك والإجابة والتوبة والتوفيق لما وفقك له محمد وآل محمد ﷺ .

و تقول في الليلة العاشرة : « الحمد لله لا شريك له ، الحمد لله كما ينبغي لكم وجهه وعز جلاله وكما هو أهله يا قدوس يا نور القدس يا سبوح يا منتهى التسبيح يا رحمن يا فاعل الرحمة يا عليم يا كبير يا الله يا لطيف يا جليل يا الله يا سميع يا بصير يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلي على محمد [علي] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في عليين وإسأتي مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب الشك عني وترضيني بما قسمت لي وآتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرغبة إليك والإجابة والتوبة والتوفيق لما وفقك له محمد وآل محمد ﷺ .

٥ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عمار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كانت آخر ليلة من شهر رمضان قتل : « اللهم هذا شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن وقد تصرم وأعوذ بوجهك الكريم يارب أن يطلع الفجر من ليلتي هذه أو يتصرم شهر رمضان ذلك قبلي تبعه أو ذنب تريد أن تعذبني به يوم ألقاك . »

٦ - الحسين بن محمد ، عن أحمد بن إسحاق ، عن سعدان بن مسلم ، عن أبي بصير عن أبي عبدالله عليه السلام في وداع شهر رمضان « اللهم إنك قلت في كتابك المنزل : « شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن » وهذا شهر رمضان وقد تصرم فأسألك بوجهك الكريم وكلماتك النامة إن كان بقي علي ذنب لم تغفره لي أو تريد أن تعذبني عليه أو تقابسني به إن يطلع فجر هذه الليلة أو يتصرم هذا الشهر إلا وقد غفرته لي يا أرحم الراحمين . »

اللهم لك الحمد بمحامدك كلها أو غيرها ما قلت لنفسك منها وما قال الخلاق الحامدون المجتهدون المعدودون الموقرون ذكرك والشكر لك الذين أعتهم على أداء حقاك من أصناف خلقك من الملائكة المقربين والنبيين والرسلين وأصناف الناطقين والمسبحين لك من جميع العالمين على أنك بلغتنا شهر رمضان وعلينا من نعمك وعندنا من قسمك وإحسانك وتظاهر امتنانك فبذلك لك منتهى الحمد الخالد الدائم الراكد المخلد السرمد الذي لا ينفد طول الأبد جل ثناؤك أغنتنا عليه حتى قضينا صيامه وقيامه من صلاة وما كان منّا فيه من ير أو شكر أو ذكر .

اللهم فتقبله منا بأحسن قبولك وتجاوزك وعفوك وصفحك وغفرانك وحقية رضوانك حتى تظفرنا فيه بكل خير مطلوب وجزيل عطاه مهووب وتوقينا فيه من كل مهووب أو بلاه مجلوب أو ذنب مكسوب .

اللهم إني أسألك بعظيم ما سألك به أحد من خلقك من كريم أسمائك وجميل ثنائك وخاصة دعائك أن تصلي على محمد وآل محمد وأن تجعل شهرنا هذا أعظم شهر رمضان مر علينا منذ أنزلتنا إلى الدنيا بركة في عصمة ديني وخلص نفسي وقضاء

حوالہ جی و تشفہنی فی مسائلہ و تمام النعمۃ علی و صرف السوء عشی و لباس العافیۃ لی فیہ وأن
تجعلنی برحمتک ممّن خرت له لیلۃ القدر وجعلتها له خیراً من ألف شهر فی أعظم
الأجر و کرامتہ الذخر و حسن الشکر و طول العمر و دوام الیسر.

اللہم وأسألك برحمتک و طولک و عفوک و نعماتک و جلالک و قدیم إحسانک و
امتنانک أن لا تجعله آخر المهد منّا لشهر رمضان حتی تبلفناہ من قابل علی أحسن
حال و تعرفنی ہلالہ مع الناظرین الیہ و المتعرفین له فی أعفی عافیتک و أنعم نعمتک و
أوسع رحمتک و أجزل قسمک یا ربی الذی لیس لی رب غیرہ لا یكون هذا الوداع منی
له و داعفناہ ولا آخر العهد منی للقاء حتی ترینہ من قابل فی أوسع النعم و أفضل
الرجاء و أنا لک علی أحسن الوفاء إبتک سمیع الدعاء.

اللہم اسمع دعائی و ارحم تضرعی و تذلللی لک و استکانتی و توکللی علیک و أنا
لک مسلم لا أرجو نجاحاً ولا معافاة ولا تشریفاً ولا تبلیفاً إلا بک و منک فامنن علی
جلّ نناؤک و تقدّست أسماؤک بتبلیفی شهر رمضان و أنا معافاً من کلّ مکروه و محذور
و من جمیع البوائق ، الحمد لله الذی أعاننا علی صیام هذا الشهر و قیامہ حتی بلغنی
آخر لیلۃ منہ.

باب

عشرہ آخری رمضان میں دعا کرنا

۱۔ فرمایا آخر ماہ رمضان میں یہ دعا پڑھیے۔

أعوذ بجلال

بہت الذکریم أن استغنی عنی شہر رمضان أو یطلع الفجر من لیلتی هذه. و لک قلبی

ذات أو تبتعہ تدری سالیماً

میں تیری کریم ذات سے جو صاحب عظمت و جلال ہے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ ماہ رمضان ایسی
حالت میں گزرے یا اس رات کے بعد مجھے اس طرح مس ہو کہ مجھ سے کوئی ایسا گناہ صادر ہو جس پر تیرا عذاب

مجھ پر نازل ہو۔ (حسن)

۲۶ عشرہ آخر میں پہلی رات کو یہ دعا پڑھے :- «مولوج اللیل فی النهار ومولوج النهار فی اللیل ومنخرج
الحی من المیتة سفوح المیتة من الحی» یا ارق من یشاء بغير حساب ، یا اللہ یا رحمن
یا اللہ یا رحیم یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ لك الأسماء الحسنی والأمثال العلیا والكبریاء والآلاء
أسألك أن تصلي علی عبدی وأهل بیته وأن تجعل اسمی فی هذه اللیلة فی السعداء
وروحی مع الشهداء وإحسانی فی علیین وإسأئتی مغفورة و أن تهب لی یقیناً تباشر به
قلبی وإیماناً یذهب بالشك عنی وترضینهم بماقوت لی وآتانی فی الدنیا حسنة و فی
الآخرة حسنة وقنا عذاب الحریق وارزقنا فیها ذكرك وشكرك والرغبة إلیك والإیابة
والتوفیق لما وفققت له عهداً وآل عهداً ۱۰

لے دن میں سے رات کو اور رات میں سے دن کو نکلنے والے، لے زندہ کو مردہ سے اور مردہ سے زندہ کو
نکلنے والے، لے بے حساب جس کو چاہے رزق دینے والے یا اللہ لے رحمن لے اللہ لے رحیم یا اللہ یا اللہ
تیرے سب نام اچھے ہیں اور تیری سب مثالیں بلند ہیں اور کبریا سے لے کر توفیق دینے والے ہیں جس سے
سوال کرتا ہوں کہ رحمت نازل کر محمد و آل محمد پر اور میرا نام آج رات نیکیوں کی فہرست میں لکھ اور میری روح کو
شہداء کے زمرہ میں قرار دے اور میری نیکیوں کے بدلے میں جنت عطا کر اور میرے گناہوں کو بخش دے اور
میرے دل کو یقین عطا کر اور شک کو مچھت دور کر اور جو تو نے میری قسمت میں لکھا ہے اس پر مجھے راضی رکھ
اور دنیا و آخرت میں مجھے نیکی عطا کر اور عذاب جہنم سے مجھے بچائے اور اپنے ذکر کا مجھے رزق دے اور اپنے شکر
کا اور اپنی طرف رغبت اور رجوع کا اور توفیق دے ان چیزوں کی جن کی توفیق تو نے محمد و آل محمد کو دی ہے

وتقول فی اللیلة الثانية : «یا صالح النهار من اللیل فاذا نحن مظلومون ومجری
الشمس لمستقرها بتقدیرک یا عزیز یا علیم ومقدر الامر منازل حتی عاد کالرجون
القديم یا نور کل نور ومنتهی کل رغبة ودلی کل نعمة یا اللہ یا رحمن یا اللہ یا قُدوس
یا أحد یا واحد یا فرد یا اللہ یا اللہ یا اللہ لك الأسماء الحسنی والأمثال العلیا» ثم تعود
إلی الدعاء الأول إلی قوله - : أسألك أن تصلي علی عبدی وأهل بیته - إلی آخر
الدعاء . .

لے دن کو رات کی تاریکی سے نکلنے والے جبکہ ہم تاریکی میں تھے۔ اسے سوچ کر اپنے اندازہ کے مطابق اس کے

مستقر پر چلانے والے، اے عزیز و عظیم اور اے چاند کی منازل کو معین کرنے والے یہاں تک کہ وہ پرانی شاخ کی طرح ہو جائے۔ اے نور اے کل نور اور رغبت کی انتہا اے ہر نعمت کے مالک اے اللہ اے رحمن، اے فردوس اے احد اے واحد، اے فرد اے اللہ اے اللہ اے اللہ تیرے سب نام نیک ہیں اور بہترین امثال ہیں پھر پہلی دعا کو اسلک ان تعلقے سے لے کر آخر تک پڑھے۔

وتقول في الکیلة الثالثة: «یا ربی ایلۃ القدر و جاعلها خیراً من الف شهر و رب الکیل و النهار و الجبال و البحار و الظلم و الأنوار و الأرض و السماء یا باری، یا مصور یلخصان یا منان یا اللہ یا رحمن یا اللہ یا قیوم یا اللہ یا بدیع یا اللہ یا اللہ یا اللہ لك الأسماء الحسنی والأمثال العلیا و الکبریاء والآلاء، أسألك أن تصلي علی محمد و آل محمد وأن تجعل اسمی فی هذه الکیلة فی السعداء وروحي مع الشهداء و إحسانی فی علیین و إسمائنی مغفورة و أن تهب لی یقیناً تباشیر به قلبی و إیماناً یذهب الشک عني و ترضیني بما قسمت لی و آتانی فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب الحریق و ارزقنی فیها ذکرك و شکرک و الرغبة إليك و الإنابة و التوبة و التوفیق لما و قفت له محمداً و آل محمد ﷺ»

جو ترجمہ صرف اسمائے الہیہ ہیں لہذا ترجمہ کی ضرورت نہیں۔

ترجمہ اور دعاؤں میں گزرا۔

ماہ رمضان کی ہر رات میں یہ دعا پڑھے:-

اللهم انسی أسألك فیما تقضي و تقدّر من الأمر المحتوم فی الأمر الحکیم من القضاء الذي لا یردّ و لا یبدل أن تکتبني من خجاج بیتک الحرام المبرور حجّهم، المكفّر عنهم سیئاتهم المفقور ذنوبهم المشکور سعیمهم و أن تجعل فیما تقضي و تقدّر من الأمر المحتوم فی الأمر الحکیم فی ایلۃ القدر من القضاء الذي لا یردّ و لا یبدل أن تطیل عمری و أن توسع علیّ فی رزقی و أن تجعلنی ممن تنتصر به [لدينک] و لا تستبدک بی غیري .

یا اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے اس حکم کے متعلق جو حتمی ہے اور جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا کہ مجھے اپنے محترم گھر کے حج کرنے والوں میں لکھ دو جن کا حج مقبول ہے جن کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں جن کے سماعی مشکور ہیں اور اپنے ان احکام یقینیہ میں جو اہل ہیں اور جو شب قدر میں نازل ہوتے ہیں میری عمر کو طویل کرنے، میرے رزق کو زیادہ کر اور مجھے ان میں سے فرار سے جن کی مدد کی جاتی ہے اور غیر کی حالت سے میری تبدیلی کر۔

فرمایا یہ دعا ماہ رمضان میں بحالت سجدہ، بحالت قیام و قعود ہر حالت میں اور پوسے بیٹھے جہاں کہیں قیام و مقام ہو حمد و صلوة کے بعد کہے۔

اللّٰهُمَّ كُن لَوْلِيكَ فَلَانَ بْنِ فَلَانَ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَ فِي كُلِّ سَاعَةٍ و لِيَا وَ حَافِظًا وَ نَاصِرًا و دَلِيلاً وَ قَائِداً و عَوْنًا [و عِينًا] حَتَّى تَسْكُنَهُ اَرْضُكَ طَوْعًا وَ تَمَتُّعًا فِيهَا طَوْبًا .

یا اللہ اپنے فلاں بن فلاں ولی کے صدقہ میں اس وقت اور ہر وقت میرا ولی و حافظ و ناصر اور قائد اور بے پروا بنانے والا ہو، یہاں تک کہ تیری زمین پر تیری اطاعت کرنے والا اور طویل مدت فائدہ پانے والا ہو اور کہے۔

بِاِقْتِصَابٍ اِصْبَاحٍ وَ جَاعِلِ اللَّيْلِ مَسْكَنًا وَ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ عَسَابًا يَاعَزِيزُ يَاعَالِيَمُ يَا ذَا الْمَنِّ وَ الطَّوْلِ وَ الْقُوَّةِ وَ الْحَوْلِ وَ الْفَضْلِ وَ الْاِنْعَامِ وَ الْمَلِكِ وَ الْاِكْرَامِ [يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ] يَا اللّٰهُ يَا رَحْمَنُ يَا اللّٰهُ يَا فَرْدُ يَا وَ تَرُ يَا اللّٰهُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا حَيُّ يَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ لَكَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَ الْاَمْثَالُ الْعُلْيَا وَ الْكِبْرِيَا ، اَسْأَلُكَ اَنْ تَصَلِّيَ عَلَيَّ عَلِيٍّ عَمْرٍ و [عَلِيٍّ] اَهْلَ بَيْتِهِ اَنْ تَجْعَلَ اِسْمِي فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ فِي السَّمْعَاءِ وَ رُوْحِي مَعَ الشَّهَدَاءِ وَ اِحْسَانِي فِي عَالَمِيْنَ اِسْمَاءِي مَغْفُورَةٌ و اَنْ تَهَبَ لِيْ يَقِيْنًا تَبَاشِرُ بِهِ قَلْبِي و اِيْمَانًا يَذْهَبُ [بِاِشْتِاٰكٍ عَنِّي و رَضِيْ] بِمَا قَسَمْتُ لِيْ و اَتَنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً و فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَ قَنَا عَذَابَ الْحَرِيْقِ و اِرْزُقْنِيْ فِيْهَا ذِكْرَكَ و شُكْرَكَ وَ الرَّغْبَةَ اِلَيْكَ وَ الْاِيْتَابَةَ وَ التَّوْبَةَ وَ التَّوْفِيْقَ لَمَّا وَفَّقْتَ لَهٗ عَمْرًا ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ .

مضمون تقریباً وہی ہے جو اوپر لکھا۔

» یا جاعل اللیل لباساً والنهار معاشاً و الأرض مهجداً والجبال أوتاداً یا الله یا قاهر یا الله یا حیدر یا الله یا سمیع یا الله یا قریب یا الله یا مبین یا الله یا الله یا الله یا الله لك الأسماء الحسنی والأمثال العلیا والكبریاء والآلاء أسألك أن تصلي علی محمد و [علی] أهل بیته و أن تجعل اسمی فی هذه اللیلة فی السعداء و روحی مع الشهداء و إحسانی فی علیین و إساءتی مغفورة و أن تهب لی یقیناً تباشر به قلبی و إیماناً یذهب الشك عنی و رضی بما قسمت لی و آتناً فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب الحریق و ادرزقنی فیها ذكرك و شكرك و الرغبة إليك و الإجابة و التوبة و التوفیق لما وقتت له محمداً و آل محمد وآل علی .

اور چھٹی رات میں پڑھے . یا جاعل اللیل والنهار آیتین یا هن من آية اللیل و جعل آية النهار مبصرة لثبتغوا فضلاً منه ورضواناً یا مفصل کل شیء تفصيلاً یا ماجد یا وهاب یا الله یا جواد یا الله یا الله یا الله لك الأسماء الحسنی والأمثال العلیا والكبریاء والآلاء أسألك أن تصلي علی محمد و [علی] أهل بیته و أن تجعل اسمی فی هذه اللیلة فی السعداء و روحی مع الشهداء و إحسانی فی علیین و إساءتی مغفورة و أن تهب لی یقیناً تباشر به قلبی و إیماناً یذهب الشك عنی و ترضنی بما قسمت لی و آتناً فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب الحریق و ادرزقنی فیها ذكرك و شكرك و الرغبة إليك و الإجابة و التوبة و التوفیق لما وقتت له محمداً و آل محمد وآل علی .

تھوڑے سے فرق سے مضمون وہی ہے۔

اور ساتویں رات میں یہ دعا پڑھے . « یا ماد الظلّ ولو شئت لجعلته ساکناً و جعلت الشمس علیه دیلاً ثم قبضته إليك قبضاً یسیراً یا ذا الجرد و الطول و الكبریاء والآلاء لا إله إلا أنت عالم الغیب و الشهادة الرحمن الرحیم لا إله إلا أنت یا قدوس یا سلام یا مؤمن یا مہیمن یا عزیز یا حیدر یا متکبر یا الله یا خالق یا باری یا صور یا الله یا الله یا الله لك الأسماء الحسنی و الأمثال العلیا و الكبریاء والآلاء أسألك أن تصلي علی محمد و [علی] أهل بیته و أن تجعل اسمی فی هذه اللیلة فی السعداء و روحی مع الشهداء و إحسانی فی علیین و إساءتی مغفورة و أن تهب لی یقیناً تباشر به قلبی و إیماناً

یذهب الشک عنی وترضینی بما قسمت لی و آتانا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب الحریق و ارزقنی فیها ذکرك و شکرک و الرغمة إلیک و الإیابة و التوبة و التوفیق لما وفققت له محمداً و آل محمد ﷺ .

اور آٹھویں رات کو یہ دعا پڑھیے۔
یا خازن اللیل فی الهواء و خازن النور فی السماء
و مانع السماء أن تقع علی الأرض إلا بذنه و حاسمہم أن نزولاً یا علیم یا غفور یا دائم
یا اللہ یا وارث یا باعث من فی القبور یا اللہ یا اللہ یا اللہ لك الأسماء الحسنی و الأمثال
العلیاء و الکبریاء و الآلاء أسألك أن تصلی علی محمد و علی [أهل] بیته و أن تجعل اسمی فی
هذه اللیلة فی السعداء و روحی مع الشهداء و إحسانی فی علیین و إسانی مغفورة و أن
تهب لی یقیناً تباشیر به قلبی و ایماناً یذهب الشک عنی و ترضینی بما قسمت لی و آتانا
فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب الحریق و ارزقنی فیها ذکرك و شکرک
و الرغمة إلیک و الإیابة و التوبة و التوفیق لما وفققت له محمداً و آل محمد ﷺ .

اور نویں رات کو یہ دعا پڑھیے۔
یا مکور اللیل علی النهار و مکور النهار علی
اللیل یا علیم یا حکیم یا اللہ یا رب الأرباب و سید السادات لا إله إلا أنت یا أقرب
إلی من حبل الوريد یا اللہ یا اللہ یا اللہ لك الأسماء الحسنی و الأمثال العلیاء و الکبریاء
و الآلاء أسألك أن تصلی علی محمد و علی [أهل] بیته و أن تجعل اسمی فی هذه اللیلة فی
السعداء و روحی مع الشهداء و إحسانی فی علیین و إسانی مغفورة و أن تهب لی
یقیناً تباشیر به قلبی و ایماناً یذهب الشک عنی و ترضینی بما قسمت لی و آتانا فی الدنیا
حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب الحریق و ارزقنی فیها ذکرك و شکرک و الرغمة
إلیک و الإیابة و التوبة و التوفیق لما وفققت له محمداً و آل محمد ﷺ .

اور دسویں رات کو یہ دعا پڑھیے۔
الحمد لله لا شریک له و الحمد لله كما ینبغي لکرم
و جبهه و عز و جلاله و کما هو أهدى یا قدوس یا نور القدس یا سبحو یا مفتھی التبیح یا
رحمن یا فاعل الرحمة یا علیم یا کبیر یا اللہ یا لطیف یا جلیل یا اللہ یا سمیع یا بصیر یا
اللہ یا اللہ یا اللہ لك الأسماء الحسنی و الأمثال العلیاء و الکبریاء و الآلاء أسألك أن تصلی

علیٰ غفر و اعلىٰ اهل بيته وان تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء وروحي مع الشهداء
وإحساني في عليين وإسلامتي معنودة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب
الشك عنِّي و ترضيني بما قسمت لي وآتني في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا
عذاب السعير و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرغبة إليك والإجابة والتوبة والتوفيق
لما وثقت له نجاداً وآلها، صلى الله عليه وسلم

فرمایا حضرت ابو عبد اللہ نے جب ماہ رمضان کی آخری رات ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اللهم هذا شهر رمضان الذي أنزلت فيه القرآن وقد تصرّم وأعوذ بوجهك الكريم
يا رب أن يطلع الفجر من ليلتي هذه أو يتصرّم شهر رمضان ولك قلبي تبعاً أو ذنب تريد
أن تصدقني به يوم ألتاك .

اولیٰ رمضان کے لیے یہ دعا پڑھے۔

اللهم إني ألتك في كتابك المنزل : شهر
رمضان الذي أنزل فيه القرآن وهذا شهر رمضان وقد تصرّم فأملأك بوجهك الكريم
وكلماتك التامة إن كان بقي عليّ ذنب لم تنفّر له لي أو تريد أن تصدقني به أو تقايستني
به إن يطلع فجر هذه الليلة أو يتصرّم هذا الشهر إلا وقد غفرت له لي يا أرحم
الرحمين .

اللهم لك الحمد بسبحامدك كلها أو آخرها ما فاتك نفسك منها وما قال الخلاق
الجامدون المجتهدون المعدودون الموقرون ذكرك والشكراك الذين أعتتهم على
أداء حقك من أصناف خلائقك من الملائكة المبرّين والنبیین والمرسلين وأصناف الناطقين
والمسبّحين لك من جميع العالمين على أنك بأفتنا شهر رمضان وعلمنا من نعمك وعهدنا
من قسمك وإحسانك وتظاهر امتنانك فبذلك لك مني الحمد الخالد الدائم الراكب
المخلّد السرمد الذي لا ينفد طول الأبد جلّ ثناؤك أعتتنا عليه حتى قضينا صيامه
وقيامه من صلاة وما كان مثاقفه من بر أو شكر أو ذكر .

اللهم فقبّله مني بأحسن قبولك ، تجاوزك وحنوك وشفقتك وغفرانك وحققة
رضوانك حتى تظفرنا فيه بكل خير مطلوب وجزيل عطاه موهوب و توفيقنا فيه من
كل مرهوب أو بلاء مجلوب أو ذنب مكسوب .

اللهم اني اسألك بعظيم ما ألك به أحد من خلقك من كريم اسمائك و
جميل ثنائك و خاصة دعائك أن تصلي علي محمد وآل محمد وأن تجعل شهرنا هذا أعظم
شهر رمضان مرّ علينا منذ أنزلتنا إلى الدنيا بركة في عصمة ديني و خلاص نفسي وقضاء
حوالجي وشفعني في مسألي وتمام الآمنة علي و صرف السوء عني ولباس العافية لي فيه وأن
تجعلني برحمتك ممن خرت له ليلة القدر و جعلتها له خيراً من ألف شهر في أعظم
الأجر وكرائم الذخر و حسن الشكر و طول العمر و دوام اليسر .

اللهم و أسألك برحمتك و طولك و عفوكم و نعماتك و جلالك و قديم إحسانك و
امتنانك أن لا تجعله آخر المهدي منّا لشهر رمضان حتى تملأناه من قابل علي أحسن
حال و تعرفني هلاله مع المتأخرين إليه و المتعترفين له في أعقبي عافيتك و أنعم نعمتك و
أوسع رحمتك و اجزل قسمك يا ربّي الذي ليس لي ربّ غيره لا يكون هذا الوداع مني
له و داعفنا، ولا آخر المهدي منّي المقام حتى ترينيه من قابل في أوسع النعم و أفضل
الرجاء و أنا لك علي أحسن الرفاء، إنك سميع الدعاء .

اللهم اسمع دعائي و ارحم تضرعي و تذللني لك و استكاثني و توكلني عليك و أنا
لك مسلم لا أرجو نجاحاً ولا مفااة ولا تشريفاً ولا تليفاً إلا بك و منك فامنن علي
جلّ ثناؤك و تقدّست أسماؤك بقبلي في شهر رمضان و أنا معافاً من كلّ مكروه و محذور
و من جميع البوائق ، الحمد لله الذي أعاننا علي صيام هذا الشهر و قيامه حتى بلغني
آخر ليلة منه .

حجرات

(التكبير ليلة الفطر و يومه)

۱ - علي بن محمد ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن أبيه ، عن خلف بن حماد ، عن
سعيد النقاش قال : قال أبو عبد الله عليه السلام لي : أما إن في الفطر تكبيراً و لكنّه مستور

قال : قلت : و ابن هو قال : في ليلة الفطر في المغرب والعشاء الآخرة وفي صلاة الفجر وفي صلاة العيد ثم يقطع ، قال : قلت : كيف أقول ؛ قال : تقول : «الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر والله الحمد لله أكبر على ما هدانا» وهو قول الله عز وجل : «و لتكملوا العدة (يعني الصيام) ولتكبروا الله على ما هداكم ، عده من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن علي بن أسباط ، عن خاف بن حماد مثله .

۲ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن محمد بن أبي حمزة ، عن معاوية بن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : تكبر ليلة الفطر وصيعة الفطر كما تكبر في العشر .

۳ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن القاسم بن يحيى ، عن جده الحسن بن راشد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إن الناس يقولون : إن المغفرة تنزل على من صام شهر رمضان ليلة القدر ، فقال : يا حسن إن القاري جاد إنما يعطى أجرته عند فراغه ذلك ليلة العيد ، قلت : جعلت فداك فما ينبغي لنا أن نعمل فيها ؛ فقال : إذا غربت الشمس فاعتسلوا وإذا سلبت الثلاث المغرب فارفع يديك وقل : «يا ذا المن يا ذا الطول يا ذا الجود يا مصطفياً نجماً وناصره صل على محمد وآله واغفر لي كل ذنب أذنبته أحصيته علي ونسيته وهو عندك في كتابك» وتخر ساجداً وتقول مائة مرة : «أتوب إلى الله» و أنت ساجد وتسال حوائجك .

وروي أن أمير المؤمنين عليه السلام كان يصلي فيهما ركعتين بقرء في الأولى الحمد وقل هو الله أحد ألف مرة وفي الثانية الحمد وقل هو الله أحد مرة واحدة .

باب

تکبیر شب عید اور روز عید

۱ - فرمایا حضرت نے کہ یزید الفطر ہمارا ایک مقصد تکبیر ہے لیکن وہ لوگوں سے مستور ہے میں نے کہا وہ تکبیر کہاں کہی جائے فرمایا

شب عید مغرب اور عشا کے بعد اور صبح کی نماز کے بعد اور نماز عید کے بعد پھر حضرت خاموش ہوئے، میں نے کہا کیسے کہیں، فرمایا یوں کہو۔ (مجمول)

والله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر والله الحمد لله أكبر على ما هدانا، وهو قول الله عز وجل: «و لتكملوا العدة (يعني الصيام) ولتكبروا الله على ما هداكم»

۲۔ یہی روایت خلف بن محمد سے مروی ہے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا تکبیر کہی جائے شب عید صبح عید اسی طرح جیسے دوسری ذی الحجہ کو کہی جاتی ہے۔ (حسن)

۴۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں معفرت نازل ہوتی ہے اس شخص پر جو روزہ رکھے ماہ صیام میں شب قدر کا، فرمایا اسے حسن کارکردگی کو اجرت دی جاتی ہے کام سے فراغت کے بعد یہی صورت شب عید کی ہے، میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا جب سوچ غروب ہو تو غسل کر، پھر مغرب کی نماز پڑھو اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہو، اے احسان کرنے والے صواب تو توستغافرت، اسے برگزیدہ کرنے والے محمد کو اور ان کی مدد کرنے والے رحمت نازل کر محمد و آل محمد پر اور بخش دے میرے ہر گناہ کو جس کا تو نے احصا کیا ہے اور میں بھول گیا ہوں درآنحالیکہ وہ تیری کتاب میرے پھر سجدہ میں سو بار التوب الی اللہ کہو اور اپنی حاجت طلب کر۔ (مسئل)

امیرالمؤمنین علیہ السلام شب قدر میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھتے تھے اول رکعت میں بعد الحمد ایک ہزار بار قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں بعد الحمد ایک بار۔

﴿باب﴾

﴿یوم الفطر﴾

- ۱۔ علی بن ابراہیم، عن ابيہ؛ عن ابن ابي عمير، عن حماد، عن الحلبي، عن ابي عبدالله عليه السلام قال: اطعم يوم الفطر قبل ان تخرج إلى المصلى.
- ۲۔ عده من اصحابنا، عن احمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن جراح المدائني، عن ابي عبدالله عليه السلام قال: ليطعم يوم الفطر قبل ان يصلي ولا يطعم يوم اضحى حتى ينصرف الإمام.
- ۳۔ محمد بن اسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن ابن ابي عمير، عن ابراهيم بن

عمر ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال النبي صلى الله عليه وآله : إذا كان أول يوم من شوال نادى مناد : أيها المؤمنون اغدوا إلى جوائزكم ، ثم قال : يا جابر جوائز الله ليست بجوائز هؤلاء الملوك ، ثم قال : هو يوم الجوائز .
 ۴ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بعض أصحابنا ، عن جميل بن صالح ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إذا كان صبيحة يوم الفطر نادى مناد اغدوا إلى جوائزكم .

بابی

روز عید

- ۱ - روز عید الفطر نماز کو جانے سے پہلے کچھ کھاؤ (حسن)
- ۲ - فرمایا عید الفطر کو نماز سے پہلے اور عید الضحیٰ کو نماز کے بعد کھانا چاہیے۔ (مجمول)
- ۳ - فرمایا رسول اللہ نے جب شوال کا پہلا دن ہوتا ہے تو ایک منادی ندا کرتا ہے۔ اے ایمان والو صبح کرو اپنے انعامات کے لئے پھر فرمایا اے جابر اللہ کے انعامات ان بادشاہوں کے سے انعام نہیں ہیں پھر فرمایا عید کا دن انعامات کا دن ہے۔ (ض)
- ۴ - فرمایا عید الفطر کی صبح کو ایک منادی ندا کرتا ہے کہ صبح کرو اپنے انعامات کے لئے۔ (ض)

﴿ باب ﴾

﴿ ما يجب على الناس اذا صبح عندهم الرقبة يوم الفطر بعد ما ﴾

﴿ اصبحوا صائمين ﴾

۱ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن محمد بن عيسى ، عن يوسف بن عقيل ، عن محمد بن قيس ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا شهد عند الإمام شاهدان أنهما رأيا الهلال منذ ثلاثين يوماً أمر الإمام بالإفطار وصلّى في ذلك اليوم إذا كانا شهدا قبل زوال الشمس

فإن شهدا بعد زوال الشمس أمر الإمام بافطار ذلك اليوم وأخبر الصلاة إلى الغد فصلی

۴۳

۲ - محمد بن یحییٰ ، عن محمد بن أحمد رفعه قال : إذا أصبح الناس صياماً ولم يروا الهلال وجاء قوم عدول بشهدون على الرؤبة فليفطروا وليخرجوا من الغد أوّل النهار إلى عيدهم

باب

لوگوں پر کیا واجب ہے جب ریت عید فطر ثابت ہو

- ۱- فرمایا جب امام کے سامنے گواہی دیں دو گواہ کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے تیسویں دن یہ گواہی ہو تو امام حکم دے لوگوں کو افطار کرنے کا اور ان کے ساتھ اسی دن نماز پڑھے جبکہ یہ گواہی زوال آفتاب سے پہلے ہو اور اگر بعد زوال ہو تو روزہ کے افطار کا حکم ہے اور نماز دوسرے دن پڑھائے۔ (ضم)
- ۲- جب لوگ صبح کو روزے سے اٹھیں در آنحالیکہ انہوں نے چاند نہ دیکھا ہو اور کچھ لوگ اگر ریت کی گواہی دیں تو افطار کر لینا چاہیے اور دوسرے روز اول دن میں نماز عید ادا کریں (مرنوع)

﴿باب النواذر﴾

۱ - محمد بن یحییٰ ، عن محمد بن أحمد ، عن السیاری ، عن محمد بن إسماعیل الرّازی عن أبي جعفر النّانینی رضی اللہ عنہ قال : قلت له : جعلت فداك ما تقول في الصوم فإنه قد روي أنهم لا يوفّقون لصوم ؟ فقال : أما إنه قد أُجبت دعوة الملك فيهم قال : فقلت : وكيف ذلك جعلت فداك ؟ قال : إنّ الناس لما قتلوا الحسين صلوات الله عليه أمر الله تبارك وتعالى ملكاً ينادي أيتها الأمة الظالمة الفاتلة عترة نبيها لا وفقكم الله للصوم ولا لالفطر

۲ - أحمد بن محمد ، عن علي بن الحسين ، عن عمرو بن عثمان ، عن حنان بن سعيد ،

عن عبدالله بن دينار ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال : يا عبدالله ما من عبد للمسلمين أضحى ولا فطر إلا وهو بجدّ دلال نجد فيه حزناً ، قلت : ولم ذلك ؟ قال : لأنهم يرون حقهم في يد غيرهم .

۳- علي بن محمد ، عمّن ذكره ، عن محمد بن سليمان ، عن عبدالله بن لطيف التفليسي عن رزين قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : لما ضرب الحسين بن علي عليه السلام بالسيف فسقط رأسه ثم ابتدر ليقطع رأسه نادى هناد من بطنان العرش ألا آيتها الأمانة المتحصرة الضالة بعد نبيها لا وفقكم الله لأضحى ولا لفطر ، قال : ثم قال أبو عبدالله عليه السلام : فلا جرم والله ما وفقوا ولا يوفقون حتى يثار نائم الحسين عليه السلام .

۴- الحسين بن محمد ، عن الحرّاني ، عن علي بن محمد النوفلي قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : إنني أفطرت يوم الفطر على نين دنمر [ة] ، فقال لي : جمعت بركة ومسنة .

۵- سهل بن زياد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن يحيى بن المبارك ، عن عبدالله بن جبلة ، عن إسحاق بن عمار أو غيره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا أتني بطيب يوم الفطر بده بنسائه .

باب نوازل

۱- میں نے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں اس امر میں کہ لوگ بیسان کرتے ہیں ہمارے مخالفین کو روزے کی توفیق نہیں ہوتی فرمایا یہ فرشتہ کی قبریت دعا کا اثر ہے ، میں نے کہا یہ کیسے ۔ فرمایا جب لوگوں نے امام حسین کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو نذر کرنے کا حکم دیا ، اسے اپنے نبی کی امت پر ظلم کرنے اور قتل کرنے والوں اللہ تم کو روزہ کی توفیق دے نہ فطرہ کی ۔ (۴)

۲- فرمایا حضرت نے اسے عید اللہ کوئی مسلمان بندہ ایسا نہ ہوگا عید قریاں اور عید فطر کو جو اپنے رنج کو تازہ نہ کرتا ہو ۔ میں نے کہا یہ کیسے ، فرمایا اس لئے کہ وہ آل محمد کے حق کو دشمنوں کے قبضے میں دیکھتے ہیں ۔ (مجموعہ)

۳- فرمایا حضرت نے جب امام حسین کا سر کاٹا گیا تو بطن و عرش سے ایک منادی نے ندا کی ۔ لے امت حیران و گمراہ ہونے والی

اپنے نبی کے بعد خدا تمہیں توفیق نہ دے نہ ستر بانی کی نہ فطرہ کی، پھر حضرت نے فرمایا واللہ نہ اس کی توفیق دے گا کہ نہ دے گا جس کے جب تک قتل حسین کا بدلہ نہ لے لیا جائے۔

۴- میں نے حضرت سے کہا۔ میں نے روزہ افطار کیا خاک شفا اور چھوڑا رہے مسرما یا برکت و سنت دونوں جمع ہو گئے۔ (مجبول)

۵- روز عید جب رسول اللہ کے پاس خوشبو آتی تو آپ ابتدا کرتے اپنی اذن سے۔ (مجبول)

﴿ باب الفطرة ﴾

۱- علی بن ابراہیم، عن محمد بن عیسیٰ بن عیید، عن یونس، عن عبد اللہ بن سنان، عن ابي عبد اللہ عليه السلام قال: كل من ضممت إلى عمالك من حر أو مملوك ففعلتك أن تؤدي الفطرة عنه قال: وإعطاء الفطرة قبل الصلاة أفضل وبعد الصلاة صدقة.

۲- عدو من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن ابن أبي نجران، وعلي بن الحكم عن صفوان الجمال قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الفطرة، فقال: على الصغير والكبير والحر والعبد عن كل إنسان صاع من حنطة أو صاع من تمر أو صاع من زبيب.

۳- علي بن ابراہیم، عن أبيه؛ ومحمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن الحكم، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: التمر في الفطرة أفضل من غيره لأنه أسرع منفعة وذلك أنه إذا وقع في يد صاحبه أكل منه، قال: و نزلت الزكاة وليس للناس أموال وإنما كانت الفطرة.

۴- علي بن ابراہیم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمار، عن ابراہیم بن ميمون قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: الفطرة إن أعطيت قبل أن تخرج إلى العيد فهي فطرة وإن كانت بعد ما تخرج إلى العيد فهي صدقة.

۵- محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن محمد بن خالد، عن سعد بن سعد الأشعري، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: سألت عن الفطرة كم تدفع عن كل رأس من الحنطة

والشعير والتمر والزبيب ؛ قال : صاع بصاع النبي ﷺ .

٦ - محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن سيف بن عميرة ، عن إسحاق بن عمار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن تعجيل الفطرة بيوم ، فقال : لا بأس به ، قلت : فما ترى بأن نجعلها ونجعل قيمتها ورقاً ونعطيها رجلاً واحداً مسلماً ؛ قال : لا بأس به .

٧ - محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن دراج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بأن يعطي الرجل عن عياله وهم غيب عنه و يأمرهم فيعطون عنه وهو غائب عنهم .

٨ - عدة من أصحابنا ، عن محمد بن عيسى ، عن علي بن بلال قال : كتبت إلى الرجل عليه السلام أسأله عن الفطرة وكم تدفع ، قال : فكتب ستة أرتال من تمر بالمديني وذلك تسعة أرتال بالبغدادي .

٩ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن جعفر بن إبراهيم بن محمد الهمداني وكان منا حاجباً قال : كتبت إلى أبي الحسن عليه السلام على يدي أبي : جعلت فداك إن أصحابنا اختلفوا في الصاع بعضهم يقول : الفطرة بصاع المدني وبعضهم يقول : بصاع العراقي ؛ فكتب إلي : الصاع ستة أرتال بالمديني وتسعة أرتال بالعراقي قال : وأخبرني أنه يكون بالوزن ألفاً ومائة وسبعين ذرنة .

١٠ - محمد بن يحيى ، عن عبدالله بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن داود بن النعمان وسيف بن عميرة ، عن إسحاق بن عمار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرجل لا يكون عنده شيء من الفطرة إلا ما يؤدي عن نفسه وحدها يعطيه غريباً أو يأكل هو و عياله قال : يعطي بعض عياله ثم يعطي الآخر عن نفسه يردونها فيكون عنهم جميعاً فطرة واحدة .

١١ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن عمر بن أذينة ، عن زرارة قال : قلت : الفقير الذي يتصدق عليه هل عليه صدقة الفطرة ؟ فقال : نعم يعطي مما يتصدق به عليه .

١٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن مولود ولد ليلة الفطر عليه فطرة ؟ قال : لا ، قد خرج الشهر ، قال : وسألته عن يهودي أسلم ليلة الفطر عليه فطرة ؟ قال : لا .

١٣ - محمد بن الحسين ، عن محمد بن القاسم بن الفضيل البصري ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : كتبت إليه : الوصي يزكّي عن اليتامى زكاة الفطرة إذا كان لهم مال ؟ فكتب لازكاة على يتيم . وعن مملوك يموت مولاه وهو عنه غائب في بلد آخر وفي يده مال لمولاه ويحضر الفطر أيزكّي عن نفسه من مال مولاه وقد صار لليتامى ؟ قال : نعم .

١٤ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن ذكره ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك هل على أهل البوادي الفطرة ؟ فقال : الفطرة على كل من اقتات قوتاً فعليه أن يؤدّي من ذلك القوت .

١٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه رفعه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سئل عن رجل في البادية لا يسكنه الفطرة ، قال : يتصدق بأربعة أرطال من لبن .

١٦ - عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عمر بن يزيد قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يكون عنده الضيف من إخوانه فيحضر يوم الفطر يؤدّي عنه الفطرة ؟ قال : نعم الفطرة واجبة على كل من يعول من ذكر أو أنثى صغير أو كبير حرّ أو مملوك .

١٧ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا بأس أن يعطي الرجل الرجل عن رأسين وثلاثة وأربعة - يعني الفطرة - .

١٨ - أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن القاسم بن بريد ، عن مالك الجهني قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن زكاة الفطرة ، قال : تعطىها المسلمين فإن لم تجد مسلماً فمستضعفاً وأعط ذقرا بتك منها إن شئت .

١٩ - علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن إسحاق بن عمار ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألت عن صدقة الفطرة أعطىها غير أهل ولايتي من فقراء

باب اعتکاف کی کم سے کم مدت

۱۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جس کا شوہر غائب ہو اور وہ آجائے در آنحالیکہ وہ عورت اس کے اذن سے اعتکاف میں ہو، شوہر کے آنے کی خبر پا کر وہ اپنے گھر گئے اور اپنے شوہر کے لئے تیار ہو یہاں تک کہ وہ اس سے ہم بستہ ہو، فرمایا اگر وہ مسجد سے تین دن گزارنے سے پہلے نکلے اور اس نے اعتکاف میں کوئی شرط نہیں رکھی تھی تو اس پر وہی کفارہ ہوگا جو ظہار کرنے والے پر ہوتا ہے۔ (۱۲)

۲۔ فرمایا اعتکاف تین دن سے کم نہیں ہوتا اور جو اعتکاف کرے وہ روزہ سے ہو اور معتکف کو چاہیے کہ وقت اعتکاف وہی شرط کرے جو احرام کی ہوتی ہے۔ (۱۳)

۳۔ فرمایا حضرت نے اگر ایک دن اعتکاف کرے اور اس نے شرط نہیں کی تو باہر آجائے اور اعتکاف ختم کرے اور اگر دو روز تک رہے اور شرط نہیں کی تو اعتکاف کو صحیح نہ کہے جب تک تین دن پورے نہ ہوں۔ (۱۴)

۴۔ شرعی معتکف کو خوشبو نہیں سونگھنی چاہیے اور نہ پھولوں سے لذت حاصل کرنی چاہیے نہ کسی سے جھکنا کرنا چاہیے اور نہ حسریہ فروخت کرنی چاہیے اور جو تین دن اعتکاف میں رہے جو تھے دن اسے اختیار ہے چاہے تین دن اور بڑھائے چاہے مسجد سے نکلے اور اگر دو دن اور ٹھہرائے گا تو اگلے پورے کرے مسجد سے نکلے۔ (۱۵)

۵۔ فرمایا اعتکاف سنت ہے تین دن۔

﴿باب﴾

﴿المعتكف لا يخرج من المسجد الا لحاجة﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ليس على المعتكف أن يخرج [من المسجد] إلا إلى الجمعة أو جنازة أو غائط .

۲۔ عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد ، عن داود بن سرحان

قال : كنت بالمدينة في شهر رمضان فقلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنني أريد أن أعتكف فماذا أقول وماذا أفرض علي نفسي ؟ فقال : لا تخرج من المسجد إلا لحاجة لا بد منها ولا تقع تحت ظلال حتى تعود إلى مجلسك .

۳ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا ينبغي للمعتكف أن يخرج من المسجد إلا لحاجة لا بد منها ثم لا يجلس حتى يرجع ولا يخرج في شيء إلا لاجتياز أو يعود مريضاً ولا يجلس حتى يرجع واعتكاف المرأة مثل ذلك .

باب

معتكف مسجد سے نہ نکلنے بجز ضرورت کے

- ۱- معتكف مسجد سے نہ نکلے سوائے نماز جمعہ یا نماز جنازہ یا رفع ضرورت کے لے۔ (۶)
- ۲- میں نے کہیں اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہوں لہذا مجھے کیا کہنا یا کیا کرنا چاہیے فرمایا مسجد سے مت نکلو مگر سورت ضرورت کے وقت اور جب تک لوٹ کر آؤ کسی ساری میں نہ بیٹھو (۷)
- ۳- فرمایا معتكف کو مسجد سے نہ نکلنا چاہیے مگر شدید ضرورت میں اور واپس آئے تک کہیں نہ بیٹھے اور نہ باہر آئے مگر جنازہ کے لئے یا مریض کی عیادت کے لئے، مگر لوٹنے تک بیٹھے نہیں۔ عورت کے اعتکاف کی بھی یہی صورت ہے۔ (حسن)

﴿باب﴾

﴿المعتكف يمرض و المعتكفة تطمئ﴾

- ۲ - عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، وسهل بن زیاد جميعاً ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيوب ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المعتكفة إذا طمئت قال : ترجع إلى بيتها وإذا طهرت رجعت فقصت ما عليها .

باب

اگر معتکف مریض ہو جائے یا معتکف حائض ہو

۱۔ فرمایا جب معتکف عورت کو حیض آنے لگے تو مسجد سے نکل کر اپنے گھر آجائے اور جب ظاہر ہو جائے تو بقیہ دن پورا کرے (۴)

﴿باب﴾

﴿المعتکف یجامع أهله﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا، عن سهل بن زیاد، عن ابن محبوب، عن ابن رقیب، عن زرارة قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن المعتکف یجامع أهله، قال: إذا فعل فعلیه ما علی المظاهر.

۲۔ عدۃ من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن عبدالرحمن بن أبي نجران، عن عبداللہ بن المغیرة، عن سماعة بن مهران قال: سألت أبا عبداللہ عليه السلام عن معتکف واقع أهله، قال: هو بمنزلة من أفطر يوماً من شهر رمضان.

۳۔ محمد بن یحییٰ، عن أحمد بن محمد، عن ابن فضال، عن الحسن بن الجهم، عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن المعتکف یأتی أهله، فقال: لا یأتی امرأته لیلاً ولا نهاراً وهو معتکف.

باب

معتکف کا جماعت کرنا

- ۱۔ میں نے پوچھا اگر معتکف اپنی زوجہ سے جماعت کرے فرمایا اس کا کفارہ وہی ہے جو ظہار کا ہے (۲)
- ۲۔ میں نے پوچھا معتکف کے جماعت کرنے سے متعلق، فرمایا ایسا ہی ہے جیسے ماہ رمضان میں بے وجہ روزہ نہ رکھنا۔ (مشق)
- ۳۔ فرمایا جماعت اعتکاف عورت کے پاس نہ دن کو جائے نہ رات کو (مشق)

باب

﴿باب النوازل﴾

١ - أحمد بن إدريس ، عن الحسن بن علي الكوفي ، عن عيسى بن هشام ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرحمن بن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : رجل أسرت الرثوم ولم يصم شهر رمضان ولم يدر أي شهر هو ؟ قال : يصوم شهراً [أو] يتوخأه ويحسب فإن كان الشهر الذي صامه قبل شهر رمضان لم يجزه وإن كان بعد رمضان أجزأه .

٢ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن يحيى بن عمرو بن خليفة الزيات ، عن عبدالله بن بكير ، عن بعض أصحابنا ، عن أحدهما عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : يا معشر الشباب عليكم بالباه فإن لم تستطيعوه فمليكم بالصيام فإنه وجاهه .

٣ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن القاسم بن يحيى ، عن جدّه الحسن بن راشد ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : حدثني أبي عن جدي ، عن آباءه عليهم السلام أن علياً صلوات الله عليه قال : يستحب للرجل أن يأتي أهله أو ليلة من شهر رمضان تقول الله عز وجل : «أحل لكم ليلة الصيام الرفث إلى نسائكم» والرفث المجامعة .

٤ - محمد بن يحيى ، عن علي بن إبراهيم الجعفري ، عن محمد بن الفضل ، عن الرضا عليه السلام قال : قال لبعض مواليه يوم الفطر وهو يدعو له : يا فلان تقبل الله منك ومنا ، ثم أقام حتى كان يوم الأضحى ، فقال له : يا فلان تقبل الله منك ومنا ، قال : قلت له : يا ابن رسول الله قلت في الفطر شيئاً وتقول في الأضحى غيره ؟ قال : فقال : نعم إنني قلت له في الفطر : تقبل الله منك ومنا لأنه فعل مثل فعلي وتأسيت أنا وهو في الفعل وقلت له في الأضحى : تقبل الله منك ومنا لأنه يمكننا أن نضحى ولا يمكنه أن يضحى فقد فعلنا نحن غير فعله .

٥ - عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبي الصخر أحمد بن عبدالرحيم رفعه إلى أبي الحسن صلوات الله عليه قال : نظر إلى الناس في يوم فطر يلعبون ويضحكون فقال لأصحابه والتفت إليهم : إن الله عز وجل خلق شهر رمضان مضماراً

جيرانى؟ قال : نعم الجيران أحقُّ بها لمكان الشهرة .

٢٠ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد رفعه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : يؤدِّي الرجل زكاة الفطرة عن مكاتبه ورقيق امرأته وعبدته النُصرانيِّ والماجوسيِّ وما أغلق عليه بابه .

٢١ - أبو علي الأشعريُّ ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمار ، عن معتب ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال : اذهب فأعط عن عيالنا الفطرة وأعط عن الرقيق واجمعهم ولا تدع منهم أحداً ، فإنَّك إن تركت منهم إنساناً تخوفت عليه الفوت ، قلت : وما الفوت؟ قال : الموت .

٢٢ - محمد بن يحيى ، عن بنان بن محمد ، عن أخيه عبد الرحمن بن محمد ، عن محمد ابن إسماعيل قال : بعثت إلى أبي الحسن الرضا عليه السلام بدارهم لي ولقيري وكتبت إليه أخبره أنها من فطرة العيال فكتب بخطه : قبضت وقبلك .

٢٣ - أبو العباس الكوفيُّ ، عن محمد بن عيسى ، عن أبي علي بن راشد قال : سألته عن الفطرة لمن هي؟ قال : للامام ، قال : قلت له : فأخبر أصحابي ، قال : نعم من أردت أن تطهره منهم ، وقال : لا بأس بأن تعطي وتحمل ممن ذلك ورقاً .

٢٤ - محمد بن يحيى ، عن محمد بن عبد الله ، عن عبد الله بن جعفر ، عن أيوب بن نوح قال : كتبت إلى أبي الحسن الثالث عليه السلام أن قوماً سألوني عن الفطرة ويسألوني أن يحصلوا قيمتها إليك وقد بعث إليك هذا الرجل عام أوَّل وسألني أن أسألك فنسيت ذلك وقد بعث إليك العام عن كلِّ رأس من عيالي بدينهم على قيمة تسعة أربطال بدينهم فرأيتك جعلني الله فداك في ذلك ؛ فكتب عليه السلام : الفطرة قد كثر السؤال عنها وأنا أكره كلَّ ما أدعى إلى الشهرة فاقطعوا ذكر ذلك واقبض ممن دفع لها وأمسك ممن لم يدفع .

باب فطرہ

- ۱- ضرر یا جو لوگ تمہارے عیال میں شامل ہیں خود آزاد ہوں یا غلام ان میں سے ہر ایک کا فطرہ دینا ہو گا۔ قبل نماز فطرہ دینا افضل ہے بعد نماز فطرہ دینے سے۔ (۲)
- ۲- فرمایا ہر چھوٹے بڑے آزاد و غلام ہر انسان کا ایک صاع (سوا تین سیر) گندم، چھوڑا رہ یا مستحق ہے۔ (۳)
- ۳- فرمایا چھوڑا رہ کی زکوٰۃ افضل ہے، اس کے غیر سے کیونکہ اس کا فائدہ جلد حاصل ہو جاتا ہے یعنی جو نبی مستحق کے پاس پہنچتا ہے اسے کھا لیتا ہے جب زکوٰۃ کا حکم ہوا اس وقت لوگوں کے پاس مال نہ تھا لہذا غریبوں کی امداد کے لئے صرف فطرہ ہی تھا۔ (حسن)
- ۴- فرمایا خیر کی نماز میں جائے سے پہلے فطرہ دیا جائے تو وہ فطرہ ہے اور اگر نماز کے بعد دیا جائے تو وہ صدقہ ہے (مجبور)
- ۵- میں نے پوچھا ہر شخص کا فطرہ گہنوں، جو، چھوڑا رہ اور مستحق کا کتنا دیا جائے فرمایا ایک صاع ہی (۴)
- ۶- میں نے پوچھا فطرہ میں ایک دن کی تعجیل کے متعلق، فرمایا کیا مضائقہ ہے میں نے کہا اگر جمع رکھ کر اس کی قیمت روپیہ کی صورت میں ایک مسلمان کو دے دی جائے تو فرمایا کیا مضائقہ ہے (موتی)
- ۷- فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر کوئی اپنے عیال کی طرف سے جو دہاں موجود نہ ہوں فطرہ دے لے یا خود اپنے عیال کو اپنی طرف سے فطرہ دینے کا حکم دے در آنحالیکہ وہ ان سے غائب ہو (مجبور)
- ۸- میں نے فطرہ کے متعلق پوچھا کتنا دیا جائے فرمایا چھ رطل تمر مدنی جو برابر ہوتے ہیں ۹ رطل بغدادی کے۔ (مرسل)
- ۹- میں نے لکھا کہ صاع کے وزن میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہے بعض کہتے ہیں صاع مدنی مراد ہے بعض کہتے ہیں عراقی، حضرت نے تحریر فرمایا ایک صاع چھ رطل مدنی کا ہوتا ہے اور ۹ رطل عراقی کا اور یہ ہیں بتایا کہ صاع کا وزن ایک ہزار ایک سو ستتر درہم کا ہوتا ہے۔ (مجبور)
- ۱۰- میں نے پوچھا ایک شخص ایسا ہے کہ اس کے پاس صرف اتنا ہے کہ اپنی طرف سے ایک فطرہ دے لے تو آیا وہ کسی محتاج کو دے یا وہ اور اس کے عیال خود کھائیں فرمایا ایک جمعہ اپنے عیال کو دے اور دوسرا اپنی طرف سے دے تاکہ زیادہ ہو جائے پس یہ ان سب کی طرف سے ایک فطرہ ہو جائے گا۔ (مجبور)
- ۱۱- میں نے پوچھا ایسا فقیر جس کو صدقہ دیا جاتا ہے کیا اس پر صدقہ فطرہ ہے فرمایا ہاں وہ اس میں سے دے جو اس کو بلا ہے۔ (حسن)

- ۱۲- میں نے پوچھا جو پر عید کی رات کو پیدا ہوا ہے کیا اس پر فطرہ ہے فرمایا نہیں، وہ ماہ رمضان ختم ہونے کے بعد ہوا ہے میں نے کہا اور وہ یہودی جو عید کی رات اسلام لائے، فرمایا اس پر بھی نہیں۔ (حسن)
- ۱۳- میں نے لکھا کیا وصی زکوٰۃ فطرہ یتیموں کی طرف سے دے سکتا ہے جبکہ وہ مالدار ہوں، فرمایا یتیم پر زکوٰۃ نہیں اور اس غلام پر جس کا آقا مر گیا ہوا اور کسی دوسرے شہر چلا گیا ہو اس کے پاس اپنے آقا کا مال ہوا اور فطرہ کا وقت آجائے تو وہ اپنے آقا کے مال سے اپنے نفس کی زکوٰۃ دے اور وہ یتیم ہوں فرمایا ہاں۔ (۴)
- ۱۴- میں نے پوچھا اہل باد یہ پر فطرہ ہے فرمایا ہر اس شخص پر ہے جو روزی کھاتا ہے اسی میں سے دے۔ (مرسل)
- ۱۵- حضرت سے پوچھا اس باد یہ نشیہ کے متعلق جسے فطرہ دینا ممکن نہ ہو فرمایا وہ چار رطل دودھ صدقہ سے (مرفوع)
- ۱۶- میں نے پوچھا اگر کسی کا کوئی بھائی روز عید تک ہمان رہے کیا وہ اس کا فطرہ دے فرمایا ہاں فطرہ دینا واجب ہے ہر اس کی طرف سے جس کا کھانا اس کے اوپر ہو مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام۔
- ۱۷- فرمایا ایک شخص کو دو تین اور چار رطل بھی دیئے جاسکتے ہیں۔ (موتق)
- ۱۸- میں نے پوچھا زکوٰۃ فطرہ کے متعلق، فرمایا مسلمانوں کو دی جائے اور اگر مسلمان نہ لے تو ضعیف ایمان کو دیں اور تم اس میں سے کچھ چاہو تو اپنے قریب تدارق کو دے دو (حسن)
- ۱۹- میں نے پوچھا میں فطرہ دیتا ہوں ان بڑوسی فقیروں کو جو غیر ملکی ہیں فرمایا بڑوسی کا حق زیادہ ہے۔
- ۲۰- فرمایا ادا کرے فطرہ اپنے غلام مکاتب کی طرف سے اور اس حمل کی طرف سے جو اس کی زوجہ کو پہلے شوہر سے ہوا اور جس پر اس کا دروازہ بند ہو۔ (مرفوع)
- ۲۱- لڑیا جائے اور اپنے عیال کا فطرہ دو اور اس بچہ کا جو ماں کے پیٹ میں ہے اور سب کا (اور دونوں میں سے کسی کو نہ چھوڑو اور اگر ان کو چھوڑ دیا تو سرت کا خوف اس کے لئے باقی رہا) (موتق)
- ۲۲- میں نے امام رضا علیہ السلام کے پاس کچھ درہم بھیجے اور آگاہ کیا کہ میرے عیال کے فطرہ کے ہیں حضرت نے اپنے تمام سے لکھا مجھے مل گئے ہیں نے قبول کیا۔ (مجمول)
- ۲۳- میں نے پوچھا فطرہ کس دیا جائے فرمایا امام کو میں نے کہا۔ میں اس حکم سے اپنے اصحاب کو آگاہ کر دوں فطرہ مایا جسے چاہو آگاہ کر دو اگر قیمت بیچے دو تو کجا مضائقہ نہیں (مجمول)
- ۲۴- میں نے لکھا لوگوں نے فطرہ کے متعلق حج سے پوچھا اور یہ کہ اس کی قیمت آپ کو بیچ دیں کچھ سال انھوں نے آپ کو بھیجا تھا اور حج سے کہا تھا میں آپ سے پوچھوں میں بھول گیا اس نے پھر اس سال اپنے عیال کے ہر فرد کے نو رطل بھیجے، پس آپ کی کیا رائے ہے تحریر فرمایا میں برا جانتا ہوں کہ شہرت کے لئے دیا جائے لہذا یہ ذکر چھوڑو، جو دیا ہے لے لو باقی چھوڑو۔

کتاب الاعتکاف

باب

﴿باب الاعتکاف﴾

۱۔ علیؑ بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد اللهؑ قال : كان رسول الله ﷺ إذا كان العشر الآخر اعتكف في المسجد وضربت له قببة من شعر وشمس المطر و طوى فراشه وقال بعضهم : واعتزل النساء فقال أبو عبد اللهؑ : أما اعتزال النساء فلا .

۲۔ علیؑ بن ابراہیم ، عن ابيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد اللهؑ قال : كانت بدر في شهر رمضان فلم يعتكف رسول الله ﷺ فلما أن كان من قابل اعتكف عشرين عشراً لعامه وعشراً قضاء ما فاته .

۳۔ عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد ، عن داود بن الحصين ، عن أبي العباس ، عن أبي عبد اللهؑ قال : اعتكف رسول الله ﷺ في شهر رمضان في العشر الأول ثم اعتكف في الثانية في العشر الوسطى ثم اعتكف في الثالثة في العشر الآخر ثم لم يزل يعتكف في العشر الآخر .

باب

اعتکاف کا وقت اور مقام

- ۱۔ جب ماہ رمضان کا عشرہ آخر ہوتا تو رسول اللہؐ مسجد میں اعتکاف کرتے آپ کے لئے کبیل کا ایک قبہ بنایا جاتا اور عبادت کے لئے مہینوں کا کرماندھتے اور آپ کا فرش پیٹ دیا جاتا۔ لوگ کہتے تھے حضرت نے عورتوں کے پاس جانا ترک کر دیا ہے حضرت ابو عبد اللہؑ نے فرمایا ایسا نہیں تھا آپ نے عورتوں سے ترک تعلق نہیں کیا تھا۔ (حسن)
- ۲۔ جنگ بدر ماہ رمضان میں ہوئی اس لئے رسولؐ قحرا اعتکاف نہ کر سکے جب انکار رمضان آیا تو آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ دس دن اس سال کے اور دس دن چھ سال کے قضا۔ (حسن)
- ۳۔ فرمایا اعتکاف کیا رسول اللہؑ نے ماہ رمضان کے عشرہ اول میں پھر اعتکاف کیا۔ دوسرے عشرہ میں پھر اعتکاف کیا عشرہ آخر میں۔ (ضعف)

﴿باب﴾

﴿انه لا يكون الاعتكاف الا بصوم﴾

- ۱ - عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زیاد ، عن أحمد بن محمد ، عن داود بن الحصين ، عن أبي العباس ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا اعتكاف إلا بصوم .
- ۳ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا اعتكاف إلا بصوم في [ال]مسجد الجامع .

باب

اعتكاف بغیر روزہ کے نہیں ہوتا

- ۱ - فرمایا اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں ہوتا ۔ (رض)
- ۲ - اعتکاف نہیں ہوتا اگر جامع مسجد میں روزہ کے ساتھ

﴿باب﴾

﴿المساجد التي يصلح الاعتكاف فيها﴾

- ۱ - عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زیاد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عمر بن يزيد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : ما تقول في الاعتكاف ببغداد في بعض مساجدها ؛ فقال : لا اعتكاف إلا في مسجد جماعة قد صلى فيه إمام عدل بصلاة جماعة ولا بأس أن يعتكف في مسجد الكوفة بالبصرة ومسجد المدينة ومسجد مكة .
- ۲ - سهل بن زیاد ، عن أحمد بن محمد ، عن داود بن سرحان ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا اعتكاف إلا في العشرين من شهر رمضان وقال : إن علياً صلوات الله عليه كان يقول : فلا أرى الاعتكاف إلا في المسجد الحرام أو مسجد الرسول أو مسجد جامع ولا

ينبغي للمعتكف أن يخرج من المسجد إلا لحاجة لا بد منها ثم لا يجلس حتى يرجع والمرأة مثل ذلك .

۳ - علی بن ابراهیم ، عن ابيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حماد ، عن الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن الاعتكاف ، قال : لا يصلح الاعتكاف إلا في المسجد الحرام

أو مسجد الرسول صلى الله عليه وآله أو مسجد الكوفة أو مسجد جماعة وتصوم مادمت معتكفاً .

۴ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن عبدالله بن سنان قال : المعتكف بمكة يصلي في أي بيوتها شاء سواء عليه في المسجد صلى أو في بيوتها .

۵ - أبو علي الأشعري ، عن محمد بن عبد الجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المعتكف بمكة يصلي في أي بيوتها شاء والمعتكف في غيره لا يصلي إلا في المسجد الذي سماه .

باب

کن مساجد میں اعتکاف ہو

۱- میں نے پوچھا اعتکاف کرنے کو بقدر ادا کسی مسجد میں کیا جائے نہ نہ مایا اعتکاف نہیں ہوتا مگر مسجد جامع میں جہاں امام عادل نماز پڑھاتا ہو اور کوئی مضائقہ نہیں اعتکاف کرنے میں مسجد کوفہ ، بصرہ ، مدینہ و مکہ میں۔ (۳)

۲- فرمایا اعتکاف ماہ رمضان کے دوسرے اور تیسرے عشرہ میں ہوتا ہے اور حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اعتکاف نہیں ہوتا مگر مسجد الحرام ، مسجد رسول اور مسجد جامع میں اور معتکف کو چاہیے کہ بغیر کسی خاص

جگہ کے مسجد سے باہر نہ آئے اور کھانے تک بیٹھے نہیں یا یہی حکم عورت کے لئے ہے۔ (۴)

۳- فرمایا اعتکاف درست نہ ہوگا مگر مسجد الحرام ، مسجد رسول ، مسجد کوفہ یا جامع مسجد میں اور جب تک اعتکاف ہو روزہ رکھنا ہوگا۔ (۵)

۴- مکہ میں اعتکاف کرنے والا جس گھر میں چاہے نماز پڑھے مسجد میں یا کسی گھر میں نماز پڑھنا برابر ہے۔ (۶)

۵۔ فرمایا مکہ کا متکف جس گھر میں چاہے نماز پڑھے اور مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ اعتکاف کرنے والا سوائے اس مسجد کے جس میں متکف ہے اور کہیں نماز نہ پڑھے گا۔ (۲)

﴿باب﴾

﴿اقل ما یكون الاعتکاف﴾

۱۔ عدۃ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن أبي ولاد الحنطال قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن امرأة كان زوجها غائباً فقدم وهي معتكفة بأذن زوجها فخرجت حين بلغها قدمه من المسجد إلى بيتها فتبسات لزوجها حتى واقفا فقال : إن كانت خرجت من المسجد قبل أن تنقضي ثلاثة أيام ولم تكن اشترطت في اعتكافها فإن عليها ما على المظاهر .

۲۔ أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيوب ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : لا يكون الاعتكاف أقل من ثلاثة أيام ومن اعتكف صام وينبغي للمعتكف إذا اعتكف أن يشترط كما يشترط الذي يحرم .

۳۔ أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيوب ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا اعتكف يوماً ولم يكن اشترط فله أن يخرج ويفسخ الاعتكاف وإن أقام يومين ولم يكن اشترط فليس له أن يفسخ اعتكافه حتى يمضي ثلاثة أيام .

۴۔ أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيوب ، عن أبي عبيدة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : المعتكف لا يشم الطيب ولا يتلذذ بالريحان ولا يماري ولا يشترى ولا يبيع قال : ومن اعتكف ثلاثة أيام فهو يوم الرابع بالخيار إن شاء ثلاثاً أياماً أخر وإن شاء خرج من المسجد فإن أقام يومين بعد الثلاثة فلا يخرج من المسجد حتى يتم ثلاثة أيام أخر .

۵۔ عدۃ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد ، عن داود بن صرحان قال : بداني أبو عبد الله عليه السلام من غير أن أسأله فقال : الاعتكاف ثلاثة أيام ؛ يعني السنة أن شاء الله .